سُنن ابن مَاجہ (اردو) (مترجم)

جلد سوم

أبواب الزكاة - أبواب الحدود

احادیث: 1783 - 2614

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی

دارالسلام

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

● الریاض۔العلیا فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 ● الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 ● سویلم فون: 2860422 01

● مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 ● قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156

● مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 ● مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155

● جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 ● الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551

● ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 ● خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ● ہوسٹن فون: 7220419 713 001 ● نیویارک فون: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس ومرکزی شوروم)

● 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7240024-7232400-7111023-7110081 42 0092 فیکس: 7354072

موبائل: 4212174-0321 8484569 0322 ● غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

ابن ماجه، محمد بن يزيد

سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ

ص: ٦٣٢ مقاس: ١٤×٢١ سم

ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (مجموعة)

٤-٠-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٣)

١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان

ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨

رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨

ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨

٤-٠-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٣)

جلد سوم

سُنن ابنِ ماجہ

(مترجم)

أبواب الزكاة ـــ أبواب الحدود احادیث: 1783 ـــ 2614

تالیف

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ — حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابومحمد محمد اجمل حفظہ اللہ — حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

دار السلام DARUSSALAM

فہرست مضامین (جلد سوم)

9

11

17

21

23

زکاۃ کی فرضیت اور اہمیت وفضیلت

✽ لغوی معنی: امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زکاۃ [اَلزَّکَاءِ] سے مشتق ہے جس کے معنی اضافہ اور بڑھوتری کے ہیں۔ زکاۃ کو زکاۃ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مال میں اضافے اور برکت کا باعث بنتی ہے' اسی لیے جب کھیتی میں برکت حاصل ہو تو کہتے ہیں: [زَکَا الزَّرْعُ]

امام ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زکاۃ کو زکاۃ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ [تُزَکِّی اَلْفُقَرَاءَ] فقراء کی نشوونما کرتی ہے اور انھیں ترقی دیتی ہے۔ اس کے دوسرے معنی پاکیزگی کے ہیں۔ زکاۃ بقیہ مال کو پاکیزہ کر دیتی ہے' یا زکاۃ دینے والے کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کر دیتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ (التوبۃ۹:۱۰۳) ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں۔'' یعنی زکاۃ دینے والوں کو اخلاق رذیلہ جیسے بخل اور خودغرضی وغیرہ سے پاک کر دیں۔ دیکھیے: (لسان العرب:۱۸۳۹/۳' والمصباح المنیر:۲۴۶/۱)

✽ اصطلاحی تعریف: فقہائے کرام نے زکاۃ کی مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے: [حَقٌّ وَاجِبٌ فِي مَالٍ مَّخْصُوصٍ لِطَائِفَةٍ مَّخْصُوصَةٍ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ] ''زکاۃ ایک واجب حق ہے جو خاص مال میں سے ایک خاص وقت میں مخصوص لوگوں کے لیے وصول کیا جاتا ہے۔''

✱ **زکاۃ کی فرضیت:** زکاۃ ۲ ہجری میں شوال کے مہینے میں فرض ہوئی۔ اس کی فرضیت رمضان المبارک کے روزوں اور صدقۂ فطر کے بعد ہوئی۔ زکاۃ کی فرضیت اور وجوب قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرۃ ۲:۴۳) ''اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو۔''

جبکہ فرامین رسول ﷺ میں زکاۃ کو اسلام کا بنیادی اور اہم رکن شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ] (صحيح البخاري، الإيمان، باب دعاؤ كم إيمانكم،..... حديث:٨، وصحيح مسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام......، حديث: ١٦) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، حج ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔''

ہر دور میں امت کا اجماع رہا ہے کہ زکاۃ فرض ہے اور جو شخص اس کے وجوب کا انکار کرے وہ کافر مرتد ہے، اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالتے ہی منکرین زکاۃ سے جہاد کا اعلان فرمایا تھا، حالانکہ اس وقت کے حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق جیسے اجل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انھیں نرمی کا مشورہ دیا تھا، لیکن بعد میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق ہو گئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف ہی درست اور برحق ہے، لہٰذا انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں منکرین زکاۃ سے قتال کیا تا آنکہ وہ زکاۃ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے یا تہ تیغ کر دیے گئے۔

✱ **فرضیتِ زکاۃ کی حکمت:** اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو رزق اور مال و دولت میں باہم متفاوت رکھا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ (النحل ۱۶:۷۱) ''اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں فضیلت عطا کی ہے۔'' اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف شاندار محلات کی قطاریں، خوبصورت زرق برق لباس زیب تن کیے، مہنگی گاڑیوں میں گھومتے پھرتے رؤسائے شہر ہیں تو دوسری طرف سڑکوں پر سسکتے ہوئے بچے ہیں جو ایک وقت کی روٹی کے لیے

دست سوال پھیلائے ہوئے ہیں۔ ایک طرف دولت کے انبار ہیں جن کے مالک اس کو استعمال کر کے مزید کمانے کے قابل نہیں جبکہ دوسری طرف صحت مند' توانا اور قوی لوگ مزدوری کے لیے ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو گروہوں کو باہم ملانے' ان میں مودت ومحبت کے جذبات قائم رکھنے اور ان کو پر امن معاشرتی فرد رکھنے کے لیے زکاۃ کا نظام فرض کر دیا تا کہ غریب کو امیر کی دولت سے ایک خاص حق مل جائے جس سے اس کی ضروریاتِ زندگی پوری ہوں اور امیر کے دل میں دولت کی بے جا محبت ختم ہو سکے کیونکہ اس کی محبت انسان میں حرص' لالچ' بخل' خود غرضی اور سنگ دلی جیسے مکروہ جذبات پیدا کرتی ہے جب کہ زکاۃ کی ادائیگی سے یہ محبت اعتدال میں آجاتی ہے اور انسان میں ایثار وقربانی' احسان' سخاوت' ہمدردی' غم خواری اور غرباء سے محبت کے خوبصورت جذبات جنم لیتے ہیں۔ اس طرح اسلام نے معاشی تفاوت کو ختم کرنے اور معاشرے کے افراد میں خوبصورت ومضبوط تعلقات کو فروغ دینے کے لیے زکاۃ کا جامع نظام انسانیت کو دیا۔ اسلام کا نظام زکاۃ ایک طرف غرباء وفقراء کے لیے باعث رحمت ہے تو دوسری طرف امراء کے لیے باعث برکت ہے جبکہ ان دو مقاصد کے علاوہ مالی نعمتوں کے حصول پر شکر الٰہی کا شاندار ذریعہ بھی ہے۔

✸ **زکاۃ کی اہمیت وفضیلت:** زکاۃ دین اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جو اس سے پہلے کے مذاہب میں بھی فرض رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ﴾ (مریم۱۹:۵۵) ''وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔''

اسلام نے اس رکن کو مزید اہمیت دیتے ہوئے اسے ایک ایسا منفرد رکن بنا دیا جس کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد سے بھی ہے' لہٰذا اس پر عمل کرنے کے تاکیدی حکم کو قرآن مجید میں تقریباً بیاسی (۸۲) مقامات پر بیان فرمایا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں زکاۃ ادا کرنے والوں کو عظیم خوش خبریاں دی ہیں۔ آپ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: ''مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے اس کی رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا' فرض نماز قائم کر' فرض زکاۃ ادا کر اور رمضان

المبارک کے روزے رکھ۔" اس نے یہ ارشاد سن کر کہا: اللہ کی قسم! میں ان اعمال سے کچھ زیادہ نہ کروں گا۔ جب وہ اعرابی واپس ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جسے جنتی آدمی دیکھنا پسند ہو وہ اسے دیکھ لے۔" (صحیح البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، حديث:١٣٩٧) زکاۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت وعید سناتے ہوئے آپ نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکاۃ ادا نہ کی، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل بن کر، جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے، اس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں......" (صحیح البخاري، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، حديث:١٤٠٣) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسلام کے اس عظیم رکن کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین.

* **جن چیزوں میں زکاۃ واجب ہے:** زکاۃ مندرجہ ذیل اشیاء میں واجب ہے: ① سونا ② چاندی ③ نقد رقم ④ اموالِ تجارت ⑤ غلہ اور پھل ⑥ شہد ⑦ معدنیات ⑧ مویشی، ان اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء، مثلاً: گھریلو استعمال کے برتن، سواری اور سبزیوں میں زکاۃ نہیں ہے۔

* **زکاۃ کے مصارف:** زکاۃ کے کل آٹھ مصارف ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل فرمان میں بیان کیا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة٩:٦٠) اس آیت کریمہ کی روشنی میں زکاۃ کے مصارف حسب ذیل ہیں: ① فقراء ② مساکین ③ عاملین زکاۃ ④ مؤلفۃ القلوب ⑤ غلام آزاد کرانا ⑥ مقروض ⑦ جہاد فی سبیل اللہ ⑧ مسافر۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٨) **أَبْوَابُ الزَّكَاةِ** (التحفة ٦)

زکاۃ کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ فَرْضِ الزَّكَاةِ** (التحفة ١)

١٧٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذاً إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْماً أَهْلَ كِتَابٍ. فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ. وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ».

باب:١-زکاۃ کی فرضیت

١٧٨٣-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ”تم اہل کتاب لوگوں کے پاس جا رہے ہو تو (سب سے پہلے) انھیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تمھاری یہ دعوت قبول کر لیں (اور اسلام میں داخل ہو جائیں) تو انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تمھاری یہ بات تسلیم کر لیں تو پھر انھیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے دولت مند افراد سے لیا جائے گا اور واپس انھی کے ناداروں کو دے دیا جائے گا۔ اگر وہ تمھاری یہ بات بھی مان لیں تو ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچ کر رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔“

١٧٨٣ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم، ح:٢٤٤٨ مختصرًا من حديث وكيع، **وانظر**، ح:١٣٩٥ وغيره، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الاسلام، ح:١٩ من حديث وكيع به.

فوائد و مسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے پہلے یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔ یمن کے ایک حصے کے گورنر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور دوسرے حصے کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحیح البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، حديث: ۴۳۴۱، ۴۳۴۲) ② اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں۔ اس زمانے میں یمن میں کثیر تعداد میں یہودی آباد تھے۔ ③ غیر مسلموں کو تبلیغ کرنے میں سب سے زیادہ اہمیت مسئلۂ توحید کو حاصل ہے۔ ④ توحید و رسالت کا اقرار اسلام میں داخلے کی بنیادی شرط ہے، اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ⑤ عبادات میں نماز اور زکاۃ سب سے اہم ہیں۔ ⑥ زکاۃ مسلمانوں سے وصول کی جاتی ہے، غیر مسلموں سے زکاۃ کا متبادل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جو ہر شخص کے حالات کے مطابق کم و بیش مقرر کیا جاتا ہے۔ اسے جزیہ کہتے ہیں۔ ⑦ زکاۃ مسلمان مستحقین ہی میں تقسیم کی جاتی ہے۔ غیر مسلموں میں سے صرف اس غیر مسلم پر زکاۃ میں سے کچھ خرچ کیا جا سکتا ہے جس کے بارے میں یہ توقع ہو کہ اسے مسلمانوں سے قریب ہونے کا موقع ملا تو اسلام کی طرف راغب ہو جائے گا اور ممکن ہے وہ اسلام بھی قبول کر لے۔ ایسے لوگوں کو مؤلفۃ القلوب کہا جاتا ہے۔ ⑧ جس علاقے کے مسلمانوں سے زکاۃ لی جائے، پہلے وہاں کے مستحق افراد میں تقسیم کرنی چاہیے۔ اگر ان کی ضروریات پوری کرنے کے بعد مال بچ جائے تو پھر دوسرے علاقے کے مسلمانوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ ⑨ زکاۃ میں اچھے اچھے جانور چن کر وصول نہ کیے جائیں اور نہ نکمے جانور لیے جائیں بلکہ درمیانے درجے کے جانور لیے جائیں۔ ⑩ اسلام میں نئے داخل ہونے والے افراد کو آہستہ آہستہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ ایک ہی بار تمام احکام کا بوجھ ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ⑪ تبلیغ و تفہیم کے ذریعے سے کوشش کی جائے کہ عوام خوش دلی سے اسلام کے احکام پر عمل کریں اور ان کے دل اسلامی تعلیمات کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے محبت سے ان پر عمل کریں۔ ⑫ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے رعایا میں انصاف بے حد ضروری ہے۔ ہر حاکم اور سرکاری افسر کا سب سے پہلا اور سب سے اہم فرض رعایا کے حقوق عدل و انصاف سے ادا کرنا ہے۔ ⑬ مظلوم کی بددعا سے بچنے کا مطلب ظلم سے پرہیز اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوانا ہے کیونکہ جب مظلوم کو حاکم سے اپنا حق نہیں ملے گا تو اس کے دل سے بددعا نکلے گی۔ ⑭ مظلوم کی بددعا جلد قبول ہوتی ہے، اسی طرح جب مظلوم کی دادرسی کر دی جائے اور وہ خوش ہو کر دعا دے تو وہ بھی جلد قبول ہوتی ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْعِ الزَّكَاةِ (التحفة ٢)

باب:۲- زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

١٧٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

۱۷۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

١٧٨٤- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠١٢ عن ابن أبي عمر ◄◄

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ، وَجَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، سَمِعَا شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ لاَ يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ حَتّٰى يُطَوِّقَ عُنُقَهُ». ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ﴾ [آل عمران: ١٨٠] الآيَةَ.

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی زکاۃ ادا نہیں کرتا' قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی حتی کہ وہ اس کی گردن میں طوق بن کر لپٹ جائے گا۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآنِ مجید سے اس کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ......﴾ (آل عمران ۳:۱۸۰) ''جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دیا ہے' وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے انتہائی برا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن انھیں ان کی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① مال جب نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکاۃ فرض ہے۔ ② مجرموں کو قیامت کے دن جہنم میں داخل کیے جانے سے پہلے بھی سزا ملے گی۔ ③ گنجے سانپ سے مراد انتہائی زہریلا سانپ ہے جس کا سر سفید ہو۔ ④ اگر کسی خلافِ شریعت کام میں دنیا کا کچھ فائدہ نظر آئے تو اس کے اُخروی نقصان کی طرف توجہ کرنی چاہیے تاکہ دنیا کا فائدہ حقیر محسوس ہو اور شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ ⑤ ارشاداتِ نبوی قرآنِ مجید ہی کی تشریح ہیں' اس لیے بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اپنے ارشاد مبارک کے ساتھ قرآن مجید کی آیت بھی تلاوت فرما دیتے تھے۔ ⑥ علمائے کرام کو وعظ و نصیحت کے دوران میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی بھی پڑھ کر ان کا ترجمہ سنانا چاہیے۔ اس میں جو برکت ہے وہ بزرگوں کی حکایات پر اکتفا کرنے میں نہیں۔

١٧٨٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا غَنَمٍ وَلَا بَقَرٍ لَا

۱۷۸۵- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں' بکریوں یا گایوں کا جو مالک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا' (اس کے یہ جانور) قیامت کے دن انتہائی بڑے اور موٹے ہو کر آئیں گے'

العدني به، وقال: "حسن صحيح"، وقال الحميدي في مسنده ثنا سفيان ثنا جامع بن أبي راشد وعبدالملك بن أعين به، ح: ٩٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٥٦.

١٧٨٥- أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ١٤٦٠، ٦٦٣٨ من حديث الأعمش به، ومسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ٩٩٠.

يُؤَدِّي زَكَاتَهَا ، إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا . وَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا . كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا . حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ » .

وہ اسے سینگوں سے ماریں گے اور پاؤں سے روندیں گے' جب آخری جانور گزر چکیں گے تو پہلے گزر جانے والے دوبارہ آ جائیں گے۔ (اسے یہی عذاب ہوتا رہے گا) حتی کہ (سب) لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① نہ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② جانوروں میں بھی زکاۃ فرض ہے جس کی تفصیل اگلے ابواب میں آ رہی ہے۔ ③ کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کو میدانِ حشر میں بھی گناہوں کی سزا ملے گی۔ ④ بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ محشر کی یہ سزا ہی اس کے لیے کافی ہو جائے اور جہنم کی سزا نہ بھگتنی پڑے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "(اسے یہ عذاب ہوتا رہے گا) اس دن' جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے حتی کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا' پھر اسے جنت یا جہنم کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔" (صحيح مسلم' الزكاة' باب إثم مانع الزكاة' حديث:٩٨٧)

١٧٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَأْتِي الْإِبِلُ الَّتِي لَمْ تُعْطِ الْحَقَّ مِنْهَا ، تَطَأُ صَاحِبَهَا بِأَخْفَافِهَا . وَتَأْتِي الْبَقَرُ وَالْغَنَمُ تَطَأُ صَاحِبَهَا بِأَظْلَافِهَا ، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا . وَيَأْتِي الْكَنْزُ شُجَاعاً أَقْرَعَ فَيَلْقَى صَاحِبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . فَيَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ مَرَّتَيْنِ . ثُمَّ يَسْتَقْبِلُهُ فَيَفِرُّ . فَيَقُولُ : مَا لِي وَلَكَ فَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ ، أَنَا كَنْزُكَ . فَيَتَّقِيهِ بِيَدِهِ فَيَلْقَمُهَا» .

١٧٨٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ اونٹ جن کا حق (زکاۃ) ادا نہیں کیا گیا' (قیامت کے دن) آئیں گے' اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے' گائیں اور بکریاں آئیں گی' (وہ بھی) اپنے مالک کو سموں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔ اور خزانہ گنجا سانپ بن کر آ جائے گا۔ وہ قیامت کو جب اپنے مالک سے ملے گا تو مالک اس سے دو دفعہ بھاگے گا' پھر وہ (سانپ) سامنے سے آئے گا تو مالک (پھر) بھاگے گا (اور) کہے گا: تو کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں۔ وہ اس سے بچنے کے لیے اس کی طرف ہاتھ کرے گا تو وہ اس (ہاتھ) کو اپنے منہ میں لے لے گا۔"

فوائد و مسائل: ① خزانے سے مراد سونا چاندی وغیرہ ہے جس کی زکاۃ ادا نہیں کی گئی۔ ② انسان دنیا میں

١٧٨٦- [صحيح] إسناده حسن ، وله شواهد كثيرة ، منها الحديثان السابقان .

روپے پیسے کا لالچ کرتا ہے۔ اس کو حاصل کرنے میں حلال حرام کی پروا نہیں کرتا اور لالچ کی وجہ سے زکاۃ نہیں دیتا۔ اس قسم کا مال قیامت کو عذاب کا باعث ہوگا کہ انسان اس سے جان چھڑانا چاہے گا لیکن وہ نہیں چھوڑے گا۔ ③ انسان ہاتھ سے مال لیتا ہے لیکن اسی ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرنا چاہتا' اس لیے ہاتھ کو عذاب ہوگا کہ اس کا خزانہ سانپ بن کر اس کا ہاتھ کاٹ کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین.

(المعجم ٣) - **بَابُ مَا أُدِّيَ زَكَاتُهُ لَيْسَ بِكَنْزٍ** (التحفة ٣)

باب:۳- جس مال کی زکاۃ ادا کر دی جائے وہ خزانہ نہیں

١٧٨٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ أَسْلَمَ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، فَلَحِقَهُ أَعْرَابِيٌّ. فَقَالَ لَهُ: قَوْلُ اللهِ: ﴿وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾؟ [التوبة: ٣٤] قَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا، فَوَيْلٌ لَهُ. إِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ. فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللهُ طَهُوراً لِلأَمْوَالِ. ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: مَا أُبَالِي لَوْ كَانَ لِي أُحُدٌ ذَهَباً، أَعْلَمُ عَدَدَهُ وَأُزَكِّيهِ، وَأَعْمَلُ فِيهِ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۱۷۸۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت خالد بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ باہر گیا۔ انھیں ایک بدو ملا' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ ''جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے.....'' (اس آیت کا کیا مطلب ہے)؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا: جس نے اسے جمع کیا اور اس کی زکاۃ ادا نہ کی اس کے لیے تباہی ہے۔ یہ حکم زکاۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا جب زکاۃ کا حکم نازل ہو گیا تو اللہ نے اسے مالوں کی پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر متوجہ ہو کر فرمایا: مجھے پروا نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو جس کی تعداد (اور مقدار) کا مجھے علم ہو اور اس کی زکاۃ ادا کروں اور اس سے اللہ کی فرماں برداری والے کام انجام دوں۔

١٧٨٧- أخرجه البخاري، الزكاة، باب ما أدي زكاته فليس بكنز، ح: ١٤٠٤، ٤٦٦١ من حديث يونس عن ابن شهاب به تعليقًا، وأسنده أبوذر في روايته، ورواه الحافظ في تغليق التعليق: ٣/ ٥، ٦ من طرق عن أحمد بن شبيب به موصولاً.

فوائد و مسائل: ① اللہ کی راہ میں خرچ کرنا دین کے اہم مسائل میں سے ہے' یہ حکم زکاۃ فرض ہونے سے پہلے بھی تھا' اب بھی ہے لیکن پہلے اس کی کم از کم مقدار کا تعین نہیں کیا گیا تھا' اس کے بعد یہ مقدار بھی متعین کر دی گئی۔ ② فرض زکاۃ اور دیگر واجب اخراجات کے علاوہ نیکی کی راہ میں خرچ کرنا نفلی عبادت ہے۔ ③ زکاۃ ادا کرنے سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے ورنہ سارا مال ناپاک ہوتا ہے۔ ④ جائز طریقے سے دولت مند ہونا اللہ کی طرف سے احسان اور نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنے کے لیے ضرورت مند افراد کی مدد کرتے رہنا چاہیے۔

١٧٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ، فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ».

۱۷۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کر دی تو اپنے فرض سے سبک دوش ہو گیا۔"

١٧٨٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهَا سَمِعَتْهُ، تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: «لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ».

۱۷۸۹- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "زکاۃ کے سوا مال میں کوئی حق نہیں (جس کا ادا کرنا مالک پر فرض ہو۔)"

(المعجم ٤) - بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ (التحفة ٤)

باب: ۴- چاندی اور سونے کی زکاۃ

١٧٨٨_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء إذا أديت الزكاة فقد قضيت ما عليك، ح: ٦١٨ من حديث عمرو به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٧١، وابن حبان (موارد)، ح: ٧٩٧ والحاكم: ١/ ٣٩٠، والذهبي * دراج صدوق، في حديثه عن أبي الهيثم ضعف (تقريب)، وهو حسن الحديث عن غير أبي الهيثم، وزاد ابن حبان وغيره: "ومن جمع مالاً حرامًا ثم تصدق به، لم يكن له فيه أجر، وكان إصره عليه".

١٧٨٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء أن في المال حقًا سوى الزكاة، ح: ٦٥٩، ٦٦٠ من حديث شريك به، وقال: "هذا حديث إسناده ليس بذاك، وأبو حمزة ميمون الأعور يضعف" * والأعور هذا ضعفه صاحب التقريب وغيره، وفيه علة أخرى.

١٧٩٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ وَلٰكِنْ هَاتُوا رُبُعَ الْعُشْرِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَماً، دِرْهَماً».

۱۷۹۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں گھوڑوں اور غلاموں کا صدقہ معاف کر دیا ہے لیکن (نقدی میں سے) چالیسواں حصہ ادا کرو یعنی ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔''

١٧٩١- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيٰى. قَالاَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِيناراً، فَصَاعِداً، نِصْفَ دِينَارٍ. وَمِنَ الْأَرْبَعِينَ دِينَاراً، دِينَاراً.

۱۷۹۱- حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر بیس دینار یا (اس سے کچھ) زیادہ میں سے آدھا دینار اور چالیس دینار میں سے ایک دینار وصول فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جو گھوڑے کام کاج کے لیے ہوں اور جو غلام خدمت کے لیے ہوں ان کی زکاۃ دینا فرض نہیں لیکن اگر کوئی شخص گھوڑوں یا غلاموں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہو تو اسے دوسرے مال تجارت کی طرح ان کی قیمت کا اندازہ کر کے ان کی زکاۃ ادا کرنی چاہیے اس کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں لیکن ان کی سندوں میں کلام ہے تاہم کہا جا سکتا ہے کہ یہ احادیث باہم مل کر قابل استدلال ہو سکتی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بھی تاجروں سے مال تجارت پر زکاۃ وصول کرنے کے احکامات جاری فرمائے تھے۔ (موطأ إمام مالك، باب زكاة العروض: ۱/۲۳۵) اس کی سند حسن ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے مال تجارت پر زکاۃ کے وجوب کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے: [وَهٰذَا قَوْلُ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ] (سنن البیهقی: ۴/۱۴۷) ''اکثر علماء کا یہی قول ہے۔'' ② درہم چاندی کا سکہ تھا جس کا وزن موجودہ حساب سے 2.975 گرام اور بعض کے نزدیک

١٧٩٠- [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ٩٥ لعلته، وأخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٤ وغيره من حديث أبي إسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي الله عنه نحوه، وصححه البخاري، وابن خزيمة وغيرهما * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وللحديث شواهد.

١٧٩١- [حسن] وضعفه البوصيري * إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع تقدم حاله، ح: ١٠٦٩، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٥٧٣ وغيره.

3.06 گرام ہے۔ کم از کم دوسو درہم چاندی ہو تو زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''پانچ اوقیہ سے کم میں زکاۃ نہیں۔'' (صحیح البخاري' الزكاة' باب زكاة الورق' حديث:١٤٤٧) اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ (جامع الترمذي' الزكاة' باب ماجاء في صدقة الزرع والثمر والحبوب' حديث:٦٢٧) اکثر علماء نے دو سو درہم کی مقدار ساڑھے باون تولے بیان کی ہے۔ ③ سونے کا نصاب بیس دینار ہے جس کی مقدار ساڑھے سات تولے ہوتی ہے۔ جب کہ موجودہ دور کے حساب سے اس کا وزن 85 گرام بنتا ہے۔ ④ سونے اور چاندی میں زکاۃ کی مقدار چالیسواں حصہ ہے' مثلاً: اگر کسی کے پاس دس تولے سونا ہو تو اسے چوتھائی تولہ (تین ماشے یعنی 2.916 گرام) سونے کے برابر زکاۃ ادا کرنا فرض ہوگی۔ ⑤ نقد رقم کا نصاب سونے کے برابر ہے کیونکہ موجودہ نظام کے مطابق کرنسی نوٹ سونے کے قائم مقام قرار دیے جاتے ہیں' اس لیے بین الاقوامی تجارت میں ممالک ایک دوسرے سے سونا وصول اور ادا کرتے ہیں' تاہم علماء کی اکثریت نے نقد رقم کی زکاۃ کے لیے چاندی کے نصاب کو بنیاد بنایا ہے' یعنی کم از کم ساڑھے باون تولے چاندی کی رقم کے برابر جس کے پاس رقم فالتو پڑی ہو اور اس پر سال گزر جائے تو وہ اس میں سے ڈھائی فی صد کے حساب سے زکاۃ ادا کرے۔ اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس نصاب میں غرباء و مساکین کا زیادہ فائدہ ہے کیونکہ اس طرح اہل نصاب زیادہ ہوں گے اور زیادہ زکاۃ نکلے گی۔ واللہ اعلم بالصواب.

(المعجم ٥) - **بَابُ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا** (التحفة ٥)

باب:۵- جس شخص کو (سال کے دوران میں) مال ملے

١٧٩٢ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا زَكَاةَ فِي مَالٍ، حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ».

۱۷۹۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''کسی مال میں زکاۃ نہیں حتی کہ اس پر سال گزر جائے۔''

فوائد و مسائل: ① سونے چاندی وغیرہ میں نصاب کا مالک ہونے کے ایک سال بعد زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ ② زرعی پیداوار جب باغ یا کھیت سے اٹھالی جائے تو اس پر زکاۃ واجب ہو جاتی ہے' اس میں سال گزرنا شرط نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ (الأنعام٦:١٤١) ''اس کے کاٹنے کے دن اس کا

١٧٩٢ـ [حسن] وانظر، ح: ٥٦ لعلته، وضعفه البوصيري، وله شواهد كثيرة.

حق ادا کرو۔‘‘ ③ جس کے پاس پہلے کچھ مال موجود ہو لیکن وہ نصاب سے کم ہو‘ پھر اسے کچھ اور مال مل جائے جس کی وجہ سے نصاب مکمل ہو جائے تو سال کی ابتدا نصاب مکمل ہونے سے ہوگی۔ اگر اس کے ایک سال بعد اس کے پاس نصاب موجود ہے تو زکاۃ ادا کرے گا۔

(المعجم ٦) - **بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ** (التحفة ٦)

باب:٦- کن مالوں میں زکاۃ واجب ہے؟

١٧٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ. وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ. وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ».

۱۷۹۳- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے نبی ﷺ سے یہ فرمان سنا: ’’پانچ وسق کھجوروں سے کم میں زکاۃ نہیں‘ پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکاۃ نہیں اور پانچ سے کم اونٹوں میں بھی نہیں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① کھجوریں جب خشک کر کے ذخیرہ کرنے کے قابل ہو جائیں‘ اس وقت اگر ان کا وزن پانچ وسق کے برابر ہو تو ان پر زکاۃ واجب ہوگی۔ ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے اور صاع ایک پیمانہ ہے جس کا وزن تقریباً ڈھائی کلو بنتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق کا وزن تقریباً بیس (۲۰) من بنتا ہے جس میں سے ایک من زکاۃ ادا کی جائے گی۔ ② پانچ اوقیہ دو سو درہم کے برابر ہے‘ یعنی چاندی کا نصاب دو سو درہم تقریباً ساڑھے باون تولے ہے۔ ③ اگر کسی کے پاس پانچ سے کم اونٹ ہوں تو ان میں زکاۃ فرض نہیں۔ پانچ اونٹ ہوں تو ایک بکری زکاۃ کے طور پر ادا کی جائے گی۔ اونٹوں کی زکاۃ کی مزید تفصیل باب ۹ میں آئے گی۔

١٧٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ

۱۷۹۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ نہیں‘ پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکاۃ نہیں‘ پانچ وسق سے کم (غلے) میں زکاۃ نہیں۔‘‘

١٧٩٣ـ[صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٣٧، الزكاة، باب زكاة الورق، ح: ٢٤٧٧ من حديث أبي أسامة به، وأخرجه البخاري، ح: ١٤٠٥ وغيره، ومسلم، ح: ٩٧٩ وغيرهما من حديث يحيى بن عمارة عن أبي سعيد الخدري به.

١٧٩٤ـ[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩٦ من حديث محمد بن مسلم به، وحسنه البوصيري.

خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ».

(المعجم ٧) - بَابُ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ قَبْلَ مَحِلِّهَا (التحفة ٧)

باب:٧- زکاۃ کا وقت آنے سے پہلے (پیشگی) ادا کر دینا

١٧٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ. فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذٰلِكَ.

١٧٩٥- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے واجب ہونے سے پہلے جلدی کرتے ہوئے زکاۃ ادا کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

فائدہ: پیشگی ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے زکاۃ ادا کر دی جائے۔ وقت آنے پر حساب کر کے کمی بیشی پوری کر لی جائے۔ یہ جائز ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت حسن ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ إِخْرَاجِ الزَّكَاةِ (التحفة ٨)

باب:٨- جب کوئی زکاۃ ادا کرے تو اسے کیا کہا جائے؟

١٧٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ. قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَتَاهُ الرَّجُلُ بِصَدَقَةِ مَالِهِ، صَلَّى عَلَيْهِ. فَأَتَيْتُهُ

١٧٩٦- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے مال کا صدقہ (زکاۃ) لے کر حاضر ہوتا تو نبی ﷺ اس کو دعا دیتے۔ میں اپنے مال کی زکاۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے

١٧٩٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في تعجيل الزكاة، ح: ١٦٢٤ عن سعيد بن منصور به، وصححه الحاكم، والذهبي * الحكم بن عتيبة عنعن، وتقدم، ح: ١١٩٢، وله شواهد كلها ضعيفة.

١٧٩٦ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صلاة الإمام، ودعائه لصاحب الصدقة . . . الخ، ح: ١٤٩٧ وغيره من حديث شعبة به، ومسلم، الزكاة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ١٠٧٨ من حديث وكيع به.

بِصَدَقَةِ مَالِي فَقَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى».

فرمایا: ''اے اللہ! ابو اوفی کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔''

فوائد ومسائل: ① سونے چاندی اور نقدی (اموال باطنہ) کی زکاۃ صاحب نصاب کو خود حاضر ہو کر ادا کرنی چاہیے۔ غلے اور مویشیوں (اموال ظاہرہ) کی زکاۃ اسلامی حکومت کا مقرر کردہ افسر صاحب نصاب کے پاس پہنچ کر وصول کرے۔ ② اسلامی معاشرے میں عوام اور حکومت کے مابین محبت اور احترام کا تعلق ہوتا ہے۔ زکاۃ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ زکاۃ ادا کرنے والے کا شکریہ ادا کرے اور اسے دعا دے۔ ③ ''آل'' کے لفظ میں وہ شخص خود بھی داخل ہوتا ہے جس کی آل کا ذکر کیا جاتا ہے' اس کے علاوہ اس کی اولاد اور وہ افراد' جو اس کے زیر دست ہیں اور وہ ان کا سردار سمجھا جاتا ہے' وہ بھی ''آل'' میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات ''آل'' سے متبعین اور پیروکار بھی مراد لیے جاتے ہیں' جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (المؤمن ٤٠:٤٦) ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی (ہم کہیں گے) فرعون کی آل کو شدید ترین عذاب میں داخل کر دو۔'' اس آیت میں آل سے اولاد مراد نہیں کیونکہ فرعون لاولد تھا۔ اور اس کی بیوی (حضرت آسیہ علیہا السلام) مسلمان تھیں۔

١٧٩٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْبَخْتَرِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَعْطَيْتُمُ الزَّكَاةَ فَلَا تَنْسَوْا ثَوَابَهَا، أَنْ تَقُولُوا: اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَماً وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَماً».

١٧٩٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم زکاۃ دو تو اس کا ثواب (حاصل ہونے کی دعا کرنا) فراموش نہ کرو۔ یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَّلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا] ''اے اللہ! اسے فائدے کی چیز بنا اور تاوان نہ بنانا۔''

(المعجم ٩) - بَابُ صَدَقَةِ الْإِبِلِ (التحفة ٩)

باب: ٩- اونٹوں کی زکاۃ

١٧٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ

١٧٩٨- امام ابن شہاب زہری نے سالم بن عبداللہ

١٧٩٧ـ [إسناده موضوع] * البختري بن عبيد ضعيف متروك (تقريب)، وقال البوصيري: "متفق على ضعفه"، قال الحاكم، وأبونعيم وغيرهما: "روى عن أبيه عن أبي هريرة موضوعات"، وجرحه ابن حبان وغيره.

١٧٩٨ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٨٨، ٨٩ من حديث ابن مهدي به * سليمان بن كثير لا بأس به في غير الزهري (تقريب)، وتابعه سفيان بن الحسين عند أبي داود، ح: ١٥٦٨ وغيره، وحسنه الترمذي، ح: ٦٢١، وعلقه البخاري في صحيحه، وله شواهد.

خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَقْرَأَنِي سَالِمٌ كِتَاباً كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّدَقَاتِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللهُ. فَوَجَدْتُ فِيهِ: «فِي خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ. وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ. وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ. وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ. وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ بِنْتُ مَخَاضٍ، إِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ. فَإِنْ لَمْ تُوجَدْ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ، إِلٰى خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلٰى سِتِّينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى سِتِّينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا جَذَعَةٌ، إِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ وَاحِدَةً، فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلٰى تِسْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ، عَلٰى تِسْعِينَ، وَاحِدَةً، فَفِيهَا حِقَّتَانِ، إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ. فَإِذَا كَثُرَتْ، فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ، حِقَّةٌ. وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ، بِنْتُ لَبُونٍ».

اوران کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے واسطے سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے حضرت سالم رحمہ اللہ نے وہ تحریر پڑھوائی جو رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کے بارے میں وفات سے پہلے لکھوائی تھی۔ میں نے اس میں یہ باتیں (لکھی ہوئی) پائیں: ''پانچ اونٹوں پر ایک بکری (زکاۃ) ہے' دس اونٹوں پر دو بکریاں' پندرہ اونٹوں پر تین بکریاں' بیس اونٹوں پر چار بکریاں ہیں' پچیس سے پینتیس پر ایک سال کی ایک اونٹنی ہے۔ اگر ایک سالہ اونٹنی نہ ملے تو دو سالہ مذکر اونٹ ہے۔ اگر پینتیس سے ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان پر دو سالہ اونٹنی ہے۔ پینتالیس تک (یہی زکاۃ ہے۔) اگر پینتالیس سے ایک زیادہ ہو تو (چھیالیس سے) ساٹھ تک تین سالہ اونٹنی ہے۔ اگر (گلے کی تعداد) ساٹھ سے ایک زیادہ ہو تو پچھتر تک چار سالہ اونٹنی ہے۔ اگر پچھتر سے ایک بھی زائد ہو تو نوے تک ان میں دو سالہ دو اونٹنیاں زکاۃ ہے۔ اگر نوے سے ایک بھی زیادہ ہو تو ایک سو بیس تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں ہیں۔ اگر (اونٹ) اس سے زیادہ ہوں تو ہر پچاس میں تین سالہ اونٹنی اور ہر چالیس میں دو سالہ اونٹنی ہے۔''

١٧٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ

۱۷۹۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

١٧٩٩- [حسن] أخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث عمرو بن يحيى عن أبيه عن أبي سعيد به مختصرًا جدًا، الفقرة الأولى، وللباقية شواهد كثيرة.

خُوَيْلِدٍ النَّيْسَابُورِيُّ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ. وَلَا فِي الْأَرْبَعِ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْساً فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعاً. فَإِذَا بَلَغَتْ عَشْراً، فَفِيهَا شَاتَانِ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ. فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشْرَةَ، فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعَ عَشْرَةَ. فَإِذَا بَلَغَتْ عِشْرِينَ، فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعاً وَعِشْرِينَ. فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْساً وَعِشْرِينَ، فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ، إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ. فَإِذَا لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْساً وَأَرْبَعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا حِقَّةٌ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ سِتِّينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا جَذَعَةٌ. إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْساً وَسَبْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعِينَ. فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا حِقَّتَانِ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ عِشْرِينَ وَمِائَةً. ثُمَّ فِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ. وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سے کم اونٹوں پر زکاۃ فرض نہیں۔ چار اونٹوں پر بھی کچھ (زکاۃ) نہیں۔ اگر ان کی تعداد پانچ تک پہنچ جائے تو نو عدد تک ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ اگر وہ دس ہو جائیں تو ان میں چودہ کی تعداد تک دو بکریاں ہیں۔ اگر وہ پندرہ ہو جائیں تو انیس کی تعداد تک تین بکریاں (زکاۃ) ہیں۔ اگر بیس ہو جائیں تو چوبیس ہونے تک چار بکریاں ہیں۔ اگر وہ پچیس کی تعداد کو پہنچ جائیں تو (پچیس سے) پینتیس تک ایک سال کی ایک اونٹنی ہے۔ اگر ایک سال کی اونٹنی (ریوڑ میں موجود) نہ ہو تو دو سال کا مذکر اونٹ (ادا کر دے۔) اگر (پینتیس سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں پینتالیس کی تعداد ہونے تک دو سالہ ایک اونٹنی ہے۔ اگر (پینتالیس سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں تین سالہ اونٹنی (زکاۃ) ہے' ساٹھ تک (یہی حکم ہے۔) اگر (ساٹھ سے) ایک اونٹ زیادہ ہو تو پچھتر تک چار سالہ اونٹنی ہے۔ اگر ایک اونٹ زیادہ ہو تو نوے کی تعداد تک دو دو سال کی دو اونٹنیاں (واجب) ہیں۔ ایک سو بیس تک (یہی زکاۃ ہے۔) اس کے بعد ہر پچاس میں تین سالہ اونٹنی اور ہر چالیس میں دو سالہ اونٹنی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ ایک قیمتی جانور ہے' اور پانچ اونٹ دولت کی اتنی مقدار ہے کہ اس پر زکاۃ واجب

ہونا حکمت کا تقاضا ہے۔ لیکن پانچ اونٹوں میں سے ایک اونٹ وصول کرنے میں مالک پر بے جا سختی ہے' اس لیے شریعت میں ان دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہوئے اونٹوں کی کم تعداد پر زکاۃ میں بکریاں لینے کا قانون ہے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے مال میں سے زکاۃ کے طور پر وہی مال وصول کیا جاتا ہے جس کی زکاۃ دی جارہی ہے۔ ② اونٹ کی عمر کے لحاظ سے اس کی قیمت میں کافی فرق پڑ جاتا ہے' اس لیے اونٹوں کی زکاۃ میں وصول کیے جانے والے جانور کی عمر بھی متعین کر دی گئی ہے۔ یہ بھی اسلامی شریعت میں عدل واعتدال کا ایک مظہر ہے۔ ③ زکاۃ میں وصول کیے جانے والے اونٹوں کی عمر ظاہر کرنے کے لیے حدیث میں مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں: (الف) مخاض: اس سے مراد ایک سال کی اونٹنی ہے۔ جب اونٹنی کا بچہ ایک سال کا ہو جائے تو عموماً وہ دوبارہ حاملہ ہو جاتی ہے' اس لیے ایک سال کی اونٹنی کو ''بنت مخاض'' یعنی حاملہ کی بچی کہتے ہیں۔ (ب) ''لبون'' دودھ دینے والے مادہ جانور کو کہتے ہیں۔ جب اونٹ کا بچہ دو سال کا ہو جائے تو اس کی ماں عموماً دوبارہ بچہ دے چکی ہوتی ہے جو دودھ پی رہا ہوتا ہے' اس لیے دو سال کی اونٹنی کو بنت لبون' یعنی ''دودھ دینے والی اونٹنی کی بچی'' کہتے ہیں۔ اس عمر کے نر کو ابن لبون' یعنی ''دودھ دینے والی اونٹنی کا بچہ'' کہتے ہیں۔ یہ قدر و قیمت میں بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ (ج) حقّے کا مطلب ہے کہ یہ اونٹنی اس قابل ہو چکی ہے کہ اس پر بوجھ لادا جائے اور اونٹ اس سے جفتی کرے' اس لیے اسے حقہ' یعنی ''بوجھ اٹھانے کی حق دار'' کہا جاتا ہے۔ (د) جذعہ سے مراد چار سالہ اونٹنی ہے' اس عمر میں اس کے دانت گرنا شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اسے چارہ کھانے میں مشکل پیش آتی ہے' اس لیے اسے جذعہ یعنی ''پریشان ہونے والی'' کہا جاتا ہے۔ ④ اونٹوں کی زکاۃ میں صرف مادہ جانور وصول کیے جاتے ہیں۔ صرف ابن لبون کو بنت مخاض کا متبادل قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بھی اصل واجب بنت مخاض ہی ہے۔ اگر ریوڑ میں بنت مخاض موجود نہ ہو' تب ابن لبون لیا جاتا ہے۔ ⑤ ایک سو بیس سے زیادہ اونٹ ہونے کی صورت میں ان کے چالیس چالیس یا پچاس پچاس کے گروپ بنائے جائیں گے۔ اس کے مطابق دو سالہ یا تین سالہ اونٹنیاں وصول کی جائیں گی' مثلاً ایک سو تیس میں سے اسی پر دو بنت مخاض اور باقی پچاس پر ایک حقہ (130 = 40 + 40 + 50) اسی طرح ایک سو چالیس پر ایک بنت مخاض اور دو حقے (140 = 40 + 50 + 50) ایک سو پچاس پر تین حقے (50 + 50 + 50) ایک سو ساٹھ پر چار بنت لبون (40 + 40 + 40 + 40) اسی طرح ہر دس کے اضافے پر ایک بنت لبون کی جگہ حقہ آتا جائے گا حتی کہ دو سو پر چار حقے یا پانچ بنت لبون کی ادائیگی فرض ہوگی۔ (5 x 40 = 4 x 50 = 200)

(المعجم ١٠) - **بَابُ إِذَا أَخَذَ الْمُصَدِّقُ سِنًّا دُونَ سِنٍّ أَوْ فَوْقَ سِنٍّ** (التحفة ١٠)

باب: ١٠- عامل کا واجب الادا عمر کے جانور سے کم یا زیادہ عمر کا جانور وصول کرنا

١٨٠٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَتَبَ لَهُ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. هٰذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَإِنَّ مِنْ أَسْنَانِ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الْغَنَمِ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ، وَلَيْسَ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ. وَيَجْعَلُ مَكَانَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا. أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَماً. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِي مَعَهَا شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَماً. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَماً، أَوْ شَاتَيْنِ. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَماً، أَوْ شَاتَيْنِ.

١٨٠٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے یہ تحریر لکھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ صدقے کا وہ فریضہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ جانوروں کی زکاۃ میں اونٹوں کی عمروں کے بارے میں (یہ حکم ہے کہ) جس کے اونٹوں کی تعداد اس حد تک پہنچ جائے کہ اس پر جذعہ (چار سالہ) کی ادائیگی فرض ہو لیکن اس کے پاس (ریوڑ میں) جذعہ موجود نہ ہو البتہ حقہ (تین سالہ) موجود ہو تو اس سے حقہ ہی لے لیا جائے۔ اس کے ساتھ اگر اس کے پاس بکریاں ہوں تو دو بکریاں دے دے یا بیس درہم دے دے۔ جس کے پاس اونٹوں کی تعداد حقہ وصول کرنے کی حد کو پہنچتی ہو اور اس کے پاس حقہ (تین سالہ) نہ ہو بلکہ اس کے پاس صرف بنت لبون (دو سالہ) موجود ہو تو اس سے بنت لبون ہی قبول کر لی جائے اور اس کے ساتھ اس سے دو بکریاں یا بیس درہم لے لیے جائیں۔ جس کی زکاۃ بنت لبون (دو سالہ) کی حد کو پہنچتی ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس حقہ (تین سالہ) موجود ہو تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے اور زکاۃ جمع کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے دے۔ اور جس کی زکاۃ بنت لبون (دو سالہ) کی حد کو پہنچتی ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض (ایک سالہ) ہو تو اس سے بنت مخاض قبول کر لی جائے اور وہ اس کے ساتھ بیس

١٨٠٠ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة الغنم، ح: ١٤٥٤ وغيره عن محمد بن عبدالله بن المثنى به.

وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَماً، أَوْ شَاتَيْنِ. فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا، وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

درہم یا دو بکریاں ادا کرے۔ جس کی زکاۃ بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) کی حد کو پہنچتی ہو' اور وہ اس کے پاس نہ ہو' البتہ اس کے پاس بنت لبون (دو سالہ مؤنث) موجود ہو تو اس سے بنت لبون وصول کر لی جائے اور زکاۃ جمع کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں ادا کرے۔ جس کے پاس صحیح ادائیگی کے لیے بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) نہ ہو لیکن مذکر ابن لبون (دو سالہ مذکر) موجود ہو تو اس سے وہی وصول کر لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کچھ بھی (لینا دینا) نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹوں کی زکاۃ میں جن عمروں کی اونٹنیاں وصول کی جاتی ہیں' وہ یہ ہیں: (ا) بنت مخاض' یعنی ایک سالہ اونٹنی۔ (ب) بنت لبون' یعنی دو سالہ اونٹنی۔ (ج) حقہ' یعنی تین سالہ اونٹنی (د) جذعہ' یعنی چار سالہ اونٹنی۔ ② زکاۃ میں صرف اونٹنیاں' یعنی مؤنث ہی قبول کی جاتی ہیں۔ صرف ابن لبون (دو سالہ مذکر) بنت مخاض (ایک سالہ مؤنث) کے متبادل کے طور پر وصول کیا جا سکتا ہے۔ ③ اگر ریوڑ میں مطلوبہ عمر کی مؤنث موجود نہ ہو تو اس سے بڑی یا چھوٹی عمر کی مؤنث بھی وصول کی جا سکتی ہے۔ عمر کے ایک سال کے فرق کے متبادل دو بکریاں قرار دی گئی ہیں' لہٰذا زکاۃ میں اگر مطلوبہ عمر سے کم عمر کی اونٹنی وصول کی گئی ہے تو ساتھ دو بکریاں یا ان کی قیمت مزید وصول کی جائے گی تاکہ مطلوبہ زکاۃ اور وصول شدہ کے فرق کا ازالہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر مطلوبہ عمر سے زیادہ عمر کی اونٹنی وصول کی گئی ہے تو یہ فرق دو بکریاں یا ان کی قیمت کی صورت میں واپس کیا جائے گا تاکہ واجب مقدار سے زیادہ زکاۃ وصول نہ کی جائے۔ ④ ابن لبون کو چونکہ بنت مخاض کے برابر قرار دیا گیا ہے' لہٰذا ایک سالہ مؤنث کی جگہ دو سالہ مذکر اونٹ کی ادائیگی کی صورت میں حساب برابر ہو جائے گا' نہ زکاۃ دینے والے سے مزید کسی چیز کا مطالبہ کیا جائے گا اور نہ زکاۃ وصول کرنے والا کوئی چیز واپس کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ ⑤ دو بکریوں کی قیمت بیس درہم مقرر کی گئی ہے' یہ اس دور کے مطابق ان کی اوسط قیمت تھی۔ موجودہ دور میں ماحول کے مطابق بازار میں بکریوں کی جو اوسط قیمت ہو' اس کے مطابق ادا اور وصول کرنی چاہیے۔ ⑥ اونٹوں' گایوں اور بکریوں میں سے ہر ایک ریوڑ کی کل تعداد شمار کرتے ہوئے بچے' بڑے' مذکر' مؤنث تمام جانور شمار کیے جائیں گے لیکن زکاۃ ادا کرتے وقت صرف مقررہ عمر کے جانور ہی دیے جائیں گے۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَا يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْإِبِلِ (التحفة ١١)

باب: ١١- عامل کس قسم کے اونٹ وصول کرے؟

١٨٠١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ غَفَلَةَ قَالَ: جَاءَنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَقَرَأْتُ فِي عَهْدِهِ: لاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ. وَلاَ يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ عَظِيمَةٍ مُلَمْلَمَةٍ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهَا. فَأَتَاهُ بِأُخْرَى دُونَهَا فَأَخَذَهَا، وَقَالَ: أَيُّ أَرْضٍ تُقِلُّنِي، وَأَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي، إِذَا أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَخَذْتُ خِيَارَ إِبِلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.

۱۸۰۱- حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہمارے پاس نبی ﷺ کا عامل (زکاۃ وصول کرنے والا) آیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے حکم نامے میں پڑھا: صدقے کے ڈر سے الگ الگ ریوڑوں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے ریوڑ کو الگ الگ کیا جائے۔ ایک آدمی ایک موٹی تازی بڑی سی اونٹنی لے کر حاضر ہوا' انھوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا تو وہ اس سے کم درجے کی ایک اور اونٹنی لے آیا' انھوں نے وہ لے لی اور فرمایا: مجھے کون سی زمین سہارا دے گی؟ اور کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اگر میں کسی مسلمان کے بہترین اونٹ وصول کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا؟

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے صحیح اور بعض نے حسن قرار دیا ہے اور اس کے متابعات اور شواہد ذکر کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ۳۱/ ۱۳۲' ۱۳۳' وصحيح أبي داود (مفصل) رقم: ۱۴۰۹' وسنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث: ۱۸۰۱) ② حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اسلام قبول کر چکے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہیں کر سکے۔ مدینہ منورہ اس وقت پہنچے جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے' اس لیے ان کا شمار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں نہیں ہوتا' البتہ کبار تابعین میں شامل ہیں جنھیں بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ③ عامل ہمارے پاس آیا' یعنی ہمارے قبیلے کی زکاۃ وصول کرنے کے لیے آیا۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ جعفی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ④ حکم نامے سے مراد وہ تحریر تھی جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوا کر عامل کو دی تھی تاکہ اس کے مطابق زکاۃ وصول کریں۔ حضرت سوید رضی اللہ عنہ نے اس صحابی سے ملاقات کی اور نبی ﷺ کی تحریری ہدایات خود پڑھیں۔ ⑤ زکاۃ میں درمیانہ درجے کا مال وصول کرنا چاہیے' نہ بہترین جانور لیا جائے جس سے مالک کو نقصان

١٨٠١_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٨٠ من حديث شريك به، انظر، ح: ١٤٩ لعلته، ولم أجد تصريح سماع شريك فيه.

ہو اور نہ بالکل نکما جانور لیا جائے جس سے کسی غریب کو فائدہ ہی نہ ہو۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی عہدے پر فائز ہوتے تھے تو عدل و انصاف کا انتہائی خیال رکھتے تھے۔ ⑥ الگ الگ ریوڑوں کو جمع کرنے اور اکٹھے ریوڑ کو الگ الگ کرنے کی وضاحت کے لیے اگلے باب میں حدیث:۱۸۰۵ کا فائدہ نمبر:۸ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۰۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرْجِعُ الْمُصَدِّقُ إِلَّا عَنْ رِضاً».

۱۸۰۲- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکاۃ وصول کرنے والا تمھارے پاس سے خوش ہو کر واپس جائے۔''

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے خندہ پیشانی سے ملو' اس کے فرائض کی ادائیگی میں اس سے تعاون کرو اور خوشی کے ساتھ زکاۃ ادا کرو۔ اگر تمھاری نظر میں وہ تم سے واجب سے زیادہ طلب کر رہا ہو تو بھی ادا کرو۔ اگر اس کی غلطی ہوگی تو اس کا بوجھ اس کے سر ہوگا' تمھیں ثواب ہی ملے گا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ صَدَقَةِ الْبَقَرِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- گائے (بیلوں) کی زکاۃ

۱۸۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ، مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً. وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعاً أَوْ تَبِيعَةً.

۱۸۰۳- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں گایوں میں ہر چالیس میں سے ایک دو دانت والی (گائے یا بیل) اور ہر تیس میں سے ایک سال کا ایک بچھڑا یا بچھڑی وصول کروں۔

۱۸۰۲ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٣٢٧، ح: ٢٣٦٧ من حديث إسرائيل به * جابر تقدم، ح: ٣٥٦، وتابعه مجالد عند الطبراني، ح: ٢٣٦٢، وتابعهما داود بن أبي هند وغيره نحو المعنى، انظر صحيح مسلم، ح: ٩٨٩ وغيره.

۱۸۰۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٨ من حديث الأعمش به، وحسنه الترمذي، ح: ٦٢٣، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

١٨٠٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي ثَلاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ، تَبِيعٌ أَوْ تَبِيعَةٌ. وَفِي أَرْبَعِينَ، مُسِنَّةٌ».

۱۸۰۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر تیس گایوں میں ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی (زکاۃ) ہے اور چالیس پر دو دانت کا (دو سالہ جانور)۔“

فوائد و مسائل: ① اس باب کی مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن اور بعض نے صحیح قرار دیا ہے اور انھوں نے اس کے شواہد بھی بیان کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ مذکورہ دونوں روایتوں کی اسنادی بحث اور ان میں مذکور مسئلہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۷/ ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۳۶/ ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، و إرواء الغليل: ۳/ ۲۶۸، ۲۷۱، رقم: ۷۹۵، وسنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حدیث: ۱۸۰۳، ۱۸۰۴) تیس سے کم گائے بیلوں میں زکاۃ واجب نہیں۔ ② گائے دو سال کی مُسِنَّہ (دو دانت والی) ہوتی ہے۔ ③ گائے بیلوں کی زکاۃ کا حساب کرنے کے لیے دیکھنا چاہیے کہ ان کے تیس تیس یا چالیس چالیس کے کتنے گروہ بنتے ہیں، پھر اس کے مطابق ایک سال یا دو سال کے بچھڑے بچھڑیاں لے لی جائیں، یعنی تیس (۳۰) پر ایک سال کا ایک جانور اور چالیس (۴۰) پر دو سال کا ایک جانور واجب ہے۔ اس کے بعد ساٹھ (۶۰) پر ایک ایک سال کے دو جانور۔ ستر (۷۰) پر دو سال کا ایک اور ایک سال کا ایک۔ اسی (۸۰) پر دو سال کے دو۔ نوے (۹۰) پر ایک سال کے تین۔ سو (۱۰۰) پر دو سال کا ایک اور ایک ایک سال کے دو بچھڑے بچھڑیاں بطور زکاۃ ادا اور وصول کیے جائیں گے۔ ④ بھینس عرب کا جانور نہیں، اس لیے حدیث میں اس کا ذکر نہیں آیا لیکن اپنے فوائد اور قدر و قیمت کے لحاظ سے اور شکل و شباہت کے لحاظ سے یہ گائے سے ملتا جلتا جانور ہے، اس لیے احتیاط کا تقاضا ہے کہ اسے بھی گائے کے حکم میں سمجھا جائے۔ امام ابن المنذر نے اس پر اجماع لکھا ہے کہ بھینسیں بھی گایوں کے حکم میں ہیں۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیۃ: ۲۵/ ۳۷) اگر گائیں اور بھینسیں مل کر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکاۃ ادا کر دی جائے۔ زکاۃ کے طور پر وہ جانور دیا جائے جس کی تعداد ریوڑ میں زیادہ ہے، مثلاً: اگر بیس گائیں اور دس بھینسیں ہیں تو زکاۃ کے طور پر ایک سالہ بچھڑی دی جائے اور اگر دس گائیں اور بیس بھینسیں ہیں تو ایک سالہ کٹڑا یا کٹڑی (بھینس کا نر یا مادہ بچہ) دے دی جائے۔

١٨٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب في زكاة البقر، ح: ٦٢٢ من حديث عبدالسلام به، وتكلم فيه، وانظر، ح: ١٦٠٦ و١٤٧٨ * وخصيف ضعيف كما تقدم، ح: ١١٧٣، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

(المعجم ١٣) - بَابُ صَدَقَةِ الْغَنَمِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- بھیڑ بکریوں کی زکاۃ

١٨٠٥- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: أَقْرَأَنِي سَالِمٌ كِتَاباً كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّدَقَاتِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللهُ. فَوَجَدْتُ فِيهِ: «فِي أَرْبَعِينَ شَاةً، شَاةٌ، إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ. فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا شَاتَانِ، إِلٰى مِائَتَيْنِ. فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ، إِلٰى ثَلَاثِمِائَةٍ. فَإِذَا كَثُرَتْ، فَفِي كُلِّ مِائَةٍ، شَاةٌ». وَوَجَدْتُ فِيهِ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ». وَوَجَدْتُ فِيهِ: «لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ».

١٨٠٥- امام ابن شہاب زہری ؒ نے حضرت سالم اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے حضرت سالم ؒ نے وہ دستاویز پڑھوائی جو رسول اللہ ﷺ نے فوت ہونے سے پہلے زکاۃ کے بارے میں تحریر فرمائی تھی۔ (امام زہری فرماتے ہیں) مجھے اس دستاویز میں یہ عبارت لکھی ہوئی ملی: ”چالیس سے ایک سو بیس بکریوں تک ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ اگر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو (ایک سو اکیس سے لے کر) دو سو تک دو بکریاں (واجب الادا) ہیں۔ اگر ان میں ایک بھی زیادہ ہو تو (دو سو ایک سے لے کر) تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو پر ایک بکری ہے۔“ میں نے اس میں یہ (حکم) بھی پایا: ”الگ الگ (ریوڑوں) کو جمع نہ کیا جائے اور اکٹھے (ایک ریوڑ) کو الگ الگ نہ کیا جائے۔“ اور مجھے اس میں یہ (حکم) بھی (لکھا ہوا) ملا: ”زکاۃ میں سانڈ وصول کیا جائے نہ بوڑھا جانور اور نہ عیب دار جانور۔“

فوائد ومسائل: ① گائے یا اونٹنی ایک وقت میں ایک بچہ دیتی ہے لیکن بکریاں زیادہ بچے دیتی ہیں‘ اس لیے بکریوں کے ریوڑ میں بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس چیز کے پیش نظر شریعت نے بکریوں میں زکاۃ کی شرح کم رکھی ہے۔ ② ریوڑ کی بکریوں اور بچوں کی کل تعداد اگر چالیس سے کم ہو تو اس مال پر کوئی زکاۃ فرض نہیں۔ ③ چالیس سے ایک سو بیس کی تعداد پر زکاۃ صرف ایک بکری ہے۔ ④ ایک سو اکیس سے دو سو تک کے ریوڑ پر زکاۃ میں دو بکریاں ادا کرنا واجب ہے۔ ⑤ دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک زکاۃ کی مقدار تین بکریاں ہے۔ جب چار سو پوری ہوں گی تو چار بکریاں ادا اور وصول کی جائیں گی۔ ⑥ اس سے زیادہ تعداد میں جتنے پورے سو

١٨٠٥- [حسن] تقدم، ح: ١٧٩٨.

ہوں گے‘ اتنی ہی بکریاں زکاۃ ہوگی۔ پورے سیکڑوں سے زائد بکریوں پر زکاۃ نہیں۔ ⑦ الگ الگ ریوڑوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے‘ مثلاً: دو آدمیوں کے پاس چالیس چالیس بکریاں تھیں جن میں سے ہر ریوڑ پر ایک ایک بکری زکاۃ ہے۔ انھیں کل دو بکریاں ادا کرنا تھیں۔ انھوں نے اپنی بکریاں ملا کر ایک ریوڑ بنا لیا۔ اس طرح اسی (۸۰) بکریوں پر ایک ہی بکری زکاۃ دے کر ایک بکری بچا لی۔ جب وصول کرنے والا چلا گیا تو دونوں پھر الگ الگ ہو گئے۔ ⑧ ایک ریوڑ کے دو ریوڑ بنا کر زکاۃ بچا لینے کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کے مشترکہ ریوڑ میں دو سو بیس بکریاں تھیں‘ لہٰذا ان پر تین بکریاں زکاۃ ہے‘ انھوں نے اس کے دو ریوڑ بنا لیے جن میں سے ہر ایک ریوڑ میں ایک سو دس بکریاں ہیں۔ اس طرح ہر ریوڑ پر ایک بکری زکاۃ واجب ہوئی اور مجموعی طور پر دو بکریاں زکاۃ دی گئیں اور ایک بکری بچا لی گئی‘ یا کسی ریوڑ میں ساٹھ بکریاں تھیں جن پر ایک بکری زکاۃ ہے۔ انھیں دو حصوں میں تقسیم کر کے تیس تیس کے دو ریوڑ بنا لیے گئے۔ جن پر کوئی زکاۃ نہیں۔ ⑨ ایک ریوڑ کے دو یا دو ریوڑوں کو ایک بنانے کا عمل زکاۃ وصول کرنے والے افسر (عامل) کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے تاکہ زیادہ زکاۃ وصول ہو‘ یہ بھی منع ہے۔ اس کی مثال سو بکریوں کو پچاس پچاس کے دو حصوں میں تقسیم کرنا ہے تاکہ ایک کے بجائے دو بکریاں وصول ہوں یا دو ایسے ریوڑوں کو ایک قرار دینا جن میں سے ہر ایک میں ایک سو پندرہ بکریاں تھیں تاکہ دو بکریوں کے بجائے تین بکریاں وصول کی جائیں۔ ⑩ سانڈ سے مراد وہ نر جانور ہے جو ریوڑ میں افزائش نسل کے لیے رکھا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ مالک کے لیے قیمتی ہے جب کہ بوڑھا اور عیب دار جانور جس مستحق کو دیا جائے گا‘ اس کی حق تلفی شمار ہوگی کیونکہ وہ اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ یہ حکم اس لیے دیا گیا کہ نہ زکاۃ دینے والے کو نقصان ہو نہ زکاۃ لینے والے کو۔

١٨٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مِيَاهِهِمْ».

١٨٠٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں (کے جانوروں) کی زکاۃ پانی پلانے کی جگہ وصول کی جائے۔“

١٨٠٦- [حسن] ۞ أسامة بن زيد بن أسلم ضعيف من قبل حفظه (تقريب)، ومحمد بن الفضل هو عارم السدوسي أبوالنعمان، وأخرج أحمد: ٢/ ١٨٤، ١٨٥ وغيره بإسناد صحيح عن عبدالله بن المبارك عن أسامة بن زيد (الليثي، انظر، ح: ١٠٧٢) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبدالله بن عمرو نحوه، وإسناده حسن، وأخرج ابن الجارود، ح: ٣٤٦ وغيره من حديث عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ: "تؤخذ صدقات أهل البادية على مياههم وأفنيتهم" وإسناده حسن، وحسنه الهيثمي.

فوائد ومسائل: ① گزشتہ دور میں ہر شخص اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے چشمے پر لے جاتا تھا' یا اپنے اپنے کنویں پر پانی پلایا جاتا تھا' خاص طور پر اونٹوں کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور ہر شخص اپنے اونٹوں کے لیے حوض تیار کرتا تھا جس کے قریب ہی اونٹوں کا باڑا ہوتا تھا۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ جہاں جہاں لوگوں کے ریوڑ چرتے چگتے ہیں' وہاں وہاں جا کر زکاۃ وصول کی جائے۔ زکاۃ دینے والوں کو یہ حکم نہ دیا جائے کہ وہ اپنے مویشی لے کر عامل (زکاۃ وصول کرنے والے افسر) کے پاس آئیں اور وہاں زکاۃ ادا کریں۔ اس میں جانوروں کے مالکوں کے لیے مشقت ہے جبکہ عامل کے لیے ہر جگہ پہنچنا آسان ہے۔ ③ اسلامی شریعت میں عوام اور رعایا کی سہولت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

١٨٠٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «فِي أَرْبَعِينَ شَاةً، شَاةٌ، إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ. فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا شَاتَانِ، إِلَى مِائَتَيْنِ. فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً، فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ، إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ. فَإِنْ زَادَتْ، فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ. لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. وَكُلُّ خَلِيطَيْنِ يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ. وَلَيْسَ لِلْمُصَدِّقِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ، إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ».

١٨٠٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چالیس بکریوں میں ایک بکری (زکاۃ) ہے' ایک سو بیس تک (یہی حکم ہے۔) اگر ایک زیادہ ہو جائے تو دو بکریاں ہیں' دو سو تک۔ اگر (دو سو سے) ایک بکری زیادہ ہو تو تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ زکاۃ کے ڈر سے اکٹھے (ریوڑ) کو الگ الگ نہ کیا جائے' اور الگ الگ (ریوڑوں) کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ اور ریوڑ میں شریک دو افراد برابری کی بنیاد پر ایک دوسرے سے حساب کتاب کر لیں۔ اور زکاۃ وصول کرنے والے (عامل) کو بوڑھا یا عیب دار جانور نہ دیا جائے اور نہ سانڈ دیا جائے' الا یہ کہ زکاۃ دینے والا چاہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر دو شخص اپنی اپنی بکریاں ملا کر ایک ریوڑ بنا لیں تو انھیں خلیط کہا جاتا ہے۔ یہ اشتراک اس صورت میں معتبر ہے جب دونوں ریوڑوں کا چرواہا' باڑا' پانی کا انتظام اور افزائش نسل کے لیے سانڈ

١٨٠٧ـ [حسن] وحديث: ١٨٠٥ شاهد له * أبوهند أحد المجاهيل (تحفة الأشراف: ٦/ ٢٥٥)، ويزيد بن عبدالرحمٰن أبوخالد الدالاني صدوق، يخطىء كثيرًا، وكان يدلس (تقريب).

مشترک ہو۔ (موطأ إمام مالك' الزكاة' باب صدقة الخلطاء:۱/۲۶۳) ② اگر اشتراک اس قسم کا ہو کہ ہر فریق کی اپنی اپنی بکریاں ہیں تو اسے خلطہ (اختلاط) کہتے ہیں۔ اگر ہر بکری مشترک ہو' مثلاً: دو آدمیوں نے پیسے ملا کر چند بکریاں خرید لیں تو یہ خلطہ نہیں شرکہ (اشتراک) ہے۔ ③ برابری کی بنیاد پر حساب کتاب کرنے کی مثال یہ ہے کہ چالیس چالیس بکریوں والے دو افراد نے اختلاط کر کے اپنا ایک ریوڑ بنا لیا۔ زکاۃ وصول کرنے والے نے جس شخص کی بکریوں میں سے زکاۃ کی بکری وصول کی' دوسرا آدمی اسے آدھی بکری کی قیمت ادا کرے گا۔ اگر بکریوں میں کمی بیشی ہو تو اسی نسبت سے حساب کر کے ایک دوسرے کو ادائیگی کر دیں گے۔ ④ مُصَدِّق زکاۃ دینے والا اگر اپنی خوشی سے عمدہ جانور یا سانڈ دینا چاہے تو اس سے وصول کر لیا جائے لیکن زکاۃ وصول کرنے والا خود طلب نہ کرے۔ اگر اس لفظ کو مُصَدِّق (زکاۃ وصول کرنے والا) پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر عامل کسی فائدے کے پیش نظر عیب دار یا بوڑھا جانور لینا پسند کرے تو زکاۃ ادا کرنے والا گناہ گار نہیں' مثلاً: ممکن ہے کہ ایک جانور لنگڑا ہو لیکن اس میں گوشت زیادہ ہو' یا وہ عمدہ نسل کا ہونے کی وجہ سے دوسرے جانوروں سے بہتر سمجھا جاتا ہو' اس طرح بیت المال کو یا جس مستحق کے حصے میں وہ آئے' اسے زیادہ فائدہ حاصل ہو جائے۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمَّالِ الصَّدَقَةِ** (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- زکاۃ وصول کرنے والے ملازمین کے مسائل

١٨٠٨- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا».

۱۸۰۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکاۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والا زکاۃ روک لینے والے کی طرح ہے۔''

فوائد ومسائل: ① زکاۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والے سے مراد زکاۃ وصول کرنے والا وہ اہل کار ہے جو شرعی طور پر مقررہ مقدار سے زیادہ زکاۃ طلب کرتا ہے' یا درمیانے درجے کے جانور وصول کرنے کے بجائے بہترین جانور طلب کرتا ہے۔ ② ایسا اہل کار اسی طرح گناہ گار ہے جس طرح وہ شخص گناہ گار ہے جس پر زکاۃ واجب ہو اور وہ ادائیگی سے انکار کر دے' یعنی یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ③ اس شخص کو زکاۃ نہ دینے والے سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس کی زیادتی کی وجہ سے لوگوں میں زکاۃ نہ دینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ حیلے

۱۸۰۸ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٨٥ من حديث الليث به، واستغربه الترمذي، ح: ٦٤٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٥.

بہانوں سے زکاۃ روک لیتے ہیں۔ ④ زکاۃ کے معاملے میں زیادتی کرنے والے سے مراد وہ شخص بھی ہوسکتا ہے جو زکاۃ یا صدقات غیر مستحق افراد کو دیتا ہے لیکن وہ شخص اس صورت میں خطا کار سمجھا جائے گا جب اسے معلوم ہو کہ جس شخص کو زکاۃ دی جا رہی ہے وہ حقیقت میں اس کا مستحق نہیں۔

١٨٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، وَيُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ ابْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ».

۱۸۰۹- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ فرما رہے تھے: ”حق کے ساتھ زکاۃ وصول کرنے والا اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کی طرح ہے حتی کہ گھر واپس آ جائے۔“

فوائد ومسائل: ① حق کے ساتھ زکاۃ وصول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنی مقدار وصول کرے جتنی شرعاً کسی پر واجب ہے۔ نہ زیادہ طلب کر کے زکاۃ دینے والوں پر ظلم کرے اور نہ کم وصول کر کے مستحقین کی حق تلفی کا باعث بنے۔ ② اسلامی سلطنت میں ایمانداری سے سرکاری ملازمت کے فرائض انجام دینا اسلام اور اسلامی سلطنت کی خدمت ہے۔ ③ مجاہد اسلامی سلطنت کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے تگ و دو کرتا ہے اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح مالی معاملات کے فرائض انجام دینے والا بھی سلطنت کی معاشی سرحدوں کی حفاظت کر کے اسے مضبوط بناتا ہے جس کی وجہ سے دشمن حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا' اس لحاظ سے اس کے فرائض بھی کچھ کم اہم نہیں۔ ④ اپنے فرائض دیانت داری سے انجام دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔

١٨١٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ

۱۸۱۰- حضرت عبداللہ بن انیس ؓ سے روایت

١٨٠٩ــ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخراج، باب في السعاية على الصدقة، ح:٢٩٣٦ من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح:٦٤٥، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

١٨١٠ــ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٨، وأطراف المسند: ٢/ ٦٨٢ من حديث ابن وهب به، ومن طريق أحمد أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٥/ ٢٠٣ * عبدالله بن عبدالرحمٰن لم يوثقه غير ابن حبان، موسى بن جبير روى عنه جماعة، ووثقه الذهبي وغيره، وقال ابن يونس: "قدم مصر وأقام بها"، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شواهد.

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ مُوسَى بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحُبَابِ الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُنَيْسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ تَذَاكَرَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، يَوْماً، الصَّدَقَةَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ يَذْكُرُ غُلُولَ الصَّدَقَةِ: «أَنَّهُ مَنْ غَلَّ مِنْهَا بَعِيراً أَوْ شَاةً أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ؟» قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ: بَلٰى.

ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے زکاۃ کے مسئلہ پر ان کی بات چیت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو زکاۃ میں خیانت کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرماتے نہیں سنا: ’’جو کوئی اس میں سے ایک اونٹ یا ایک بکری کی خیانت کرے گا‘ قیامت کے دن اسے اپنے اوپر لادے ہوئے حاضر ہوگا؟‘‘ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (سنی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① اجتماعی معاملات میں خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ جن افراد کے ہاتھ میں مسجد‘ مدرسہ یا صوبے اور ملک کے مالی معاملات ہوں‘ انھیں اس ذمے داری کا احساس رکھنا چاہیے۔ ② زکاۃ کی خیانت سے مراد یہ بھی ممکن ہے کہ صاحب مال اپنا پورا مال ظاہر نہ کرے‘ اسی طرح واجب مقدار سے کم زکاۃ دے۔ اس طرح بچائی ہوئی ایک بکری یا ایک اونٹ بھی قیامت کے دن سخت عذاب کا باعث ہوگا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ زکاۃ وصول کرنے والا پورا مال بیت المال میں جمع نہ کرائے‘ یا اسے جائز مصرف کے علاوہ اپنی کسی ضرورت کے لیے خرچ کرے تو اسے بھی اس جرم کی سخت سزا ملے گی۔

١٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ عَطَاءٍ، مَوْلَى عِمْرَانَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ اسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَةِ. فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ: أَيْنَ الْمَالُ؟ قَالَ: وَلِلْمَالِ أَرْسَلْتَنِي؟ أَخَذْنَاهُ مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَأْخُذُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا

١٨١١- حضرت ابراہیم بن عطاء اپنے والد عطاء بن ابو میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کو زکاۃ وصول کرنے پر مقرر کیا گیا۔ جب وہ (اپنے فرائض انجام دینے کے بعد) واپس (مدینہ) آئے تو انھیں کہا گیا: مال کہاں ہے؟ انھوں نے فرمایا: کیا آپ نے مجھے مال لانے کے لیے بھیجا تھا؟ ہم نے وہیں سے وصول کیا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے

١٨١١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في الزكاة هل تحمل من بلد إلى بلد، ح: ١٦٢٥ من حديث إبراهيم بن عطاء به.

نَضَعُهُ.

زمانے میں وصول کیا کرتے تھے اور وہیں دے دیا جہاں (نبی ﷺ کے زمانے میں) دیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جو غزوۂ خیبر کے سال اسلام لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بصرہ بھیج دیا تھا تاکہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ ② حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی یہ بات چیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی' وہ انہی کے حکم سے بصرہ گئے تھے۔ ③ زکاۃ کے زیادہ مستحق اس علاقے کے غریب لوگ ہیں' جہاں سے زکاۃ وصول کی گئی۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبئ اکرم ﷺ کی حدیث اور سنت پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ ⑤ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ خدمت رسول اللہ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی انجام دی تھی۔ ⑥ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے یہ خدمت زمانۂ نبوی سے زمانۂ فاروقی تک مسلسل انجام دی' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صحیح طور پر فرائض انجام دے رہا ہو تو بلاوجہ اس کا تبادلہ نہیں کرنا چاہیے' البتہ کوئی معقول وجہ موجود ہو تو تبادلہ کرنے میں حرج بھی نہیں۔

(المعجم ١٥) - بَابُ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ

١٨١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

١٨١٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام میں اور اس کے گھوڑے میں صدقہ نہیں ہے۔''

فائدہ: یہ مسئلہ حدیث: ١٧٩٠ میں بھی گزر چکا ہے۔

١٨١٣- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،

١٨١٣- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ

١٨١٢ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب ليس على المسلم في فرسه صدقة، ح: ١٤٦٣، ١٤٦٤، ومسلم، الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده وفرسه، ح: ٩٨٢ من حديث ابن دينار به.

١٨١٣ـ [حسن] أخرجه الحميدي (ديوبندية: ٥٤) عن سفيان به، وانظر، ح: ٩٥ لعلته، وله طريق آخر، فيه عنعنة أبي إسحاق، وتقدم، ح: ٤٦، وله طرق أخرى، والحديث السابق شاهد له.

عَنِ الحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَجَوَّزْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ».

معاف کردی ہے۔"

فائدہ: معافی اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم ٥٣: ٣، ٤) "پیغمبر اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔ وہ تو وحی ہے جو (ان پر) نازل کی جاتی ہے۔" رسول اللہ ﷺ یہ حکم بحیثیت حاکم کے جاری فرماتے تھے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ (التحفة ١٦)

باب: ١٦- کن مالوں میں زکاۃ واجب ہے؟

١٨١٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، وقَالَ لَهُ: «خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ. وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ. وَالْبَعِيرَ مِنَ الْإِبِلِ. وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ».

١٨١٤- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (گورنر بنا کر) یمن روانہ کیا اور ان سے فرمایا: "غلے میں سے غلہ وصول کرنا، بکریوں سے بکری، اونٹوں میں سے اونٹ، اور گایوں میں سے گائے۔"

١٨١٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنَّمَا سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الزَّكَاةَ فِي هٰذِهِ الْخَمْسَةِ: فِي الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالذُّرَةِ.

١٨١٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان پانچ چیزوں کی زکاۃ کا حکم جاری فرمایا ہے: گندم، جو، کھجور، منقی اور مکئی۔

١٨١٤- [إسناده ضعيف لانقطاعه] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب صدقة الزرع، ح: ١٥٩٩ من حديث ابن وهب به
* عطاء بن يسار لم يلق معاذًا رضي الله عنه كما قال الذهبي وغيره.

١٨١٥- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٦٦٤ لعلته، وضعفه البوصيري، وفيه علة أخرٰى.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم مسئلہ اسی طرح ہے کہ جو زرعی اجناس خشک کر کے ذخیرہ کی جا سکتی ہوں ان پر زکاۃ ہے' ان کا نصاب پانچ وسق' یعنی بیس من ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ١٧٩٤) ② گندم اور جو جب بھوسا سے الگ کر کے ماپے تو لے جائیں' اگر بیس من ہو جائیں تو زکاۃ واجب ہوگی۔ ③ کھجور اور منقیٰ بھی خشک کر کے ذخیرہ کرنے کے قابل ہو جائے تو ماپنا تولنا چاہیے۔ ④ ان اشیاء میں زکاۃ کی مقدار اگلے باب میں مذکور ہے۔

(المعجم ١٧) - **بَابُ صَدَقَةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ** (التحفة ١٧)

باب: ١٧- غلے اور پھلوں کی زکاۃ

١٨١٦- **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، أَبُو مُوسَى الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ، الْعُشْرُ. وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ، نِصْفُ الْعُشْرِ».

١٨١٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کھیتیاں بارش اور چشموں سے سیراب ہوں' ان میں دسواں حصہ ہے اور جسے پانی کھینچ کر دیا جائے' اس میں بیسواں حصہ (زکاۃ) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بارانی زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار میں زکاۃ کی مقدار دسواں حصہ ہے۔ اگر بیس من غلہ حاصل ہو تو اس میں سے دو من زکاۃ ادا کی جائے۔ بیس من سے زیادہ ہو تو اسی شرح سے زکاۃ ادا کی جائے گی۔ قدرتی چشموں اور ندی نالوں وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار کا بھی یہی حکم ہے۔ دریا کے قریب اگنے والی فصل کو بھی آب پاشی کی ضرورت نہیں ہوتی' اس کی جڑیں زمین سے اپنی ضرورت کا پانی لے لیتی ہیں۔ اس میں بھی دسواں حصہ زکاۃ ہے۔ ② کنویں اور ٹیوب ویل سے سیراب ہونے والی فصل میں زکاۃ کی مقدار بیسواں حصہ ہے۔ ہمارے ہاں نہری پانی کی بھی قیمت ادا کی جاتی ہے' جسے آبیانہ کہتے ہیں' اس لیے نہری زمین کی پیداوار میں بھی بیسواں حصہ زکاۃ ہے' یعنی بیس من پر ایک من زکاۃ ہوگی۔ ③ بیس من کی

١٨١٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في الصدقة فيما يسقى بالأنهار وغيره، ح: ٦٣٩ عن إسحاق ابن موسٰى به.

مقدار تقریباً ساڑھے سات سو کلو ہے۔ ④ زمین کی پیداوار کی زکاۃ (عشر) کی ادائیگی فصل کی کٹائی کے موقع پر ہوگی۔ اگر سال میں دو فصلیں ہوں گی تو عشر بھی دو مرتبہ ادا کرنا ضروری ہوگا کیونکہ اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ فصل کا ہونا شرط ہے' وہ جب بھی ہو اور جو بھی ہو۔

١٨١٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ، أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ، أَوْ كَانَ بَعْلاً، الْعُشْرُ. وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي، نِصْفُ الْعُشْرِ».

١٨١٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے: ''جسے بارش' ندیوں اور چشموں سے پانی ملے' یا جو زمین کی نمی سے سیراب ہو' اس میں دسواں حصہ ہے' اور جسے جانوروں پر پانی لا کر سینچا جائے' اس میں بیسواں حصہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بَعل نمی سے سیراب ہونے والا' یعنی جسے بارش اور آبپاشی کی ضرورت نہ ہو' جیسے دریا کے قریب کی زمین میں اگنے والی فصل ہوتی ہے۔ اسی طرح کھجور کے درختوں کی جڑیں بھی بہت گہرائی میں چلی جاتی ہیں تو بعض علاقوں میں ان کو آب پاشی کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایسی پیداوار میں دسواں حصہ زکاۃ ہے۔ ② سَوَانِي کا واحد سَانِيَةٌ ہے' یعنی وہ اونٹنی جس پر لاد کر پانی لایا جائے۔ آج کل بعض مقامات پر ٹینکروں یا پائپ لائنوں کے ذریعے سے پانی پہنچایا جاتا ہے جس پر کافی خرچ آتا ہے' یہ بھی اسی حکم میں ہے۔

١٨١٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا

١٨١٨- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں بارش سے سیراب ہونے والی (زرعی پیداوار) سے اور نمی سے سیراب ہونے والی (پیداوار) سے دسواں حصہ وصول کروں اور جسے آلات کے ذریعے سے (کنویں وغیرہ سے) نکال کر پانی دیا جائے'

١٨١٧ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ١٤٨٣ من حديث ابن وهب به.

١٨١٨ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٨٥٥ لعلته، وأخرج النسائي (المجتبى: ٥/ ٤٢، ح: ٢٤٩٠، والكبرى، ح: ٢٢٦٩) من حديث أبي بكر عن عاصم عن أبي وائل عن معاذ به نحوه، وقال (كما في تحفة الأشراف: ٨/ ٤٠٠) "ليس هذا الإسناد بذاك القوي . . . الخ"، انظر الحديث السابق فهو يغني عنه.

سَقَتِ السَّمَاءُ، وَمَا سُقِيَ بَعْلاً، الْعُشْرَ. وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي، نِصْفَ الْعُشْرِ.

اس میں سے بیسواں حصہ وصول کروں۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ: الْبَعْلُ وَالْعَثَرِيُّ وَالْعَذْيُ هُوَ الَّذِي يُسْقَى بِمَاءِ السَّمَاءِ. وَالْعَثَرِيُّ مَا يُزْرَعُ بِالسَّحَابِ وَالْمَطَرِ خَاصَّةً. لَيْسَ يُصِيبُهُ إِلَّا مَاءُ الْمَطَرِ. وَالْبَعْلُ مَا كَانَ مِنَ الْكُرُومِ قَدْ ذَهَبَتْ عُرُوقُهُ فِي الأَرْضِ إِلَى الْمَاءِ. فَلاَ يَحْتَاجُ إِلَى السَّقْيِ. الْخَمْسَ سِنِينَ وَالسِّتَّ. يَحْتَمِلُ تَرْكَ السَّقْيِ. فَهٰذَا الْبَعْلُ. وَالسَّيْلُ مَاءُ الْوَادِي إِذَا سَالَ. وَالْغَيْلُ سَيْلٌ دُونَ سَيْلٍ.

امام یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ نے فرمایا: بعل' عثری' عذی' ان الفاظ کا مطلب ''بارش سے سیراب ہونے والی ہے۔'' خاص طور پر عثری اس فصل کو کہتے ہیں جو صرف بادل اور بارش سے سیراب ہو' اسے بارش کے علاوہ کوئی پانی نہ ملے' اور بعل انگور کی ان بیلوں کو کہتے ہیں جن کی جڑیں سطح زمین کے نیچے پانی تک جا پہنچیں' انھیں پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی' انھیں پانچ چھ سال تک بھی پانی نہ دیا جائے تو برداشت کر لیتی ہیں تو یہ چیز بعل کہلاتی ہے۔ سیل (سیلاب) وادی میں بہہ کر آنے والے پانی کو کہتے ہیں۔ اور غیل (ادنیٰ سیلاب) بھی سیلاب ہی ہوتا ہے لیکن وہ سیل سے کم ہوتا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ خَرْصِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- کھجور اور انگور کی پیداوار کا اندازہ کرنا

١٨١٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، وَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ التَّمَّارُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَلَى النَّاسِ مَنْ يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ كُرُومَهُمْ وَثِمَارَهُمْ.

١٨١٩- حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ لوگوں کے پاس آدمی بھیجتے تھے تو وہ ان کے انگوروں اور پھلوں (کی مقدار) کا اندازہ لگاتا تھا۔

١٨١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في خرص العنب، ح: ١٦٠٤ من حديث ابن نافع به، وقال: "سعيد لم يسمع من عتاب شيئًا"، وحسنه الترمذي، ح: ٦٤٤، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وقال المنذري: "انقطاعه ظاهر . . . الخ".

١٨٢٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ أَنَّ لَهُ الأَرْضَ، وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ. يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ. وَقَالَ لَهُ أَهْلُ خَيْبَرَ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِالأَرْضِ. فَأَعْطِنَاهَا عَلَى أَنْ نَعْمَلَهَا وَيَكُونَ لَنَا نِصْفُ الثَّمَرَةِ وَلَكُمْ نِصْفُهَا. فَزَعَمَ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ عَلَى ذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَ حِينَ يُصْرَمُ النَّخْلُ، بَعَثَ إِلَيْهِمِ ابْنَ رَوَاحَةَ. فَحَزَرَ النَّخْلَ. وَهُوَ الَّذِي يَدْعُونَهُ، أَهْلُ الْمَدِينَةِ، الْخَرْصَ فَقَالَ: فِي ذَا، كَذَا وَكَذَا. فَقَالُوا: أَكْثَرْتَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ. فَقَالَ: فَأَنَا أَحْزُرُ النَّخْلَ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ. قَالَ، فَقَالُوا: هٰذَا الْحَقُّ. وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ. فَقَالُوا: قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَ بِالَّذِي قُلْتَ.

١٨٢٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کیا تو ان سے یہ طے کیا کہ زمین اور تمام سونا چاندی نبی ﷺ کا ہوگا۔ خیبر والوں نے کہا: ہم لوگ زمین (کی کاشت اور دیکھ بھال) سے زیادہ واقف ہیں تو یہ زمین ہمیں (کاشت کے لیے) اس شرط پر دے دیجیے کہ ہم اس میں (زراعت کا) کام کریں اور پھلوں کا نصف ہمارا ہو' نصف تمھارا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انھیں اس شرط پر وہ زمین دے دی۔ جب کھجوروں کے پھل اتارنے کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو ان کے پاس بھیجا۔ انھوں نے کھجوروں (کے پھل) کا اندازہ لگایا' مدینے والے اندازہ لگانے کو خرص کہتے تھے' اور فرمایا: اس باغ میں اتنا پھل ہے۔ انھوں نے کہا: ابن رواحہ! آپ نے (صحیح مقدار سے) زیادہ اندازہ لگایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: تب میں کھجوروں کا اندازہ لگا کر جو مقدار متعین کرتا ہوں اس کا نصف تمھیں دے دوں گا۔ انھوں (یہودیوں) نے کہا: یہی حق ہے' اسی پر آسمان اور زمین قائم ہیں۔ اور کہا: ہم اتنا ہی لینے پر راضی ہیں جتنا آپ کہتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① جو زمین جنگ کر کے کافروں سے چھین لی جائے وہ اسلامی سلطنت کی ملکیت ہوتی ہے' اسے خراجی زمین کہتے ہیں۔ اس کی پیداوار خلیفۃ المسلمین کی صواب دید کے مطابق ملک وملت کے فائدے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ② مزارعت' یعنی زمین کا مالک خود کاشت کرنے کے بجائے کسی کو کاشت کرنے کے لیے کہے اور پیداوار نصف نصف یا کم وبیش طے شدہ شرح سے باہم تقسیم کر لی جائے' جائز ہے۔ ③ کھجور اور انگور وغیرہ کے باغوں کے بارے میں بھی یہ معاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ④ ذمیوں اور غیر مسلموں سے تجارتی

١٨٢٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المساقاة، ح: ٣٤١٠ من حديث عمر بن أيوب به.

تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی لین دین اسلامی قوانین کے خلاف نہ ہو۔ ⑤ جو پھل خشک ہونے سے پہلے تازہ استعمال کیا جاتا ہے اس کے بارے میں اندازے سے مقدار کا تعین کیا جا سکتا ہے تاکہ خشک ہونے پر طے شدہ مقدار وصول کر لی جائے۔ ⑥ یہود نے غلط اندازے کا الزام اس لیے لگایا تھا کہ انھیں کچھ رشوت دے کر اندازہ کم کروا لیا جائے لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے دیانت داری کا رشتہ ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ ⑦ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے قانون کے مطابق اندازہ لگا کر یہود کو اختیار دیا تھا کہ وہ پھل اتارنے کے وقت اس اندازے کا نصف یعنی مسلمانوں کا حصہ ادا کر دیں اور باقی اپنی سہولت کے مطابق اب بھی اور بعد میں بھی استعمال کرتے رہیں۔ ان کے اعتراض پر فرمایا کہ چلو ہم یہ مقدار تمھیں ادا کر دیتے ہیں اور پھل ہم خود اتار لیں گے تاکہ تمھارے کہنے کے مطابق تمھیں جو نقصان ہوتا ہے وہ ہمیں ہو جائے مثلاً: اگر کسی کے درختوں کی پیداوار کا اندازہ سو من لگایا گیا ہے تو اصول کے مطابق یہود کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو پچاس من کھجوریں دے دیں لیکن اگر ان کا خیال ہے کہ پیداوار سو من نہیں اسی (۸۰) من ہے تو ہم خود سارا پھل اتار کر اس سے پچاس من انھیں دے دیں گے۔ اگر ان کا اعتراض سچ ہے تو اس پیشکش کو قبول کرنے کی صورت میں انھیں دس من کا فائدہ ہو جائے گا لیکن چونکہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا اندازہ درست تھا اس لیے یہودیوں نے یہ پیشکش قبول نہ کی اور ان سے صحیح اندازے کے مطابق حصہ وصول کیا گیا۔ ⑧ انصاف پر عمل کرنے میں اجتماعی فائدہ ہے جس کی وجہ سے انصاف پر کاربند رہنے والا بھی دنیا و آخرت میں فائدے میں رہتا ہے جب کہ بے انصافی کی صورت میں مجرم بھی اس کے اثرات بد سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ⑨ زراعت سے تعلق رکھنے والے دیگر مسائل کتاب التجارات اور کتاب الرهون میں ذکر کیے جائیں گے۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

(المعجم ١٩) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُّخْرِجَ فِي الصَّدَقَةِ شَرَّ مَالِهِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- صدقہ میں نکما مال دینا منع ہے

١٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ أَقْنَاءَ أَوْ

۱۸۲۱- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے مسجد میں) تشریف لائے (تو دیکھا کہ) کسی آدمی نے (کھجور کے) خوشے یا ایک خوشہ (مسجد میں) لٹکا دیا تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ اس خوشے کو کھٹ کھٹ چھڑی مارنے لگے۔ اور آپ فرما

١٨٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة، ح:١٦٠٨ من حديث يحيى بن سعيد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

قِنْواً. وَبِيَدِهِ عَصاً. فَجَعَلَ يَطْعَنُ يُدَقْدِقُ فِي ذٰلِكَ الْقِنْوِ وَيَقُولُ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا. إِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

رہے تھے: ''اس صدقے والا چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ دے سکتا تھا۔ اس صدقے کا مالک قیامت کے دن نکمی کھجوریں ہی کھائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مسجد نبوی میں دوستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی تھی' لوگ کھجور کے خوشے اس سے لٹکا دیتے تھے تاکہ جسے ضرورت ہو' وہ حسب خواہش کھالے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔ ② صدقے کا مال کسی مستحق کے ہاتھ میں دینا ضروری نہیں۔ اگر اس انداز سے کہیں رکھ دیا جائے جس سے معلوم ہو کہ اس کے استعمال کی ہر ایک کو اجازت ہے تو یہ بھی کافی ہے۔ ③ کھانے پینے کی چیز کو نیچے رکھنے کے بجائے اس انداز سے رکھنا بہتر ہے کہ مٹی اور گرد وغیرہ سے ممکن حد تک محفوظ رہے۔ ④ صدقے میں عمدہ مال دینا چاہیے تاکہ بہتر ثواب ملے۔ ⑤ ادنیٰ مال صدقے میں دیا جائے تو صدقہ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن ثواب میں کمی آجاتی ہے۔ ⑥ نبی ﷺ نے ان خوشوں کو چھڑی سے کھٹکھٹایا تاکہ سب لوگ متوجہ ہو جائیں اور توجہ سے بات سنیں۔ ⑦ جس شخص کے پاس عمدہ چیز نہ ہو' وہ ادنیٰ چیز بھی صدقہ کر سکتا ہے۔

١٨٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ: ﴿وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا۟ ٱلْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ [البقرة: ٢٦٧] قَالَ: نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ. كَانَتِ الْأَنْصَارُ تُخْرِجُ، إِذَا كَانَ جِدَادُ النَّخْلِ، مِنْ حِيطَانِهَا، أَقْنَاءَ الْبُسْرِ. فَيُعَلِّقُونَهُ عَلَى حَبْلٍ بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ

١٨٢٢- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ' وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرة٢:٢٦٧) ''اور جو چیزیں ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالی ہیں' ان میں سے (اللہ کی راہ میں خرچ کرو) اور نکمی چیزیں خرچ کرنے کا قصد نہ کرو۔'' انھوں نے فرمایا: ''یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ انصار کی عادت تھی کہ جب کھجور کے درختوں کا پھل اتارا جاتا تو وہ اپنے باغوں سے کھجوروں کے چند خوشے (صدقے کے طور پر) نکالتے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں دو

١٨٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الإمام ابن جرير الطبري السُّني في تفسيره: ٣/ ٨٢، ح: ٦١٣٨، وتفسير ابن كثير: ١/ ٣٠٣ من حديث عمرو بن محمد به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٨٥، والذهبي، والبوصيري.

ﷺ. فَيَأْكُلُ مِنْهُ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ. فَيَعْمِدُ أَحَدُهُمْ فَيُدْخِلُ قِنْواً فِيهِ الْحَشَفُ. يَظُنُّ أَنَّهُ جَائِزٌ فِي كَثْرَةِ مَا يُوضَعُ مِنَ الأَقْنَاءِ. فَنَزَلَ فِيمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ يَقُولُ: لاَ تَعْمِدُوا لِلْحَشَفِ مِنْهُ تُنْفِقُونَ ﴿وَلَسْتُم بِـَٔاخِذِيهِ إِلَّآ أَن تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ يَقُولُ: لَوْ أُهْدِيَ لَكُمْ مَا قَبِلْتُمُوهُ إِلَّا عَلَى اسْتِحْيَاءٍ مِنْ صَاحِبِهِ، غَيْظاً أَنَّهُ بَعَثَ إِلَيْكُمْ مَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ فِيهِ حَاجَةٌ. وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْ صَدَقَاتِكُمْ.

ستونوں کے درمیان ایک رسی پر لٹکا دیتے۔ نادار مہاجر ان میں سے (حسب ضرورت) کھا لیتے۔ (بعض اوقات) کوئی آدمی ان میں نکمی کھجوروں کا خوشہ بھی شامل کر دیتا اور یہ خیال کرتا کہ اتنے بہت سے رکھے جانے والے خوشوں میں اس کا یہ خوشہ دینے سے بھی گزارہ ہو جائے گا۔ جن افراد نے ایسا کیا تھا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ ”نکمی چیز کا قصد نہ کرو کہ اس میں سے تم خرچ کرتے ہو۔“ یعنی نکمی کھجوریں دینے کا قصد نہ کرو۔ ﴿وَلَسْتُم بِاٰخِذِيهِ إِلَّا اَن تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ ”اور تم خود انھیں نہیں لیتے سوائے اس کے کہ چشم پوشی کر لو۔“ یعنی اگر وہ کھجوریں تمھیں تحفے کے طور پر دی جائیں تو تم انھیں قبول نہیں کرو گے سوائے اس کے کہ دینے والے کی شرم سے قبول کر لو۔ تمھیں یہ ناراضی محسوس ہوگی کہ اس نے تمھیں (تحفہ میں) وہ چیز بھیجی ہے جو تمھارے کام کی نہیں۔ (اس لیے) تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے صدقات سے بے نیاز ہے۔

فوائد ومسائل: ① جب باغ سے پھل اترے تو اس میں سے کچھ نہ کچھ غریبوں کو بھی دینا چاہیے۔ ② صدقے کے طور پر حتی الامکان اچھی چیز دینی چاہیے۔ ③ اللہ تعالیٰ نیتوں سے باخبر ہے اس لیے نیکی کو بہتر انداز سے انجام دینا چاہیے۔ ④ صدقات وخیرات کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں یہ تو اس کا احسان ہے کہ ہم اپنے دوستوں اور اقارب کو دیتے ہیں اور اللہ اسے اپنے لیے شمار کر کے اس پر بہت زیادہ ثواب دے دیتا ہے۔ ⑤ ثواب حاصل کرنا بندے کی ضرورت ہے لہٰذا اللہ کو راضی کرنے کے لیے خلوص سے اچھا عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ زَكَاةِ الْعَسَلِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰- شہد کی زکاۃ

۱۸۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ أَبِي سَيَّارَةَ الْمُتَعِيِّ. قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي نَحْلاً. قَالَ: «أَدِّ الْعُشْرَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ احْمِهَا لِي. فَحَمَاهَا لِي.

۱۸۲۳- حضرت ابو سیارہ مُتَعِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس شہد کی مکھیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دسواں حصہ (زکاۃ) ادا کرو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انھیں میرے لیے خاص کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے وہ میرے لیے خاص کر دیں۔

فوائد ومسائل: ① صحابی کے پاس شہد کی مکھیاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بعض درختوں پر مکھیاں شہد کا چھتہ لگایا کرتی ہیں۔ ② خاص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان چھتوں کو ان کی ملکیت قرار دے دیا تاکہ کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر ان درختوں کے چھتوں سے شہد نہ نکالے۔ ③ جو درخت کسی کی ملکیت نہ ہوں' ان پر لگے ہوئے چھتے سے جو شخص چاہے شہد نکال سکتا ہے۔ ④ شہد کی زکاۃ دسواں حصہ ہے۔ اگر دس مشکیزے شہد ہو تو ایک مشکیزہ زکاۃ ادا کرے۔

۱۸۲٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ.

۱۸۲۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شہد کا عشر وصول کیا۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- صدقۂ فطر کا بیان

۱۸۲۳- [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/ ۱٤۱، والطيالسي، والطبراني في الكبير: ۲۲/ ۳۵۱، ۳۵۲ وغيرهم من حديث سعيد به، وسنده ضعيف، وقال البيهقي: ٤/ ۱۲٦: "هو منقطع"، ونقل الترمذي عن البخاري قال: "مرسل"، وقال أبوحاتم: "لم يلق سليمان بن موسٰى أبا سيارة والحديث مرسل"، والحديث الآتي: (۱۸۲٤) شاهد له.

۱۸۲٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب زكاة العسل، ح: ۱٦۰۲ من حديث أسامة به، وصححه ابن خزيمة * نعيم بن حماد صدوق حسن الحديث، وأخطأ من ضعفه.

١٨٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ. صَاعاً مِنْ تَمْرٍ. أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ.

قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

١٨٢٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کے طور پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دینے کا حکم دیا۔

حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: پھر لوگوں نے دو مد گندم کو اس کے برابر قرار دے لیا۔

فوائد ومسائل: ① صاع ایک پیمانہ ہے جیسے ہمارے ہاں ٹوپہ ہوتا ہے۔ جو چیز عام خوراک کے طور پر استعمال ہوتی ہوٗ اسے اس پیمانے سے ماپ کر صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔ ② اس پیمانے کا اندازہ $5\frac{1}{3}$ رطل یعنی تقریباً ڈھائی کلو ہے اور بعض کے نزدیک 2100 گرام ہے۔ ③ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اس اجتہاد سے اتفاق نہیں کیا کہ گندم کا نصف صاع کھجوروں کے ایک صاع کے برابر ہے۔ ④ گندم کا آدھا صاع کافی ہونے کا قول حضرت معاویہ ؓ کا ہے جیسے کہ حدیث ١٨٢٩ میں آ رہا ہے۔

١٨٢٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

١٨٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہےٗ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر آزادٗ غلامٗ مرد اور عورت پر (فی کس) ایک صاع جو یا ایک صاع کھجوریں صدقۂ فطر مقرر فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مدینہ منورہ میں لوگوں کی عام خوراک جو اور کھجور تھیٗ اس لیے انھی کا ذکر کیا گیا۔ ② گھر میں جتنے افراد ہوںٗ اتنے صاع صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔ ③ مسلمان غلام کا صدقۂ فطر آقا کے ذمے ہے۔

١٨٢٥_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من تمر، ح: ١٥٠٧ من حديث الليث به، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤ عن محمد بن رمح وغيره.

١٨٢٦_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين، ح: ١٥٠٤، ومسلم، الزكاة، الباب السابق، ح: ٩٨٤ من حديث مالك به.

اسی طرح بچوں اور عورتوں کا صدقۂ فطر اس شخص کے ذمے ہے جو ان کے دوسرے ضروری اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ ④ صدقۂ فطر میں نقدی ادا کرنے کا موقف بعض علمائے کرام نے اپنایا ہے لیکن فرامین نبوی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوۂ حسنہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صدقۂ فطر میں وہ جنس ادا کرنی چاہیے جو اہل خانہ کی عمومی غذا ہو، مثلاً: گندم، چاول اور کھجور وغیرہ۔

١٨٢٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ، وَ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْخَوْلاَنِيُّ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ. وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ. فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ. وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

١٨٢٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزے کو لغو اور نامناسب باتوں (کے گناہ) سے پاک کرنے کے لیے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے صدقۂ فطر مقرر فرمایا۔ جس نے نماز (عید) سے پہلے یہ ادا کر دیا' اس کا یہ قبول شدہ صدقہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ تو ایک عام صدقہ ہے (صدقۂ فطر نہیں۔)

فوائد ومسائل: ① صدقۂ فطر کی مشروعیت میں یہ حکمت ہے کہ غریب اور مسکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں۔ ② مسلمان اپنی خوشی میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شریک کرتا ہے۔ ③ صدقۂ فطر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ روزے کے آداب میں ہو جانے والی کمی اور کوتاہی معاف فرما دیتا ہے۔ ④ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر کی ادائیگی کا آخری وقت ہے۔ عید کے دن سے پہلے ادا کر دینا بھی درست ہے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عید سے ایک دو دن پہلے ہی صدقۂ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔" (صحيح البخاري' الزكاة' باب صدقة الفطر على الحر والمملوك' حديث:١٥١١) ⑤ اگر صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا نہ کیا جا سکے تو بعد میں ادا کر دینا چاہیے' اس سے اگر صدقۂ فطر کا خاص ثواب تو نہیں ملے گا' تاہم عام صدقے کا ثواب مل جائے گا اور اس طرح اس محرومی کی کسی حد تک تلافی ہو جائے گی۔

١٨٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب زكاة الفطر، ح: ١٦٠٩ من حديث مروان بن محمد به، وصححه الحاكم، والذهبي، وحسنه النووي وغيره.

١٨٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ. فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ، لَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا. وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ.

۱۸۲۸- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: زکاۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب زکاۃ کے احکام نازل ہوگئے تو آپ ﷺ نے ہمیں صدقۂ فطر کا (دوبارہ) حکم نہیں دیا اور منع بھی نہیں فرمایا البتہ ہم لوگ اس کی ادائیگی کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدقۂ فطر کی ادائیگی واجب نہیں' تاہم رسول اللہ ﷺ کے صدقۂ فطر جمع کر کے فقراء میں تقسیم کرنے کے اہتمام سے اندازہ ہوتا ہے کہ زکاۃ کے احکام نازل ہونے سے صدقۂ فطر کا وجوب منسوخ نہیں ہوا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کی ادائیگی سے منع نہیں فرمایا' اس سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے کہ اس کی مشروعیت منسوخ نہیں ہوئی ورنہ رسول اللہ ﷺ واضح فرما دیتے کہ اب اس کی ادائیگی ضروری نہیں رہی۔

١٨٢٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ الْفَرَّاءِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، صَاعاً مِنْ طَعَامٍ، صَاعاً مِنْ تَمْرٍ، صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ، صَاعاً مِنْ أَقِطٍ، صَاعاً مِنْ زَبِيبٍ.

۱۸۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے تو ہم صدقۂ فطر کے طور پر ایک صاع غلہ' ایک صاع خشک کھجوریں' ایک صاع جو' ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقیٰ ادا کیا کرتے تھے۔ ہم اسی طریق کار پر عمل کرتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کے پاس مدینہ منورہ میں آئے۔ انھوں نے لوگوں سے

١٨٢٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٤٩، الزكاة، باب فرض صدقة الفطر قبل نزول الزكاة، ح: ٢٥٠٩ من حديث وكيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٠، ووافقه الذهبي * الثوري عنعن، وتابعه شعبة في مشكل الآثار للطحاوي: ٣/ ٨٥، وللحديث طريق آخر صحيح عند النسائي وغيره، وعادة شعبة أن لا يروي عن المدلسين إلا بما صرحوا بالسماع.

١٨٢٩ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ١٥٠٥، ١٥٠٦، ١٥٠٨، ١٥١٠ من حديث عياض به، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٥ من حديث داود وغيره به.

فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ. فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ: لاَ أُرَى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ إِلَّا يَعْدِلُ صَاعاً مِنْ هٰذَا. فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ.

جو خطاب فرمایا اس میں یہ بھی کہا: میرے خیال میں تو شام کی گندم کے دو مدان چیزوں کے ایک صاع کے برابر ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے اس (قول) پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لاَ أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَبَداً، مَا عِشْتُ.

حضرت ابوسعید ؓ نے فرمایا: میں تو جب تک زندہ ہوں ہمیشہ اسی طرح (پورا صاع) ادا کرتا رہوں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں کیا کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوسعید ؓ نے حضرت معاویہ ؓ سے اتفاق نہیں کیا' اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بھی اس مسئلہ میں حضرت معاویہ ؓ سے متفق نہیں تھے جیسے کہ حدیث: ۱۸۲۵ میں بیان ہوا۔ ② گندم کا نصف صاع فی کس صدقۂ فطر ادا کرنے کی ایک مرفوع حدیث جامع ترمذی میں مذکور ہے۔ (جامع الترمذي' الزكاة ' باب ما جاء في صدقة الفطر' حديث:٦٧٤) لیکن وہ ضعیف ہے کیونکہ ابن جریج نے عمرو بن شعیب سے ''عن'' کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن جریج مدلس ہے۔ ایسے راوی کی وہ روایت قبول نہیں کی جاتی جو وہ ''عن'' کے ساتھ روایت کرے' اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ نصف صاع کا حکم نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ بعض صحابۂ کرام کا اجتہاد ہے۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ گندم ہو یا کوئی اور چیز اس میں سے پورا صاع صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔

١٨٣٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُؤَذِّنِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ. صَاعاً مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعاً مِنْ سُلْتٍ.

۱۸۳۰- رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت سعد القرظ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع خشک کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع سلت (ایک قسم کے جو) صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

١٨٣٠ـ [صحيح] انظر، ح: ١١٠١ لعلته ﷺ وعمر بن حفص فيه لين، من السابعة(تقريب)، وعمار بن سعد تابعي مستور، وللحديث شواهد صحيحة.

فائدہ: سلت ایک قسم کا جو ہے جس پر عام جو (شعیر) کی طرح چھلکا نہیں ہوتا۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْعُشْرِ وَالْخَرَاجِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲-عشر اور خراج کا بیان

١٨٣١ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ جُنَيْدٍ الدَّامَغَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ زِيَادٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُغِيرَةَ الأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ حَيَّانَ الأَعْرَجِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْبَحْرَيْنِ أَوْ إِلَى هَجَرَ. فَكُنْتُ آتِي الْحَائِطَ يَكُونُ بَيْنَ الإِخْوَةِ. يُسْلِمُ أَحَدُهُمْ. فَآخُذُ مِنَ الْمُسْلِمِ الْعُشْرَ، وَمِنَ الْمُشْرِكِ الْخَرَاجَ.

۱۸۳۱- حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بحرین یا ہجر (زکاۃ وصول کرنے کے لیے) بھیجا۔ (بعض اوقات) میں ایک باغ میں پہنچتا جو کئی بھائیوں کی مشترکہ ملکیت ہوتا جن میں ایک بھائی مسلمان ہوتا تو میں مسلمان سے عشر وصول کرتا اور مشرک سے خراج۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: اَلْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعًا (التحفة ٢٣)

باب:۲۳-وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے

١٨٣٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، عَنْ إِدْرِيسَ الأَوْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۱۸۳۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔''

١٨٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٥٢، والطبراني في الكبير: ١٨/ ٩٧، ح: ١٧٤ من حديث عتاب به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لأن مغيرة الأزدي، ومحمد بن زيد مجهولان، وحيان الأعرج وإن وثقه ابن معين، وعدّه ابن حبان في الثقات، فإن روايته عن العلاء مرسلة، قاله المزي في التهذيب".

١٨٣٢ـ [إسناده ضعيف لانقطاعه] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة، ح: ١٥٥٩، وقال: "أبوالبختري لم يسمع من أبي‌سعيد" وشك ابن خزيمة في صحته، وللحديث زيادة عند أبي داود وغيره، وهي صحيحة، انظر سنن النسائي، والبيهقي، ح: ٢٤٨٥.

«الْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعاً».

١٨٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعاً».

۱۸۳۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔''

فائدہ: اہل لغت نے وسق کی یہی مقدار بیان کی ہے۔ اور گزشتہ صحیح روایت میں بھی یہی مقدار بیان کی گئی ہے۔ علامہ ابن اثیر ؒ نے فرمایا: ''وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔'' صاع اور مد کی مقدار میں اہل حجاز اور اہل عراق میں اختلاف ہونے کی وجہ سے اہل حجاز کے ہاں وسق تین سو بیس رطل (ایک سو ساٹھ سیر یا چار من) کے برابر ہوتا ہے اور اہل عراق کے ہاں چار سو اسی رطل (دو سو چالیس سیر یا چھ من) کے برابر ہوتا ہے۔ (النهاية: ۱۸۵/۵ مادہ: وسق) معتبر وزن حجازی ہے جس کی رُو سے ایک وسق چار من کے قریب ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي قَرَابَةٍ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- رشتہ داروں کو صدقہ دینا

١٨٣٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُجْزِئُ عَنِّي مِنَ الصَّدَقَةِ النَّفَقَةُ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ فِي حِجْرِي؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَهَا أَجْرَانِ: أَجْرُ الصَّدَقَةِ، وَأَجْرُ الْقَرَابَةِ».

۱۸۳۴- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب ثقفیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا میری جانب سے اپنے خاوند پر اور اپنے زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا' صدقے کے طور پر کافی ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس خاتون کو دو ثواب ملیں گے' صدقہ کرنے کا ثواب اور رشتے داروں (سے نیکی) کا ثواب۔''

١٨٣٣ـ[إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٦٦٤ لعلته.

١٨٣٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر، ح: ١٤٦٦، ومسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد والوالدين ولو كانوا مشركين، ح: ١٠٠٠ من حديث الأعمش

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زوجۂ محترمہ سے اسی طرح مروی ہے۔

١٨٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ. فَقَالَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ: أَيُجْزِئُنِي مِنَ الصَّدَقَةِ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلَى زَوْجِي وَهُوَ فَقِيرٌ، وَبَنِي أَخٍ لِي، أَيْتَامٍ. وَأَنَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ؟ قَالَ، قَالَ: «نَعَمْ».

١٨٣٥- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب ؓ نے عرض کیا: کیا میرے لیے یہ صدقہ کافی (اور درست) ہوگا کہ میں اپنے خاوند کو صدقہ دے دوں کیونکہ وہ نادار ہیں اور اپنے یتیم بھتیجوں کو دے دوں اور میں ان کا فلاں فلاں خرچ برداشت کرتی ہوں اور ہر حال میں (ان سے مالی تعاون کرتی ہوں۔) راوی نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

قَالَ: وَكَانَتْ صَنَاعَ الْيَدَيْنِ.

راوی نے کہا: ''زینب ؓ ہاتھوں سے کام کرنے والی (ہنر مند خاتون) تھیں۔''

فوائد ومسائل: ① بیوی بچوں کا خرچ مرد کے ذمے ہے' عورت کے ذمے مرد یا بچوں کا خرچ نہیں' اس لیے مرد کا بیوی بچوں پر خرچ کرنا زکاۃ شمار نہیں ہوسکتا' البتہ بیوی کا خاوند پر خرچ کرنا' اور بچوں کا خرچ برداشت کرنا صدقہ ہوگا۔ ② زکاۃ بھی ایک صدقہ ہی ہے جو فرض ہے' اس لیے بیوی خاوند کو زکاۃ دے سکتی ہے جب کہ خاوند نادار ہو اور بیوی صاحب نصاب ہو۔ ③ عورت بھی مرد کی طرح ملکیت کا مستقل حق رکھتی ہے۔ وہ تجارت' دستکاری یا ملازمت سے بھی رقم حاصل کرسکتی ہے اور والدین' خاوند یا دیگر رشتے داروں کے ترکے میں حصے کی بھی حق دار ہے' تاہم اسے چاہیے کہ ایسی ملازمت یا کاروبار اختیار کرے جسے مردوں سے الگ تھلگ رہ کر جاری

١٨٣٥- [صحيح] والحديث السابق شاهد له.

رکھنا ممکن ہو اور مرد کی ہوس زدہ نگاہوں سے بھی محفوظ رہے۔ ④ اقارب اگر امداد کے مستحق ہوں تو ان کی مالی امداد کا ثواب دوسروں کو صدقہ دینے سے زیادہ ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- مانگنے کی ممانعت کا بیان

١٨٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ الْجَبَلَ، فَيَجِيءَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا، فَيَسْتَغْنِيَ بِثَمَنِهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ. أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ».

۱۸۳۶- حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر سے اور وہ ہشام کے دادا (حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا رسی لے کر پہاڑ پر جانا' اور (وہاں سے) ایندھن کا گٹھا اپنی پیٹھ پر (اٹھا کر) لانا' اسے بیچ کر اس کی قیمت پر قناعت کرنا' اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے' وہ اسے کچھ دیں یا نہ دیں۔''

فوائد و مسائل: ① بھیک مانگنا اسلام کی نظر میں قابل نفرت چیز ہے۔ ② اگر آدمی کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو جو معاشرے میں وقار کا حامل سمجھا جاتا ہے تو محنت مزدوری کو عار نہیں سمجھنا چاہیے۔ ③ جو چیز کسی کی ملکیت نہ ہو' اس میں سے ہر شخص ضرورت کے مطابق لے سکتا ہے۔ ④ جو پیشہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہے' اس کے ذریعے سے دیانت داری کے ساتھ کام کرتے ہوئے روزی کمانا بھی عزت کا باعث ہے۔ ⑤ جو شخص معذوری کی وجہ سے روزی نہیں کما سکتا' اسلامی حکومت یا مسلمان عوام کا فرض ہے کہ اس کی جائز ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ بھیک مانگنے پر مجبور نہ ہو۔

١٨٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

۱۸۳۷- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون میری ایک بات (پر پابندی سے عمل کرنے) کا ذمہ اٹھاتا ہے' میں

١٨٣٦- أخرجه البخاري، البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ح: ٢٠٧٥ من حديث وكيع به مختصرًا، وله طريق آخر عن هشام به، ح: ١٤٧١، ٢٣٧٣.

١٨٣٧- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٩٦، الزكاة، فضل من لا يسئل الناس شيئًا، ح: ٢٥٩١ من حديث ابن أبي ذئب به، وله شاهد عند أبي داود، ح: ١٦٤٣ وغيره، وإسناده صحيح، وصححه الحاكم، والذهبي، والمنذري.

يَزِيدَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَمَنْ يَتَقَبَّلُ لِي بِوَاحِدَةٍ أَتَقَبَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟» قُلْتُ: أَنَا. قَالَ: «لاَ تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئاً».

اسے جنت کا ذمہ دیتا ہوں؟'' میں نے کہا: میں (یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔''

قَالَ، فَكَانَ ثَوْبَانُ يَقَعُ سَوْطُهُ، وَهُوَ رَاكِبٌ، فَلاَ يَقُولُ لِأَحَدٍ: نَاوِلْنِيهِ. حَتَّى يَنْزِلَ فَيَأْخُذَهُ.

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ نے بیان فرمایا: ثوبان رضی اللہ عنہ سواری پر ہوتے اور کوڑا (ہاتھ سے) گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے تھے کہ یہ پکڑانا بلکہ خود اتر کر پکڑ لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① استغناء دخولِ جنت کا باعث ہے۔ ② جو کام انسان خود کر سکتا ہو اس کے لیے کسی کی مدد نہ لینا افضل ہے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ارشادِ نبوی پر زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک عمل پیرا رہتے تھے۔ ④ اس حدیث سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان کا اظہار ہوتا ہے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کا وعدہ حاصل ہوا۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَنْ سَأَلَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- مال دار ہوتے ہوئے (بلاضرورت) سوال کرنا

١٨٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّراً، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرَ جَهَنَّمَ. فَلْيَسْتَقِلَّ مِنْهُ أَوْ لِيُكْثِرْ».

١٨٣٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مال میں اضافہ کرنے کے لیے لوگوں سے ان کی دولت مانگتا ہے وہ تو جہنم کے انگاروں کا سوال کر رہا ہے۔ (اسے اختیار ہے کہ) کم طلب کرے یا زیادہ مانگ لے۔''

فوائد و مسائل: ① بغیر ضرورت کے سوال کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ انسان اس طرح خود کو جہنم کے انگاروں کا مستحق بنا لیتا ہے۔ ② حرام کمائی سے اجتناب فرض ہے۔

١٨٣٨_ [صحيح] أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤١ من حديث ابن فضيل به.

١٨٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ، وَلاَ لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ».

١٨٣٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ نہ مال دار کے لیے حلال ہے' اور نہ طاقت ور تندرست آدمی کے لیے۔''

فوائد ومسائل: ① مال دار سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس اتنا کچھ موجود ہو کہ اس کا گزارہ ہو سکے۔ تعیشات کے حصول کے لیے اگر گنجائش نہیں تو اسے مفلس یا زکاۃ کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ② طاقت ور سے مراد وہ شخص ہے جو حلال طریقے سے محنت مزدوری یا کسی قسم کی ملازمت وغیرہ کے ذریعے سے روزی کما سکتا ہے۔ ایسا شخص اگر بے کار بیٹھا رہے اور کام کرنے کی کوشش نہ کرے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ ③ تندرست سے مراد وہ شخص ہے جس کو جسمانی طور پر اس قسم کی معذوری لاحق نہیں کہ وہ روزی کمانے کے قابل نہ رہے۔

١٨٤٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ، وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ، جَاءَتْ مَسْأَلَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوشاً أَوْ خُمُوشاً أَوْ كُدُوحاً فِي وَجْهِهِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا يُغْنِيهِ؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَماً، أَوْ قِيمَتُهَا

١٨٤٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس اتنا کچھ تھا کہ اسے (سوال سے) مستغنی کر دے' پھر بھی اس نے سوال کیا تو قیامت کے دن اس کا سوال اس کے چہرے میں خراشوں اور زخموں کی صورت میں ظاہر ہو گا۔'' عرض کیا گیا: ''اے اللہ کے رسول! کتنا مال اسے غنی قرار دلوا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پچاس درہم یا اتنی قیمت کا سونا۔''

١٨٣٩ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٥/ ٩٩، الزكاة، إذا لم يكن له دراهم وكان له عدلها، ح: ٢٥٩٧ من حديث أبي بكر بن عياش به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، منها ما أخرجه أبوداود، من حديث عبدالله بن عمرو به، ح: ١٦٣٤، وحسنه الترمذي، ح: ٦٥٢.

١٨٤٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ١٦٢٦ عن الحسن بن علي به، وحسنه الترمذي، ح: ٦٥٠، وقال النسائي: "حكيم ضعيف" ✽ وللثوري تدليس عجيب لأنه حدث به عن زبيد عن محمد بن عبدالرحمٰن بن يزيد مقطوعًا أو مرسلاً، والله أعلم.

مِنَ الذَّهَبِ».

فَقَالَ رَجُلٌ لِسُفْيَانَ: إِنَّ شُعْبَةَ لَا يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ. فَقَالَ سُفْيَانُ: قَدْ حَدَّثَنَاهُ زُبَيْدٌ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ.

ایک آدمی نے سفیان سے کہا کہ شعبہ تو حکیم بن جبیر سے بیان نہیں کرتے تو سفیان نے کہا کہ ہمیں یہ حدیث زبید نے محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید کے واسطے سے بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٦/١٩٥، ١٩٦، ١٩٧، والصحيحة، رقم: ٤٩٩) ② تھوڑی بہت رقم بھی موجود ہو تو سوال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ سوال سے اجتناب ضروری ہونے کے لیے صاحب نصاب ہونا شرط نہیں کیونکہ چاندی میں زکاۃ کا نصاب دو سو درہم ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے پچاس درہم چاندی کے مالک کو مانگنے کی اجازت نہیں دی۔ ④ حدیث میں چاندی اور سونے کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس وقت درہم و دینار چاندی اور سونے کے ہوتے تھے۔ ایک درہم موجودہ وزن کے اعتبار سے 2.975 یا 3.06 گرام چاندی کے مساوی ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے پچاس درہم تقریباً 13 تولے چاندی کے برابر ہوں گے۔ اس کی موجودہ قیمت ہر وقت معلوم کی جا سکتی ہے۔ ⑤ بعض صورتوں میں ایک مال دار آدمی کے لیے بھی سوال کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ ان صورتوں کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- کسے زکاۃ لینا جائز ہے؟

١٨٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ:

١٨٤١- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ افراد کے علاوہ کسی امیر آدمی کے لیے صدقہ (اور زکاۃ) کھانا حلال نہیں۔ ① صدقہ وصول کرنے والا (سرکاری ملازم)، ② اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والا (مجاہد)، ③ وہ دولت مند جو

١٨٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غني، ح: ١٦٣٦ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٧٤، والحاكم: ١/ ٤٠٧، ٤٠٨ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ لِغَنِيٍّ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ فَقِيرٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَأَهْدَاهَا لِغَنِيٍّ، أَوْ غَارِمٍ».

صدقے کی چیز اپنے مال کے بدلے خرید لیتا ہے' ④ یا (یہ صورت کہ) کسی فقیر کو صدقہ دیا گیا اور اس نے وہ کسی غنی کو تحفے کے طور پر دے دیا' ⑤ دیوالیہ (مقروض۔")

فوائد ومسائل: ① جو مال زکاۃ یا صدقے کے طور پر دیا جائے' ادا کرنے والے کے قبضے سے نکل کر اس کی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ ② اسلامی حکومت کی طرف سے جن افراد کو زکاۃ وصول اور تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپی جائے' ان کی محنت کا حق ادا کیا جانا چاہیے۔ ③ دینی کام کرنے والے کو مناسب تنخواہ یا وظیفہ دیا جانا چاہیے' یہ اسلامی معاشرے کا فرض ہے جو اسلامی حکومت قائم ہونے کی صورت میں بیت المال کے ذریعے سے ادا کیا جاتا ہے ورنہ عام مسلمانوں کو خود یہ فرض ادا کرنا چاہیے۔ ④ اسلامی سلطنت کا دفاع بھی زکاۃ و صدقات کا ایک اہم مصرف ہے۔ اس میں فوجیوں کی تنخواہیں' ان کے لیے ضروری اسلحہ کی فراہمی اور ان کی ٹریننگ کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ ⑤ جس مستحق کو زکاۃ کے طور پر کوئی جانور (اونٹ' بکری وغیرہ) یا سونے چاندی کا کوئی زیور دیا جائے' وہ اسے فروخت کر سکتا ہے۔ خریدنے والے کے لیے وہ زکاۃ کا مال شمار نہیں ہوگا' البتہ صدقہ دینے والا صدقہ لینے والے سے وہ چیز نہیں خرید سکتا جو اس نے اسے صدقے کے طور پر دی ہے۔ (صحيح البخاري، الزكاة، باب هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري صدقة غيره..... حديث: ١٤٨٩) ⑥ ایک غریب آدمی کسی خوشحال آدمی کو کوئی تحفہ دے تو یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اسے یہ چیز صدقہ کے طور پر ملی ہے یا دوسرے طریقے سے۔ تحفہ وصول کرنے والے کے لیے اس کی حیثیت صدقے کی نہیں' اس لیے اسے وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑦ دیوالیہ (غارم) سے مراد وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جس پر اتنا زیادہ قرض ہو جائے کہ وہ اسے ادا کرنے کے قابل نہ رہے اور اس کی ملکیت بھی اتنی نہ ہو کہ فروخت کر کے قرضہ ادا کیا جا سکے۔ اور وہ شخص بھی مراد ہو سکتا ہے جس نے قرض کے سلسلے میں کسی کی ضمانت دی اور مقروض نے مقررہ وقت پر ادائیگی سے انکار کر دیا یا فرار ہو گیا' اس طرح ضامن کو وہ رقم ادا کرنی پڑ گئی۔ اسی طرح حادثاتی طور پر کوئی شخص مفلس ہو جائے' مثلاً: کسی نے باغ کا پھل خریدا تھا' طوفان سے پھل ضائع ہو گیا اور رقم اس کے ذمے رہ گئی' ایسے شخص کا نقصان بھی زکاۃ و صدقات سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح اور بھی صورتیں ہو سکتی ہیں' وہ سب "غارم" میں شامل ہوں گی۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- صدقے کی فضیلت

١٨٤٢- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ

١٨٤٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٨٤٢- أخرجه مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، ح: ١٠١٤ من حديث الليث به، ◄◄

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً. فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ. وَيُرَبِّيهَا لَهُ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی پاک چیز کا صدقہ کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ پاک (حلال اور عمدہ) چیز ہی قبول کرتا ہے' تو رحمان اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے' اگرچہ ایک کھجور ہی ہو۔ وہ رحمٰن کے ہاتھ میں بڑھتی جاتی ہے حتی کہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے۔ وہ اس چیز کو اس (صدقہ دینے والے) کے لیے اس طرح پالتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو' یا اونٹ یا گائے کے بچے کو پالتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صدقہ ایک عظیم نیکی ہے۔ ② صدقہ وہی قبول ہوتا ہے جو حلال کی کمائی سے کیا گیا ہو اور وہ اچھی چیز ہو جس سے صدقہ وصول کرنے والا بہتر فائدہ حاصل کر سکے۔ ③ اللہ کی نظر میں مقدار سے زیادہ خلوص کی اہمیت ہے۔ ④ خلوص سے دی گئی تھوڑی سی چیز بھی بہت زیادہ ثواب کا باعث ہو جاتی ہے۔ ⑤ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ' قدم اور چہرہ جیسے جو الفاظ وارد ہیں ان پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن ان کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا درست نہیں' ان کی کیفیت سے اللہ تعالیٰ ہی باخبر ہے۔

١٨٤٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ. لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ. فَيَنْظُرُ أَمَامَهُ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ. وَيَنْظُرُ عَنْ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلاَ يَرَى إِلَّا شَيْئاً قَدَّمَهُ. وَيَنْظُرُ عَنْ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلاَ يَرَى إِلَّا شَيْئاً قَدَّمَهُ. فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ

١٨٤٣- حضرت عدی بن حاتم طائی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا جب کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ بندہ سامنے نظر اٹھائے گا تو اسے سامنے آگ نظر آئے گی' دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے' بائیں طرف دیکھے گا تو (ادھر بھی) اپنے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے' لہٰذا جو شخص آگ سے بچنے کے لیے آدھی کھجور ہی دے سکتا ہے (زیادہ کی طاقت نہیں)'

◄ وأصله عند البخاري، ح: ١٤١٠، ٧٤٣٠ وغيره.

١٨٤٣- [صحيح] تقدم، ح: ١٨٥.

تَمْرَةٍ، فَلْيَفْعَلْ».

وہ یہی کر لے۔"

فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شخص سے خود حساب لے گا۔ ② کلام کرنا اللہ کی صفت ہے جس کی اصل حقیقت و کیفیت سے ہم واقف نہیں' تاہم اسے مخلوق کی صفت کلام سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ اللہ کی اس قسم کی صفات کی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ ہر شخص کو اپنے اچھے برے اعمال کا حساب دینا ہو گا' لہٰذا یہ کہہ کر مطمئن ہو جانا غلط ہے کہ اگر میں فلاں گناہ کرتا ہوں تو اور بہت سے لوگ بھی یہی گناہ کرتے ہیں۔ اگر میں فلاں نیکی کی پروا نہیں کرتا تو اور بھی بہت سے لوگ اس نیکی سے محروم ہیں۔ اس قسم کی باتیں شیطانی وساوس ہیں جن کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کو نیکی کے کاموں سے اور توبہ سے محروم رکھتا ہے۔ ④ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو معمولی سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے معلوم نہیں کسی بڑی نیکی کا موقع ملے گا یا نہیں اور اگر کوئی بڑا کام کر لیا تو اس میں کس قدر نقص ہو گا؟ اللہ جانے وہ قبول ہونے کے قابل بھی ہو گا یا نہیں۔ ⑤ کوئی شخص نیکی کا چھوٹا سا کام کرے تو اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیے' شاید اس کے لیے وہی نجات کا باعث بن جائے۔

١٨٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ. عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ».

۱۸۴۴- حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسکین کو صدقہ دینا صدقہ ہے' اور رشتے داروں کو (صدقہ دینا) دو نیکیاں ہیں: صدقہ بھی' اور صلہ رحمی بھی۔"

فوائد و مسائل: ① زکاۃ اور صدقہ دینے میں اپنے عزیز و اقارب کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ ② زکاۃ و صدقات جس طرح کسی اجنبی کو دینے سے ادا ہو جاتے ہیں' اسی طرح اپنے عزیز و اقارب کو ادا کرنے سے بھی ادا ہو جاتے ہیں بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ③ جن افراد کا نان و نفقہ شرعاً صدقہ دینے والے کے ذمے ہے' انھیں دینے سے زکاۃ و صدقات ادا نہیں ہوتے' لہٰذا ان کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو دینا چاہیے۔

١٨٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٩٩، وهٰذا طرف منه.

نکاح کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اس کی مشروعیت وفرضیت

٭ لغوی معنی: لغت میں نکاح کا مطلب: [اَلضَّمُّ وَالْجَمْعُ] ''ملانا اور جمع کرنا'' ہے جبکہ نکاح کا اطلاق حقیقتاً وطی (ہم بستری کرنے) پر اور مجازاً عقدِ نکاح پر ہوتا ہے۔

٭ اصطلاحی تعریف: فقہائے کرام نے نکاح کی کئی ایک تعریفات کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے: [هُوَعَقْدٌ يَتَضَمَّنُ إِبَاحَةَ وَطْءٍ بِلَفْظِ الْإِنْكَاحِ وَالتَّزْوِيجِ وَمَا اشْتُقَّ مِنْهُمَا] یعنی ''نکاح ایسا عقد ہے جس سے وطی جائز قرار پاتی ہے اور یہ لفظ إنکاح (میں نے تیرا نکاح کیا) یا تزویج (میں نے تیری شادی کی) یا ان سے مشتق (اور ہم معنی) دوسرے الفاظ سے منعقد ہوتا ہے۔''

٭ نکاح کی مشروعیت: نکاح سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بھی سنت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (الرعد ١٣: ٣٨) ''ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔''

اس طرح انبیائے کرام لوگوں کے لیے بہترین نمونہ تھے اور ان کا طرزِ عمل بہترین اسوۂ حسنہ تھا' لہٰذا انھوں نے خود بھی بکثرت شادیاں کیں اور امت کو بھی اس کی وصیت کی۔ مؤرخین نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے سوا کسی کا غیر شادی شدہ ہونا ذکر نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شادی نہ کرنے کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت کی عورتیں انتہائی بگڑ چکی تھیں اور ان کے اخلاق برباد ہو چکے تھے' لہٰذا

کسی صالحہ عورت کے نہ ملنے کی وجہ سے آپ نے شادی نہ کی۔ واللہ أعلم.

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں شادی ایک مقدس رشتہ ہے اور انسان کی جنسی اور فطری خواہشات کی تکمیل وتسکین کا ایک مہذب طریقہ بھی' لہٰذا مرد وزن کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ (النساء ۴:۳)

''عورتوں میں سے جو بھی تمھیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو' دو دو' تین تین اور چار چار سے۔''

رسول اکرم ﷺ نے اس سلسلے میں بہترین اسوہ امت کے لیے چھوڑا ہے بلکہ امت کے نوجوانوں کو زبردست ترغیب دلائی ہے، ارشاد فرمایا: [يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ] (صحيح مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح ....، حديث:۱۴۰۰) ''اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھے وہ نکاح کرلے' اس لیے کہ نکاح آنکھوں کو نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص خرچ کی طاقت نہ رکھے' وہ ضرور روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہش نفس کو ختم کردے گا۔''

اس طرح سے رہبر امت نے نوجوانوں کے جذبات کو شاندار طریقے سے محفوظ بنایا۔ ان کی عفت وعصمت اور شرم وحیا کی حفاظت کے لیے بہترین علاج تجویز فرمایا۔

* **مشروعیت نکاح کی اہمیت:** اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے بے شمار منافع اور مصالح کے حصول کے لیے نکاح مشروع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا زمین میں خلیفہ ہے۔ اس بار خلافت کو نبھانے کے لیے مضبوط' صالح اور بلند کردار کے حامل لوگوں کی ضرورت تھی جو صرف اور صرف نکاح شرعی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ نکاح کے بغیر پیدا ہونے والے افراد اس اعلیٰ منصب کے اہل نہیں ہو سکتے' لہٰذا صالح نسل کی بقا کے لیے نکاح بے حد ضروری ٹھہرا۔ یہی صالح نسل خليفة الله بنے گی اور اپنے والدین کے لیے زینت اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی۔ والدین کے فوت ہونے پر یہ ان کے لیے بہترین کمائی ثابت ہوں گے جب وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں گے۔

نکاح انسان کو بدکاری' بے حیائی' جنسی آلودگی اور شیطانی وساوس سے محفوظ کرتا ہے۔ طرفین

میں مودّت ومحبت، راحت وسکون اور دین کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ دو خاندانوں میں قربت، محبت اور اتحاد واتفاق کا ضامن ہے۔ ان سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کی بدولت امام الانبیاء ﷺ قیامت کے روز دوسری امتوں پر فخر کریں گے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ] (سنن أبي داود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، حديث: ٢٠٥٠ (ل)) ''خوب محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمھاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔''

* **نکاح کا حکم:** نکاح کے مندرجہ بالا فوائد کی روشنی میں علمائے امت نے مختلف افراد کے لحاظ سے نکاح کا حکم بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے:

① **فرض:** ایسے شخص کے لیے نکاح کرنا فرض ہے جو جسمانی لحاظ سے صحت مند ہو اور شادی کے اخراجات، نیز بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت رکھتا ہو، زنا اور بدکاری میں مبتلا ہونے کا اسے خوف ہو اور روزے رکھنے سے بھی یہ خوف دور نہ ہو۔

② **حرام:** جو شخص جسمانی طور پر شادی کا اہل نہ ہو یا وہ بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا وہ پہلی بیوی پر ظلم کے ارادے سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کے لیے شادی کرنا حرام ہے۔

③ **مکروہ:** ایسا شخص جو طبعاً سخت ہو اور ڈرتا ہو کہ وہ شادی کے بعد بیوی پر ظلم کرے گا تو ایسے شخص کے لیے شادی کرنا مکروہ ہے۔

④ **مستحب:** جو شخص معتدل مزاج ہو، اسے زنا اور بدکاری کا بھی ڈر نہ ہو اور وہ نان ونفقہ کی طاقت بھی رکھتا ہو تو اس کا نکاح کرنا مستحب ہے۔

* **نکاح کی اقسام:** اسلام نے عربوں میں رائج، شادی بیاہ کے متعدد طریقوں کو کالعدم قرار دے دیا اور ان سب کی جگہ مسنون نکاح کو مشروع ٹھہرایا۔ ایسا نکاح جس میں طرفین کی رضامندی، ولی کی موجودگی، حق مہر کی تعیین اور گواہوں کی موجودگی ہو۔ اس نکاح کے علاوہ موجودہ دور میں کسی نہ کسی شکل میں رائج دیگر طریقوں کو اسلام نے حرام کر دیا ہے، جیسے نکاح حلالہ، نکاح متعہ اور وٹہ سٹہ۔ اور اسی

طرح ولی کی اجازت کے بغیر لو میرج (محبت کی شادی) سیکرٹ میرج (خفیہ شادی) اور کورٹ میرج (عدالتی شادی) وغیرہ۔

* **نکاح کے لیے محرم رشتے:** اسلام نے نیک اور مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت دینے کے بعد چند رشتوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا تاکہ ان رشتوں کا باہمی تقدس برقرار رہے۔ ان رشتوں کی تفصیل سورۂ نساء کی آیت: ۲۲ تا ۲۴ میں مذکور ہے۔ ان کے علاوہ بعض عورتوں سے نکاح عارضی طور پر حرام ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:

- بیوی کی بہن سے نکاح جبکہ بیوی ابھی نکاح میں ہو۔
- بیوی کی پھوپھی یا خالہ کو بیوی کے ساتھ جمع کرنا۔
- منکوحہ عورت سے نکاح۔
- عدت کے دوران میں نکاح کرنا۔
- پاکدامن مرد وخواتین کا مشرک مرد وخواتین سے نکاح۔
- ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (البقرة ۲:۲۳۰) ''یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے خاوند سے شادی کرے۔'' کی قرآنی قید کو نظر انداز کر کے طلاق بائنہ کے بعد اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٩) **أَبْوَابُ النِّكَاحِ** (التحفة ٧)

نکاح سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النِّكَاحِ** (التحفة ١)

باب:۱- نکاح کی فضیلت

١٨٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ بِمِنًى. فَخَلَا بِهِ عُثْمَانُ. فَجَلَسْتُ قَرِيباً مِنْهُ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ أَنْ أُزَوِّجَكَ جَارِيَةً بِكْراً تُذَكِّرُكَ مِنْ نَفْسِكَ بَعْضَ مَا قَدْ مَضَى؟ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ سِوَى هٰذَا، أَشَارَ إِلَيَّ بِيَدِهِ. فَجِئْتُ وَهُوَ يَقُولُ: لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ. فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

۱۸۴۵- حضرت علقمہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انھیں الگ لے گئے میں پاس بیٹھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں ایک کنواری لڑکی سے آپ کی شادی کروادوں جس سے آپ کو گزرے وقت کی کچھ باتیں یاد آ جائیں؟ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے سوا اور کوئی کام نہیں (جس کے لیے وہ انھیں الگ لے گئے تھے) تو مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں حاضر ہوا تو وہ فرما رہے تھے: اگر آپ نے یہ بات کہی ہے تو (اچھی بات ہی کی ہے کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ شادی کرلے اس کی وجہ سے نظر نیچی رہتی ہے اور جسم (بدکاری سے) محفوظ رہتا ہے۔ اور جسے

١٨٤٥ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، ح: ١٩٠٥، ٥٠٦٥، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة . . . الخ، ح: ١٤٠٠ من حديث الأعمش به.

(نکاح کی) طاقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے
کیونکہ روزہ خواہش کو کچل دیتا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① گزرے وقتوں کی یاد سے مراد یہ ہے کہ جس طرح آپ پہلے ازدواجی زندگی گزار رہے تھے اور اطمینان و مسرت کا وقت گزر رہا تھا' اب پھر آپ کو شادی کی ضرورت ہے تاکہ آپ کو دوبارہ وہی خوشی اور وہی اطمینان و سکون حاصل ہو جس کا حصول شادی کے بغیر ممکن نہیں۔ ② شادی شدہ زندگی میں میاں بیوی کی عمر میں تفاوت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل نہیں۔ اگر ذہنی ہم آہنگی موجود ہو اور مرد اس قابل ہو کہ اپنی بیوی کی فطری ضروریات خوش اسلوبی سے پوری کر سکے تو ادھیڑ عمر مرد کم عمر عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ ③ تین افراد میں سے دو افراد کا تیسرے کو الگ کر کے بات چیت کرنا منع ہے لیکن اگر تیسرے آدمی کی دل شکنی کا اندیشہ نہ ہو تو بعض حالات میں اس کی گنجائش ہے' ویسے بھی مذکورہ بالا واقعہ میں دونوں کے الگ ہو جانے کے باوجود حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اتنے دور نہیں تھے کہ ان کی بات چیت نہ سن سکیں۔ ④ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت نکاح کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی' اس لیے انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ لڑکی والوں سے رابطہ قائم کیا جائے' البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خیر خواہی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے فرما دیا کہ نکاح واقعی ایک اہم اور مفید چیز ہے۔ ⑤ نکاح کی طاقت رکھنے کا مطلب جسمانی طور پر نکاح کے قابل ہونا اور مالی طور پر بیوی کے لازمی اخراجات پورے کرنے کے قابل ہونا ہے۔ موجودہ معاشرے میں رائج رسم و رواج پر کیے جانے والے بے جا اخراجات کی طاقت مراد نہیں۔ معاشرے سے ان فضول رسموں کو ختم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ ⑥ نکاح کا سب سے بڑا فائدہ گناہ کی زندگی سے حفاظت اور جنسی خواہشات کی جائز ذریعے سے تکمیل ہے۔ نکاح کرتے وقت یہ مقصد پیش نظر رکھنا چاہیے' دوسرے فوائد خود ہی حاصل ہو جائیں گے۔ ⑦ فحاشی سے بچاؤ اسلامی معاشرے کی ایک اہم خوبی ہے' اس کے حصول کے لیے ہر جائز ذریعہ اختیار کرنا چاہیے' اور فحاشی کا ہر راستہ بند کرنا چاہیے۔ ⑧ اسلامی شریعت کی یہ خوبی ہے کہ یہ انسان کی فطرت کے مطالبات کی نفی نہیں کرتی بلکہ ان کے حصول کے جائز ذرائع مہیا کرتی ہے۔ ⑨ روزہ رکھ کر انسان نامناسب خیالات اور جذبات کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے فطری خواہش بھی بے لگام نہیں ہوتی' اس لیے اگر کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی کی شادی میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نفلی روزے کثرت سے رکھے اور جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے ماحول' اس قسم کے لٹریچر کے مطالعے' جذبات انگیز نغمات سننے اور فلمیں وغیرہ دیکھنے سے پرہیز کرے تاکہ جوانی کا جوش' گناہ میں ملوث نہ کر سکے۔

١٨٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: ١٨٤٦- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

١٨٤٦- [حسن] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لاتفاقهم على ضعف عيسى بن ميمون المدني، لكن له شاهد◄◄

حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي. فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. وَتَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ. وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ. فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ».

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح میرا طریقہ ہے۔ اور جو شخص میرے طریقے پر عمل نہیں کرتا' اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔ شادیاں کیا کرو کیونکہ میں تمھاری کثرت کی بنا پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا' جو (مالی طور پر) استطاعت رکھتا ہو وہ (ضرور) نکاح کرے اور جسے (رشتہ) نہ ملے' وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ خواہش کو کچل دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح میرا طریقہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل وعیال والی زندگی گزارنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں وغیرہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ہاں غیر شادی شدہ زندگی گزارنا اور بزعم خویش عبادت وریاضت میں مشغول رہنا افضل اور قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ ② نکاح کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کر کے انھیں اسلامی معاشرے کے مفید ارکان بنانا بھی ایک اہم دینی خدمت ہے۔ اور دوسروں کو اچھے کاموں کی ترغیب دلانے سے خود سیدھی راہ پر گامزن رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ ③ مسلمانوں کے لیے اولاد کی کثرت شرعاً مطلوب ہے' لہٰذا اس کے لیے کوشش کرنا' یعنی نکاح کرنا اور ازدواجی تعلقات قائم رکھنا بھی شرعاً مستحسن ہے۔ ④ نکاح روحانی ترقی میں رکاوٹ نہیں۔

١٨٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ».

١٨٤٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔''

فوائد ومسائل: ① دو خاندانوں میں دوستانہ تعلقات ہوں تو انھیں قائم رکھنے اور مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے سے رشتہ لینا دینا چاہیے۔ ② کسی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جائے تو ناجائز تعلقات قائم کرنے کے بجائے نکاح کا جائز تعلق قائم کر لینا بہتر ہے' تاہم اس میں نکاح کی دیگر شروط' یعنی عورت کے سرپرست کی اجازت' حق مہر' ایجاب وقبول اور گواہوں کی موجودگی وغیرہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

صحيح ' ، يعني لبعض الحديث شواهد من حديث أنس ، ومعقل بن يسار ، وابن مسعود وغيرهم .

١٨٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي : ٧/ ٧٨ من حديث محمد بن مسلم الطائفي به ، وصححه الحاكم : ٢/ ١٦٠ على شرط مسلم ، ووافقه الذهبي ، وأورده الضياء في المختارة .

(المعجم ٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ (التحفة ٢)

باب:٢- بے نکاح رہنا منع ہے

١٨٤٨- حَدَّثَنَا أَبُومَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَقَدْ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ. وَلَوْ أَذِنَ لَهُ، لَا خْتَصَيْنَا.

١٨٤٨- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ؓ کو بے نکاح رہنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر آپ ﷺ انھیں اجازت دے دیتے تو ہم لوگ خصی ہو جاتے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عثمان بن مظعون ؓ عبادت کا بہت شوق رکھتے تھے۔ انھوں نے سوچا کہ نکاح کر کے بیوی بچوں کے معاملات میں مشغول ہونے سے نفلی عبادات یعنی نفلی نماز روزے کے مواقع کم ہو جاتے ہیں اس لیے بہتر ہے نکاح نہ کیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انھیں بے نکاح رہنے کی اجازت نہ دی۔ ② صحابۂ کرام ؓ نبی اکرم ﷺ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے کیونکہ ممکن ہے ایک کام بظاہر نیکی کا ہو اور بہت اچھا معلوم ہوتا ہو لیکن شریعت کی رو سے وہ صحیح نہ ہو۔ ③ بدعت بھی بظاہر نیکی ہوتی ہے لیکن اس کے ظاہری نیکی ہونے سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ خلاف سنت کام کتنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہو اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ ④ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ ہندو جوگیوں یا عیسائی راہبوں کی طرح حلال چیزوں سے بھی پرہیز کیا جائے بلکہ کھانے پینے اور دیگر معاملات میں شرعی ہدایات پر عمل کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ⑤ کسی کو مردانہ قوت سے محروم کرنا یا خود اس قوت سے محروم ہونے کی کوشش کرنا شرعاً منع ہے۔

١٨٤٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ وَ زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ

١٨٤٩- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے نکاح رہنے سے منع فرمایا۔

١٨٤٨ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ح: ٥٠٧٣، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة . . . الخ، ح: ١٤٠٢ من حديث إبراهيم بن سعد به.

١٨٤٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في النهي عن التبتل، ح: ١٠٨٢ من حديث زيد بن أخزم به، وقال: "حسن غريب" * قتادة عنعن، وأخرج النسائي: ٦/ ٥٩، ح: ٣٢١٥ وغيره من حديث الحسن عن سعد بن هشام عن عائشة رضي الله عنها، وصححه الترمذي، ح: ١٠٨٢، والحديث السابق شاهد له.

سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ.

زَادَ زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ: وَقَرَأَ قَتَادَةُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾. [الرعد: ٣٨]

زید بن اخزم نے یہ اضافہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ ؒ نے (اس مسئلے کو واضح کرنے کے لیے) یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ ”اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیویوں اور اولاد والا بنایا۔“

فوائد ومسائل: ① بے نکاح رہنے کو نیکی سمجھنا غلط ہے خواہ یہ تصوف کے نام پر ہو یا قلندری کے نام پر یا کسی اور نام سے۔ ② نکاح تمام انبیاء ؑ کی سنت ہے۔ ③ انبیائے کرام نوری مخلوق نہیں بلکہ اشرف المخلوقات انسان ہیں اس لیے وہ نکاح بھی کرتے تھے اور ان کی اولاد بھی ہوتی تھی۔

(المعجم ٣) - بَابُ حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ (التحفة ٣)

باب: ٣- خاوند پر بیوی کے حقوق

١٨٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي قَزَعَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: «أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ. وَأَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى. وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ. وَلَا يُقَبِّحْ. وَلَا يَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ».

١٨٥٠- حضرت حکیم بن معاویہ اپنے والد حضرت معاویہ (ابن حیدہ ؓ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا: خاوند پر عورت کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کھانا کھائے تو اسے بھی کھلائے جب کپڑا پہنے تو اسے بھی پہنائے چہرے پر نہ مارے اسے برا بھلا نہ کہے اور گھر ہی میں (اس سے) علیحدگی اختیار کیے رکھے۔“

فوائد ومسائل: ① اسلام نے معاشرے کو صحیح بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے ہر فرد کے حقوق وفرائض کا تعین کر دیا ہے۔ ان کو پیش نظر رکھ کر معاشرے میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ ② جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾

١٨٥٠- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، النكاح، باب في حق المرأة على زوجها، ح: ٢١٤٢ من حديث أبي قزعة به.

(البقرۃ۲:۲۲۸) ''اور دستور کے مطابق عورتوں کے لیے مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے لیے عورتوں پر ہیں۔'' گھر میں امن وسکون قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ ③ عورت کی بنیادی ضروریات، یعنی خوراک، لباس اور رہائش وغیرہ مہیا کرنا مرد کا فرض ہے۔ ④ مرد کو حق حاصل ہے کہ عورت کو غلطی پر مناسب تنبیہ کرے۔ ⑤ اگر معمولی تنبیہ کا اثر نہ ہو تو معمولی سی جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے لیکن چہرے پر مارنا منع ہے۔ ⑥ [لَا يُقَبِّحْ] کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ڈانٹتے وقت نا مناسب الفاظ استعمال نہ کرے، جیسے عربوں میں رواج تھا کہ وہ کہتے: [قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَكِ] ''اللہ تیرے چہرے کو قبیح کر دے۔'' یا [قَبَّحَكِ اللّٰهُ] ''اللہ تجھے بدصورت کر دے۔'' اس طرح کی گالی اور بددعا سے اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ چہرے پر نہ مارے، زور سے مارنے سے چہرے پر نشان پڑ جائے گا اور چہرہ بدصورت ہو جائے گا، اس لیے فرمایا کہ اسے بدصورت نہ بنا دے۔ ⑦ تنبیہ کے لیے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے وقتی طور پر بول چال بند کرنا جائز ہے لیکن بیوی کو گھر سے نکال دینا یا خود گھر سے کئی دن کے لیے باہر چلے جانا مناسب نہیں۔ گھر میں دونوں کی موجودگی سے ناراضی جلد دور ہو جانے کی امید ہوتی ہے۔

١٨٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ الْبَارِقِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قَالَ: «اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ. لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ. إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ. فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْباً غَيْرَ مُبَرِّحٍ. فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً. إِنَّ لَكُمْ

١٨٥١- حضرت عمرو بن احوص ؓ سے روایت ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ (اس دوران میں) نبی ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا کی، اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ (اس میں آپ نے کئی باتیں ارشاد فرمائیں) پھر فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمھارے پاس قیدی ہیں۔ تمھیں ان پر اس کے سوا کوئی اختیار نہیں۔ الا یہ کہ وہ واضح بے شرمی کا کوئی کام کریں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو ان سے بستروں میں الگ ہو جاؤ، اور انھیں مارو لیکن سخت پٹائی نہ ہو۔ (اس تنبیہ کے نتیجے میں) اگر وہ تمھاری اطاعت کرنے لگ جائیں تو ان پر (سختی کرنے کی) راہ تلاش نہ کرو یقیناً تمھاری عورتوں پر تمھارا

١٨٥١- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق المرأة على زوجها، ح:١١٦٣ من حديث الحسين بن علي به، وقال: "حسن صحيح".

مِنْ نِسَائِكُمْ حقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا. فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ، فَلاَ يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ. وَلاَ يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ. أَلاَ، وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ».

حق ہے' اور تمھاری عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمھاری عورتوں پر تمھارا حق تو یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر اسے نہ بٹھائیں جس (کے گھر میں آنے) کو تم ناپسند کرتے ہو' اور تمھارے گھر میں اس فرد کو آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ سنو! تم پر عورتوں کا یہ حق ہے کہ ان کے لباس اور خوراک کے بارے میں ان سے اچھا سلوک کرو۔''

فوائد و مسائل: ① وصیت تاکیدی نصیحت کو کہتے ہیں جس پر عمل کرنا بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ''وصیت قبول کرو'' کا مطلب یہ ہے کہ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں۔ بہت سے صحابۂ کرام جو حجۃ الوداع میں حاضر تھے' ان کے لیے ممکن ہے کہ نبی ﷺ سے ان کی وہ آخری ملاقات ہو کیونکہ اس سے تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ ان کے لیے یہ خطبہ واقعی آخری نصیحت (وصیت) بن گیا۔ ② خطاب اگرچہ حجۃ الوداع میں حاضر ہونے والے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا گیا تھا' تاہم یہ حکم قیامت تک آنے والے تمام مومنوں کے لیے ہے۔ ③ مرد کو چاہیے کہ بیوی کے اخلاق و کردار کی نگرانی کرے' تاہم بلاوجہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہنا درست نہیں' جب تک کوئی واضح مشکوک صورت سامنے نہ آئے۔ ④ واضح بے حیائی سے مراد ایسی حرکات ہیں جن پر روک ٹوک نہ کرنے سے بدکاری تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ زنا کا ارتکاب ہو جانے کی صورت میں دوسرے احکام ہیں جو قرآن و حدیث میں اپنے مقام پر مذکور ہیں۔ ⑤ بستروں میں الگ ہونے سے مراد ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے جنسی تعلقات منقطع کر لینا ہے۔ بعض علماء نے اس کی یہ صورت بیان فرمائی ہے کہ ایک ہی بستر پر ہوتے ہوئے عورت کی طرف پیٹھ کر کے لیٹ جائے تاکہ اس کا جذباتی ہیجان اسے معافی مانگنے اور اپنی اصلاح کرنے پر مجبور کر دے۔ ⑥ جب محسوس ہو کہ عورت اپنی غلطی پر پشیمان ہے اور اصلاح پر آمادہ ہے تو اس سے معمول کے تعلقات قائم کر لینے چاہییں اور بار بار گزشتہ غلطیوں کا طعنہ نہیں دینا چاہیے۔ ⑦ بعض اوقات صورت حال اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ جسمانی سزا ناگزیر ہو جاتی ہے لیکن یہ اصلاح کی کوشش کا آخری درجہ ہے' جہاں تک ممکن ہو معاملات کو اس مرحلے پر نہیں پہنچنے دینا چاہیے۔ ⑧ اگر جسمانی سزا ضروری محسوس ہو تو اس میں بھی نرمی کا پہلو مدنظر ہونا چاہیے' یعنی صرف اس حد تک سختی کی جائے یا سزا دی جائے جو تنبیہ کے لیے ضروری ہو' اس سے زیادہ نہیں کیونکہ مقصود اصلاح ہے' غصہ نکالنا یا بدلہ لینا نہیں۔ ⑨ مہمانوں کی تکریم ضروری ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص آتا ہے جسے خاوند اچھا نہیں سمجھتا تو عورت کو چاہیے کہ خاوند کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اسے اجازت دینے سے معذرت کر لے' یا کہہ دے کہ مرد گھر میں نہیں' پھر آ جائیے

گا۔ ⑩ ناپسندیدہ شخص کو بستر پر نہ بٹھانے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مردوں سے ناجائز تعلقات استوار کرنے کی راہ ہموار نہ کی جائے۔ ان سے نرم لہجے میں ہنس ہنس کر بات کرنے کے بجائے سنجیدگی سے مختصر بات کر کے فارغ کر دیا جائے۔ امام خطابی فرماتے ہیں: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ اجنبی مردوں کو گپ شپ کے لیے اپنے پاس گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں' جیسے عرب میں یہ رواج تھا اور اسے عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد اس سے منع کر دیا گیا۔'' (حاشیہ سنن ابن ماجہ از محمد فواد عبدالباقی) ہمارے ہاں دیہات میں' جہاں پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا اب بھی یہ صورت حال موجود ہے جو شرعی طور پر ممنوع ہے۔ ⑪ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے محرم رشتہ داروں کو بھی خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں نہ آنے دے لیکن زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ عورت کے محرم مردوں پر پابندی لگائے۔ حضرت عائشہ ؓ نے اپنے رضاعی چچا کو گھر میں آنے کی اجازت نہیں دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تمھارا چچا ہے' اسے آنے کی اجازت دو۔'' (سنن ابن ماجہ' حدیث:١٩٤٨) ⑫ لباس اور خوراک کے بارے میں اچھا سلوک یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس اور مناسب خوراک مہیا کرے لیکن ایسے لباس سے منع کرنا چاہیے جو شریعت کی تعلیمات کے مطابق نہ ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ (التحفة ٤)

باب:۴- بیوی پر خاوند کے حقوق

١٨٥٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَمَرْتُ أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. وَلَوْ أَنَّ رَجُلاً أَمَرَ امْرَأَتَهُ أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ، وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ، لَكَانَ نَوْلُهَا أَنْ تَفْعَلَ».

١٨٥٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اگر کوئی مرد عورت کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ سے (پتھر اٹھا کر) سیاہ پہاڑ پر لے جائے' اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ پر لے جائے تو عورت کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ یہ کام کرے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اس روایت کے

١٨٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٦ عن عفان وغيره به، وانظر، ح: ١١٦ لعلته.

پہلے جملے [لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ...... تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا] ''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔'' کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ جملہ جامع الترمذی (۱۱۵۹) میں بھی مروی ہے۔ وہاں پر ہمارے شیخ موصوف نے اس جملے کو سنداً حسن قرار دیا ہے نیز یہی جملہ اگلی روایت میں بھی مذکور ہے اسے بھی انھوں نے سنداً حسن قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت جو کہ سنداً ضعیف ہے اس میں سے پہلا جملہ قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۲/۱۴۵-۱۴۹، و ۴۱/۱۹، وإرواء الغليل: ۷/۵۴-۵۸، حديث: ۱۹۹۸)

۱۸۵۳- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ؟» قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ. فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَا تَفْعَلُوا. فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا، وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ، لَمْ تَمْنَعْهُ».

۱۸۵۳- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت معاذ ؓ شام سے آئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! یہ کیا؟'' انھوں نے کہا: میں شام گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ مجھے اپنے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ (تعظیم اور احترام کا) یہ طریقہ اختیار کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (یہ کام) نہ کرو۔ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی۔ اگر وہ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہوئی ہو اور خاوند اس سے خواہش کا اظہار کرے تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے۔''

فوائد و مسائل: ① عبادت کے طور پر مخلوق میں سے کسی کو سجدہ کرنا کفر ہے۔ احترام کے طور پر سجدہ کرنا

۱۸۵۳- [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۹۲ من حديث حماد بن زيد به، وتابعه إسماعيل ابن علية عند أحمد: ۴/ ۳۸۱، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۹۰، وله شواهد كثيرة.

17532

سابقہ شریعتوں میں جائز تھا' ہماری شریعت میں یہ بھی حرام ہے۔ ② سابقہ شریعت میں کوئی کام جائز ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس میں کوئی حرج نہیں' مثلاً: حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا' اب حرام ہے۔ پہلے چار سے زیادہ عورتوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا' یا دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کر لینا جائز تھا' اب نہیں۔ ③ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ ان کے قدم چومتے ہیں' یا کسی کو راضی کرنے کے لیے اس کے پاؤں پڑ جاتے ہیں' اس کے قدموں میں گر جاتے ہیں' یہ بھی سجدہ ہے۔ نام بدل لینے سے حرام کام حلال نہیں ہو جاتا۔ ④ یہود و نصاریٰ کے رسم و رواج اور آداب اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان کے ایسے اعمال کا تعلق بالعموم ان کے غلط عقائد سے ہوتا ہے اگرچہ ہمارے لیے وہ تعلق اس قدر واضح نہ ہو۔ دوسری غیر مسلم اقوام' مثلاً: ہندو' سکھ' پارسی اور بدھ وغیرہ کے رسم و رواج کا بھی یہی حکم ہے۔ ⑤ خاوند کا حق بہت زیادہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوی کے حقوق فراموش کر دیے جائیں' جیسے والدین کا حق بہت زیادہ ہے لیکن اولاد کے حقوق بھی پیش نظر رہنے چاہییں۔ ⑥ نکاح کا ایک بڑا مقصد عصمت و عفت کی حفاظت ہے' اس لیے عورت کو مرد کی جنسی خواہش پوری کرنے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیے۔ مرد کو بھی چاہیے کہ جب محسوس ہو کہ عورت مقاربت کی خواہش رکھتی ہے تو اس کا یہ حق ادا کرے۔ حدیث میں عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر تکلف کا اظہار عورت ہی کی طرف سے ہوتا ہے' اس کے برعکس صورت شاذ و نادر ہے۔ ⑦ عورت کو چاہیے کہ مرد کا احترام ملحوظ رکھے۔

١٨٥٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ: قَالَتْ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ، دَخَلَتِ الْجَنَّةَ».

١٨٥٤- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش تھا تو وہ جنت میں جائے گی۔''

١٨٥٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق الزوج على المرأة، ح: ١١٦١ من حديث محمد ابن فضيل به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٣، والذهبي، وقال في الميزان في ترجمة مساور: "فيه جهالة، والخبر منكر"، وجهله صاحب التقريب * أم مساور وثقها الترمذي، والحاكم وغيرهما،والله أعلم، والحديث ضعفه ابن الجوزي وغيره، ولا أعلم وجه النكارة فيه.

(المعجم ٥) - **بَابُ أَفْضَلِ النِّسَاءِ** (التحفة ٥)

باب:٥- بہترین عورت

١٨٥٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الدُّنْيَا مَتَاعٌ. وَلَيْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا شَيْءٌ أَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ».

١٨٥٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا (عارضی) فائدے کی چیز ہے اور دنیا کے سازوسامان میں نیک عورت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① دنیا کی چیزوں سے حلال طریقے سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔ ترکِ دنیا جائز نہیں۔ ② دنیا کی چیزیں اس انداز سے استعمال کرنی چاہییں کہ آخرت میں فائدہ حاصل ہو۔ ③ نیک عورت ایک بڑی نعمت ہے کیونکہ وہ دنیا کے معاملات میں بھی اچھی مشیر ثابت ہوتی ہے' اچھی شریک حیات ہوتی ہے اور آخرت کے معاملات میں بھی خاوند سے تعاون کرتی ہے۔ اس طرح دونوں کو بلند درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔ ④ نیک مرد بھی عورت کے لیے ایک ایسی ہی نعمت ہے۔

١٨٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ فِي الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ مَا نَزَلَ، قَالُوا: فَأَيَّ

١٨٥٦- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب سونے چاندی کے بارے میں حکم نازل ہوا تو صحابۂ کرام نے (آپس میں) کہا: ہم کون سا مال حاصل کریں؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں تمھیں یہ (مسئلہ) معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ انھوں نے اپنے

١٨٥٥- [صحيح] ❁ عبدالرحمٰن بن زياد ضعيف كما تقدم، ح: ٥٤، وأخرج مسلم، ح: ١٤٦٩ وغيره من طريق شرحبيل بن شريك عن أبي عبدالرحمٰن عبدالله بن يزيد الحبلي به بلفظ: "الدنيا متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة".

١٨٥٦- [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، ح: ٣٠٩٤ من طريق منصور عن سالم به، وقال: "حسن"، وقال ما ملخصه: "سألت البخاري سالم سمع من ثوبان؟ فقال: لا"، وكذا قال أحمد وغيره، وله شواهد، منها ما أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٦، وانظر أطراف المسند: ٨/ ٢٩٥، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال: ١١/ ٢٣١، وهو في السنن الكبرى للنسائي، وفيه سلم بن عطية، وثقه ابن حبان، وروى عنه شعبة وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده، ولينه أبوحاتم الرازي.

الْمَالِ نَتَّخِذُ؟ قَالَ عُمَرُ: فَأَنَا أَعْلَمُ لَكُمْ ذٰلِكَ. فَأَوْضَعَ عَلَى بَعِيرِهِ. فَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَنَا فِي أَثَرِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيَّ الْمَالِ نَتَّخِذُ؟ فَقَالَ: «لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ قَلْباً شَاكِراً، وَلِسَاناً ذَاكِراً، وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً، تُعِينُ أَحَدَكُمْ عَلٰى أَمْرِ الآخِرَةِ».

اونٹ کو تیز چلایا' حتی کہ نبی ﷺ تک پہنچ گئے۔ (ثوبان فرماتے ہیں:) میں بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کون سا مال حاصل (کرنے کی کوشش) کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں چاہیے کہ شکر کرنے والا دل حاصل کرو اور ذکر کرنے والی زبان' اور مومن بیوی جو آخرت کے معاملات میں مرد کی مدد کرے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کا ذکر اور اللہ کا شکر بہت بڑی نعمت ہے جس کو ان کاموں کی توفیق مل گئی' اسے بہت بڑی دولت حاصل ہو گئی۔ ② سونے چاندی کے بارے میں نازل ہونے والا حکم یہ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (التوبة ٩:٣٤) ''جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیجیے۔'' ③ مال اچھی چیز ہے لیکن اس سے اہم انسان کی اخلاقی خوبیاں ہیں۔ خاص طور پر صبر اور شکر کی بہت اہمیت ہے۔ ④ جس عورت کے دل میں ایمان ہو گا' وہ خود بھی آخرت کو سامنے رکھے گی اور خاوند کو نیکی کی راہ پر چلنے میں مدد دے گی' اس لیے ایسی نیک عورت اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ مسلمان مرد کو ایسی عورت کی قدر کرنی چاہیے۔

١٨٥٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ، بَعْدَ تَقْوَى اللهِ، خَيْراً لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ. إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ. وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ. وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ. وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ».

١٨٥٧- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''مومن کو اللہ کے تقوے کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ (ایسی بیوی کہ) جب وہ اسے کوئی حکم دے تو وہ اس کی تعمیل کرے' جب اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے تو اسے خوش کر دے' اگر اسے کوئی قسم دے تو وہ قسم پوری کر دے' اگر وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو (سفر وغیرہ میں چلا جائے) تو اپنی ذات کے بارے میں اور اس کے مال کے بارے میں اس سے مخلص رہے (خیانت نہ کرے۔)''

١٨٥٧- [إسناده ضعيف جدًا] وانظر، ح: ٢٢٨ لعلته.

(المعجم ٦) - بَابُ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ (التحفة ٦)

باب:٦- دین والی عورت سے نکاح کرنا

١٨٥٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا. فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ».

١٨٥٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: (کسی سے) اس کے مال کی وجہ سے (کسی سے) اس کے حسب ونسب کی وجہ سے (کسی سے) اس کے حسن و جمال کی وجہ سے (کسی سے) اس کی دینداری (اور نیکی) کی وجہ سے۔ تو دین دار عورت (کے حصول میں) کامیاب ہو جا۔ تیرا بھلا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح کا تعلق زندگی بھر کے لیے ہوتا ہے اس لیے زندگی کا ساتھی تلاش کرنے میں کوشش کی جاتی ہے کہ وہ ایسا فرد ہو جس کے ساتھ زندگی خوش گوار ہو جائے۔ ② اچھی بیوی یا اچھے خاوند کی خواہش ایک جائز خواہش ہے تاہم اس انتخاب کا معیار درست ہونا چاہیے۔ ③ اکثر لوگ ظاہری چیزوں کو افضیلت کا معیار سمجھتے ہیں۔ بہت سے لوگ مال دار خاندان میں شادی کرنا پسند کرتے ہیں تا کہ ان کی دولت میں حصے دار ہو سکیں حالانکہ دولت ڈھلتی چھاؤں ہے۔ امیر آدمی دیکھتے دیکھتے مفلس ہو جاتے ہیں اور غریب آدمی کے دن پھر جاتے ہیں اور اسے دولت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے دائمی تعلق قائم کرنے کے لیے یہ معیار قابل اعتماد نہیں۔ ④ بہت سے لوگ معزز خاندان میں رشتہ کرنا پسند کرتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ دنیا میں معزز سمجھے جانے والے خاندان کا ہر فرد اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو۔ ⑤ اکثر لوگ ظاہری حسن و جمال پر فریفتہ ہوتے ہیں لیکن یہ معیار انتہائی نا قابل اعتماد ہے کیونکہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ حسن میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ⑥ اصل قابل اعتماد معیار نیکی اور تقویٰ ہے۔ نیک بیوی غریبی میں بھی باوقار رہتی ہے اور امارت میں مغرور ہو کر خاوند کی توہین نہیں کرتی اونچے خاندان کی عورت میں اکثر نخوت وتکبر کی بدعادت پائی جاتی ہے اور وہ اپنے خاوند پر حکم چلانے کی کوشش کرتی ہے جس کی وجہ سے خاوند اور بیوی میں محبت پیدا نہیں ہو پاتی جو خوش گوار زندگی کے لیے ضروری ہے لیکن نیک بیوی جو خاوند کے حقوق وفرائض سے آگاہ ہے وہ اونچے خاندان کی ہو یا ادنیٰ خاندان کی گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔ ⑦ [تَرِبَتْ يَدَاكَ] اس کے لفظی معنی یہ ہیں: ''تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے۔'' یعنی تو مفلس ہو جائے تیرے ہاتھ میں خاک کے سوا کچھ نہ رہے لیکن اہل عرب

١٨٥٨ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين ... الخ، ح:٥٠٩٠، ومسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح:١٤٦٦ من حديث يحيى بن سعيد به.

یہ محاورہ اس معنی میں نہیں بولتے بلکہ تعریف یا مذمت کے موقع پر یہ جملہ بولتے ہیں۔ یہاں تعریف مراد ہے کہ جسے نیک عورت مل گئی وہ قابل تعریف ہے کہ اس کی زندگی اچھی گزرے گی۔ اور نیکی میں تعاون کرنے والی نیک بیوی کی وجہ سے آخرت بھی اچھی ہو جائے گی اور ہر لحاظ سے اس کا بھلا ہو جائے گا۔

١٨٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ. فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ. وَلَا تَزَوَّجُوهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ. فَعَسٰى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ. وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوهُنَّ عَلَى الدِّينِ. وَلَأَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِينٍ، أَفْضَلُ».

١٨٥٩- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو' ممکن ہے ان کا حسن انھیں (تکبر میں مبتلا کر کے) تباہ کر دے' ان سے ان کے مال کی وجہ سے نکاح نہ کرو' ممکن ہے ان کا مال انھیں سرکش بنا (کر گناہوں میں مبتلا کر) دے' البتہ ان کے دین کو پیش نظر رکھتے ہوئے نکاح کیا کرو۔ ایک سیاہ فام' ناک کٹی' دین دار لونڈی (خوبصورت' بے دین آزاد عورت سے) افضل ہے۔''

(المعجم ٧) - بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبْكَارِ (التحفة ٧)

باب:٧- کنواری لڑکی سے نکاح کرنا

١٨٦٠ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتَزَوَّجْتَ يَاجَابِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «أَبِكْراً أَوْ ثَيِّباً؟» قُلْتُ: ثَيِّباً. قَالَ: «فَهَلَّا بِكْراً

١٨٦٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں' میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا۔ (اس کے بعد جب) میری ملاقات اللہ کے رسول ﷺ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''جابر! کیا آپ نے شادی کر لی؟'' میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ فرمایا: ''کنواری سے

١٨٥٩ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٧/ ٨٠ من حديث عبدالرحمٰن الإفريقي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٥٤ لعلته.

١٨٦٠ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح: ٧١٥ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به.

تُلاَعِبُهَا؟» قُلْتُ: كُنَّ لِي أَخَوَاتٌ. فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ. قَالَ: «فَذَاكَ إِذَنْ».

کیوں نہ کی جس سے تم دل بہلاتے؟'' میں نے کہا: میری کئی بہنیں تھیں۔ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ وہ میرے اور ان کے درمیان حائل نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: ''تب یہ بات (درست ہے۔)''

فوائد ومسائل: ① نکاح کے وقت تمام دوستوں اور رشتے داروں کا اجتماع ضروری نہیں۔ ② اپنے ساتھیوں اور ماتحتوں کے حالات معلوم کرنا اور ان کی ضرورتیں ممکن حد تک پوری کرنا اچھی عادت ہے۔ ③ بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا عیب نہیں۔ حدیث میں [ثَيِّب] کا لفظ ہے جو بیوہ اور طلاق یافتہ عورت دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ ④ جوان آدمی کے لیے جوان عورت سے شادی کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں زیادہ ذہنی ہم آہنگی ہونے کی امید ہوتی ہے۔ ⑤ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہنوں کی تربیت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑی عمر کی خاتون سے نکاح کیا' اس لیے دوسروں کے فائدے کو سامنے رکھ کر اپنی پسند سے کم تر چیز پر اکتفا کرنا بہت اچھی خوبی ہے۔ ⑥ کنبے کے سربراہ کو گھر کے افراد کا مفاد مقدم رکھنا چاہیے۔

١٨٦١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالأَبْكَارِ. فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهاً، وَأَنْتَقُ أَرْحَاماً، وَأَرْضَى بِالْيَسِيرِ».

١٨٦١- حضرت عتبہ بن عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنواریوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ شیریں دہن' زیادہ بچے پیدا کرنے والی' اور تھوڑی چیز پر راضی رہنے والی ہوتی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق رحمہ اللہ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' رقم: ٦٢٣) بنابریں بیوہ اور مطلقہ سے بھی نکاح کر لینا چاہیے لیکن اگر بیوہ کا رشتہ بھی مل رہا ہو اور کنواری کا بھی تو کنواری کو ترجیح دینی چاہیے خصوصاً جب کہ مرد نوجوان ہو۔ ② شیریں دہن کا مطلب یہ ہے کہ ان میں حیا زیادہ ہوتی ہے' اس لیے اپنے

١٨٦١_ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٤١، ح: ٣٥١ من طريق الحميدي عن محمد بن طلحة به، إلا أنه قال: عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن عويم بن ساعدة، وهو الصواب، وقال البغوي: "عبدالرحمٰن بن عويم ليست له صحبة"، فالحديث مرسل مع جهالة عبدالرحمٰن، وله شواهد ضعيفة، راجع التلخيص: ٣/ ١٤٥ وغيره.

خاوند کو خوش رکھنے کی زیادہ کوشش کرتی ہیں اور تلخ لہجے میں بات کرنے سے پرہیز کرتی ہیں۔ بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان کا لعابِ دہن زیادہ شیریں ہوتا ہے۔ ③ جو عورت پہلے ایک خاوند کے ساتھ زندگی گزار چکی ہے اور اس کے بچے ہو چکے ہیں اب نئے شوہر سے اس کے بچے کم ہونے کی توقع ہے جب کہ کنواری لڑکی سے نکاح کے بعد جتنے بچے ہوں گے وہ سب اس خاوند کے ہوں گے۔ ④ قناعت ایک اچھا وصف ہے جس عورت میں یہ صفت پائی جائے وہ اچھی بیوی ثابت ہوگی۔

(المعجم ٨) - بَابُ تَزْوِيجِ الْحَرَائِرِ وَالْوَلُودِ (التحفة ٨)

باب:٨- آزاد اور زیادہ بچے جننے کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے نکاح کرنا

١٨٦٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سَلِيمٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللهَ طَاهِراً مُطَهَّراً، فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ».

١٨٦٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص پاک صاف ہو کر اللہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔''

١٨٦٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْكِحُوا. فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ».

١٨٦٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح کرو' میں تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح اسلام کے اہم احکام میں سے ہے' اس لیے بلاوجہ کنوارا رہنا درست نہیں۔

١٨٦٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل من حديث سلام به، ومن طريقه أورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢٦١، وقال: "لا يصح" * وسلام هذا ضعيف (تقريب)، وكذا شيخه، بل قال ابن حبان: "يروي عن أنس ما ليس من حديثه ويضع عليه"، والحديث ضعفه البوصيري، والمنذري وغيرهما، وله شاهد عند البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٤٠٤ بدون سند، والله أعلم بحاله.

١٨٦٣ـ [صحيح] انظر، ح: ٨٥٧ لعلته، وأخرج أبوداود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، ح: ٢٠٥٠ بإسناد حسن مرفوعًا: "تزوجوا الودود الولود فإني مكاثر بكم الأمم" وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

④ کثرتِ اولاد شرعاً مطلوب ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' اس کے الفاظ یہ ہیں: ''خوب محبت کرنے والی' زیادہ بچے جننے والی سے نکاح کرو' میں دوسری امتوں سے تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔'' (سنن أبي داود' النكاح' باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء' حديث:٢٠٥٠) کسی عورت کی ماں اور بہنوں وغیرہ کے حالات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ اس عورت کی اولاد زیادہ ہوگی۔

(المعجم ٩) - بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا (التحفة ٩)

باب:٩- جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو' اسے (ایک نظر) دیکھ لینے کا بیان

١٨٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمِّهِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً. فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي نَخْلٍ لَهَا. فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هٰذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَلْقَى اللهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا».

١٨٦٤- حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ میں اس (کو دیکھنے) کے لیے چھپ جایا کرتا تھا حتی کہ میں نے اسے اس کے کھجوروں کے باغ میں دیکھ لیا۔ (حاضرین میں سے) کسی نے کہا: آپ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہو کر بھی ایسا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل میں کسی عورت سے نکاح کی خواہش ڈالے تو اسے دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ سنداً ضعیف ہے' تاہم آگے آنے والی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا' غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' رقم:٩٨) ② جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو' اسے ایک نظر دیکھ لینا جائز ہے۔ ③ عورت کا مرد کو دیکھنا بھی جائز ہے۔ اس کے بارے میں اگرچہ کوئی حدیث مروی نہیں' تاہم اس مسئلے میں مرد پر قیاس کر کے عورت کے لیے بھی مرد کو دیکھنا جائز کہا جا سکتا ہے۔

١٨٦٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٥ من حديث الحجاج بن أرطاة، وقد تقدم، ح: ١١٢٩،٤٩٦ عن محمد بن سليمان به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٢٣٥، وسقط ذكر الحجاج من سنده، إما خطأ وإما تدليسًا من أبي معاوية محمد بن خازم لأنه مذكور في المدلسين (المرتبة الثانية)، وانظر الحديث الآتي فإنه يغني عنه.

③ ضروری نہیں کہ عورت کو دیکھے جانے کا علم ہو بلکہ اس کی لاعلمی میں بھی موقع پا کر دیکھنا جائز ہے۔ ④ خود دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی قابل اعتماد خاتون کو لڑکی کے گھر بھیجا جائے اور وہ مرد کی پسند' ناپسند کو پیش نظر رکھتے ہوئے لڑکی کو دیکھ لے۔

١٨٦٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، و زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، و مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا» فَفَعَلَ. فَتَزَوَّجَهَا. فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا.

۱۸۶۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جا کر اسے دیکھ لو' امید ہے کہ تم دونوں میں موافقت پیدا ہو جائے گی۔'' انھوں نے ایسے ہی کیا' پھر اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے اس سے موافقت کا ذکر فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنے میں بڑی برکت ہے۔ ② نکاح سے پہلے جائز حدود میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ لینے سے ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں نکاح کے بعد باہم ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ③ جواز صرف ایک نظر دیکھ لینے کا ہے۔ تنہائی میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اور طویل بات چیت' یا اکٹھے سیر کو جانا وغیرہ یہ سب کام دین کے صریح خلاف ہیں۔ اس حدیث سے ایسے کاموں کا جواز نہیں نکلتا۔

١٨٦٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً أَخْطُبُهَا فَقَالَ: «اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ

۱۸۶۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خاتون کا ذکر کیا کہ میں اس سے نکاح کے لیے پیغام بھیجنے والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا کر اسے دیکھ لو' امید ہے تمھارے درمیان محبت پیدا ہو جائے گی۔'' چنانچہ میں ایک انصاری خاتون کے ہاں گیا اور

١٨٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٨٤ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٢٣٦، والحاكم: ٢/ ١٥٦، والذهبي، والبوصيري.

١٨٦٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في النظر إلى المخطوبة، ح: ١٠٨٧ من حديث بكر به، وقال: "حسن"، وصححه البوصيري.

يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا» فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ. فَخَطَبْتُهَا إِلَى أَبَوَيْهَا. وَأَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ. فَكَأَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ. قَالَ: فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ، وَهِيَ فِي خِدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ، فَانْظُرْ. وَإِلَّا فَأَنْشُدُكَ. كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذٰلِكَ. قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا. فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا.

اس کے والدین سے اس کا رشتہ طلب کیا اور انھیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی سنایا۔ یوں محسوس ہوا کہ اس کے والدین نے اس چیز کو پسند نہیں کیا (کہ یہ مرد اس لڑکی کو دیکھے۔) لڑکی پردے میں تھی' اس نے یہ بات چیت سن لی' چنانچہ اس نے کہا: اگر تجھے اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے ورنہ میں تجھے قسم دیتی ہوں (کہ جھوٹا بہانہ بنا کر مجھے نہ دیکھنا) اس نے گویا اس بات کو بہت بڑا سمجھا (سنتے ہی اعتبار نہ آیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہوگا) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میں سچ کہہ رہا تھا' اس لیے) میں نے اسے دیکھ لیا' پھر میں نے اس سے شادی کر لی۔ پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے ہم آہنگی پیدا ہو جانے کا ذکر فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① والدین نے حدیث نبوی کو ناپسند نہیں کیا بلکہ انھیں یہ بات پسند نہ آئی کہ ایک اجنبی مرد ان کی جوان بچی پر نگاہ ڈالے۔ ② کنواری جوان بچی کو پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ لڑکے کو چاہیے کہ صرف اسی لڑکی کو دیکھے جس سے وہ واقعی نکاح کرنے کا خواہش مند ہے۔ اس بہانے سے لوگوں کی بچیوں کو دیکھتے پھرنا بہت بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے خیالات سے باخبر ہے' اس سے کسی کی خیانت پوشیدہ نہیں۔ ④ صحابہ اور صحابیات کے دل میں حدیث نبوی کا احترام بہت زیادہ تھا' چنانچہ لڑکی کو جب نبی ﷺ کا ارشاد بتایا گیا تو وہ فوراً راضی ہو گئی' حالانکہ طبعی طور پر یہ چیز اس کے لیے ناپسندیدہ تھی۔ ⑤ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں فرمان رسول کی کتنی زیادہ اہمیت تھی۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- پیغام نکاح پر پیغام نکاح دینے کی ممانعت

١٨٦٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

١٨٦٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے بھائی کے

١٨٦٧- أخرجه البخاري، البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ... الخ، ح: ٢١٤٠ وغيره، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣ من حديث سفيان به مطولاً.

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔"

۱۸۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

۱۸۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔"

فوائد ومسائل: ① [خِطبة] "خا" کی زیرے" کا مطلب ہے کہ نکاح کے لیے بات چیت شروع کرنا، یعنی کسی عورت کے سرپرستوں سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اس کا رشتہ دے دیں۔ جب کسی عورت کے لیے اس کے گھر والوں سے بات چیت ہو رہی ہو اور رشتہ طے پا جانے کی امید ہو تو دوسرے آدمی کو اس عورت کے لیے بات چیت شروع نہیں کرنی چاہیے۔ ② اگر محسوس ہو کہ ابھی عورت نے اس مرد کو قبول کرنے کا فیصلہ نہیں کیا اور اس کی طرف واضح میلان نہیں تو دوسرا آدمی بھی پیغام بھیج سکتا ہے تاکہ عورت فیصلہ کر سکے کہ اس کے لیے ان دونوں میں سے کون سا مرد زیادہ مناسب ہے اور اس کے سرپرست بھی معاملے پر بہتر انداز سے غور کر سکیں۔ ③ اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کے باہمی معاملات میں بگاڑ پیدا نہ ہو اور آپس میں ناراضی پیدا نہ ہو۔

۱۸۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ ابْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي» فَآذَنْتُهُ. فَخَطَبَهَا

۱۸۶۹- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تیری عدت ختم ہو جائے تو مجھے بتانا۔" (عدت ختم ہونے پر) انھوں نے آپ کو اطلاع دی۔ انھیں حضرت معاویہ، ابوجہم بن صخیر اور حضرت اسامہ بن زید ؓ نے نکاح کے لیے پیغام بھیجے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے

۱۸۶۸ـ أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح: ۱٤۱۲ من حديث يحيى به، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه . . . الخ، ح: ۸/۱٤۱۲.

۱۸۶۹ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ٤۸۰/ ٤۷ عن ابن أبي شيبة به.

مُعَاوِيَةُ وَأَبُو الْجَهْمِ بْنُ صُخَيْرٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ، لاَ مَالَ لَهُ. وَأَمَّا أَبُوالْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ. وَلٰكِنْ أُسَامَةُ». فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا: أُسَامَةُ. أُسَامَةُ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيْرٌ لَكِ» قَالَتْ: فَتَزَوَّجْتُهُ فَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

فرمایا: ''معاویہ (ؓ) تو مفلس آدمی ہیں' ان کے پاس مال نہیں' ابوجہم (ؓ) عورتوں کو بہت مارتے ہیں لیکن اسامہ (ؓ بہترین ہیں۔'') حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کر کے کہا: اسامہ! اسامہ! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت تیرے لیے بہتر ہے۔'' حضرت فاطمہ ؓ نے بیان کیا: میں نے ان سے نکاح کر لیا' پھر مجھ پر رشک کیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① عورت کے کسی مرد کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لینے سے پہلے دوسرا آدمی پیغام بھیج سکتا ہے۔ ② اگر کسی کا عیب چھپانے سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ عیب ظاہر کر دیا جائے۔ یہ صورت ممنوعہ غیبت میں شمار نہیں ہوتی۔ حدیث کے راویوں پر جرح کرنے میں بھی یہی حکمت ہے کہ جو حکم رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں اسے غلطی سے شرعی حکم نہ سمجھ لیا جائے' اس لیے یہ بھی جائز ہے۔ ③ جب کوئی غلام آزاد ہو جائے تو اسلامی معاشرے میں اس کا مقام و مرتبہ دوسرے آزاد افراد سے کم تر نہیں ہوتا۔ ④ نبی ﷺ کا حکم ماننے میں فائدہ ہے اگرچہ بظاہر وہ ناگوار محسوس ہو۔ ⑤ حضرت فاطمہ ؓ کے اشارے کا مطلب عدم رضامندی کا اظہار تھا کیونکہ حضرت اسامہ ؓ کے والد محترم حضرت زید ؓ کچھ عرصہ غلام رہ چکے تھے۔

(المعجم ١١) - بَابُ اسْتِئْمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ (التحفة ١١)

باب:١١- کنواری اور شوہر دیدہ سے اجازت لینا

١٨٧٠ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأَيِّمُ أَوْلَى بِنَفْسِهَا مِنْ

١٨٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ اپنی ذات پر اپنے ولی (سرپرست) سے زیادہ اختیار رکھتی ہے۔ اور کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کنواری بات

١٨٧٠ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب استيذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢١ من حديث مالك به.

وَلِيِّهَا. وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي أَنْ تَتَكَلَّمَ. قَالَ: «إِذْنُهَا سُكُوتُهَا».

کرتے ہوئے شرماتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہاں [أَيِّم] سے مراد وہ عورت ہے جس کا پہلے نکاح ہوا تھا' پھر خاوند سے جدائی ہوگئی' خواہ خاوند کی وفات کی وجہ سے ہو یا طلاق کی وجہ سے' یعنی اس لفظ سے بیوہ اور طلاق یافتہ دونوں مراد ہیں۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ② نکاح میں لڑکی کی رضامندی بھی ملحوظ رکھی جائے اور سرپرست کی اجازت بھی ضروری ہے۔ ③ کنواری لڑکی اگر شرم و حیا کی وجہ سے بول کر رضامندی ظاہر نہ کر سکے تو اس کی خاموشی کو رضامندی تصور کر لیا جائے گا' بشرطیکہ دوسرے قرائن سے محسوس نہ ہو کہ یہ خاموشی ناراضی کی وجہ سے ہے۔ ④ بیوہ یا مطلقہ کی اجازت واضح طور پر کلام کے ذریعے سے ہونا ضروری ہے' اس کی خاموشی کو رضا سمجھ لینا کافی نہیں۔ ⑤ بیوہ یا طلاق یافتہ عورت کو چاہیے کہ عدت گزرنے کے بعد دوبارہ کسی مناسب جگہ نکاح کر لے۔ اس کے سرپرست کو بھی چاہیے کہ دوسرا نکاح کرنے میں اس سے تعاون کرے۔ بے نکاح بیٹھ رہنا درست نہیں' الا یہ کہ عمر اتنی زیادہ ہوگئی ہو کہ دوسرا نکاح کرنا مشکل ہو...... یا کوئی اور رکاوٹ ہو۔

١٨٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ. وَلَا الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَإِذْنُهَا الصُّمُوتُ».

١٨٧١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ کا نکاح اس سے مشورہ کیے بغیر نہ کیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح اس سے اجازت لیے بغیر نہ کیا جائے۔ اور اس کی اجازت خاموش رہنا ہے۔''

١٨٧٢- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ

١٨٧٢- حضرت عدی بن عدی کندی ؒ اپنے والد حضرت عدی بن عمیرہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ اپنی

١٨٧١ـ أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح: ١٤١٩/ ٦٤ من حديث الأوزاعي وغيره به، ورواه البخاري، ح: ٥١٣٦ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

١٨٧٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٢ من حديث الليث به، قيل: عدي لم يسمع من أبيه، لكن للحديث شواهد صحيحة عند أحمد وغيره.

عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمْتُهَا».

رضامندی کا (زبان سے) اظہار کرے اور کنواری کی رضامندی (کی علامت) اس کا خاموش رہنا ہے۔''

فائدہ: عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی۔ اس کا نکاح اس کا سرپرست ہی کرے گا' تاہم اس کی رائے کو بھی اہمیت دی جائے گی۔ دونوں کے مشورے سے نکاح ہوگا۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ مَنْ زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ** (التحفة ١٢)

باب:١٢- بیٹی کی ناراضی کے باوجود اس کا نکاح کر دینا

١٨٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ، وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ الأَنْصَارِيَّيْنِ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ يُدْعٰى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ. فَكَرِهَتْ نِكَاحَ أَبِيهَا. فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَذَكَرَتْ لَهُ. فَرَدَّ عَلَيْهَا نِكَاحَ أَبِيهَا. فَنَكَحَتْ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ.

١٨٧٣- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید انصاری اور حضرت مجمع بن یزید انصاری ؓ سے روایت ہے کہ ان کے خاندان کے ایک شخص حضرت خذام ؓ نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ اس نے اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو پسند نہ کیا' چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اس کے والد کا کیا ہوا نکاح کالعدم قرار دے دیا۔ تب اس نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر ؓ سے نکاح کر لیا۔

وَذَكَرَ يَحْيٰى أَنَّهَا كَانَتْ ثَيِّبًا.

حضرت یحییٰ بن سعید ؒ نے فرمایا: یہ لڑکی ثیب (بیوہ یا طلاق یافتہ) تھی۔

فوائد ومسائل: ① [ثیب] کا نکاح اگر اس کی مرضی کے خلاف کر دیا جائے' تب بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے' تاہم وہ عدالت کے ذریعے سے یہ نکاح ختم کرا سکتی ہے۔ ② اس ناخوش گوار نتیجے سے بچنے کے لیے پہلے ہی افہام وتفہیم سے کسی متفقہ رائے پر پہنچ جانا بہتر ہے' یعنی نکاح وہاں کیا جائے جہاں عورت بھی راضی ہو اور سرپرست کو بھی اعتراض نہ ہو۔

١٨٧٣- أخرجه البخاري، النكاح، باب إذا زوج الرجل ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح: ٥١٣٩ من حديث يزيد به مختصرًا.

١٨٧٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ. قَالَ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا. فَقَالَتْ: قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي. وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ إِلَى الْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ.

١٨٧٤- حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب ؓ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: ایک نوجوان لڑکی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تاکہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہو جائے۔ آپ ﷺ نے لڑکی کو (نکاح فسخ کرنے کا) اختیار دے دیا۔ اس نے کہا: میں اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو قبول کرتی ہوں لیکن میں چاہتی تھی کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے باپوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔

فوائد و مسائل: ① ''تاکہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہو جائے۔'' اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ میرے والد نادار ہیں اور ان کا بھتیجا خوشحال ہے' وہ چاہتے ہیں کہ اس رشتے کی وجہ سے انھیں بھی مالی فوائد حاصل ہو جائیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بھتیجا نادار ہے' والد صاحب میرا رشتہ دے کر اس کا مقام بلند کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھ کر اس کی عزت کریں کہ یہ فلاں صاحب کا داماد ہے۔ ② والدین کو بھی لڑکی کی رضامندی کے بغیر بالجبر ایسی جگہ نکاح کر دینے کی اجازت نہیں ہے جو اسے پسند نہ ہو۔ ③ ایسی صورت میں لڑکی کو نکاح فسخ کرانے کی اجازت ہے۔

١٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو السَّقْرِ يَحْيَى بْنُ يَزْدَادَ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرُّوذِيُّ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَارِيَةً بِكْراً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَتْ لَهُ

١٨٧٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا ہے جب کہ وہ (اس رشتے سے) ناخوش ہے۔ نبی ﷺ نے اسے (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دے دیا۔

١٨٧٤- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "إسناده صحيح"، والحديث الآتي شاهد له.

١٨٧٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في البكر يزوجها أبوها ولا يستأمرها، ح:٢٠٩٦ من حديث الحسين بن محمد به ۞ جرير بن حازم ثقة مدلس، رماه بالتدليس الإمام البيهقي وغيره، وقد عنعن، وتابعه زيد بن حبان، وخالفهما الجبل حماد بن زيد فرواه مرسلاً وهو الصواب، والحديث السابق شاهد لحديث جرير وزيد، وبه صح الحديث.

أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ. فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حِبَّانَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت عبداللہ بن عباس ؓ سے اسی طرح مروی ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَابُ نِكَاحِ الصِّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ الْآبَاءُ** (التحفة ١٣)

باب:١٣- والد چھوٹی بچی کا نکاح (اس سے پوچھے بغیر) کرسکتا ہے

١٨٧٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ. فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ. فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ. فَوُعِكْتُ. فَتَمَرَّقَ شَعَرِي حَتَّى وَفَى لِي جُمَيْمَةٌ. فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبَاتٌ لِي. فَصَرَخَتْ بِي. فَأَتَيْتُهَا وَمَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ. فَأَخَذَتْ بِيَدِي فَأَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ. وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي. ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ عَلَى وَجْهِي وَرَأْسِي. ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ. فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ. فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى

١٨٧٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر چھ سال تھی۔ ہم (ہجرت کر کے) مدینہ آئے تو بنو حارث بن خزرج کے محلے میں ٹھہرے۔ (ایک بار ایسا ہوا کہ) مجھے بخار آیا تو میرے سر کے بال جھڑ گئے حتی کہ کندھوں تک لٹکتے ہوئے تھوڑے سے بال رہ گئے۔ (ایک دن) میں جھولا جھول رہی تھی اور میرے ساتھ چند سہیلیاں بھی تھیں کہ میری والدہ ام رومان ؓ نے آ کر مجھے آواز دی۔ میں ان کے پاس آ گئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان کا کیا ارادہ ہے؟ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے تک لے آئیں۔ میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ (تھوڑی دیر میں) میرا سانس کچھ ٹھیک ہو گیا۔ امی جان نے پانی لے کر میرا سر منہ دھویا، پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں، دیکھا تو گھر میں چند انصاری خواتین موجود تھیں۔ انھوں نے کہا: [عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى

١٨٧٦ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح: ٣٨٩٤ من حديث علي بن مسهر، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، من حديث هشام به، ح: ١٤٢٢.

خَيْرِ طَائِرٍ. فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ. فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي. فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى. فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

خَيْرِ طَائِرٍ] ''خیر و برکت کے ساتھ آؤ' تمھاری قسمت اچھی ہو۔'' امی جان نے مجھے ان خواتین کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے میری حالت کو درست کیا (کنگھی پٹی کی اور زیب و زینت کر کے دلہن بنا دیا۔) مجھے تبھی پتہ چلا جب چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور خواتین نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی۔''

فوائد ومسائل: ① نابالغ بچی کا نکاح درست ہے۔ ② [أُرْجُوحَة] ''جھولا'' ایک بڑی لکڑی ہوتی ہے جو درمیان سے اونچی جگہ رکھی ہوتی ہے۔ بچے اس پر دونوں طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ جب وہ ایک طرف سے نیچے ہوتی ہے تو دوسری طرف سے اوپر اٹھ جاتی ہے۔ اسے انگریزی میں (See Saw) ''سی سا'' کہتے ہیں۔ ③ رخصتی کے وقت دلھن کو آراستہ کرنا مسنون ہے۔ ④ رخصتی کے وقت ہمسایہ خواتین کا جمع ہونا اور تیاری میں مدد دینا درست ہے' تاہم آج کل جو بے جا تکلفات اور رسم و رواج اختیار کر لیے گئے ہیں' یہ خواہ مخواہ کی تکلیف ہے جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑤ اسی طرح بیوٹی پارلروں میں بھیج کر دلھن کو آراستہ کروانا فضول خرچی بھی ہے' حیا باختہ اور بے پردہ عورتوں کی نقالی بھی اور تغییر لخلق اللہ بھی۔ ⑥ اسلام میں برات کا کوئی تصور نہیں۔ یہ ہندوانہ رسم ہے۔ اسی طرح مروجہ جہیز بھی غیر اسلامی رسم ہے۔ ⑦ نو سال کی بچی بالغ ہو سکتی ہے اور بالغ ہونے پر اس کی رخصتی بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں کسی خاص عمر کی شرعاً کوئی شرط نہیں' اس لیے موجودہ عائلی قوانین میں مخصوص عمر کی جو شرط لگائی گئی ہے' شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

١٨٧٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سَبْعٍ. وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ. وَتُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً.

١٨٧٧- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ سے نکاح کیا تو ان کی عمر سات برس تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ام المومنین کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

١٨٧٧- [صحيح] فيه علتان، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طرق كثيرة عن عائشة رضي الله عنها، وأجمع المحدثون على صحته، وهم عمدة في هذا الشان.

فائدہ: حدیث ۱۸۷۶ میں ذکر ہوا کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہ ﷞ کی عمر مبارک چھ سال کی تھی۔ اور اس حدیث میں ہے کہ اس وقت عمر مبارک سات سال تھی، تاہم پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ صحیحین میں بھی چھ سال ہی مذکور ہے۔ (صحيح البخاري' مناقب الأنصار باب تزويج النبي ﷺ عائشة ﷞ وقدومها المدينة وبنائه بها' حديث: ۳۸۹۴' وصحيح مسلم' النكاح' باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة' حديث: ۱۴۲۲)

(المعجم ١٤) - **بَابُ نِكَاحِ الصِّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ غَيْرُ الْآبَاءِ** (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- باپ کے علاوہ دوسرے سرپرست چھوٹی بچی کا نکاح کر دیں، تو؟

۱۸۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ حِينَ هَلَكَ عُثْمَانُ ابْنُ مَظْعُونٍ تَرَكَ ابْنَةً لَهُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَزَوَّجَنِيهَا خَالِي قُدَامَةُ، وَهُوَ عَمُّهَا، وَلَمْ يُشَاوِرْهَا. وَذٰلِكَ بَعْدَمَا هَلَكَ أَبُوهَا. فَكَرِهَتْ نِكَاحَهُ، وَأَحَبَّتِ الْجَارِيَةُ أَنْ يُزَوِّجَهَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

۱۸۷۸- حضرت عبداللہ بن عمر ﷞ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت عثمان بن مظعون ﷜ ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ حضرت ابن عمر ﷞ نے فرمایا کہ اس کے والد کی وفات کے بعد میرے ماموں حضرت قدامہ ﷜ نے، جو اس لڑکی کے چچا تھے، اس سے مشورہ لیے بغیر مجھ سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس نے ان کے کیے ہوئے رشتے کو پسند نہ کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ اس کا نکاح حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷜ سے کرتے، چنانچہ حضرت قدامہ ﷜ نے (پہلا نکاح فسخ کر کے) اس کا نکاح ان (حضرت مغیرہ ﷜) سے کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① مصنف نے باب کا یہ عنوان مقرر کر کے اشارہ کیا ہے کہ جس طرح باپ اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح اس سے مشورہ لیے بغیر کر سکتا ہے۔ دوسرا کوئی سرپرست، مثلاً: ماموں یا چچا وغیرہ اس طرح نہیں کر سکتا بلکہ بچی سے مشورہ لینا چاہیے۔ بظاہر اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ لڑکی بالغ تھی یا نابالغ۔ ممکن ہے کسی دوسری سند سے اس کی صراحت مروی ہو کہ وہ نابالغ تھی۔ واللہ اعلم. ② بالغ ہونے کی صورت میں تو اس کی رضامندی ضروری تھی اور چونکہ پہلا نکاح رضامندی کے بغیر کیا گیا تھا، اس لیے اسے فسخ کر دیا گیا۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ موصوفہ بالغ تھی...... رضي الله عنها......

۱۸۷۸- [صحيح] وقال البوصيري: "وفيه عبدالله بن نافع مولى ابن عمر متفق على تضعيفه"، وتابعه عمر بن حسين بن عبدالله مولى آل حاطب عند أحمد: ۲/ ۱۳۰، ح: ٦١٣٦، وله شواهد عند البيهقي: ۷/ ۱۲۰، ۱۲۱ وغيره.

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ** (التحفة ١٥)

باب: ١٥- سرپرست کی اجازت کے بغیر (لڑکی کا) نکاح نہیں ہوتا

١٨٧٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكِحْهَا الْوَلِيُّ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. فَإِنْ أَصَابَهَا، فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا. فَإِنِ اشْتَجَرُوا، فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ».

١٨٧٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کا نکاح سرپرست نے نہیں کیا، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل (کالعدم) ہے۔ اگر مرد اس سے مقاربت کر لے تو اس کی مقاربت کی وجہ سے اس عورت کو حق مہر ادا کیا جائے گا۔ اگر ان (سرپرستوں) میں باہم اختلاف ہو جائے تو جس کا کوئی ولی (سرپرست) نہ ہو، بادشاہ اس کا ولی (سرپرست) ہے۔“

فوائد ومسائل: ① نکاح میں جس طرح لڑکی کی رضامندی ضروری ہے، اسی طرح اس کے سرپرست کی اجازت بھی ضروری ہے جیسے کہ حدیث ١٨٧٠ میں بھی اشارہ ہے۔ ② ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شرعاً غیر قانونی ہے، لہٰذا اگر سرپرست اجازت دینے سے انکار کر دے تو میاں بیوی میں جدائی کرا دی جائے گی۔ ③ مقاربت کے بعد جدائی ہونے کی صورت میں مرد کے ذمے پورا حق مہر ادا کرنا لازمی ہوگا۔ ④ اسلامی سلطنت میں بادشاہ کو نکاح کے معاملات میں مداخلت کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح بادشاہ کے نائب مقامی حکام بھی یہ حق رکھتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس قسم کے فیصلے عدالتیں کرتی ہیں۔ پنچایت میں بھی یہ معاملہ حل کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ اگر کوئی بچی لاوارث ہو اور اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو جو سرپرست کے طور پر اس کے مفادات کا خیال کر سکے تو اس صورت میں بھی اسلامی سلطنت کو سرپرست کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مسئلۂ ولایت نکاح کی مزید تحقیق وتفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ”مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں“ از حافظ صلاح الدین یوسف ؒ۔

١٨٨٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

١٨٨٠- ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ

١٨٧٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الولي، ح: ٢٠٨٣ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن حبان، والحاكم، وله شواهد كثيرة، وحديث: "لا نكاح إلا بولي" متواتر كما قال السيوطي في قطف الأزهار، ح: ٨٧ وغيره، وكذا تواتر عن الصحابة رضي الله عنهم من فتاويهم، راجع السنن الكبرٰى للبيهقي: ٧/ ١١١ وغيره.

١٨٨٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالاَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ».

بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرپرست (کی اجازت) کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔''

وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ: «وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لاَ وَلِيَّ لَهُ».

حضرت عائشہ ؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''جس کا ولی نہ ہو بادشاہ اس کا ولی ہے۔''

١٨٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ».

١٨٨١- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولی (سرپرست) کے بغیر نکاح نہیں۔''

١٨٨٢- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ. وَلاَ تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا. فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا».

١٨٨٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے نہ عورت خود اپنا نکاح کرے۔ بدکار عورت ہی اپنا نکاح خود کرتی ہے۔''

١٨٨١- [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الولي، ح: ٢٠٨٥ من حديث أبي إسحاق به، وتابعه يونس عنه، وانظر، ح: ١٨٧٩.

١٨٨٢- [صحيح] أخرجه الدارقطني، والبيهقي: ٧/ ١١٠ من طريق جميل به، وانظر، ح: ١٦٧٦ لعلته، وفيه علة أخرى، وأخرج البيهقي بإسناد صحيح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: "لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها، فإن الزانية هي التي تزوج نفسها"، وله حكم الرفع.

فوائد ومسائل: ① نکاح میں عورت ولی (سرپرست) نہیں بن سکتی۔ ② بغیر ولی کے عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

(المعجم ١٦) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشِّغَارِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- نکاح شغار کی ممانعت

١٨٨٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ أَوْ أُخْتَكَ، عَلَى أَنْ أُزَوِّجَكَ ابْنَتِي أَوْ أُخْتِي. وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

١٨٨٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: تم مجھ سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دو اس کے عوض میں تم سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دوں گا۔ اور ان دونوں (عورتوں) کا حق مہر کچھ نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① نکاح شغار یا متبادل شادیوں سے مراد وہی صورت ہے جو پنجاب میں ''وٹہ سٹہ'' کے نام سے معروف ہے۔ اس کی تفسیر روایت میں ذکر ہو چکی ہے۔ ② نکاح شغار میں یہ خرابی ہے کہ اگر ایک طرف میاں بیوی میں ناچاقی ہوئی ہے تو دوسری طرف اس کا بدلہ چکانے کی کوشش کی جاتی ہے حتی کہ دونوں میں سے اگر ایک مرد کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو دوسرا بھی اپنی بے قصور بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ ③ جاہلیت میں نکاح شغار میں حق مہر کا تعین نہیں کیا جاتا تھا۔ نہ مہر مثل ہی ادا کیا جاتا تھا۔ گویا عورت کا عورت سے تبادلہ ہوتا تھا۔ آج کل اگرچہ حق مہر مقرر کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ خرابی بدستور باقی رہتی ہے کہ ایک مرد کی زیادتی کا بدلہ اس کی بیٹی یا بہن پر زیادتی کرکے اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے' اس لیے اس صورت سے بھی اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

١٨٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ

١٨٨٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔

١٨٨٣- أخرجه البخاري، النكاح، باب الشغار، ح: ٥١١٢، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح: ١٤١٥ من حديث مالك به.

١٨٨٤- أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح: ١٤١٦ عن ابن أبي شيبة عن أبي أسامة وغيره به.

الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ.

١٨٨٥ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ».

١٨٨٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں کوئی شغار نہیں۔''

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غیر مسلموں کا رواج ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ غیر اسلامی رسم ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- عورتوں کا حق مہر

١٨٨٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: كَمْ كَانَ صَدَاقُ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ فِي أَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا. هَلْ تَدْرِي مَا النَّشُّ؟ هُوَ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ. وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ.

١٨٨٦- حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر کتنا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا۔ کیا تجھے معلوم ہے نش کیا ہوتا ہے؟ وہ آدھا اوقیہ ہوتا ہے۔ یہ (کل مقدار) پانچ سو درہم ہے۔

فوائد ومسائل: ① نکاح میں حق مہر ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ (النساء ٤:٢٤) ''اور ان (مذکورہ بالا) عورتوں کے سوا

١٨٨٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٥ عن عبدالرزاق به عن معمر عن ثابت وأبان وغير واحد عن أنس به.

١٨٨٦- أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد . . . الخ، ح: ١٤٢٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد به.

دوسری عورتیں تم پر حلال کی گئیں کہ اپنے مال سے (حق مہر دے کر) تم ان سے نکاح کرنا چاہو (تو کرلو) برے کام سے بچنے کے لیے نہ کہ شہوت رانی کرنے کے لیے۔'' ② مذکورہ بالا آیت میں شرعی نکاح کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ طلب کرو ﴿اَنْ تَبْتَغُوْا﴾ یعنی دونوں طرف سے ایجاب وقبول ہو۔ دوسری یہ کہ مال دو ﴿بِاَمْوَالِكُمْ﴾ یعنی حق مہر ادا کرو۔ تیسری یہ کہ ان کو شادی کی دائمی قید میں لانا مقصود ہو۔ متعہ یا حلالہ نہ ہو ﴿مُحْصِنِيْنَ﴾ ''قلعہ (حصن) میں بند کرنے والے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ چھپی دوستی نہ ہو بلکہ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو۔ ﴿وَلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ﴾ ''نہ چھپی دوستی کرنے والیاں۔'' (النساء ٤:٢٥) (مفہوم تفسیر احسن البیان، حافظ صلاح الدین یوسف) ② حق مہر بہت زیادہ مقرر نہیں کرنا چاہیے جس کی ادائیگی خاوند کے لیے دشوار ہو اور بہت کم بھی مقرر نہیں کرنا چاہیے جس کی خاوند کی نظر میں کوئی اہمیت نہ ہو۔ ③ اگر خاوند مفلس ہو تو حق مہر بہت کم بھی مقرر کیا جا سکتا ہے، خواہ لوہے کا چھلا ہی ہو۔ (صحیح البخاري، النكاح، حديث: ٥١٥٠، و صحيح مسلم، النكاح، حديث: ١٤٢٥) ④ پانچ سو درہم کی مقدار تقریباً ڈیڑھ ($1\frac{1}{2}$) کلو گرام چاندی کے برابر ہوتی ہے۔

١٨٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا تُغَالُوا صَدَاقَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوًى عِنْدَ اللهِ، كَانَ أَوْلَاكُمْ وَأَحَقَّكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ ﷺ. مَا أَصْدَقَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُثَقِّلُ صَدَقَةَ امْرَأَتِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ. وَيَقُولُ: قَدْ كَلِفْتُ إِلَيْكِ

١٨٨٧- حضرت ابوالعجفاء سلمی رحمہ اللہ سے روایت ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کے حق مہر میں غلو نہ کرو، اگر یہ کام (بہت زیادہ حق مہر مقرر کرنا) دنیا میں عزت کا باعث ہوتا، یا اللہ کے ہاں تقویٰ (اور نیکی کا کام شمار) ہوتا تو حضرت محمد ﷺ زیادہ حق رکھتے تھے کہ ایسا کرتے۔ بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ نبی ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ کو حق مہر دیا اور نہ آپ کی کسی بیٹی کو ملا۔ آدمی اپنی بیوی کے لیے بہت زیادہ حق مہر مقرر کر لیتا ہے۔ بعد میں اس کے دل میں بیوی سے نفرت کا باعث بن جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے: میں نے تیرے لیے مشکیزے کی رسی اٹھائی، یا مشک کا پسینہ برداشت کیا۔

١٨٨٧_ [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب الصداق، ح: ٢١٠٦ من حديث محمد بن سيرين مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١١١٤م، وصححه الحاكم، والذهبي.

عَلَقَ الْقِرْبَةِ، أَوْ عَرَقَ الْقِرْبَةِ.

وَكُنْتُ رَجُلاً عَرَبِيًّا مُوَلَّداً، مَا أَدْرِي مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ، أَوْ عَرَقُ الْقِرْبَةِ.

ابو العجفاء رحمہ اللہ نے فرمایا: میں مولد عربی تھا' (اس لیے اس محاورے کو سمجھ نہیں سکا۔) معلوم نہیں علق القربة (مشک کی رسی) یاعرق القربہ (مشک کا پسینہ)' اس کا کیا مطلب ہے۔

فوائد ومسائل: ① جائز کاموں میں افراط وتفریط سے پرہیز کرتے ہوئے درمیانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ② بہت زیادہ حق مہر مقرر کرنا ثواب کا کام ہے' نہ عزت کا۔ ③ طاقت سے بڑھ کر حق مہر مقرر کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ مرد اس کی ادائیگی کے لیے محنت مشقت کرتا ہے اور ادا نہیں کر پاتا تو دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دل میں کہتا ہے کہ میں اس عورت کی وجہ سے مصیبت میں پھنس گیا ہوں جبکہ مناسب حق مہر آسانی سے ادا ہو جاتا ہے جس سے میاں بیوی کی باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے جو شرعاً مقصود ہے۔ ④ مشکیزے کی رسی اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس رقم کی ادائیگی کے لیے محنت مزدوری کرنی پڑی حتی کہ میں نے ایسے کام بھی کیے جو حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ ⑤ مشکیزے کا پسینہ بھی یہی مفہوم رکھتا ہے کہ پانی بھرنے کی مزدوری کی اور اس کام میں پسینہ بہایا' تب تیرا حق مہر ادا کر سکا۔ جب اس طرح کی طعن وتشنیع تک نوبت پہنچ جائے تو ازدواجی زندگی تلخ ہو جاتی ہے' اس سے بچنے کے لیے حق مہر طاقت کے مطابق ہی مقرر کرنا چاہیے۔ ⑥ جب حق مہر کی یہ کیفیت ہے جس کا حکم بھی ہے اور وہ مسنون بھی ہے تو غیر شرعی رسم ورواج پورے کرنے کے لیے جو ناروا اخراجات کا بوجھ اٹھایا جاتا ہے' وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں اکثر جھگڑے ہوتے ہیں اور طلاق تک نوبت پہنچتی ہے۔ ⑦ مولد عربی' اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے ماں باپ خالص عرب نہ ہوں' اسی طرح غیر عربی اور مخلوط النسل کو بھی مولد کہا جاتا ہے۔

١٨٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي فَزَارَةَ تَزَوَّجَ عَلَى نَعْلَيْنِ. فَأَجَازَ

١٨٨٨- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے جوتوں کا جوڑا حق مہر مقرر کر کے نکاح کیا۔ نبی ﷺ نے اس کے نکاح کو صحیح قرار دے دیا۔

١٨٨٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في مهور النساء، ح: ١١١٣ من حديث عاصم به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر، ح: ٩٠٧ لعلته.

النَّبِيُّ ﷺ نِكَاحَهُ.

١٨٨٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «مَنْ يَتَزَوَّجُهَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَماً مِنْ حَدِيدٍ» فَقَالَ: لَيْسَ مَعِي. قَالَ: «قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

١٨٨٩- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے کون نکاح کرے گا؟'' ایک آدمی نے کہا: میں۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''اسے (حق مہر) دو' خواہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔'' اس نے کہا: میرے پاس (لوہے کی انگوٹھی بھی) نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھے جو قرآن یاد ہے میں نے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔''

فوائد ومسائل: ① حق مہر کی کم سے کم کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ استعمال کی معمولی سے معمولی چیز بھی حق مہر مقرر ہو سکتی ہے' بشرطیکہ عورت رضامند ہو۔ ② کوئی غیر مادی فائدہ بھی حق مہر ہو سکتا ہے' جیسے حضرت موسیٰ ؑ نے دس سال اپنے سسرال کی خدمت کی اور ان کی بکریاں چرائیں۔ (القصص ٢٨:٢٧-٢٩) ③ بعض علماء نے حدیث کے آخری جملے کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''تجھے جو قرآن یاد ہے' میں نے اس کی وجہ سے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔'' مطلب یہ ہے کہ بعد میں جب ممکن ہوا اسے مہر مثل ادا کر دینا۔ وہ کہتے ہیں: مہر کے لیے مادی چیز کا ہونا ضروری ہے لیکن ان کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ یہ واقعہ صحیح مسلم میں ان الفاظ میں مروی ہے: [اِنْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ] ''جاؤ میں نے اس سے تمھارا نکاح کر دیا' لہٰذا اسے قرآن سکھا دینا۔'' (صحیح مسلم' النکاح' باب الصداق و جواز کونه تعلیم القرآن...... ' حدیث:١٤٢٥) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سکھانا ہی اس کا حق مہر تھا۔

١٨٩٠- حَدَّثَنَا أَبُوهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ: حَدَّثَنَا الْأَغَرُّ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ

١٨٩٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھر کا کچھ سامان حق مہر مقرر کر کے حضرت عائشہ ؓ سے نکاح فرمایا۔ اس سامان کی قیمت پچاس درہم تھی۔

١٨٨٩- أخرجه البخاري، النكاح، باب المهر بالعروض، وخاتم من حديد، ح:٥١٥٠ من طريق سفيان به، وأخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن . . . الخ، ح:١٤٢٥ من طريق آخر عن أبي حازم به.

١٨٩٠- [إسناده ضعيف] وانظر، ح:٣٧ لعلته، وفيه علل أخرٰى، منها جهالة الرقاشي، راجع التقريب وغيره.

ﷺ تَزَوَّجَ عَائِشَةَ عَلَى مَتَاعِ بَيْتٍ، قِيمَتُهُ خَمْسُونَ دِرْهَماً.

(المعجم ١٨) - بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ وَلَا يَفْرِضُ لَهَا فَيَمُوتُ عَلَى ذٰلِكَ (التحفة ١٨)

باب:١٨- جو آدمی کسی عورت سے حق مہر کا تعین کیے بغیر نکاح کرے' اور اسی حال میں فوت ہو جائے' اس کا کیا حکم ہے؟

١٨٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَنْهَا، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا. قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَهَا الصَّدَاقُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ. فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الأَشْجَعِيُّ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

١٨٩١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور خلوت سے پہلے فوت ہو گیا اور اس نے حق مہر کا تعین بھی نہیں کیا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو حق مہر بھی ملے گا اور (خاوند کی) میراث بھی ملے گی اور اسے عدت بھی گزارنی ہو گی۔ حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے حضرت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کے معاملے میں یہی فیصلہ دیا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ مِثْلَهُ.

(امام ابن ماجہ کے استاد) ابوبکر بن ابو شیبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① نکاح ہو جانے سے عورت کو بیوی والے تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں اگرچہ رخصتی نہ ہوئی ہو۔ ② خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے ترکے میں سے حصہ ملتا ہے جب کہ نکاح ہو چکا ہو' خواہ رخصتی نہ ہوئی ہو۔ ③ عورت کی رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اسے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن عدت گزارنا ضروری ہے' البتہ اگر رخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے تو عورت کو عدت گزارنے کی ضرورت نہیں۔ (الأحزاب:٤٩)

١٨٩١- [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب فيمن تزوج ولم يسم لها صداقًا حتى مات، ح: ٢١١٤، ٢١١٥ من حديث ابن مهدي به، وصححه الترمذي، والبيهقي.

④ مذکورہ صورت میں حق مہر کی مقدار کا تعین عورت کے خاندان کی دوسری خواتین کے حق مہر کی روشنی میں کیا جائے گا' یعنی عورت کے خاندان میں عورتوں کا جتنا حق مہر عموماً مقرر ہوتا ہے' اتنا ہی اسے دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں یہی فیصلہ دیا تھا۔ جامع ترمذی میں ان کے فیصلے کے یہ الفاظ مروی ہیں: [لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا' لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ......] ''اسے اپنے خاندان کی عورتوں جیسا مہر ملے گا' نہ زیادہ نہ کم اور اس پر عدت ہے اور اس کے لیے میراث ہے۔'' (جامع الترمذي' النكاح' باب ماجاء في الرجل يتزوج المرأة فيموت عنها قبل أن يفرض لها' حديث:١١٤٥) تاہم اگر حق مہر مقرر ہو اور خلوت سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو پھر آدھا حق مہر ادا کیا جائے گا۔ (البقرة:٢٣٧) ⑤ اگر نکاح کے وقت حق مہر کا تعین نہ ہو تو بھی نکاح صحیح ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اسی وقت تعین کر لیا جائے۔ حدیث: ١٨٨٩ میں مذکور واقعہ میں صحیح بخاری کی روایت کے مطابق نبی ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تھا: ''کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تو اسے حق مہر کے طور پر ادا کرے؟'' (صحيح البخاري' النكاح' باب السلطان ولي......' حديث: ٥١٣٥) ⑥ جس مسئلہ میں قرآن و حدیث کی واضح ہدایت معلوم نہ ہو' اس میں عالم اجتہاد سے مسئلہ بتا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ اجتہاد کر کے بتایا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا تو انھیں بہت خوشی ہوئی۔ (سنن أبي داود' النكاح' باب فيمن تزوج ولم يسم لها صداقا حتى مات' حديث:٢١١٤)

(المعجم ١٩) - بَابُ خُطْبَةِ النِّكَاحِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- نکاح کا خطبہ

١٨٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أُوتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَوَامِعَ الْخَيْرِ، وَخَوَاتِمَهُ. أَوْ قَالَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ. فَعَلَّمَنَا خُطْبَةَ الصَّلَاةِ وَخُطْبَةَ الْحَاجَةِ. خُطْبَةُ الصَّلَاةِ: التَّحِيَّاتُ

١٨٩٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو بھلائی کی جامع چیزیں اور اس کی آخری چیزیں عطا ہوئیں۔ یا فرمایا: نیکی کے شروع اور آخر کی چیزیں (یا الفاظ)۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ہمیں نماز کا خطبہ بھی سکھایا اور حاجت کا خطبہ بھی۔ نماز کا خطبہ یہ ہے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

١٨٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في خطبة النكاح، ح:٢١١٨ من حديث أبي إسحاق عن أبي الأحوص به، وحسنه الترمذي، ح:١١٠٥، وانظر، ح:٤٦ لعلته، وله طريق آخر منقطع، فالخبر لم يصح، والله أعلم.

لِلّٰهِ والصَّلَوَاتُ والطَّيِّبَاتُ. السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. وَخُطْبَةُ الْحَاجَةِ: أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ تَصِلُ خُطْبَتَكَ بِثَلاَثِ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ﴾ [آل عمران: ١٠٢] إِلَى آخِرِ الآيَةِ: ﴿وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ﴾ [النساء: ١] إِلَى آخِرِ الآيَةِ: ﴿ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ [الأحزاب: ٧٠، ٧١] إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُولُهٗ] ’’تمام زبانی عبادتیں، بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور خطبۂ حاجت یہ ہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُولُهٗ] ’’تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اس سے بخشش مانگتے ہیں، ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔‘‘ پھر خطبہ میں کتاب اللہ کی یہ تین آیات بھی پڑھیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو‘ جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔“ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کر کے ان دونوں سے مرد اور عورتیں کثرت سے پھیلا دیے۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رشتے ناتے توڑنے سے بچو' بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔“ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو' اور سیدھی (دوٹوک اور سچی) بات کہو۔ وہ (اللہ) تمھارے کام سنوار دے گا' اور تمھارے گناہ معاف فرما دے گا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔“

فوائد و مسائل: ① حدیث کے متن میں یہ آیات مختصر طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ہم نے ترجمہ میں پوری آیات ذکر کر دی ہیں۔ ② جوامع الخیر کا مطلب یہ ہے کہ ایسے نیکی کے کام جن میں سے ایک ایک کام زندگی کے مختلف شعبوں پر اثر انداز ہو کر انھیں صحیح رخ پر ڈال دیتا ہے۔ فواتح الخیر (نیکی کے شروع کے کام) سے بھی یہی مراد ہے۔ نیکی کے آخری چیزوں یا کلمات سے مراد یہ ہے کہ ایسے عمل یا کلمات جن کی وجہ سے انسان نیکی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجات پر پہنچ سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ خطبہ خطاب کو کہتے ہیں۔ نماز کے خطبہ سے مراد وہ دعائیں ہیں جن کے ذریعے سے بندہ اپنے رب سے مخاطب ہوتا ہے۔ ④ خطبۂ حاجت سے مراد وہ کلمات ہیں

جو رسول اللہ ﷺ ہر اہم موقع پر خطاب فرماتے وقت ابتدا میں ارشاد فرماتے تھے۔ جمعے کے خطبے میں بھی یہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ ⑤ نکاح زندگی کا ایک اہم موڑ ہے' لہٰذا اس اہم موقع پر یہ الفاظ اور آیات پڑھ کر ایجاب وقبول کرانا چاہیے۔ ⑥ ان آیات میں عائلی زندگی کے بارے میں بنیادی رہنمائی کے بارے میں اشارات موجود ہیں۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ حاضرین کو اس مناسبت سے مختصر أوعظ ونصیحت فرمائیں۔ ⑦ اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ پہلے اور ایجاب وقبول بعد میں کروانا چاہیے۔ ⑧ یہ روایت بعض محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔

١٨٩٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ. أَبُوبِشْرٍ. حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ».

١٨٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ ......] ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' ہم اس کی حمد کرتے ہیں' اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' اَمَّا بَعْدُ.

فوائد ومسائل: ① اہم بات چیت اللہ تعالیٰ کی تعریف سے شروع کرنا مسنون ہے۔ ② ہر کام میں اللہ سے مدد مانگنا اور اسی سے توفیق طلب کرنا توحید کا حصہ ہے۔ ③ انسان کا دل گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے جس کے نتیجے میں برے کام سرزد ہوتے ہیں۔ بعض اوقات انسان ایک کام کو اپنے لیے بہتر سمجھ کر کرتا ہے لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ان برے نتائج سے اللہ کی رحمت کے ساتھ ہی محفوظ رہا جا سکتا ہے' لہٰذا اللہ ہی سے دعا کی جاتی ہے کہ نکاح کا معاملہ ہو یا دوسرے اہم معاملات' اللہ اس کا انجام بہتر کرے۔ ④ ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا اسی سے ہدایت اور رہنمائی طلب کی جاتی ہے۔

١٨٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

١٨٩٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٨٩٣ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والجمعة، ح: ٨٦٨ من حديث داود به مطولاً.

١٨٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب الهدي في الكلام، ح: ٤٨٤٠ من حديث الأوزاعي به * قرة متكلم فيه، وخالفه الجبال الثقات، والزهري، وعنعن وتقدم، ح: ٧٠٧.

وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلاَنِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ، لاَ يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ، أَقْطَعُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہمیت والا ہر وہ کام بے برکت ہے جسے اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جائے۔''

(المعجم ٢٠) - بَابُ إِعْلاَنِ النِّكَاحِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- نکاح کا اعلان کرنا

١٨٩٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو. قَالاَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ إِلْيَاسَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ».

١٨٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس موقع پر دف بجایا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح کا اعلان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب وقبول مسلمانوں کی مجلس میں کیا جائے اور ولیمے کی دعوت کی جائے تاکہ عام لوگوں کو اس کا علم ہو جائے کہ فلاں شخص کا نکاح فلاں خاتون سے ہوا ہے۔ اس طرح ناجائز تعلقات کا راستہ بند ہو جائے گا۔ ② اس روایت کا پہلا حصہ شیخ البانی ؒ کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ٧/ ٥٠' رقم:١٩٩٣) تاہم دَف بجانے کا ذکر بھی دیگر روایات سے ثابت ہے' بشرطیکہ شرعی حدود کے اندر ہو جیسا کہ آگے وضاحت آ رہی ہے۔

١٨٩٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ

١٨٩٦- حضرت محمد بن حاطب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال اور حرام میں فرق

١٨٩٥_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٩٠ من حديث عيسى بن يونس به، وانظر، ح: ٧٦٠ لعلته.

١٨٩٦_ [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في إعلان النكاح، ح: ١٠٨٨ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٤، والذهبي.

ابْنِ حَاطِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، الدُّفُّ وَرَفْعُ الصَّوْتِ فِي النِّكَاحِ».

نکاح کے موقع پر دَف اور بلند آواز کا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا شرعی طریقہ نکاح کا ہے۔ اس میں عام لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کا فلاں سے نکاح ہوا ہے جب کہ ناجائز تعلقات خفیہ طور پر قائم کیے جاتے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ لوگوں کو ان تعلقات کا علم نہ ہونے پائے۔ نکاح میں گواہ مقرر کرنے کا یہی مقصد ہے۔ ② شادی کے موقع پر دف بجانے کا بھی یہی مقصد ہے کہ سب لوگوں کو شادی کا علم ہو جائے۔ اس موقع پر گیت وغیرہ بھی گائے جا سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے الفاظ شریعت کی تعلیمات کے منافی نہ ہوں۔ اور گانے والیاں نابالغ بچیاں ہوں۔ خوشی کا اسی انداز سے اظہار عید کے ایام میں بھی جائز ہے۔ ③ دف ڈھول سے ملتی جلتی ایک چیز ہے۔ جس میں صرف ایک طرف چمڑا لگا ہوتا ہے جبکہ ڈھول میں دونوں طرف چمڑا لگا ہوتا ہے' اس لیے دف کی آواز اتنی زیادہ بلند اور خوش کن نہیں ہوتی۔ ④ بعض لوگ دف کے جواز سے ہر قسم کے راگ رنگ کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ استدلال درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دف کی اجازت دینے کے باوجود خود اس میں دلچسپی نہیں لی۔ (صحیح البخاري' العيدين' باب الحِرَاب وَالدَّرَق يوم العيد' حديث:٩٤٩)

(المعجم ٢١) - بَابُ الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ (التحفة ٢١)

باب:٢١- گیت گانا اور دف بجانا

١٨٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ، اسْمُهُ خَالِدٌ الْمَدَنِيُّ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ. وَالْجَوَارِي يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ. وَيَتَغَنَّيْنَ. فَدَخَلْنَا عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ. فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهَا. فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَبِيحَةَ عُرْسِي وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ وَتَنْدُبَانِ آبَائِي الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ

١٨٩٧- حضرت ابوحسین خالد مدنی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: عاشورا کے دن ہم مدینہ میں تھے۔ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گیت گا رہی تھیں۔ ہم حضرت رُبَیِّع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھیں یہ بات بتائی۔ انھوں نے فرمایا: میری شادی کی صبح رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں گیت گا رہی تھیں' اور (شعروں میں) میرے ان بزرگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ وہ جو شعر پڑھ رہی تھیں ان میں یہ

١٨٩٧- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، المغازي، باب(١٢)، ح: ٤٠٠١، ٥١٤٧ من حديث خالد به.

بَدْرٍ. وَتَقُولَانِ، فِيمَا تَقُولَانِ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ: «أَمَّا هٰذَا، فَلَا تَقُولُوهُ. مَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ».

فقرہ بھی تھا:[وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ] ''ہمارے اندر ایک نبی ہے جو جانتا ہے کل کیا ہونے والا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہ کہو۔ کل کی باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

فوائد ومسائل: ① عاشورا دس محرم کو کہتے ہیں۔ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعونیوں کے ظلم وستم سے نجات ملی تھی اور کافر سمندر میں ڈوب مرے تھے' اس لیے اس دن یہودی خوشی مناتے اور شکرانے کے طور پر روزہ رکھتے تھے۔ (سنن ابن ماجه' حديث: ١٧٣٤) رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ممکن ہے خوشی کا اظہار بھی کیا ہو۔ بعد میں عاشورا کے روزے کا وجوب منسوخ ہو گیا اور خوشی کے لیے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن مقرر ہو گئے۔ اب ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ عاشورا کا روزہ رکھیں اور اس کے ساتھ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھیں تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ رہے۔ ② حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہوگا' اس لیے رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ ورنہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں۔ نبی ﷺ ان سے بیعت بھی پردے کے پیچھے سے زبانی اقرار کے ساتھ لیتے تھے۔ (صحيح البخاري' الشروط' باب مايجوز من الشروط في الإسلام و الأحكام و المبايعة' حديث: ٢٧١٣) ③ شادی کے موقع پر چھوٹی بچیوں کا گیت گانا اور دف بجانا جائز ہے۔ ④ بزرگوں کو چاہیے کہ خوشی کے موقع پر بچوں اور بچیوں کو جائز حد تک تفریحی مشاغل کی اجازت دیں لیکن جب بچے کوئی ناجائز کام کرنے لگیں تو انھیں توجہ دلا دیں کہ یہ درست نہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کی تعریف اور نعت گوئی ایک مبارک عمل ہے لیکن غلو جائز نہیں۔ بزرگوں کی وہ صفات بیان کرنا جائز ہیں جو ان میں واقعتاً موجود ہوں۔ مبالغے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑥ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

١٨٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُوبَكْرٍ، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي

١٨٩٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں' وہ شعر ترنم سے پڑھ رہی تھیں جو انصاریوں نے جنگ بعاث کے موقع پر

١٨٩٨ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب سنة العيدين لأهل الاسلام، ح: ٩٥٢، ومسلم، صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، ح: ٨٩٢ من حديث أبي أسامة به.

الأَنْصارِ. تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهِ الأَنْصَارُ فِي يَوْمِ بُعَاثٍ. قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدِ [الْفِطْرِ]. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيداً. وَهٰذَا عِيدُنَا».

ایک دوسرے کے خلاف کہے تھے۔ وہ (پیشہ ور) گانے والیاں نہیں تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (یہ حال دیکھ کر) فرمایا: نبی ﷺ کے گھر میں شیطانی راگ کا کیا کام؟ یہ عید الفطر کا دن تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جنگ بعاث ایک جنگ کا نام ہے جو اہل مدینہ میں اس وقت ہوئی تھی جب اہل مدینہ کو ابھی قبول اسلام کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ اس مناسبت سے ہر قبیلے کے شعراء نے جوشیلے شعر کہے تھے۔ ② شعر کہنا سننا جائز ہیں بشرطیکہ شرعی حدود کے اندر ہوں۔ ③ گانے کا پیشہ اختیار کرنا اسلامی معاشرے میں ایک مذموم فعل سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسے افراد قابل احترام نہیں بلکہ قابل نفرت ہیں۔ ④ غلط کام ہوتا دیکھ کر سختی سے ڈانٹا جا سکتا ہے جبکہ ڈانٹنے والا اس مقام کا حامل ہو کہ غلطی کرنے والا اس کا احترام کرتا ہو اور اس کی ناراضی سے ڈرتا ہو۔ ⑤ عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر تفریحی پروگرام جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہو تاہم اس واقعہ سے راگ رنگ کی مخلوط محفلوں اور بے ہودہ گانوں کا جواز نکالنے کی کوشش کرنا غلط ہے۔

١٨٩٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِبَعْضِ الْمَدِينَةِ. فَإِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ وَيَتَغَنَّيْنَ وَيَقُلْنَ.

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

١٨٩٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ کے ایک حصے (ایک محلے یا گلی) سے گزرے تو دیکھا کہ کچھ بچیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

''ہم قبیلۂ بنو نجار کی لڑکیاں ہیں (اور ہمیں خوشی ہے کہ) حضرت محمد ﷺ (ہمارے) کتنے اچھے

١٨٩٩ـ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله ثقات".

ہمسائے ہیں۔"

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَأُحِبُّكُنَّ».

نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔"

فوائد ومسائل: ① چھوٹی بچیاں دف بجائیں تو جائز ہے لیکن دوسرے سازوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② معزز بزرگ چھوٹی بچیوں سے مناسب الفاظ میں محبت کا اظہار کر سکتا ہے بشرطیکہ کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ ③ "اللہ جانتا ہے" کے الفاظ قسم کا مفہوم رکھتے ہیں۔ تاکید کے طور پر قسم کے الفاظ بولنا جائز ہے خواہ شک وشبہ کا مقام نہ ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو انصار سے محبت تھی کیونکہ انھوں نے اسلام کے لیے بہت قربانیاں دی تھیں۔ مومنوں کے لیے بھی انصار سے محبت ان کے ایمان کا تقاضا ہے۔

۱۹۰۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: أَنْبَأَنَا الأَجْلَحُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الأَنْصَارِ. فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. [قَالَ]: «أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّي؟» قَالَتْ: لاَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ. فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ».

۱۹۰۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے اپنی ایک رشتہ دار انصاری لڑکی کی شادی کی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "تم لوگوں نے لڑکی کو رخصت کر دیا؟" انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: "کیا تم نے اس کے ساتھ کسی کو بھیجا ہے جو گیت گائے؟" ام المومنین ؓ نے کہا: جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار لوگ گیت وغیرہ پسند کرتے ہیں۔ (بہتر ہوتا) اگر تم اس کے ساتھ (کسی کو) بھیجتے جو کہتا: [اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیَّانَا وَ حَیَّاکُمْ] "ہم تمھارے پاس آئے ہیں۔ ہم تمھارے پاس آئے ہیں۔ ہمیں بھی مبارک، تمھیں بھی مبارک۔"

فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کی اصل صحیح البخاری میں ہے، غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے

۱۹۰۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۹۱ من حديث الأجلح به، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط، وأصل الحديث في صحيح البخاري، ح: ۵۱۶۲ وغيره، وله شواهد أخرى عند ابن حبان (موارد)، ح: ۲۰۱۶ وغيره، وانظر المشكاة [بتحقيقي]، ح: ۳۱۵۴.

دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۸۰/۲۳، ۳۸۱، و إرواء الغليل: ۵۱/۷، ۵۲، رقم: ۱۹۹۵)

۱۹۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ التَّمِيمِيِّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَسَمِعَ صَوْتَ طَبْلٍ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ. ثُمَّ تَنَحَّى. حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۱۹۰۱- حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ انھیں ڈھول کی آواز سنائی دی۔ انھوں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور (راستے سے) ایک طرف ہٹ گئے۔ (تاکہ آواز سے زیادہ دور ہو جائیں۔) انھوں نے تین بار ایسا ہی کیا۔ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے تاہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل اور ان کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے کیا کرتے تھے جناب نافع کے واسطے سے صحیح اور حسن سند کے ساتھ مسند احمد، سنن ابی داود، ابن حبان، طبرانی صغیر اور بیہقی میں مروی ہے جسے دیگر محققین نے بھی صحیح اور حسن قرار دیا ہے لیکن ان روایات میں ڈھول کی آواز کی بجائے بانسری کی آواز کا ذکر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳۲/۸، ۱۳۳، ۱۳۴، وسنن أبي داود، الأدب، باب كراهية الغناء والزمر، حديث: ۴۹۲۴-۴۹۲۶، والطبراني: ۱/ ۱۳۱، و صحيح ابن حبان، حديث: ۲۰۱۳، والبيهقي: ۲۲۲/۱۰) لہٰذا صحیح احادیث سے بھی اس بات کی تائید ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو ساز کی آواز سے نفرت تھی۔ ② گناہ والی آواز سے جس قدر ممکن ہو بچنا چاہیے۔ ③ دف کے سوا کوئی ساز بجانا یا سننا جائز نہیں۔ ④ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ دف کی اجازت سے جو لوگ ڈھول ڈھمکوں، ساز وموسیقی اور ہر قسم کے راگ و رنگ کا جواز کشید کرتے ہیں، وہ یکسر غلط ہے۔ دف کے علاوہ مذکورہ تمام قسمیں یکسر ناجائز اور مطلقاً حرام اور شیطانی کام ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات'' مؤلفہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ۔

(المعجم ۲۲) - بَابٌ: فِي الْمُخَنَّثِينَ (التحفة ۲۲)

باب: ۲۲- ہیجڑوں کا بیان

۱۹۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۰۲- حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما (اپنی والدہ)

۱۹۰۱- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۲۰۸، لعلته.

۱۹۰۲- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، ح: ۴۳۲۴، ۵۲۳۵ و غيرهما من ◄◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا. فَسَمِعَ مُخَنَّثاً وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَداً، دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَخْرِجُوهُ مِنْ بُيُوتِكُمْ».

ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو (گھر میں) ایک مخنث کو عبداللہ بن ابوامیہ ؓ سے یہ کہتے سنا: اگر اللہ نے کل طائف کی فتح نصیب فرمائی تو میں تجھے ایک عورت دکھاؤں گا جو (اتنی موٹی ہے کہ) آتی ہے تو چار بل پڑتے (نظر آتے) ہیں جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے (نظر آتے) ہیں۔ (بہت موٹی اور خوب صورت ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے گھروں سے نکال دو۔''

فوائد ومسائل: ① مخنث دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو پیدائشی طور پر صنفی طاقت سے محروم ہوتے ہیں اور ان میں اس قسم کے جذبات بھی نہیں ہوتے۔ دوسرے جو مردانہ صفات کے حامل ہونے کے باوجود زنانہ وضع قطع اختیار کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے افراد اگر صنفی امور سے بالکل غافل ہوں اور ان کی توجہ صرف کھانے پینے کی طرف ہو تو ان سے پردہ کرنے کے حکم میں سختی نہیں' البتہ اگر وہ صنفی امور سے واقف ہوں اور اس قسم کی بات چیت میں دلچسپی رکھتے ہوں تو ان سے عام مردوں کی طرح پردہ کرنا چاہیے۔ ② جو شخص پیدائشی طور پر مرد ہو لیکن وہ عورتوں کا لباس پہنے اور ان کی سی وضع قطع اختیار کرے' اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ مرد ہو کر عورت بننا لعنت کا باعث ہے۔ ③ غیر محرم مرد یا مخنث کو بے جھجک عورتوں کے پاس نہیں چلے جانا چاہیے۔ اگر وہ آ جائے تو عورتوں کو چاہیے کہ پردہ کر لیں۔

١٩٠٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْمَرْأَةَ تَتَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ، وَالرَّجُلَ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ.

١٩٠٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت پر' اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مرد پر لعنت فرمائی ہے۔

◄◄ حديث هشام به، ومسلم، السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب، ح: ٢١٨٠ عن ابن أبي شيبة وغيره، وانظر، ح: ٢٦١٤.

١٩٠٣ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

۱۹۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ. وَلَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.

۱۹۰۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد ومسائل: ① لعنت سے ظاہر ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ② مشابہت لباس میں بھی ہو سکتی ہے، زینت کے انداز میں بھی اور بول چال کے انداز میں بھی۔ جان بوجھ کر ایسی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ ③ مردوں کا ڈاڑھی منڈانا بھی عورتوں سے مشابہت ہے۔ اور عورتوں کا ننگے سر گھومنا، یا اونچی شلواریں پہننا مردوں سے مشابہت ہے۔ اس طرح کے سب کام حرام ہیں۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ تَهْنِئَةِ النِّكَاحِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- شادی کی مبارک باد

۱۹۰۵- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ قَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكُمْ. وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ. وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ».

۱۹۰۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب شادی کی مبارک باد دیتے تو یوں فرماتے: [بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ بَارَكَ عَلَيْكُمْ ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ] ”اللہ تمھیں برکت دے، اور تم پر برکت نازل فرمائے، اور تم دونوں کو خیر میں اکٹھا کرے۔“

۱۹۰۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۹۰۶- حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

١٩٠٤_[صحيح] أخرجه البخاري، اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح: ٥٨٨٥ من طريق شعبة به.

١٩٠٥_[صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب ما يقال للمتزوج، ح: ٢١٣٠ من طريق عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الترمذي، ح: ١٠٩١، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

١٩٠٦_[حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٩٤، ح: ٥١٦ من طريق أشعث بن عبدالملك به، وله طرق عن الحسن عند أحمد: ٣/ ٤٥١ وغيره * والحسن عنعن وتقدم، ح: ٧١ ولحديثه شواهد، منها حديث عبدالله بن محمد بن ◀◀

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا أَشْعَثُ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُشَمٍ . فَقَالُوا : بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ . فَقَالَ : لَا تَقُولُوا هٰكَذَا . وَلٰكِنْ قُولُوا ، كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ» .

روایت ہے کہ انھوں نے قبیلۂ بنو جشم کی ایک خاتون سے شادی کی' لوگوں نے (مبارک باد کے طور پر) کہا: [بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ] ''تمھاری آپس میں موافقت ہو' بیٹے نصیب ہوں۔'' حضرت عقیل ؓ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو بلکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اس طرح کہو: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِمْ] ''یا اللہ! انھیں برکت دے اور ان پر برکت نازل فرما۔''

فوائد ومسائل: ① شادی کے موقع پر دلھا اور دلھن کو مبارک باد دینا اور ان کے حق میں دعائے خیر کرنا مسنون ہے۔ ② مبارک باد اور دعائے خیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ مبارک الفاظ کہے جائیں جو نبیٔ اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں۔ ③ غیر اسلامی رسمیں اگرچہ بظاہر بے ضرر ہوں اور ان میں کوئی خرابی محسوس نہ ہوتی ہو' پھر بھی انھیں ترک کر کے اسلامی رسمیں اختیار کرنا مناسب ہے تاکہ غیر مسلموں سے امتیاز باقی رہے' اس لیے ایسے رسم و رواج سے اجتناب انتہائی ضروری ہے جو اسلامی آدابِ معاشرت کے منافی ہیں یا غیر اسلامی عقائد سے تعلق رکھتے ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْوَلِيمَةِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- ولیمہ کا بیان

١٩٠٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ . فَقَالَ : «مَا هٰذَا؟ أَوْ مَهْ» فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ . فَقَالَ : «بَارَكَ اللهُ لَكَ . أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» .

۱۹۰۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ (کے لباس) پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک گٹھلی بھر سونے (حق مہر) پر ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ولیمہ کرو' خواہ ایک بکری ہی ہو۔''

◄◄ عقيل عند أحمد، وانظر الحديث السابق.

١٩٠٧ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب: كيف يدعى للمتزوج؟، ح: ٥١٥٥، ٦٣٨٦، ومسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد . . . الخ، ح: ١٤٢٧ من حديث حماد به.

فوائد ومسائل: ① ارشاد نبوی ہے: ''مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی مہک ظاہر ہو اور رنگ غیر واضح ہو۔ اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور مہک غیر واضح ہو۔ (جامع الترمذي' الأدب' باب ماجاء في طيب الرجال والنساء' حديث:۲۷۸۷) ② رسول اللہ ﷺ نے صحابی کے لباس میں عورتوں کی خوشبو کا نشان دیکھا' اس لیے دریافت کیا کہ تم نے عورتوں کی خوشبو کیوں لگا رکھی ہے؟ اس میں ایک لطیف انداز سے تنبیہ بھی ہے کہ اس کا استعمال تمھارے لیے مناسب نہیں۔ اور یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر کوئی معقول عذر ہے تو بیان کرو۔ ③ کسی میں غلطی دیکھ کر فوراً سختی کرنا درست نہیں بلکہ غلطی کرنے والے سے اس کی وجہ دریافت کرنی چاہیے تاکہ اسے اتنی ہی تنبیہ کی جائے جتنی ضروری ہے۔ ④ گٹھلی سے مراد کھجور کی گٹھلی ہے۔ یہ اس دور کا ایک معروف وزن تھا۔ جس کی مقدار پانچ درہم (تقریباً ڈیڑھ تولہ) ذکر کی گئی ہے۔ (مرقاة شرح مشكاة' النكاح' باب الوليمة' حديث:۳۲۱۰) ⑤ ارشاد نبوی ''اگرچہ ایک بکری ہو'' میں اشارہ ہے کہ ان میں زیادہ کی استطاعت تھی' اس سے معلوم ہوا کہ ولیمے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی گنجائش کے مطابق جس قدر اہتمام آسانی سے اور زیر بار ہوئے بغیر ہو سکے' وہ کافی ہے۔

۱۹۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ما أَوْلَمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ. فَإِنَّهُ ذَبَحَ شَاةً.

۱۹۰۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی زوجۂ محترمہ سے نکاح کے موقع پر ایسا (پر تکلف) ولیمہ کیا ہو جیسا حضرت زینب ؓ سے نکاح کے موقع پر کیا۔ آپ ﷺ نے (اس موقع پر) ایک بکری ذبح فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کی والدہ حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ ؓ سے کیا تھا لیکن نباہ نہ ہو سکا اور طلاق ہو گئی۔ عدت گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے وحی کے ذریعے سے کر دیا۔ ② صحابی نے ولیمے کے موقع پر ایک بکری ذبح کرنے کو پر تکلف اور شان دار ولیمہ قرار دیا ہے' حالانکہ عرب گوشت کھانے کے عادی تھے۔ وہ بیک وقت کئی کئی اونٹ ذبح کر کے کھاتے اور کھلاتے تھے۔ اور اس ماحول میں ایک بکری بہت معمولی چیز تھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے

۱۹۰۸- أخرجه البخاري، النكاح، باب الوليمة ولو بشاة، ح:۵۱۶۸، ۵۱۷۱، ومسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش، ونزول الحجاب، وإثبات وليمة العرس، ح:۱۴۲۸ من حديث حماد به، وفي رواية لمسلم "وأطعمهم خبزًا ولحمًا حتى تركوه".

نکاح کو آسان بنانے کے لیے تکلفات سے پرہیز فرمایا اور عام طور پر ولیمہ گوشت کے بغیر ہی کر دیا گیا۔ ③ ولیمے کے لیے قرض لینا اور خواہ مخواہ زیر بار ہونا درست نہیں۔ آسانی سے جس قدر اہتمام ہو سکے کر لیا جائے۔ ④ نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کے ہاں جمع ہو کر دعوتیں اڑانا کسی حدیث میں مذکور نہیں۔ یہ محض ایک رسم ہے جس کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

١٩٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ، وَ غِيَاثُ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّحَبِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ [ابْنِهِ]، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ.

۱۹۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ستوؤں اور کھجوروں سے کیا۔

فوائد و مسائل: ① ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہود کے قبیلہ بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ اس شخص نے غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرکین کی مدد کی تھی اور یہودیوں کے دوسرے قبیلے بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کو بھی عہد شکنی پر آمادہ کیا تھا۔ جنگ خندق کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کو ان کی عہد شکنی کی سزا دینے کے لیے ان کے قلعوں پر فوج کشی کی تو حیی بن اخطب بھی ان کی حمایت میں قلعہ بند ہو گیا' جب بنوقریظہ کے قلعے فتح ہوئے تو ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا گیا اور حیی بن اخطب بھی ان کے ساتھ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کنانہ بن ابوالحقیق بھی جنگ خیبر میں اپنی بدعہدی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی قیدی عورتوں میں شامل کر لی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کے مشورے سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے منتخب فرما لیا۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں نبی ﷺ نے انھیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری' ص: ۵۱۱) ② ولیمے میں پکا ہوا کھانا ہونا ضروری نہیں۔ کوئی بھی چیز جو کسی معاشرے میں کھانے کے طور پر استعمال ہوتی ہو' ولیمے کی مہمانی میں پیش کی جا سکتی ہے۔ ③ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا جائے تو اسے آزاد بیوی والے تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔

١٩٠٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في استحباب الوليمة، ح: ٣٧٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وحسنه الترمذي، ح: ١٠٩٥، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

١٩١٠- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِيمَةً. مَا فِيهَا لَحْمٌ وَلَا خُبْزٌ.

قَالَ ابْنُ مَاجَه: لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا ابْنُ عُيَيْنَةَ.

١٩١٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ایک ولیمے میں حاضر ہوا۔ اس میں نہ گوشت تھا اور نہ روٹی۔ (صرف ستو اور کھجوریں وغیرہ پیش کی گئیں۔)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف ابن عیینہ ہی بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٩/١٨' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ١٩١٠' و صحيح ابن ماجه للألباني' حديث: ١٥٦٤)

١٩١١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا [الْمُفَضَّلُ] بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتَا: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُجَهِّزَ فَاطِمَةَ حَتَّى نُدْخِلَهَا عَلَى عَلِيٍّ. فَعَمَدْنَا إِلَى الْبَيْتِ. فَفَرَشْنَاهُ تُرَاباً لَيِّناً مِنْ أَعْرَاضِ الْبَطْحَاءِ. ثُمَّ حَشَوْنَا مِرْفَقَتَيْنِ لِيفاً. فَنَفَشْنَاهُ بِأَيْدِينَا. ثُمَّ أَطْعَمْنَا تَمْراً وَزَبِيباً وَسَقَيْنَا مَاءً عَذْباً وَعَمَدْنَا إِلَى عُودٍ، فَعَرَضْنَاهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ لِيُلْقَى عَلَيْهِ الثَّوْبُ وَيُعَلَّقَ عَلَيْهِ السِّقَاءُ. فَمَا رَأَيْنَا

١٩١١- ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کریں تاکہ انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں رخصت کریں۔ ہم نے گھر کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں بطحاء کے میدان کی نرم مٹی بچھا دی۔ (اس طرح کمرے کے ناہموار فرش میں جو کنکر پتھر تھے' چھپ گئے۔) پھر ہم نے دو تکیوں میں کھجور کے درخت کا چھلکا بھرا جسے ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے دھنا تھا' پھر ہم نے کھانے کو کھجوریں اور کشمش پیش کی اور پینے کو میٹھا پانی پیش کیا۔ اور ہم نے ایک لکڑی لے کر کمرے کے ایک کونے میں لگا دی تاکہ

١٩١٠ـ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ١١٦ لعلته، وقال أحمد في مسنده: ٩٩/٣ ثنا هشيم أنا علي بن زيد عن أنس بن مالك، قال سمعته يحدث، قال "شهدت وليمتين من نساء رسول الله ﷺ، قال: فما أطعمنا فيها خبزًا ولا لحمًا، قال: قلت: فمه؟ قال: الحيس يعني التمر والأقط بالسمن"، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ٢٥٥/٣، ٢٦٦ وغيره.

١٩١١ـ [إسناده ضعيف جدًا] * جابر تقدم حاله، ح: ٣٥٦، والمفضل بن عبدالله ضعيف كما في التقريب وغيره.

عُرْساً أَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ فَاطِمَةَ.

اس پر مشکیزہ اور کپڑے لٹکائے جا سکیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ ؓ کی شادی سے اچھی کوئی شادی نہیں دیکھی۔

١٩١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَى عُرْسِهِ. فَكَانَتْ خَادِمَهُمُ الْعَرُوسُ. قَالَتْ: تَدْرِي مَا سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَنْقَعْتُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ صَفَّيْتُهُنَّ فَأَسْقَيْتُهُنَّ إِيَّاهُ.

١٩١٢- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابو اسید (عبداللہ بن ثابت) ساعدی ؓ نے اپنی شادی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ دلھن خود ان کی خدمت کر رہی تھی۔ انھوں نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا مشروب پیش کیا؟ میں نے رات کو کچھ کھجوریں پانی میں ڈال دیں۔ صبح کو میں نے انھیں صاف کیا اور یہی مشروب آپ ﷺ کی خدمت میں نوش فرمانے کے لیے پیش کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① ولیمے کے لیے اپنی طاقت کے مطابق اہتمام کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص معمولی دعوت ہی کر سکتا ہو تو اس کو قرض لے کر پر تکلف دعوت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ② ہر شخص کی دعوت قبول کرنی چاہیے' خواہ وہ غریب ہو یا امیر۔ ③ عورت مہمانوں کی خدمت کر سکتی ہے اگرچہ وہ محرم نہ ہوں' بشرطیکہ شرعی پردے کا خیال رکھا جائے۔ ④ کھجوروں کو پانی میں بھگو کر جو شربت بنایا جاتا ہے' اسے نبیذ کہتے ہیں۔ اس میں نشہ نہیں ہوتا' اس طرح کا شربت منقیٰ پانی میں رات بھر بھگو کر بھی بنایا جاتا ہے۔ اگر اسے مناسب مدت سے زیادہ رکھا جائے تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے' اس وقت اس کا پینا حرام ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ شربت پر جھاگ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا ذائقہ میٹھے کے بجائے کڑوا ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي (التحفة ٢٥)

باب: ٢٥- دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا

١٩١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

١٩١٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٩١٢ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة ومن أولم سبعة أيام ونحوه، ح: ٥١٧٦، ٦٦٨٥، ومسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٦ من حديث عبدالعزيز به.

١٩١٣ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح: ٥١٧٧ من حديث الزهري به، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ١٤٣٢ من حديث سفيان به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ. يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ.

انھوں نے فرمایا: اس ولیمے کا کھانا بدترین کھانا ہے جس میں دولت مندوں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نہ بلایا جائے۔ اور جس نے (ولیمہ کی دعوت) قبول نہ کی' اس نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

١٩١٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةِ عُرْسٍ، فَلْيُجِبْ».

۱۹۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو شادی کے ولیمے میں بلایا جائے تو اسے چاہیے کہ (دعوت) قبول کرے۔''

فوائد ومسائل: ① دعوت ولیمہ کا مقصد مسلمانوں کو اپنی خوشی میں شریک کرنا ہے' اس لیے تمام احباب کو بلانا چاہیے۔ ② مسلمان کا مسلمان سے تعلق دولت کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایمان کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ ایک غریب نیک مسلمان ایک امیر فاسق سے بہتر ہے۔ ③ نکاح مسلمانوں کی اہم معاشرتی تقریب ہے' اس لیے دعوتِ ولیمہ میں شریک ہونا معاشرتی تعلقات کے قیام کے لیے بہت اہم اور مفید ہے۔ ④ دعوتِ ولیمہ قبول کرنے سے بلا عذر انکار نہیں کرنا چاہیے۔

١٩١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حُسَيْنٍ أَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ. وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ. وَالثَّالِثُ رِيَاءٌ

۱۹۱۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے دن ولیمہ حق (ضروری) ہے' دوسرے دن نیکی ہے' تیسرے دن دکھاوا اور شہرت ہے۔''

١٩١٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، الباب السابق، ح:١٤٢٩ من حديث ابن نمير به، وأخرجاه البخاري، ح:٥١٧٣، ومسلم، ح:١٤٢٩ من حديث مالك عن نافع به نحو المعنى.

١٩١٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] قال البوصيري: "في إسناده أبومالك النخعي وهو ممن اتفقوا على ضعفه"، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح:٣٧٤٥ وغيره، وكلها ضعيفة.

وَسُمْعَةٌ».

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْإِقَامَةِ عَلَى الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- کنواری اور ثیبہ (دلھن) کے پاس ٹھہرنے کا بیان

١٩١٦- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلثَّيِّبِ ثَلَاثًا، وَلِلْبِكْرِ سَبْعًا».

١٩١٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثیبہ کے لیے تین دن رات کی مدت ہے اور باکرہ کے لیے سات دن رات۔“

فوائد ومسائل: ① پہلی بیوی یا بیویوں کی موجودگی میں جب نئی شادی کی جائے تو نئی دلھن کے پاس چند دن رہ کر پھر باری مقرر کرنی چاہیے۔ ② نئی آنے والی دلھن اگر بیوہ یا مطلقہ ہے یعنی یہ اس کا دوسرا نکاح ہے تو خاوند کو چاہیے کہ تین دن اس کے ہاں رہائش رکھے یعنی اس کی رہائش کے لیے جو مکان یا کمرہ مقرر کیا ہے اس میں رہائش رکھے اور اگر نئی بیوی کنواری ہے تو پورا ایک ہفتہ اس کے ساتھ رہے۔ ③ تین دن یا سات دن نئی بیوی کے پاس رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس دوران میں پہلی بیویوں کو فراموش ہی کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ اسے زیادہ وقت دے اور رات اس کے ساتھ گزارے۔ ④ یہ مدت ختم ہونے کے بعد نئی بیوی کے بھی اتنے ہی حقوق ہوں گے، جتنے پہلی بیویوں کے ہیں۔ جس طرح دوسری بیویوں کی باری ہوگی، اسی طرح نئی بیوی کی بھی باری ہوگی۔ خاوند اخراجات اور شب باشی میں اس کے ساتھ دوسری بیویوں جیسا سلوک کرے گا۔ اس کے ہاں وہی رات گزارے گا، جب اس کی باری ہوگی۔

١٩١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ

١٩١٧- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو تین دن ان کے ہاں ٹھہرے، پھر فرمایا: ”تیرے خاوند

١٩١٦ـ [حسن] انظر، ح: ١٢٠٩ لعلته، وأخرج البخاري، ح: ٥٢١٤، ومسلم، ح: ١٤٦١ من حديث أيوب عن أبي قلابة عن أنس قال: "من السنة إذا تزوج الرجل البكر على الثيب أقام عندها سبعًا وقسم، وإذا تزوج الثيب على البكر أقام عندها ثلاثًا ثم قسم"، والحديث حسن بالشواهد.

١٩١٧ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ١٤٦٠ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. وَقَالَ: «لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ. إِنْ شِئْتِ، سَبَّعْتُ لَكِ. وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ، سَبَّعْتُ لِنِسَائِي».

(ﷺ) کی نظر میں تیرا مقام کم نہیں۔ اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس ٹھہروں۔ اور اگر میں سات دن تیرے پاس ٹھہرا تو دوسری بیویوں کے پاس بھی سات سات دن ٹھہروں گا۔“

فوائد و مسائل: ① ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کا نام ہند بنت ابو امیہ ہے۔ ان کا نکاح حضرت ابو سلمہ ؓ سے ہوا تھا۔ حضرت ابو سلمہ ؓ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا' وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ جب ۴ ہجری میں ان کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ سے نکاح کر لیا۔ ② اگر دلھن ثیب (بیوہ یا مطلقہ) ہو' تب بھی اس کے پاس سات دن رہنا درست ہے لیکن اس صورت میں دوسری بیوی یا بیویوں کے پاس بھی سات سات دن رہ کر باری شروع کرنا ہوگی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی اس پیشکش کے جواب میں ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے تین دن کی مدت کا انتخاب فرمایا تھا۔ (صحيح مسلم' الرضاع' باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف' حدیث:۱۴۶۰) اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس صورت میں باری جلد ملنے کی امید تھی۔ ④ شرعی حدود میں رہتے ہوئے بیویوں کے جذبات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ أَهْلُهُ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- جب بیوی سے (پہلی) ملاقات ہو تو مرد کیا (دعائیہ کلمات) کہے

١٩١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَصَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْقَطَّانُ. قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَفَادَ

۱۹۱۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو عورت یا لونڈی یا جانور حاصل ہو تو اس کے سر کے اگلے حصے کو پکڑ کر کہے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَ خَيْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّمَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ] ”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی' اور اس کی پیدائشی

١٩١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في جامع النكاح، ح: ٢١٦٠ من حديث ابن عجلان به، وصححه الحاكم، والذهبي * ابن عجلان صرح بالسماع عند البخاري في خلق أفعال العباد.

أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوْ خَادِماً، أَوْ دَابَّةً، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ».

عادتوں کی بھلائی مانگتا ہوں' اور اس کے شر سے اور اس کی پیدائشی عادتوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① بیوی' لونڈی' گائے' بھینس اور گھوڑا وغیرہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں لیکن ان میں بعض ایسی عادتیں ہو سکتی ہیں جو مسلسل پریشانی کا باعث بن جائیں' اس لیے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ ان سے خیر ہی حاصل ہو' تکلیف نہ پہنچے۔ ② بیوی یا لونڈی گستاخ ہو سکتی ہے' بدسلیقہ ہو سکتی ہے' کم عقلی کی وجہ سے ایسا کام کر سکتی ہے جس سے خاوند یا مالک کا مالی نقصان ہو یا اس کی عزت میں فرق آئے۔ ان کے شر سے اللہ ہی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح گھوڑا اڑیل ہو سکتا ہے' گائے بھینس مارنے والی' کم دودھ دینے والی ہو سکتی ہے۔ ان مشکلات سے بچنے کے لیے اللہ سے مدد اور توفیق مانگی جاتی ہے۔ اس کے برعکس ان کا اچھی صفات کا حامل ہونا اللہ کا احسان ہے جن کی وجہ سے مالک یا خاوند کو راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ عورت یا جانور نیکی میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں' اسی خیر کے لیے اللہ سے دعا کی جاتی ہے۔ ③ انسان یا حیوان کے جسم میں سر سب سے اہم عضو ہے' سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اس انسان یا حیوان کو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے مفید بنا دے۔ والله أعلم.

١٩١٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى امْرَأَتَهُ قَالَ: اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي. ثُمَّ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ، لَمْ يُسَلِّطِ اللهُ عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ. أَوْ لَمْ يَضُرَّهُ».

١٩١٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی اپنی عورت کے پاس جاتا ہے' اگر اس وقت یہ الفاظ کہہ لے: [اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ' وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي] "اے اللہ! مجھ سے شیطان کو دور رکھ اور تو مجھے جو اولاد دے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔" پھر اگر انھیں اولاد مل گئی تو اللہ اس پر شیطان کو مسلط نہیں کرے گا۔" یا فرمایا: "اسے شیطان نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① خلوت کا وقت صنفی جذبات کی تسکین کا وقت ہوتا ہے۔ مومن اس وقت بھی اپنے رب کو

١٩١٩ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التسمية على كل حال وعند الوقاع، ح: ١٤١ وغيره، ومسلم، النكاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع، ح: ١٤٣٤ من حديث جرير به.

فراموش نہیں کرتا۔ ② خاوند بیوی کے تعلقات کا مقصد محض صنفی لذت کا حصول نہیں بلکہ نیک اولاد کا حصول بھی ایک اہم مقصد ہے۔ ③ بہتر ہے کہ مذکورہ دعا بے لباس ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ ④ اس دعا کا یہ فائدہ ہے کہ اس کی برکت سے خلوت کے وقت شیطان دور رہتا ہے' لہٰذا اولاد میں شیطان سے متاثر ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اور بعض خاص بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٨) - **بَابُ التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْجِمَاعِ** (التحفة ٢٨)

باب:٢٨- مباشرت کے موقع پر باپردہ رہنا

١٩٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو أُسَامَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَوْرَاتُنَا. مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: «احْفَظْ عَوْرَتَكَ. إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تُرِيَهَا أَحَداً، فَلَا تُرِيَنَّهَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا خَالِياً؟ قَالَ: «فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ».

١٩٢٠- حضرت بہز بن حکیم اپنے والد حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ اور وہ (اپنے والد) بہز کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! اعضائے مستورہ میں سے ہمیں کس چیز کے ظاہر کرنے کی اجازت ہے اور کس چیز کی ممانعت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھ۔'' میں نے عرض کیا: یہ ارشاد فرمایئے کہ اگر لوگ اکٹھے ہوں (یا اکٹھے رہتے ہوں؟) فرمایا: ''اگر یہ ممکن ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو ہرگز کسی کی نظر اس پر نہ پڑنے دے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر کوئی اکیلا ہو؟ فرمایا: ''تب بھی لوگوں سے زیادہ اللہ کا حق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔''

فوائد و مسائل: ① بیوی اور لونڈی کے سوا ہر کسی سے شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کا مطلب ناجائز تعلقات اور بدکاری سے اجتناب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (بني إسرائيل:٣٢) ''زنا کے قریب بھی نہ جاؤ' یہ بے حیائی اور بہت برا راستہ ہے۔'' اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اعضائے مستورہ پر کسی کی نظر نہ پڑنے دیں۔ ② عام طور پر مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اس معاملہ

١٩٢٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحمام، باب في التعري، ح:٤٠١٧ من حديث بهز به، وحسنه الترمذي، ح:٢٧٦٩، وعلقه البخاري في صحيحه، الغسل، باب من اغتسل عريانًا وحده في خلوة.

میں احتیاط کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ غلط رویہ ہے۔ بغیر کسی مجبوری کے مرد دوسرے مرد کے اور عورت دوسری عورت کے اعضائے مستورہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ ③ اس حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کے اعضائے مستورہ دیکھ لیں تو گناہ نہیں۔ آئندہ روایتوں میں اس کی ممانعت مذکور ہے لیکن وہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ ④ تنہائی میں بھی بلاضرورت بالکل ننگا ہونے سے اجتناب کرنا چاہیے اگرچہ غسل وغیرہ کے وقت تمام کپڑے اتارنا جائز ہے۔ (صحيح البخاري' الغسل' باب من اغتسل عريانا وحده في خلوة' ومن تستر فالتستر أفضل' حديث: ٢٧٨)

١٩٢١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا الأَحْوَصُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ. وَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الأَعْلَى ابْنُ عَدِيٍّ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ وَلاَ يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ».

۱۹۲۱- حضرت عتبہ بن عبد سلمی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے چاہیے کہ پردہ کرے اور گدھوں کی طرح ننگا نہ ہو جائے۔“

١٩٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَوْلًى لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا نَظَرْتُ، أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَطُّ.

۱۹۲۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔“

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: عَنْ مَوْلاَةٍ لِعَائِشَةَ.

ابوبکر نے کہا: ابونعیم (حضرت عائشہ کے غلام کی بجائے) حضرت عائشہ ؓ کی لونڈی سے بیان کیا کرتے تھے۔

١٩٢١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف * الأحوص بن حكيم ضعفه أحمد، وأبوحاتم، والنسائي وغيرهم"، وقال صاحب التقريب: "ضعيف الحفظ"، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٩٢٢ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٦٦٢.

(المعجم ٢٩) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَآءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ** (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-عورت کی دبر میں مجامعت کرنے کی حرمت کا بیان

١٩٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا».

١٩٢٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف نظر نہیں فرمائے گا' جو اپنی بیوی سے دُبر میں مجامعت کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ﴾ (المؤمنون:٦،٥) ''اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا ان (کنیزوں) کے جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ تو بلاشبہ (ان کی بابت) ان پر کوئی ملامت نہیں۔'' اس سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عورتوں سے جس طرح چاہیں لطف اندوز ہو سکتے ہیں' خواہ آگے کی جگہ ہو یا پیچھے کی جگہ لیکن یہ بات صحیح نہیں بلکہ جماع کے لیے ایک ہی مقام جائز ہے' ایام حیض میں وہ بھی جائز نہیں رہتا۔ ② ''اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا'' اس کا مطلب ہے رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا اور قیامت کے دن اس کا یہ جرم معاف نہیں کرے گا۔ اس سے اس فعل کی حرمت ظاہر ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں اس فعل کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت بھی وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: جو شخص بیوی سے دبر میں مجامعت کرتا ہے' وہ ملعون ہے۔'' (سنن أبي داود' النكاح' باب في جامع النكاح' حديث:٢١٦٢)

١٩٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ هَرَمِيِّ

١٩٢٤- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔''

١٩٢٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في جامع النكاح، ح:٢١٦٢ من حديث سهيل به، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، وله شواهد صحيحة، وهو من الأحاديث المتواترة.

١٩٢٤ـ [صحيح] انظر، ح:٤٩٦، وحديث:١١٢٩ لعلته، وضعفه البوصيري وغيره، والحديث صحيح، وانظر الحديث السابق.
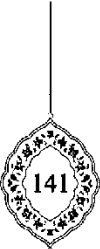
ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ» ثَلاَثَ مَرَّاتٍ «لاَ تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ».

پھر فرمایا: ''عورتوں سے ان کی پیٹھوں میں مجامعت نہ کرو۔''

فوائد ومسائل: ① جن مسائل کا تعلق اعضائے مستورہ سے ہے' اکثر ان کو بیان کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے لیکن انھیں بیان کرنا بھی ضروری ہے' البتہ الفاظ کا انتخاب مناسب ہونا چاہیے اور نابالغ بچوں کے سامنے بیان نہ کیے جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ درس اور تقریر وغیرہ میں یہ مسائل اشارتاً بیان کیے جائیں' اور پرائیویٹ مجلس میں مناسب انداز سے صراحت کردی جائے۔ ② دُبر نجاست کی جگہ ہے' اس لیے مومن اس سے اجتناب کرتا ہے۔ ویسے بھی یہ مقام اس مقصد کے لیے نہیں بنایا گیا اور طبی طور پر اس کے بہت سے نقصانات ہیں۔ جن میں ایک نقصان حال ہی میں ''ایڈز'' کی بیماری کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ جائز مقام (قبل) بھی نجاست کے ایام میں ممنوع ہو جاتا ہے تو جو مقام (دُبر) نجاست ہی کے لیے ہے' وہ کب جائز ہو سکتا ہے۔ ③ مرد کا مرد سے یا عورت کا عورت سے جنسی تعلق بہت بڑا گناہ ہے۔ جنسی لواطت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی پوری قوم پر پتھر برسا کر اور ان لوگوں کی بستیاں الٹ کر انھیں تباہ کر دیا تھا۔

١٩٢٥- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَجَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَتْ يَهُودُ تَقُولُ: مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي قُبُلِهَا، مِنْ دُبُرِهَا، كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٣].

١٩٢٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: یہودی کہا کرتے تھے کہ جو کوئی پچھلی طرف سے ہو کر عورت سے اگلی جگہ میں مباشرت کرتا ہے' اس کا بیٹا بھینگا پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ ''تمھاری بیویاں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔''

فوائد ومسائل: ① مباشرت کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا جائز ہے' خواہ عورت چت لیٹی ہوئی ہو یا پیٹ کے بل یا کروٹ پر' تاہم یہ ضروری ہے کہ صرف وہی راستہ اختیار کیا جائے جس کی شرع نے اجازت دی ہے یعنی صرف عورت کی قبل (اگلی شرمگاہ) استعمال کی جائے۔ ② عورت سے صنفی تعلق کا اہم مقصد اولاد کا

١٩٢٥ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب "نساءكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم"، ح: ٤٥٢٨، ومسلم، النكاح، باب جواز جماعه امرأته في قبلها . . . الخ، ح: ١٤٣٥ من حديث سفيان به.

حصول ہے' اسی لیے عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مرد کسان کی طرح اس زمین میں بیج بوتا ہے جس سے اسے اولاد کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے غیر فطری فعل کرنا جائز نہیں کیونکہ کھیت سے باہر جوہڑ وغیرہ میں بیج پھینک دینا حماقت ہے۔ ③ ﴿أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ کا مطلب "جہاں سے چاہو" بھی کیا جائے تو بھی غیر فطری عمل کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ صرف [حرث] "کھیتی کی جگہ" میں آنے کا حکم دیا گیا ہے' کسی اور جگہ نہیں، خواہ براہ راست آگے سے آئے یا پیچھے سے ہو کر آگے آئے۔ ④ معاشرے میں موجود توہمات کی تردید کر کے حقیقت واضح کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْعَزْلِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- عزل کا بیان

١٩٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: «أَوَ تَفْعَلُونَ؟ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا. فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَسَمَةٍ، قَضَى اللهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ، إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ».

۱۹۲۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم یہ کام کرتے ہو؟ اگر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں' جس روح کو پیدا کرنے کا اللہ نے فیصلہ کر لیا ہے' وہ ہو کر رہے گی۔"

فوائد ومسائل: ① عزل کا مطلب ہے عورت سے جماع کرتے وقت جب انزال ہونے لگے تو پیچھے ہٹ جائے تاکہ حمل ٹھہرنے کا اندیشہ نہ رہے۔ ② لونڈیوں سے اس لیے عزل کیا جاتا ہے کہ ان کے ہاں اولاد نہ ہو کیونکہ اولاد ہونے کے بعد اگر لونڈی کو بیچا جائے تو اس کا بچہ پہلے مالک کے پاس رہ جائے گا۔ اس طرح ماں بیٹے میں جدائی ہو جائے گی جو نامناسب ہے۔ ③ "اگر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔" اس میں اشارہ ہے کہ اجتناب بہتر ہے' تاہم سختی سے منع نہیں کیا گیا بلکہ صحیحین میں حضرت جابر ؓ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا۔" (صحیح البخاري' النکاح' باب العزل' حدیث: ۵۲۰۹' و صحیح مسلم' النکاح' باب حکم العزل' حدیث: ۱۴۴۰) یعنی ہم نبی اکرم ﷺ کے عہد میں بھی ایسا کرتے تھے اور اگر یہ فعل حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اس سے منع فرما دیتا۔

١٩٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، وأحمد: ٣/ ٩٢، ٩٣ من حديث إبراهيم بن سعد به، وله طرق أخرٰى عند مسلم، ح: ١٤٣٨ وغيره.

بنابریں علمائے کرام اس کی بابت لکھتے ہیں کہ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کیا جائے کیونکہ اسے اولاد پیدا کرنے کا حق ہے' لہٰذا اگر عورت بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حمل وولادت کی مشقت برداشت نہ کرسکتی ہوتو عزل کیا جاسکتا ہے' نیز مانع حمل گولیوں کا بھی بالکل یہی حکم ہے۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین ؒ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ عورتوں کو درج ذیل دو شرطوں کے بغیر مانع حمل گولیاں استعمال نہیں کرنی چاہییں: ● عورت کو اس کی واقعی ضرورت ہو' مثلاً: وہ بیمار ہو اور ہر سال حمل کی متحمل نہ ہوسکتی ہو' یا بے حد لاغر اور کمزور ہو یا کچھ اور ایسے موانع ہوں جن کی وجہ سے ہر سال حمل ہونا اس کے لیے جان لیوا اور نقصان دہ ہو۔ ● شوہر نے اسے اس کی اجازت دے دی ہو کیونکہ شوہر کا یہ حق ہے کہ بیوی اس کے لیے اولاد پیدا کرے' علاوہ ازیں ان گولیوں کے استعمال کے لیے طبیب سے یہ مشورہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ان کا استعمال نقصان دہ تو نہیں' لہٰذا جب یہ دونوں شرطیں پوری ہو جائیں تو پھر ان گولیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں لیکن ایسی گولیاں استعمال نہ کی جائیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مانع حمل ہوں کیونکہ یہ قطع نسل کے مترادف ہوگا جو کہ کبیرہ گناہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (أردو): ۳/ ۲۱۵' ۲۱۶ مطبوعہ دارالسلام) ④ ''خاندانی منصوبہ بندی'' کا موجودہ تصور یہ ہے کہ زیادہ بچے ہوں گے تو ان کا خرچ برداشت کرنا اور دیکھ بھال کرنا مشکل ہوگا۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ جاہلیت میں جو لوگ اس ڈر سے بچوں کو قتل کر دیتے تھے' ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (بني إسرائيل:۳۱) ''اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی۔ یقیناً ان کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔'' مغرب کے عیسائی ممالک مسلمانوں کو اس کی ترغیب اس لیے دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافے سے خوف زدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خود اپنے لوگوں کو زیادہ بچے پیدا کرنے کی ترغیب دینے لگے ہیں۔

۱۹۲۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ.

۱۹۲۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ عزل کرلیا کرتے تھے جب کہ قرآن نازل ہورہا تھا۔

فائدہ: نزول وحی کے زمانے میں اس کی صریح ممانعت نازل نہیں ہوئی' اس سے اس عمل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۱۹۲۷ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب العزل، ح:٥٢٠٨، ومسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح:١٤٤٠ من حديث سفيان به.

١٩٢٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا.

١٩٢٨- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا** (التحفة ٣١)

باب:٣١- کسی عورت کی پھوپھی یا خالہ نکاح میں ہوتے ہوئے اس عورت سے نکاح جائز نہیں

١٩٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا».

١٩٢٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے' اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے نکاح نہ کیا جائے۔''

١٩٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ نِكَاحَيْنِ.

١٩٣٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو نکاحوں سے منع فرماتے سنا ہے' (اس بات سے منع فرمایا) کہ کوئی مرد ایک عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع کرے یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں جمع کرے۔)

١٩٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١ عن إسحاق به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وفيه علة أخرى وتقدم، ح: ٧٠٧، وليس له شاهد صحيح.

١٩٢٩ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح: ١٤٠٨/ ٣٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وله طرق أخرى عند البخاري، ح: ٥١٠٩ وغيره.

١٩٣٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٧ من حديث ابن إسحاق به مطولاً، والحديث السابق شاهد له.

أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۱۹۳۱- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلاَ عَلَى خَالَتِهَا».

۱۹۳۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت سے' اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے نکاح نہ کیا جائے۔''

فائدہ: ایک بیوی کی وفات یا طلاق کے بعد اس کی خالہ یا اس کی بھانجی' یا اس کی پھوپھی' یا اس کی بھتیجی سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دو بہنیں بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ ایک کی وفات یا طلاق کے بعد دوسری سے نکاح کرنا درست ہے۔ (النساء:۲۳)

(المعجم ۳۲) - **بَابُ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلاَثًا فَتَزَوَّجُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا. أَتَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ** (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- جس عورت کو مرد تین طلاقیں دے دے' پھر وہ (دوسرے مرد سے) نکاح کر لے' اور دوسرا مرد اس سے خلوت کرنے سے پہلے طلاق دے دے' کیا وہ پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے؟

۱۹۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ. فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلاَقِي. فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ

۱۹۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ اس نے مجھے طلاق دے دی اور بتہ طلاق (آخری طلاق) بھی دے ڈالی۔ (اس کے بعد) میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا۔

۱۹۳۱_[صحيح] انظر، ح: ۷٤۰ لعلته، وح: ۱۹۲۹ شاهد له.

۱۹۳۲_أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة المختبئ، ح: ۲٦۳۹، ومسلم، النكاح، لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره ويطأها ثم يفارقها وتنقضي عدتها، ح: ۱٤۳۳ من حديث سفيان به.

الزَّبِيرِ. وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ. فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لاَ. حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ».

(لیکن) ان کے پاس تو جو کچھ ہے وہ کپڑے کے سرے کی طرح ہے۔ نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”تم دوبارہ رفاعہ (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کرنا چاہتی ہو؟ نہیں، نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) حتی کہ تو اس (عبدالرحمٰن) سے لذت حاصل کرے اور وہ تجھ سے لذت حاصل کرے۔“

فوائد ومسائل: ① مرد کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے لیکن یہ حق طلاق محدود ہے، یعنی پوری زندگی میں اسے صرف تین مرتبہ طلاق دینے کا حق ہے۔ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ:٢٢٩) ”(رجعی) طلاق دو مرتبہ ہے، پھر یا تو اچھائی سے روک لینا ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔“ ② تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا بلکہ عورت عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کا حق رکھتی ہے۔ ③ اگر کسی وجہ سے دوسرے مرد سے نباہ نہ ہو سکے اور طلاق ہو جائے یا وہ فوت ہو جائے تو پھر عورت اگر چاہے تو پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پہلے خاوند سے نکاح کیا جائے بلکہ کسی تیسرے آدمی سے بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ ④ پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ دوسرے خاوند نے مقاربت کے بعد طلاق دی ہو۔ اگر دوسرے نے مقاربت سے پہلے طلاق دی ہو تو پہلے خاوند سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ کسی تیسرے آدمی سے جائز ہوگا۔ ⑤ طلاق بتہ اس طلاق کو کہتے ہیں جس کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔ اگر عورت سے نکاح کر کے خلوت سے پہلے طلاق دے دی جائے تو یہ پہلی ہی بتہ، یعنی آخری طلاق ہے۔ اگر آزاد عورت کے بجائے لونڈی سے نکاح کیا گیا ہو تو دوسری طلاق آخری ہے۔ باقی حالات میں تیسری طلاق آخری ہوتی ہے۔

١٩٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

١٩٣٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس

١٩٣٣_ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ١٤٨، ١٤٩، ح: ٣٤٤٣، التعليقات السلفية: ٣٤٤٣، وأحمد: ٢/ ٨٥ عن محمد بن جعفر من حديث شعبة به، وخالفه سفيان الثوري فرواه عن علقمة عن رزين بن سليمان الأحمري عن ابن عمر به * رزين أو ابن رزين مجهول كما في التقريب، ولحديثه شواهد كثيرة، منها الحديث السابق، فائدة: وقع في المجتبى للنسائي: "سلم بن زرير"، وهو تصحيف كما حققه شيخنا الإمام الحجة المتقن الفقيه المحدث محمد عطاء الله حنيف الفوجياني رحمه الله عليه في التعليقات، ثم وجدته على الصواب في السنن الكبرى للنسائي، ح: ٥٦٠٧، فلله دره.

عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ [سَالِمَ بْنَ رَزِينٍ] يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ فَيُطَلِّقُهَا. فَيَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا. أَتَرْجِعُ إِلَى الأَوَّلِ؟ قَالَ: «لاَ. حَتَّى يَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ».

کے نکاح میں کوئی عورت ہو' وہ اسے طلاق دے دے' پھر اس عورت سے کوئی اور مرد نکاح کر کے خلوت سے پہلے طلاق دے دے' کیا وہ دوبارہ پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے؟ (نبی ﷺ نے فرمایا:) ''نہیں' جب تک اس (دوسرے مرد) سے لذت حاصل نہ کرے۔''

فائدہ: ''لذت'' سے مراد مقاربت' یعنی عمل زوجیت ہے جیسا کہ گزشتہ فوائد میں تفصیل گزری۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣- حلالہ کرنے اور کرانے والے کا بیان

١٩٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ زَمْعَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ [وَهْرَامٍ]، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.

١٩٣٤- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

١٩٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ [بْنِ] الْبَخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَ مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:

١٩٣٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

١٩٣٤- [صحيح] * زمعة تقدم، ح: ٣٢٦، ولحديثه شاهد حسن عند أحمد: ٢/ ٣٢٣ وغيره من حديث أبي هريرة رضي الله عنه، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٨٤، وحسنه البخاري (التلخيص الحبير: ٣/ ١٧٠)، وللحديث شواهد كثيرة، ذكرت بعضها في نيل المقصود، ح: ٢٠٧٦، وثبت إنكار التحليل المذكور عن عمر وعثمان وابن عمر وغيرهم رضي الله عنهم أجمعين.

١٩٣٥- [ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في التحليل، ح: ٢٠٧٦ من حديث الشعبي به * والحارث تقدم، ح: ٩٥، وحديث أحمد: ٢/ ٣٢٣، ح: ٨٢٧٠ يغني عنه.

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.

١٩٣٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي. قَالَ: سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَالَ لِي أَبُو مُصْعَبٍ مِشْرَحُ بْنُ هَاعَانَ، قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟» قَالُوا: بَلَى! يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: «هُوَ الْمُحَلِّلُ. لَعَنَ اللهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ».

۱۹۳۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں کرائے کے سانڈ کے متعلق نہ بتاؤں (کہ وہ کون ہوتا ہے؟'') صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں (بتایئے) اے اللہ کے رسول! فرمایا: ''وہ حلالہ کرنے والا ہے' اللہ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگر ایک عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں اور اس کا خاوند اس سے پھر رجوع کرنا چاہے تو یہ اس کے لیے جائز نہیں۔ اس وقت اگر کوئی دوسرا مرد اس عورت سے نکاح کر لے اور اس کا مقصد اس کے ساتھ باقاعدہ ازدواجی زندگی گزارنا نہ ہو بلکہ محض یہ مقصد ہو کہ نکاح اور خلوت کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا تاکہ پہلا خاوند اس سے نئے سرے سے نکاح کر سکے' اور جو کام اس کے لیے حرام تھا' وہ حلال ہو جائے۔ اس عارضی نکاح کو حلالہ کہتے ہیں جسے اس حدیث میں لعنتی فعل قرار دیا گیا ہے۔ ② شریعت میں نیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحيح البخاري' بدء الوحي' باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ......' حديث:١) ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' چونکہ نکاح حلالہ کا مقصود وہ نہیں ہوتا جو شرعی نکاح میں مطلوب ہے' اس لیے شرعی طور پر یہ نکاح ہی نہیں ہے بلکہ ایک حیلہ ہے اور یہ حیلہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ③ لعنت سے حلالے کی حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جائز کام پر لعنت نہیں ہو سکتی۔ ④ حلالہ کرنے والے کو کرائے کا سانڈ قرار دینے سے اس عمل کی شناعت کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح جانوروں کی نسل کشی کے لیے سانڈ لیا جاتا ہے تاکہ وہ جفتی کر کے مؤنث جانوروں کو حاملہ کر دے' پھر وہ اس کے مالک کو واپس کر دیا جائے۔ اسی طرح حلالہ کرنے والے کو حلالہ کرانے والا وقتی طور پر عورت سے تعلق قائم کرنے کی درخواست کرتا ہے تاکہ وہ خلوت کے بعد اسے طلاق دے کر پہلے خاوند کے لیے حلال کر دے۔ جس طرح سانڈ کرائے پر لینے والے کی ملکیت نہیں بن جاتا' اسی طرح حلالہ کرنے والا عورت سے مستقل تعلق قائم

١٩٣٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٢٩٩، ح: ٨٢٥ من حديث أبي صالح عن الليث به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٩٨، والذهبي، وفيه علة قادحة، وح: ١٩٣٤ شاهد له، وحسنه الحافظ عبدالحق الإشبيلي، والحافظ ابن تيمية وغيرهما.

نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال میں خاوند کی ضرورت پوری کر کے عورت سے الگ ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ شیعوں کے ہاں رائج متعہ کی طرح ناجائز تعلق کی ایک صورت ہے، جس کو ''نکاح'' کا نام دے کر جائز قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- دودھ پلانے سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسبی طور پر حرام ہوتے ہیں

١٩٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

۱۹۳۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت سے بھی وہ (رشتہ) حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رضاعت سے مراد دودھ پلانا ہے، یعنی جب کسی بچے کو ماں کے علاوہ کوئی اور عورت دودھ پلائے تو وہ عورت بھی اسی طرح اس کی ماں شمار ہوتی ہے جس طرح جننے والی ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ (النساء: ۲۳) ''اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا (ان سے بھی نکاح حرام ہے۔'') ② رضاعت سے حرام ہونے والی عورتوں کی تفصیل یہ ہے: (ا) رضاعی ماں: جس کا دودھ تم نے مدت رضاعت (دو سال کی عمر) کے اندر پیا ہو۔ (ب) رضاعی بہن: جس کو تمھاری حقیقی یا رضاعی ماں نے دودھ پلایا، خواہ تمھارے ساتھ یا تم سے پہلے یا بعد میں یا جس عورت کی حقیقی یا رضاعی ماں نے تمھیں دودھ پلایا ہو، یعنی رضاعی ماں بننے والی عورت کی تمام نسبی اور رضاعی اولاد دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی بن جائیں گے۔ (ج) رضاعی خالہ: دودھ پلانے والی کی بہنیں دودھ پینے والے کی خالائیں بن جائیں گی۔ (د) رضاعی پھوپھی: چونکہ دودھ پلانے والی کا خاوند دودھ پینے والے کا باپ بن جائے گا، اس لیے اس رضاعی باپ کی بہنیں دودھ پینے والے کی پھوپھیاں ہوں گی۔ اور رضاعی باپ کے بھائی دودھ پینے والے کے چچا تایا بن جائیں گے۔ ③ ان رضاعی رشتوں سے نکاح کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح نسبی رشتوں

١٩٣٧- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ٩/١٤٤٥ من حديث يزيد بن أبي حبيب عن عراك به مطولاً، نحو المعنى، وأصله عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وانظر الحديث الآتي.

سے' لہٰذا ان میں پردہ اسی طرح فرض نہیں ہوگا جس طرح نسبی رشتوں میں پردہ فرض نہیں ہوتا۔ لڑکے کی رضاعی ماں' رضاعی بہن' رضاعی خالہ اور رضاعی پھوپھی اس سے پردہ نہیں کریں گی۔ اسی طرح لڑکی اپنے رضاعی باپ' رضاعی بھائی' رضاعی چچا' تایا' اور رضاعی ماموں سے پردہ نہیں کرے گی۔ ④ دودھ پینے والے کے دوسرے بھائی بہن' جنھوں نے اس عورت کا دودھ نہیں پیا' ان کا اس عورت سے اور اس کے بچوں وغیرہ سے رضاعت کا تعلق شمار نہیں ہوگا۔

۱۹۳۸- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُرِيدَ عَلَى بِنْتِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ. وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

۱۹۳۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ؓ کی بیٹی کے بارے میں درخواست کی گئی (کہ ان سے نکاح فرمالیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور جو نسب سے حرام ہوتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سید الشہداء حضرت حمزہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے سگے چچا تھے' اس لیے ان کی بیٹی سے نکاح جائز ہونا چاہیے تھا۔ یہی سوچ کر حضرت علی ؓ نے یہ تجویز پیش فرمادی لیکن رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ نسبی طور پر تو یہ رشتہ ممکن تھا لیکن رضاعی طور پر حرام ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔ ② حضرت حمزہ ؓ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ اسی نے چند دن رسول اللہ ﷺ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (لمعات' شرح مشکاۃ' کتاب النکاح' باب المحرمات) اس طرح حضرت حمزہ ؓ نبی ﷺ کے رضاعی بھائی بن گئے اور ان کی بیٹی آپ ﷺ کی رضاعی بھتیجی ہوئی۔ ③ اس خاتون کا نام حضرت فاطمہ بنت حمزہ ؓ تھا۔ (إنجاح الحاجة حاشيه سنن ابن ماجه' از عبدالغني دهلوى)

۱۹۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

۱۹۳۹- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ نے حضرت

۱۹۳۸ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح:٢٦٤٥، ٥١٠٠، ومسلم، الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة، ح:١٤٤٧ من حديث قتادة به.

۱۹۳۹ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب "وأمهتكم التي أرضعنكم"، ح:٥١٠١ وغيره من حديث الزهري به، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الربيبة وأخت المرأة، ح:١٤٤٩ من حديث محمد بن رمح به، أخرجه البخاري، ح:٥١٠٦، ومسلم، ح:١٤٤٩ وغيرهما من حديث هشام بن عروة به.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: اِنْكِحْ أُخْتِي عَزَّةَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتُحِبِّينَ ذٰلِكَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ فَلَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ. وَأَحَقُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِي» قَالَتْ: فَإِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ. فَقَالَ: «بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّهَا لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي. إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ. أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ. فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ أَخَوَاتِكُنَّ وَلَا بَنَاتِكُنَّ».

ام حبیبہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ انھوں (ام حبیبہ ؓ) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میری ہمشیرہ عزہ سے نکاح فرما لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات پسند ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں‘ اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اکیلی تو نہیں‘ ہوں (کہ سوکن کی موجودگی پسند نہ کروں) اور خیر و برکت میں میری شراکت کا حق سب سے زیادہ میری بہن کو ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو میرے لیے جائز نہیں۔“ انھوں نے کہا: ہم لوگ باتیں کرتے ہیں (سننے میں آیا ہے) کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوسلمہ کی بیٹی سے؟“ کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ میرے گھر میں پرورش پانے والی (سوتیلی) بیٹی نہ ہوتی‘ تب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی۔ وہ تو دودھ کے رشتے سے میری بھتیجی ہے۔ مجھے اور اس کے والد کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ تم میرے لیے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔“

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ام حبیبہ ؓ سے یہی روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔ ② سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔ ③ رضاعی بھتیجی‘ بھانجی وغیرہ سے بھی اسی طرح نکاح حرام ہے جس طرح سگی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح حرام ہے۔ ④ رضاعت کے رشتوں کو یاد رکھنا چاہیے تاکہ غلط فہمی سے ایسی عورت سے نکاح نہ ہو جائے جس سے جائز نہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے امہات المومنین ؓ سے فرمایا: ”اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی پیشکش نہ کریں۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی ام المومنین کی بہن سے نبی ﷺ اس لیے نکاح نہیں کر سکتے تھے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔ اور کسی بھی ام المومنین کی بیٹی جو نبی ﷺ کی ربیبہ (سوتیلی بیٹی) تھی اس سے آپ کا نکاح جائز نہیں تھا۔ ⑥ ام المومنین ام حبیبہ ؓ نے یہ پیشکش غالباً اس لیے کر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے شریعت کے بعض احکام امت سے مختلف تھے' مثلاً: آپ کا چار سے زیادہ خواتین کو بیک وقت نکاح میں رکھنا۔ انھوں نے سوچا ہو گا کہ شاید یہ رشتے بھی جو عام مومنوں کے لیے ممنوع ہیں' نبی ﷺ کے لیے جائز ہوں گے۔ آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ ان مسائل میں آپ کے لیے الگ احکام نہیں۔

(المعجم ٣٥) - **بَابٌ: لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- ایک دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

١٩٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

۱۹۴۰- حضرت ام الفضل ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا' نہ دو بار دودھ پینا' نہ ایک بار چوسنا' نہ دو بار چوسنا۔''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد مبارک ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ صحیح مسلم میں یہ واقعہ تفصیل سے مروی ہے۔ حضرت ام الفضل ؓ نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے نکاح میں ایک عورت تھی' میں نے اس کی موجودگی میں ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ میری پہلی بیوی کہتی ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو ایک بار یا دو بار دودھ پلایا تھا۔ تب نبی ﷺ نے مذکورہ بالا قانون بیان فرمایا۔ (صحیح مسلم' الرضاع' باب في المصة والمصتان' حدیث: ۱۴۵۱) ② اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ تین بار دودھ پینے سے رضاعت کے احکام ثابت ہو جاتے ہیں' یعنی دودھ کے رشتے قائم ہو جاتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حرمت پانچ بار دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے' جیسے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ ؓ کا یہ فرمان مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہوا تھا' پھر وہ منسوخ ہو کر پانچ بار دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت کا حکم نازل ہو گیا۔ (صحیح مسلم' الرضاع' باب التحریم بخمس رضعات' حدیث: ۱۴۵۲)

١٩٤٠- أخرجه مسلم، الرضاع، باب في المصة والمصتان، ح: ١٤٥١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٩٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

۱۹۴۱- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک دو بار چوسنا حرام نہیں کرتا۔''

١٩٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ سَقَطَ: لَا يُحَرِّمُ إِلَّا عَشْرُ رَضَعَاتٍ أَوْ خَمْسٌ مَعْلُومَاتٌ.

۱۹۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو کچھ نازل فرمایا پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اس میں یہ بھی تھا کہ دس بار دودھ پلانے یا پانچ بار دودھ پلانے ہی سے محرم کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں شک کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ دس بار یا پانچ بار کا حکم نازل ہوا تھا لیکن صحیح مسلم کی مذکورہ بالا حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ پانچ بار کا حکم نازل ہوا تھا۔ ② قرآن مجید کی بعض آیات کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم باقی رہا۔ تلاوت منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں قرآن مجید میں نہ لکھا جائے نماز میں نہ پڑھا جائے اور اس قسم کے مسائل میں اس کا حکم قرآن کا نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود اس میں مذکور حکم پر عمل ہوگا جس طرح دوسرے بہت سے ان احکام پر عمل ہوتا ہے جو قرآن میں مذکور نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہیں۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- بڑی عمر کے بچے یا مرد کو دودھ پلانا

١٩٤٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۹۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا نے

١٩٤١- أخرجه مسلم، الرضاع، الباب السابق، ح: ١٤٥٠ من حديث إسماعيل ابن علية وغيره به.

١٩٤٢- [إسناده صحيح]. انفرد به ابن ماجه.

١٩٤٣- أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح: ١٤٥٣ من حديث سفيان به.

ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ الْكَرَاهِيَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْضِعِيهِ» قَالَتْ: كَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ». فَفَعَلَتْ. فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ شَيْئًا أَكْرَهُهُ بَعْدُ. وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب سالم میرے ہاں آتے ہیں تو مجھے (اپنے شوہر) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نظر آتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دو۔'' انھوں نے کہا: میں اسے کس طرح دودھ پلاؤں' وہ تو جوان آدمی ہے؟ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کہ وہ جوان آدمی ہے۔'' سہلہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ (بعد میں) وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اس کے بعد میں نے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر وہ تأثرات نہیں دیکھے جو مجھے ناگوار ہوں۔ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ موقف تھا کہ دودھ جس عمر میں بھی پیا جائے اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے لیکن دوسری امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے اس سے اتفاق نہیں کیا' جیسے اگلے باب میں آ رہا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۹۴۷) ② حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے منہ بولے بیٹے تھے جسے انھوں نے اور ان کی بیوی حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا نے پالا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے منہ بولے بیٹے کا رواج ختم فرما دیا تو انھیں پردہ کرنے میں مشکل محسوس ہوئی کیونکہ ان کی رہائش اس گھر میں تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ سالم (رضی اللہ عنہ) کو دودھ پلا دیں تاکہ پردے کی پابندی اٹھ جائے۔ ③ امہات المومنین نے اس حکم کو حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمیت بعض علماء نے اس قسم کے حالات میں اسے جائز رکھا ہے جس قسم کے حالات حضرت سالم اور حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو درپیش تھے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ اس رضاعت کو بچپن کی رضاعت کا حکم نہ دیا جائے۔ واللہ أعلم. امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (صحیح البخاري' النکاح' باب من قال: لا رضاع بعد الحولین......' حدیث: ۵۱۰۲) امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی رحمہما اللہ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ عمومی حالات میں تو نہیں مگر کہیں خاص اضطراری احوال میں اس پر عمل کی گنجائش ہے۔ (نیل الأوطار: ۶/۳۵۳)

١٩٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ، وَرَضَاعَةُ الْكَبِيرِ عَشْراً. وَلَقَدْ كَانَ فِي صَحِيفَةٍ تَحْتَ سَرِيرِي. فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ، دَخَلَ دَاجِنٌ فَأَكَلَهَا.

۱۹۴۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رجم کی آیت اور بڑی عمر کے لڑکے کو دس بار دودھ پلانے کے مسئلہ پر مشتمل آیت نازل ہوئی تھی۔ یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پر لکھی ہوئی میرے بستر پر پڑی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہم آپ ﷺ کے غسل وکفن وغیرہ میں مشغول ہو گئے۔ ایک بکری آئی اور وہ کاغذ کھا گئی۔

فوائد ومسائل: ① یہ آیات ایسی ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم باقی ہے اس لیے صحابۂ کرام ؓ نے انھیں مصحف میں نہیں لکھا۔ ② اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:٩) ''ہم نے اس نصیحت (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔'' اس لیے یہ ممکن نہیں کہ ایک آیت کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو اور وہ ضائع ہو جائے۔ ویسے بھی قرآن مجید صرف کتابت کے ذریعے سے محفوظ نہیں بلکہ اس کی اصل حفاظت زبانی یاد کرنے سے ہے۔ صحابۂ کرام ؓ میں بے شمار افراد حافظ قرآن تھے۔ اس کے بعد بھی ہر دور میں ہر علاقے میں حفاظ کرام موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔ ③ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آخری حکم پانچ بار دودھ پلانے سے حرمت کا رشتہ ثابت ہونے کا ہے اور یہی راجح موقف ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت نہیں ہوتی

١٩٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۴۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی

١٩٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٩ من حديث ابن إسحاق حدثني عبدالله بن أبي بكر به، طريق عمرة بنت عبدالرحمٰن فقط، واللفظ لهٰذا الطريق، أخرجه مالك في الموطأ: ٢/ ٦٠٨، ومن طريقه مسلم، ح: ١٤٥٢ عن عبدالله بن أبي بكر به، لم يذكر قصة الداجن، وهاتان الآيتان كانتا منسوختي القراءة فأكلتهما الداجن لأن لا تكتبا في القرآن، والقرآن كامل مكمل كما تركه رسول الله ﷺ لم يزدد فيه حرف ولم ينقص منه شيء، والحمد لله.

١٩٤٥ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ٢٦٤٧، ومسلم، الرضاع، باب إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ١٤٥٥ من حديث سفيان به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» قَالَتْ: هٰذَا أَخِي. قَالَ: «انْظُرُوا مَنْ تُدْخِلْنَ عَلَيْكُنَّ. فَإِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ».

ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک مرد بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ میرا بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غور کر لیا کرو کہ تم کسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے رہی ہو کیونکہ رضاعت بھوک سے ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رضاعت سے محرم کا رشتہ تب قائم ہوتا ہے' جب بچے کو دو سال کی عمر کے اندر دودھ پلایا گیا ہو۔ اور کم از کم پانچ بار پیٹ بھر کر دودھ پلایا گیا ہو۔ اگر کسی بچے کو دو سال کی عمر ہو جانے کے بعد دودھ پلایا گیا ہو تو یہ دودھ پلانا معتبر نہیں' اس سے دودھ کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔ سوائے ناگزیر صورتوں کے جیسا کہ گزشتہ روایات میں بیان ہوا ہے۔ ② رضاعت کے معاملات میں احتیاط ضروری ہے تاکہ غیر محرم کو محرم یا محرم کو غیر محرم نہ سمجھ لیا جائے۔ ③ مرد کو چاہیے کہ بیوی کو غلطی پر تنبیہ کرے۔ ④ اگر کسی سے لاعلمی کی بنا پر غلطی ہو جائے تو اسے سختی سے تنبیہ کرنے کے بجائے نرمی سے مسئلہ بتا دینا چاہیے۔

١٩٤٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا رَضَاعَ إِلَّا مَا فَتَقَ الْأَمْعَاءَ».

۱۹۴۶- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت وہی (معتبر) ہے جو آنتوں کو پھاڑے۔''

فوائد ومسائل: ① ''آنتوں کو پھاڑنے'' کا مطلب دودھ سے بچے کا سیر ہونا ہے۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رضاعت وہی معتبر ہے جس عمر میں بچے کی غذا ماں کا دودھ ہوا کرتی ہے۔ عام حالات میں بڑی عمر کے بچے کو دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔ مزید دیکھیے' حدیث: ۱۹۴۳ کے فوائد ومسائل۔

١٩٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

۱۹۴۷- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ سے روایت

١٩٤٦ـ [صحيح] * ابن لهيعة عنعن، ح: ٣٣٠ فيما أعلم، ولحديثه شواهد، منها الحديث السابق، وقال البوصيري: "في إسناده ابن لهيعة ... والحديث رواه الترمذي، ح: ١١٥٢ من حديث أم سلمة، وقال: حسن صحيح"، وبه صح الحديث.

١٩٤٧ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح: ١٤٥٤ من حديث عقيل عن ابن شهاب الزهري به.

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَعُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّهِ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ كُلَّهُنَّ خَالَفْنَ عَائِشَةَ وَأَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ أَحَدٌ بِمِثْلِ رَضَاعَةِ سَالِمٍ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ. وَقُلْنَ: وَمَا يُدْرِينَا؟ لَعَلَّ ذٰلِكَ كَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ وَحْدَهُ.

ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختلاف کیا' انھوں نے حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی سی رضاعت کی بنا پر کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی۔ (ایسے افراد سے پردہ کیا) اور فرمایا: کیا معلوم شاید یہ اجازت صرف حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص ہو۔

فائدہ: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا یہی موقف جمہور علماء کا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث کے فوائد میں ذکر ہوا' تاہم بعض حضرات رضاعت کبیر کے بھی قائل ہیں جس پر ناگزیر قسم کی صورتوں میں عمل کیا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر احسن البیان کا ضمیمہ ''رضاعت کے چند ضروری مسائل'')

(المعجم ٣٨) - بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- دودھ کا تعلق مرد سے بھی ہوتا ہے

١٩٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ. فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ. حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهُ عَمُّكِ، فَأْذَنِي لَهُ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ؟

١٩٤٨- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے رضاعی چچا حضرت افلح بن ابوقعیس رضی اللہ عنہ نے آ کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' اس وقت پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ چنانچہ میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا حتی کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ (میں نے واقعہ عرض کیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیرے چچا ہیں' انھیں اجازت دو۔'' میں نے کہا: مجھے عورت نے دودھ پلایا

١٩٤٨ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح:١٤٤٥/٤ عن ابن أبي شيبة به، وأخرجاه البخاري، ح:٣٧٩٦، ٥١٠٣، ٦١٥٦، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري نحوه مطولاً.

قَالَ : «تَرِبَتْ يَدَاكِ ، أَوْ يَمِينُكِ» .

ہے مرد نے تو نہیں پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے ہاتھ کو مٹی لگے۔'' یا ''تیرے دائیں ہاتھ کو مٹی لگے۔''

١٩٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ» فَقُلْتُ : إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ . قَالَ : «إِنَّهُ عَمُّكِ . فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ» .

۱۹۴۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے رضاعی چچا نے آ کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے انھیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ (معلوم ہونے پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے چچا کو تیرے پاس (گھر میں) آنا چاہیے۔'' میں نے کہا: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیرے چچا ہیں انھیں تیرے پاس آنا چاہیے۔''

فوائد ومسائل: ① رضاعی رشتے جس طرح دودھ پلانے والی عورت کی طرف سے قائم ہوتے ہیں (رضاعی ماموں رضاعی خالہ وغیرہ) اسی طرح اس عورت کا خاوند دودھ پینے والے بچے کا باپ بن جاتا ہے اور اس کی طرف سے دودھ کے رشتے قائم ہوتے ہیں (رضاعی چچا، تایا، رضاعی پھوپھی وغیرہ) ② جو رشتے نسبی طور پر محرم ہیں وہ رضاعی طور پر بھی محرم ہیں لہٰذا ان رضاعی رشتہ داروں کا آپس میں پردہ نہیں اور ان کا باہم نکاح بھی جائز نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث ۱۹۳۷ کے فوائد) ③ اگر کسی مسئلہ میں شاگرد کو کوئی اشکال یا شبہ ہو تو استاد سے بیان کر دینا چاہیے اور استاد کو چاہیے کہ مناسب انداز سے اشکال دور کر دے۔ ④ ہاتھ کو مٹی لگنے کے محاورہ سے اہل عرب فقر و مسکنت مراد لیتے ہیں تاہم تعجب کے موقع پر یہ جملہ بولنے سے بد دعا مراد نہیں ہوتی۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أُخْتَانِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- اگر اسلام قبول کرنے والے کے نکاح میں دو بہنیں ہوں

١٩٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ

۱۹۵۰- حضرت فیروز دیلمی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

١٩٤٩- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح : ١٤٤٥/ ٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، النكاح، باب ما يحل من الدخول والنظر إلى النساء في الرضاع، ح : ٥٢٣٩ من طريق مالك عن هشام به نحوه مطولاً .

١٩٥٠- [حسن] فيه متروك، وانظر الحديث الآتي، وأخرجه ابن أبي شيبة : ٤/ ٣١٧ به .

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِي خِرَاشٍ الرُّعَيْنِيِّ، عَنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعِنْدِي أُخْتَانِ تَزَوَّجْتُهُمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَقَالَ: «إِذَا رَجَعْتَ فَطَلِّقْ إِحْدَاهُمَا».

ہوا تو میرے نکاح میں دو بہنیں تھیں جن سے میں نے زمانۂ جاہلیت میں نکاح کیا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب واپس جاؤ تو ان میں سے ایک کو طلاق دے دینا۔''

١٩٥١- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الضَّحَّاكَ بْنَ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِي: «طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ».

١٩٥١- حضرت فیروز دیلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ان میں سے جس عورت کو چاہو طلاق دے دو۔''

فوائد ومسائل: ① کوئی شخص اسلام لانے سے پہلے اپنے طریقے پر نکاح کرے' پھر میاں بیوی مسلمان ہو جائیں تو ان کا پہلا نکاح درست ہوگا' نئے سرے سے نکاح کی ضرورت نہیں۔ ② اگر اسلام لانے سے پہلے کسی ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جس کا نکاح کرنا اسلام میں جائز نہیں تو اسلام لانے کے بعد اس سے جدائی اختیار کرنا ضروری ہے۔ ③ اگر اسلام لانے سے پہلے دو ایسی عورتوں سے نکاح کیا ہوا ہو جن کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے تو ایک کو طلاق دے دی جائے' دوسری بدستور بیوی رہے گی اور اس کا نکاح صحیح مانا جائے گا۔ ④ اسلام سے پہلے کیے ہوئے اس قسم کے نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد جائز اولاد تسلیم کی جائے گی اور اسے باپ کی وراثت میں سے حصہ ملے گا۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ (التحفة ٤٠)

باب: ٤٠- قبول اسلام کے وقت چار سے زیادہ بیویوں کا نکاح میں ہونا

١٩٥١_ [حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع أو أختان، ح: ٢٢٤٣ من حديث أبي وهب نحوه، وحسنه الترمذي، ح: ١١٣٠، وصححه ابن حبان، وللحديث طرق عند الطبراني في الكبير: ١٨/ ٣٢٨، ٣٢٩ وغيره.

١٩٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُمَيْضَةَ بِنْتِ الشَّمَرْدَلِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ نِسْوَةٍ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: «اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعاً».

١٩٥٢- حضرت قیس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اسلام قبول کیا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ’’ان میں سے چار عورتیں منتخب کرلو۔‘‘

١٩٥٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَسْلَمَ غَيْلَانُ بْنُ سَلَمَةَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعاً».

١٩٥٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ’’ان میں سے چار رکھ لو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٨/٢٢٠-٢٢٤، و ٩/٦٩، و إرواء الغليل: ٦/٢٩١-٢٩٦، رقم: ١٨٨٣، ١٨٨٥) بنابریں مذکورہ روایتیں سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ ② اگر کوئی شخص قبول اسلام سے پہلے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کر چکا ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد اسے چار عورتیں نکاح میں رکھنے کا حق ہے۔ باقی عورتوں کو طلاق دینا ضروری ہے۔ ③ چار سے زیادہ عورتیں نکاح میں ہونے کی صورت میں مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جونسی چار عورتیں پسند کرے انھیں نکاح میں رکھ لے۔ اس میں یہ شرط نہیں کہ جن سے پہلے نکاح ہوا ہو انھیں رکھا جائے یا بعد والیوں کو رکھا جائے۔

١٩٥٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع أو أختان، ح: ٢٢٤١ من حديث هشيم به، وانظر، ح: ٨٥٤ لعلته * حميضة بن (ووقع في الأصل بنت، وهو وهم قديم) الشمردل مستور لا يعرف.

١٩٥٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الرجل يسلم وعنده عشر نسوة، ح: ١١٢٨ من حديث معمر به، ونقل عن البخاري قال: "هذا حديث غير محفوظ"، وفيه علة أخرى، وهي عنعنة الزهري، ح: ٧٠٧.

(المعجم ٤١) - بَابُ الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- نکاح کے وقت شرطیں طے کرنا

١٩٥٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

۱۹۵۴- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شرطیں پوری کی جانے کا حق سب سے زیادہ رکھتی ہیں' جن کے ساتھ تم نے عورتوں کی عصمت (اپنے لیے) حلال کی۔''

فوائد و مسائل: ① نکاح مرد اور عورت کے درمیان ایک معاہدہ ہے جس میں کچھ فرائض مردوں پر عائد ہوتے ہیں اور کچھ عورتوں پر' لہٰذا مرد و عورت دونوں کو چاہیے کہ ان فرائض کا خیال رکھیں۔ ② نکاح کے موقع پر حالات کے مطابق مزید شرطیں رکھی جاسکتی ہیں جن کی وجہ سے عورت کو اس مرد سے نکاح کی ترغیب ہو' مثلاً: مرد کہتا ہے اگر تم نے مجھ سے نکاح کیا تو میں تمھیں اس قدر جیب خرچ دیا کروں گا' یا فلاں مکان تمھارے نام الاٹ کر دوں گا۔ نکاح کے بعد مرد کا فرض ہے کہ یہ شرطیں پوری کرے۔ ③ مرد کو اس قسم کا وعدہ نہیں کرنا چاہیے جس میں شرعاً قباحت پائی جائے' عورت کو بھی اس قسم کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے' مثلاً: مرد سے یہ مطالبہ کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دے دے۔ مرد کو بھی چاہیے کہ عورت سے ناجائز مطالبات نہ کرے' مثلاً: یہ مطالبہ کہ عورت غیر محرموں سے پردہ نہ کرے۔

١٩٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا كَانَ مِنْ صَدَاقٍ أَوْ

۱۹۵۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح سے قبل جو مہر' عطیہ یا ہبہ وغیرہ کی شرط ہو' وہ عورت کا حق ہے۔ اور جو نکاح ہو جانے کے بعد ہو' وہ اسی کا ہے جس کو دے

١٩٥٤ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، ح: ٢٧٢١ من حديث يزيد به، ومسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ١٤١٨ من حديث عبدالحميد به.

١٩٥٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٩ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند النسائي: ٦/ ١٢٠، ح: ٣٣٥٥.

حِبَاءٍ أَوْ هِبَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا. وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ أَوْ حُبِيَ. وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ الرَّجُلُ بِهِ، ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ».

دیا گیا۔ اور آدمی بہت حق رکھتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کی وجہ سے اس کی عزت افزائی کی جائے (اور اسے کوئی تحفہ دیا جائے۔)"

(المعجم ٤٢) - **بَابُ الرَّجُلِ يُعْتِقُ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا** (التحفة ٤٢)

باب:٤٢- اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لینا

١٩٥٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، أَبُوسَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا. وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا. ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ اللهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ».

١٩٥٦- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کی کوئی لونڈی ہو اور وہ اسے اچھے طریقے سے ادب تمیز سکھائے اور اچھی تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اس کے لیے دو ثواب ہیں۔ اور اہل کتاب میں سے جو شخص اپنے نبی پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا اس کے لیے دو ثواب ہیں اور وہ غلام انسان جو اپنے ذمے اللہ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں کا حق بھی ادا کرتا ہے اس کے لیے دو ثواب ہیں۔"

قَالَ صَالِحٌ: قَالَ الشَّعْبِيُّ: قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ. إِنْ كَانَ الرَّاكِبُ لَيَرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

امام شعبی نے (اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنا کر) فرمایا: میں نے تجھے یہ حدیث مفت ہی دے دی ہے حالانکہ اس سے کم تر حدیث کے لیے مدینے کا سفر کیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① "دو ثواب" ہونے کا مطلب دگنا ثواب ہے کیونکہ عمل کرنے والے نے دو طرح کی نیکی کی ہے لہٰذا اس کی نیکی دوسروں کی نیکی سے زیادہ اہمیت وفضیلت رکھتی ہے۔ ② لونڈی غلام خدمت لینے کے لیے خریدے جاتے ہیں ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام ان پر ایک عظیم احسان ہے پھر لونڈی کو آزاد کر دینا ایک

١٩٥٦ـ أخرجه البخاري، العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله، ح: ٩٧ وغيره، ومسلم، الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ إلى جميع الناس ونسخ الملل بملته، ح: ١٥٤ من حديث صالح به مطولاً.

اور احسان ہے' اس کے بعد اس سے نکاح کر لینے کو اس نظر سے نہیں دیکھا جانا چاہیے کہ یہ گویا آزادی کی نفی ہے بلکہ یہ احسان کی تکمیل ہے کہ لونڈی کو آزاد بیوی والے پورے حقوق حاصل ہو گئے۔ ③ اگر ایک یہودی توحید پر قائم رہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے یا عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے تو جب تک اسے حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا علم نہیں ہوتا' اس کا ایمان صحیح ہے' پھر جب اسے نبی ﷺ کی بعثت کا علم ہوتا ہے اور وہ آپ پر ایمان لے آتا ہے' اس طرح اس نے دو نیکیاں کی ہیں' جیسے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے۔ ④ لونڈی غلام اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہوتے ہیں' اس لیے انھیں وہ نیکیاں کرنے کا موقع نہیں ملتا جو آزاد مسلمان کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں اور شریعت کے جو احکام ایک لونڈی غلام پر عائد ہوتے ہیں وہ ان کی تعمیل کرتے ہیں تو ان کی زندگی واقعی ایک امتیازی شان رکھتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے زیادہ ثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ⑤ امام شعبی رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ تمھیں بغیر مشقت کے علم حاصل ہو رہا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ شاگردوں کو علم کی اہمیت کی طرف توجہ دلائے تاکہ وہ شوق سے علم حاصل کریں اور اسے پوری اہمیت دیں۔

١٩٥٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ. ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدُ. فَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

قَالَ حَمَّادٌ: فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ لِثَابِتٍ: يَاأَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ سَأَلْتَ أَنَسًا مَا أَمْهَرَهَا؟ قَالَ: أَمْهَرَهَا نَفْسَهَا.

١٩٥٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں' بعد میں وہ رسول اللہ ﷺ کو مل گئیں تو آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) عبدالعزیز نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد) ثابت سے کہا: ابو محمد! کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تھا کہ نبی ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو کیا کچھ حق مہر میں دیا؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے انھیں مہر کے طور پر خود ان کی ذات (کی آزادی) عطا فرمائی تھی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اس وقت جنگی قیدی بنی تھیں جب مسلمانوں نے خیبر فتح کیا۔ (مزید

١٩٥٧ـ أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب التكبير والغلس بالصبح والصلاة عند الإغارة والحرب، ح: ٩٤٧ مطولاً، ٥٠٨٦، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥ من حديث حماد بن زيد به.

تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث:۱۹۰۹ کا فائدہ نمبر:۱) ② آزادی کو حق مہر قرار دیا جا سکتا ہے۔

١٩٥٨ - حَدَّثَنَا حُبَيْشُ بْنُ مُبَشِّرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا.

۱۹۵۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دے کر ان سے نکاح کر لیا۔

(المعجم ٤٣) - **بَابُ تَزْوِيجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ** (التحفة ٤٣)

باب:۴۳- غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے

١٩٥٩ - حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ، كَانَ عَاهِرًا».

۱۹۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو وہ بدکار ہے۔''

١٩٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَهُوَ زَانٍ».

۱۹۶۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی غلام اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرے' وہ بدکار ہے۔''

١٩٥٨ـ [صحيح] والحديث السابق شاهد له.

١٩٥٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٩٤ من حديث عبدالوارث به، وصححه، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ٣٩٠.

١٩٦٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٧ لعلته.

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس مسئلہ کی بابت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے اور اس کے شواہد کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ٦/ ٣٥١- ٣٥٣، رقم: ١٩٣٣) بنابریں جس طرح عورت کے لیے والد یا سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا شرعاً منع ہے اسی طرح غلام کے لیے بھی آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا درست نہیں۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ نکاح کے بعد اسے اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ دینی پڑے گی جس سے آقا کی خدمت میں فرق آئے گا' اس لیے اگر آقا احسان کرتے ہوئے اپنے حقوق میں کچھ کمی کرنے پر آمادہ ہو تو غلام کو چاہیے کہ نکاح کر لے ورنہ صبر کرے۔ اور آقا کو چاہیے کہ غلام کو اجازت دے دے تا کہ غلام اپنی عصمت و عفت کو محفوظ رکھ سکے۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِّكَاحِ الْمُتْعَةِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- نکاح متعہ کی ممانعت

١٩٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَ الْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۱۹۶۱- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ''نکاح متعہ'' ایسے عارضی نکاح کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ایک خاص مدت تک میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا قبول کرتے ہیں' یہ مدت ختم ہوتے ہی نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا نکاح پہلے جائز تھا' پھر منع کر دیا گیا۔ اب یہ حرام ہے۔ ② عصمت فروشی کا کاروبار حرام ہے اگرچہ اسے بظاہر ''نکاح متعہ'' کے نام سے جائز قرار دینے کی کوشش کی جائے۔ ③ شرعی نکاح مرد اور عورت کے درمیان زندگی بھر اکٹھے رہنے کا معاہدہ ہوتا ہے۔ ''نکاح حلالہ'' میں چونکہ ہمیشہ اکٹھے رہنا مقصود نہیں ہوتا' اس لیے یہ بھی حرام ہے۔ ④ پالتو گدھا حرام ہے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک جانور جنگل میں ہوتا ہے جسے اہل عرب ''حمار وحشی'' (جنگلی گدھا) کہتے ہیں' وہ حلال ہے۔ ہمارے یہاں اسے نیل گائے کہا جاتا ہے۔

١٩٦١- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٦، ومسلم، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ واستقر تحريمه إلى يوم القيامة، ح: ١٤٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/ ٥٤٢.

١٩٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْعُزْبَةَ قَدِ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا. قَالَ: «فَاسْتَمْتِعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ». فَأَتَيْنَاهُنَّ. فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْكِحْنَنَا إِلَّا أَنْ نَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلاً. فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ أَجَلاً». فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي. مَعَهُ بُرْدٌ وَمَعِي بُرْدٌ. وَبُرْدُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدِي وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ. فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ، فَقَالَتْ: بُرْدٌ كَبُرْدٍ. فَتَزَوَّجْتُهَا فَمَكَثْتُ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ. ثُمَّ غَدَوْتُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَهُوَ يَقُولُ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ. أَلَا وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا. وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئاً».

١٩٦٢- حضرت ربیع بن سبرہ اپنے والد (حضرت سبرہ بن معبد جہنی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے (راستے میں بعض) صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے مجرد رہنا دشوار ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''عورتوں سے متعہ کر لو۔'' ہم عورتوں کے پاس گئے' انھوں نے مدت کے تعین کے بغیر ہم سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ صحابہ نے نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''ان سے مدت متعین کر لو۔'' چنانچہ میں اور میرا ایک چچا زاد (ہم دونوں) روانہ ہوئے۔ اس کے پاس ایک چادر تھی اور میرے پاس بھی ایک چادر تھی۔ اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی اور میں اس سے جوان تھا۔ ہم ایک عورت کے ہاں پہنچے (اور اس سے بات کی۔) اس نے کہا: چادر چادر برابر ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے نکاح کر لیا۔ اور اس رات اس کے ہاں ٹھہرا۔ صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے دروازے اور رکن کے درمیان کھڑے ہیں' اور فرما رہے ہیں: ''لوگو! میں نے تمھیں متعہ کی اجازت دی تھی' سنو! اللہ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا ہے' لہٰذا جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہے' وہ اسے آزاد کر دے۔ اور تم نے انھیں جو کچھ دیا ہے' اس میں سے کچھ بھی (واپس) نہ لو۔''

١٩٦٢ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ . . . الخ، ح: ٢١/١٤٠٦ عن ابن أبي شيبة به مختصرًا، وله طرق عنده ولم يذكر قوله: 'في حجة الوداع'، والصواب أنه في غزوة الفتح كما في صحيح مسلم وغيره.

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق ﷾ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس میں حجۃ الوداع کا ذکر درست نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے' جیسے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ (صحیح مسلم' النكاح باب نكاح المتعة......' حديث: ۱۴۰۶) ② متعہ کی اجازت وقتی طور پر خاص حالات کی وجہ سے دی گئی تھی' اس کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔ امام نووی ﷫ نے شرح مسلم میں اس حدیث پر یہ عنوان لکھا ہے: ''نکاح متعہ کا بیان' یہ پہلے جائز تھا' پھر (اس کا جواز) منسوخ ہو گیا' پھر جائز ہوا' پھر منسوخ ہو گیا اور قیامت تک کے لیے اس کی حرمت قائم ہو گئی۔'' (صحيح مسلم' النكاح' باب نكاح المتعة......' حديث: ۱۴۰۵) ③ سنن ابن ماجہ' کتاب النکاح کے پہلے باب کی احادیث (حدیث: ۱۸۴۵' ۱۸۴۶) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والے جوانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اگر نکاح متعہ جائز ہوتا تو نبی ﷺ روزے کے بجائے نکاح متعہ کا حکم فرماتے۔

١٩٦٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثاً، ثُمَّ حَرَّمَهَا. وَاللهِ لَا أَعْلَمُ أَحَداً يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ. إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

۱۹۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا: جب حضرت عمر بن خطاب ﷜ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اس میں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن تک متعہ کی اجازت دی تھی' پھر اسے حرام فرما دیا۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے جس شخص کے بارے میں متعہ کرنے کی اطلاع ملے گی' اگر وہ شادی شدہ ہوا تو میں اسے پتھروں سے رجم کرا دوں گا۔ سوائے اس کے کہ وہ چار گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی حرمت کا اعلان کرنے کے بعد اسے حلال قرار دے دیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر ﷜ نے اس بات کا انکار نہیں فرمایا کہ ایک وقت متعہ جائز رہا ہے بلکہ یہ واضح فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری فیصلہ متعہ حرام ہونے کا ہے۔ ② اگر عالم کو یقین ہو جائے کہ کسی مسئلہ میں اس کا موقف غلط تھا تو اسے رجوع کر لینا چاہیے۔ ③ حضرت عمر ﷜ کے سامنے کسی نے اس بات کی گواہی نہیں دی

١٩٦٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البزار (البحر الزخار)، ح: ١٨٣ من حديث الفريابي به * أبوبكر بن حفص بن عمر ابن سعد بن أبي وقاص: اسمه عبدالله، وهو ثقة بالاتفاق من رجال الستة، وتلميذه حسن الحديث، وثقه الجمهور، أخطأ في حديث واحد، راجع الميزان: ١/ ٩٠ وغيره.

کہ آخری حکم جواز کا ہے۔ گویا صحابہ کا بالاتفاق یہ موقف تھا کہ متعہ جائز نہیں۔ اس کے بعد کسی ایک صحابی کا قول قابل عمل نہیں رہتا۔ ④ جاہلیت میں جو نکاح جائز سمجھے جاتے تھے اور اسلام میں حرام ہو گئے' ان نکاحوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس قسم کا نکاح کرتا ہے تو اسے نکاح نہیں بلکہ بدکاری قرار دیا جائے گا اور اسے مجرم قرار دے کر حد لگائی جائے گی۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- احرام کی حالت میں نکاح کرنا

١٩٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُوفَزَارَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.

قَالَ: وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۱۹۶۴- حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھ سے ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو آپ ﷺ حلال تھے (احرام کی حالت میں نہیں تھے۔)

حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا میری بھی خالہ تھیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی خالہ تھیں۔

١٩٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ [زَيْدٍ]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۹۶۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''شاذ'' قرار دیا ہے' یعنی صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نکاح کے وقت احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ۴/ ۲۲۷' ۲۲۸' رقم: ۱۰۳۷) علاوہ ازیں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔ (صحيح مسلم' النكاح' حديث: ۱۴۱۱' و سنن أبي داود' المناسك' حديث: ۱۸۴۳)

١٩٦٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤١١ عن ابن أبي شيبة به.

١٩٦٥ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب نكاح المحرم، ح: ٥١١٤، ومسلم، النكاح، الباب السابق، ح: ١٤١٠ من حديث سفيان به.

١٩٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُحْرِمُ لاَ يَنْكِحُ وَلاَ يُنْكِحُ وَلاَ يَخْطُبُ».

۱۹۶۶- حضرت عثمان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احرام والا خود اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ کسی دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ نکاح کا پیغام ہی دے سکتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز نہیں۔ ② احرام والا آدمی خود شادی کر سکتا ہے' نہ کسی کے نکاح میں وکیل بن سکتا ہے۔ اپنی کسی بیٹی' بہن وغیرہ کا سرپرست بن کر اس کا نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ ③ احرام کی حالت میں کسی سے نکاح کی بات چیت بھی نہیں چلانی چاہیے۔ اگر کوئی غلطی کرے اور پیغام بھیج دے تو اسے جواب نہ دیا جائے۔ ④ احرام حج کا ہو یا عمرے کا ایک ہی حکم ہے۔ ⑤ احرام والی عورت کا نکاح بھی نہ کیا جائے' اور نہ اس کے لیے پیغام بھیجا جائے۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْأَكْفَاءِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- ہم مرتبہ خاندان میں رشتہ کرنا

١٩٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ [عَبْدِ اللهِ بْنِ] ابْنُ شَابُورٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْصَارِيُّ، أَخُو فُلَيْحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنِ ابْنِ وَثِيمَةَ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ

۱۹۶۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارے پاس ایسا آدمی (رشتہ مانگنے) آئے' جس کا اخلاق اور دین تمھیں پسند ہو تو اسے رشتہ دے دو۔ اگر تم یوں نہیں کرو گے تو زمین میں بہت زیادہ فتنہ وفساد پیدا ہو جائے گا۔''

١٩٦٦- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤٠٩ من حديث مالك به.

١٩٦٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء فيمن ترضون دينه فزوجوه، ح: ١٠٨٤ من حديث عبدالحميد به، ونقل عن البخاري بأنه لم يعد حديث عبدالحميد محفوظاً * وقال الحافظ عبدالحميد بن سليمان ضعيف (تقريب)، وخالفه الثقة الليث بن سعد فرواه عن ابن عجلان عن أبي هريرة به منقطعًا، وابن عجلان مدلس (المرتبة الثالثة عند الحافظ في طبقات المدلسين)، وعنعن، ومع ذٰلك صححه الحاكم: ٢/ ١٦٤، ١٦٥، وتعقبه الذهبي، وله شاهد عند الترمذي من حديث أبي حاتم المزني، وحسنه، وفيه ضعيف ومجهولان، ولهما شاهد من حديث ابن عمر، ولا يستشهد به إنما ذكرته لأنبه عليه، وقال النسائي فيه: "هٰذا كذب"، وأبطله ابن عدي مخرجه.

وَدِينَهُ فَزَوِّجُوهُ. إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ».

فوائد ومسائل: ① رشتہ کرتے وقت اخلاق وکردار اور دینی حالت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ہم مرتبہ (کفو) ہونے کا مطلب یہی ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث باب ٦ میں بھی گزر چکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ١٨٥٨) ② اگر دین کے علاوہ خاندان اور مال وغیرہ کو پیش نظر رکھا جائے گا تو کئی نیک لڑکیاں بے نکاح رہ جائیں گی۔ اور یہ چیز ان کے لیے فتنے اور مصیبت کا باعث ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر دین پر خاندان، مال اور جمال کو ترجیح دی جائے گی تو دین کے لحاظ سے نیک نہ ہونے کی وجہ سے جھگڑے پیدا ہوں گے اور یہی مال و جمال یا اونچا خاندان مصیبت کا باعث بن جائے گا۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ٢/٢٦٦-٢٦٨، رقم: ١٨٦٨، والصحيحة، رقم: ١٠٢٢)

١٩٦٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عِمْرَانَ الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِمْ».

١٩٦٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حصولِ اولاد کے لیے (اچھی عورتیں) منتخب کرو، ہم مرتبہ لوگوں سے رشتے لو اور دو۔"

فائدہ: ہم مرتبہ سے مراد دینی لحاظ سے ہم مرتبہ ہے جیسے کہ گزشتہ حدیث سے واضح ہے۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة، رقم: ١٠٦٧)

(المعجم ٤٧) - بَابُ الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ (التحفة ٤٧)

باب: ٤٧- بیویوں کے درمیان (وقت اور مال وغیرہ کی) تقسیم

١٩٦٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٩٦٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

١٩٦٨ـ [إسناده ضعيف جدًا منكر] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٢٩٩ من حديث عبدالله بن سعيد الأشج به * الحارث بن عمران ضعيف، رماه ابن حبان بالوضع (تقريب)، وتابعه عكرمة بن إبراهيم وهو ضعيف، منكر الحديث، ليس بشيء، راجع اللسان وغيره، وتابعهما الضعفاء مثل أبي أمية بن يعلى وغيره، وذكر بعض العلماء طريقًا آخر من تاريخ دمشق لابن عساكر، ولم أقف على سنده الكامل، والله أعلم.

١٩٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في القسم بين النساء، ح: ٢١٣٣ من حديث همام به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم * قتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، وله شاهد ضعيف.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ، يَمِيلُ مَعَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَحَدُ شِقَّيْهِ سَاقِطٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی دو عورتیں ہوں اور وہ ایک کو دوسری پر ترجیح دے' وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا جسم گرا ہوا (مفلوج) ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳/۳۲۰، ۳۲۱، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ۱۹۶۹) بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② اگر کسی کی دو یا زیادہ بیویاں ہوں تو ممکن ہے قلبی میلان ایک کی طرف زیادہ ہو' لیکن یہ محبت ناانصافی کا باعث نہیں بننی چاہیے۔ ③ مباشرت کرنے میں میلان اور خواہش کے مطابق کمی بیشی ہوسکتی ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ ایک کی صنفی ضرورت سے چشم پوشی کرلی جائے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (النساء: ۱۲۹) ''ایک کی طرف پوری طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو (درمیان میں) لٹکتی ہوئی کی طرح چھوڑ دو۔'' ④ دنیا کے اعمال کا نتیجہ قیامت میں بھی ظاہر ہوگا اور انہی اعمال کے مطابق جنت اور جہنم کے درجات میں بھی فرق ہوگا۔ انہی کے مطابق جنت کی نعمتیں اور جہنم کی سزائیں ہوں گی۔

١٩٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ.

۱۹۷۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بیویوں سے معاملات میں زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک مساوات کا سلوک کرنا اور انصاف قائم رکھنا چاہیے۔ ② جب ایک چیز کے مستحق ایک سے زیادہ افراد ہوں اور وہ چیز قابل تقسیم نہ ہو تو

١٩٧٠ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هبة المرأة لغير زوجها وعتقها إذا كان لها زوج ... الخ، ح: ٢٥٩٣ وغيره، ومسلم، التوبة، باب في حديث الإفك وقبول توبة القاذف، ح: ٢٧٧٠ من طرق عن الزهري به مطولاً، مختصرًا جدًا.

قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ ③ قرعہ اندازی شرعاً جائز ہے بشرطیکہ معاملہ قمار (جوئے) سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

١٩٧١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَيَعْدِلُ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ هٰذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ. فَلاَ تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلاَ أَمْلِكُ».

۱۹۷۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں باری مقرر کرتے تھے اور (اس معاملے میں) انصاف سے کام لیتے تھے پھر فرماتے تھے: ”اے اللہ! جو کچھ میرے بس میں ہے اس میں میں یہ کام کرتا ہوں۔ میرا اس معاملے میں مؤاخذہ نہ فرمانا جو تیرے بس میں ہے میرے بس میں نہیں یعنی دلی محبت۔“

(المعجم ٤٨) - **بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا لِصَاحِبَتِهَا** (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- عورت اپنی باری دوسری بیوی کو دے سکتی ہے

١٩٧٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَبِرَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ. فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِ سَوْدَةَ.

۱۹۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ عمر رسیدہ ہو گئیں تو انھوں نے اپنا دن حضرت عائشہ ؓ کو بخش دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ ؓ کی باری کا دن بھی حضرت عائشہ ؓ کی باری میں شمار کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① خاوند کا باری کے مطابق اپنی بیوی کے ہاں رات گزارنا عورت کا حق ہے اس لیے وہ اپنے حق سے دست بردار بھی ہو سکتی ہے اور اپنا حق کسی اور کو بھی دے سکتی ہے۔ ② باری چھوڑ دینے کا مطلب

١٩٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في القسم بين النساء، ح: ٢١٣٤ من حديث حماد به، وصححه الحاكم، والذهبي، وأرسله حماد بن زيد، وابن علية عن أيوب عن أبي قلابة به، وهٰذا لا يضر، والطريقان محفوظان، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٣٠٥، وابن كثير.

١٩٧٢ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح: ١٤٦٣ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

یہ نہیں کہ عورت کے تمام حقوق ساقط ہو گئے۔ مذکورہ صورت میں مرد کو چاہیے کہ دیگر حقوق کی ادائیگی کا خاص خیال رکھے۔ ④ رسول اللہ ﷺ پر باری کے مطابق بیویوں کے پاس رہنا فرض نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ (الأحزاب:٥١) ''ان میں سے جسے تو چاہے دور رکھ دے اور جسے چاہے اپنے پاس رکھ لے۔ اور اگر تو ان میں سے کسی کو اپنے پاس بلالے جنھیں تو نے الگ کر رکھا تھا تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔'' اس کے باوجود نبی ﷺ باری کا اہتمام فرماتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا کمال حسن خلق ہے۔

١٩٧٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ سُمَيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَجَدَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فِي شَيْءٍ. فَقَالَتْ صَفِيَّةُ: يَا عَائِشَةُ هَلْ لَكِ أَنْ تُرْضِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِّي، وَلَكِ يَوْمِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخَذَتْ خِمَاراً لَهَا مَصْبُوغاً بِزَعْفَرَانٍ. فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيَفُوحَ رِيحُهُ. قَالَ: فَعَدَتْ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ إِلَيْكِ عَنِّي. إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمَكِ» فَقَالَتْ: ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ فَأَخْبَرَتْهُ بِالأَمْرِ، فَرَضِيَ عَنْهَا.

١٩٧٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت صفیہ بنت حیی ؓ کی کوئی بات ناگوار گزری۔ (چنانچہ نبی ﷺ نے بے رخی کا اظہار فرمایا۔) حضرت صفیہ ؓ نے کہا: اے عائشہ! کیا تم رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کر سکتی ہو؟ اور میرا (ایک) دن تمھارا ہوا۔ انھوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ حضرت عائشہ ؓ نے زعفران سے رنگی ہوئی اپنی ایک اوڑھنی لی۔ اس پر پانی چھڑکا تاکہ خوشبو مہک اٹھے' پھر رسول اللہ ﷺ کے قریب آ بیٹھیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! پرے رہو' آج تمھاری باری کا دن نہیں۔'' انھوں نے کہا: ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ......﴾ ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔'' اور پوری بات بتائی۔ چنانچہ نبی ﷺ حضرت صفیہ ؓ سے راضی ہو گئے۔

١٩٧٤ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو:

١٩٧٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

١٩٧٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: (٦/ ١٤٥ وغيره) عن عفان وغيره به، وأخرجه مرة أخرى: ٦/ ١٣١، ١٣٢ عن عفان به، وقال: "شميسة" وفيه: "قالت: فبينما أنا يومًا بنصف النهار إذا أنا بظل رسول الله ﷺ مقبل" * سمية (شميسة) وثقها ابن معين (انظر الجرح والتعديل) وروى عنها شعبة، وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده.

١٩٧٤ـ [صحيح] * عمر بن علي المقدمي ثقة وكان يدلس شديدًا (تقريب) وعنعن، ولحديثه شواهد، منها حديث رافع بن خديج، وأخرجه الحاكم: ٢/ ٣٠٨، ٣٠٩، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وانظر تفسير ابن

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ فِي رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ قَدْ طَالَتْ صُحْبَتُهَا. وَوَلَدَتْ مِنْهُ أَوْلَاداً. فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْدِلَ بِهَا. فَرَاضَتْهُ عَلَى أَنْ يُقِيمَ عِنْدَهَا وَلَا يَقْسِمَ لَهَا.

نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ ''اور صلح بہتر ہے۔'' اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے نکاح میں ایک عورت تھی' جو طویل عرصہ اس کے ساتھ رہی' اور اس سے اس مرد کی اولاد بھی ہوئی' پھر (جب وہ بوڑھی ہوگئی تو) مرد نے چاہا کہ اس کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے۔ عورت نے اسے اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اسی کے نکاح میں رہے گی' وہ اسے باری نہ دے (اس نے کہا: میں اپنی باری چھوڑتی ہوں' طلاق نہ دیں۔)

فائدہ: اس حدیث سے ان مسائل کی تائید ہوتی ہے جو حدیث ۱۹۷۲ کے فائدہ نمبر ۱ اور ۲ میں بیان ہوئے۔

(المعجم ٤٩) - بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي التَّزْوِيجِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- نکاح کے بارے میں سفارش

١٩٧٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ يَزِيدَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشَفَّعَ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ فِي النِّكَاحِ».

۱۹۷۵- حضرت ابو رہم (احزاب بن اسید) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل سفارش یہ ہے کہ دو افراد کے مابین نکاح کے لیے سفارش کی جائے۔''

١٩٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ

۱۹۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) کو گھر کی چوکھٹ سے ٹھوکر لگی' ان کے چہرے پر زخم آ گیا تو رسول اللہ ﷺ

كثير: ١/ ٥٣٢، ٥٣٣ وغيره إن شئت.

١٩٧٥ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٨٤٢ لعلته، وفيه علة أخرى.

١٩٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٩، ٢٢٢ من حديث شريك به * شريك عنعن، وتقدم، ح: ١٤٩، وتابعه مجالد وهو ضعيف وتقدم، ح: ١١، وفي سماع البهي عن عائشة كلام.

الْبَابِ. فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذٰى» فَتَقَذَّرْتُهُ. فَجَعَلَ يَمَصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ. ثُمَّ قَالَ: «لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتّٰى أُنَفِّقَهُ».

نے فرمایا: ''اس کا خون صاف کر دو۔'' مجھے اس سے کراہت محسوس ہوئی۔ نبی ﷺ خود ان کے چہرے سے خون پونچھنے اور صاف کرنے لگے' پھر فرمایا: ''اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا' پھر اس کی شادی کر دیتا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۲/۸۰۴۷، والصحيحة، رقم: ۱۰۱۹، وسنن ابن ماجه، بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۱۹۷۶) بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② بچوں سے پیار محبت کا سلوک کرنا چاہیے۔ ③ اگر بچوں کو کوئی تکلیف ہو یا چوٹ لگ جائے تو انھیں ڈانٹنے کے بجائے تسلی دینا اور بہلانا چاہیے۔ ④ بچیوں کو زیور اور عمدہ کپڑے پہنانا جائز ہے لیکن اس کی بہت زیادہ عادت نہیں ڈالنی چاہیے تاکہ سادگی کی طرف میلان رہے' البتہ شادی بیاہ یا عید وغیرہ کے موقع پر بہتر لباس پہننے اور مناسب حد تک زیب وزینت میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- عورتوں سے حسن سلوک

۱۹۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ. وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي».

۱۹۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور تم سب کی نسبت میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔''

۱۹۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۱۹۷۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت

۱۹۷۷ـ[حسن] أخرجه البزار من حديث أبي عاصم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۱۵، والحاكم: ۱۷۳/۳، والذهبي، وضعفه البوصيري، وللحديث شواهد عند الترمذي، وابن حبان، ح: ۱۳۱۱، ۱۳۱۲ وغيرهما.
۱۹۷۸ـ[صحيح] وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

أَبُوخَالِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① خاوند بیوی اور بچے مل کر معاشرے کی بنیادی اکائی تشکیل دیتے ہیں۔ زندگی گزارنے کے لیے گھر کے ان افراد کو باہمی تعاون کی ضرورت دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کے تعلقات کی اصلاح معاشرے کی اصلاح کی بنیاد ہے۔ ② خاوند اور بیوی کے باہمی تعلقات محبت ہمدردی ایثار اور اخلاص پر مبنی ہونے چاہییں۔ بیوی سے حسن سلوک کا فائدہ سب سے پہلے خود خاوند کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح خاوند سے محبت اور احترام کا رویہ سب سے پہلے خود عورت کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ ③ خاوند بیوی کے بہتر تعلقات کے نتیجے میں بچے بھی اچھے اخلاق اور اچھی عادات سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر معاشرے کے لیے بھی اور خود اپنے والدین کے لیے بھی رحمت ثابت ہوتے ہیں لیکن اگر میاں بیوی کے تعلقات خوش گوار نہیں تو بچوں پر اس کا برا اثر ہوتا ہے اور وہ بری عادات سیکھ کر والدین کے لیے بھی مصیبت کا باعث ہوتے ہیں اور معاشرے میں بھی فتنے فساد کا باعث بنتے ہیں۔ ④ کسی غلط کام سے روکنے کے لیے مناسب حد تک سختی کرنا حسن سلوک کے منافی نہیں۔

١٩٧٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَابَقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَسَبَقْتُهُ.

١٩٧٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے دوڑ لگائی تو میں آپ سے آگے نکل گئی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عائشہ ؓ کو جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا وہ کم سن تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی کم سنی کا خیال کرتے ہوئے ان کو دل لگی کے مواقع فراہم کرتے تھے۔ ② بچوں اور بچیوں کو جائز تفریح کے مناسب مواقع مہیا کرنے چاہییں۔ ③ گھر میں ہر وقت سنجیدگی طاری کیے رکھنا درست نہیں۔ بیوی بچوں سے مناسب مزاح اور ان کا دل خوش کرنے کی کوشش کسی کی بزرگی کے منافی نہیں۔ ④ یہ سفر کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا: ''تم لوگ آگے نکل جاؤ۔'' بعد میں ام المومنین ؓ کے ساتھ دوڑ لگائی۔ اس وقت وہ آگے نکل گئیں۔ کئی سال بعد پھر ایک سفر میں ایسا ہی ہوا تو ام المومنین ؓ پیچھے رہ

١٩٧٩_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٩ عن سفيان به مطولاً، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٣١٠، وللحديث طرق كثيرة عند أبي داود، ح: ٢٥٧٨ وغيره.

گئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ پہلی دوڑ کا بدلہ اتر گیا۔'' دیکھیے: (سنن أبي داود' الجهاد' باب في السبق على الرجل' حديث: ٢٥٧٨)

١٩٨٠- حَدَّثَنَا أَبُوبَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَهُوَ عَرُوسٌ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، جِئْنَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ فَأَخْبَرْنَ عَنْهَا. قَالَتْ، فَتَنَكَّرْتُ وَتَنَقَّبْتُ فَذَهَبْتُ. فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَيْنِي فَعَرَفَنِي. قَالَتْ: فَالْتَفَتَ فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ. فَأَدْرَكَنِي فَاحْتَضَنَنِي. فَقَالَ: «كَيْفَ رَأَيْتِ؟» قَالَتْ، قُلْتُ: أَرْسِلْ، يَهُودِيَّةٌ وَسْطَ يَهُودِيَّاتٍ.

١٩٨٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ (جنگ خیبر سے واپس) مدینہ تشریف لائے تو آپ حضرت صفیہ بنت حیی ؓ کے دولھا بنے۔ انصار کی عورتیں آئیں' انھوں نے مجھے صفیہ ؓ (کے حسن و جمال) کے بارے میں بتایا۔ میں بھیس بدل کر نقاب پہن کر (دلھن کو دیکھنے) چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو میری آنکھ نظر آئی تو آپ نے مجھے پہچان لیا۔ اور میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں تیزی سے چلی (گھر سے باہر نکلنے لگی) نبی ﷺ نے مجھے آ لیا اور مجھے آغوش میں لے لیا۔ اور فرمایا: ''تم نے (دلھن کو) کیسا پایا؟'' میں نے کہا: چھوڑیے! یہودی عورتوں میں سے ایک عورت ہے۔

١٩٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا عَلِمْتُ حَتَّى دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ إِذْنٍ، وَهِيَ غَضْبَى. ثُمَّ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَحَسْبُكَ إِذَا قَلَبَتْ لَكَ بُنَيَّةُ أَبِي بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا. ثُمَّ

١٩٨١- حضرت عروہ بن زبیر ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے پتہ بھی نہ چلا حتی کہ زینب ؓ بغیر اجازت ہی میرے حجرے میں آ گئیں' وہ (اس وقت) بہت غصے میں تھیں۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ابوبکر کی بچی آپ کے سامنے ننھے ننھے بازو ہلاتی ہے تو کیا آپ کو یہی بات کافی ہوتی ہے؟ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئیں (اور غصے کا

١٩٨٠_ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١٦ لعلته، وفيه علتان أخريان.

١٩٨١_ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٣ عن ابن أبي شيبة به، وصححه البوصيري على شرط مسلم، وهو في السنن الكبرى، ح: ٨٩١٤_٨٩١٦ من حديث زكريا به، وهو مدلس (المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٤٤٢.

أَقْبَلَتْ عَلَيَّ. فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا. حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ: «دُونَكِ، فَانْتَصِرِي» فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا، حَتَّى رَأَيْتُهَا وَقَدْ يَبِسَ رِيقُهَا فِي فِيهَا، مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئاً. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ.

اظہار کرنے لگیں) میں نے منہ پھیر لیا۔ (اور ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا کہ کہیں نبی ﷺ کو ناگوار نہ گزرے۔) حتی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی بدلہ لے لو۔'' میں ان کی طرف پلٹی (اور خوب جواب دیا) حتی کہ میں نے دیکھا کہ ان کے منہ میں لعاب خشک ہو گیا ہے اور وہ میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دے رہی ہیں' میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک چمک رہا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ (تھذیب التھذیب' از حافظ ابن حجر' ترجمة زينب بنت جحش) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے حضرت زینب بنت جحش ؓ کا نکاح وحی کے ذریعے سے کر دیا تھا۔ دنیا میں ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں پڑی۔ (دیکھیے سورۂ احزاب' آیت: ۳۷) ② حضرت زینب ؓ کا حضرت عائشہ ؓ سے غصے کا اظہار ان فطری جذبات کی بنا پر تھا جو ایک سوکن کو دوسری سے ہو سکتے ہیں' اسی لیے انھوں نے حضرت عائشہ ؓ کو ''بُنَيَّة'' (چھوٹی سی بیٹی۔ بچی) کہا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ ؓ کو جواب دینے کی اجازت دینا انصاف کی بنا پر تھا' اس لیے حضرت زینب ؓ نے حضرت عائشہ ؓ کو خاموش کرا دیا تو نبی ﷺ کو خوشی ہوئی۔ ④ عورتوں کی معمولی باتوں اور چھوٹے موٹے جھگڑوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے یا مناسب انداز سے مطمئن کر دینا چاہیے۔

١٩٨٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِي. قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَأَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَكَانَ يُسَرِّبُ إِلَيَّ صَوَاحِبَاتِي يُلاَعِبْنَنِي.

١٩٨٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اس وقت بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میری سہیلیوں کو میرے پاس بھیج دیتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

فوائد ومسائل: ① لڑکیوں کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے۔ ② بچوں کو جائز کھیل کھیلنے کا موقع دینا چاہیے۔

١٩٨٢_ أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح: ٦١٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٠ من حديث هشام به * عمر بن حبيب تابعه غير واحد.

(المعجم ٥١) - بَابُ ضَرْبِ النِّسَاءِ (التحفة ٥١)

باب:۵۱-عورتوں کو مارنا

١٩٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ. ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ. فَوَعَظَهُمْ فِيهِنَّ. ثُمَّ قَالَ: «إِلَامَ مَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الأَمَةِ؟ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ».

۱۹۸۳-حضرت عبداللہ بن زمعہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے خطبہ دیا۔ (مختلف مسائل بیان فرمائے) پھر عورتوں کا ذکر فرمایا تو ان کے بارے میں لوگوں کو نصیحت کی' پھر فرمایا: ''آدمی کب تک اپنی عورت کو لونڈی کی طرح پیٹتا رہے گا؟ شاید دن کے آخر میں وہ اس کے ساتھ لیٹے۔''

فوائد ومسائل: ① عورتوں کو غلطی پر تنبیہ کرنا ضروری ہے لیکن یہ صرف زبانی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی عورت زیادہ ہی بے پروا اور گستاخ ہو تو اس سے ناراض ہو جائے' یہ سزا کافی ہے۔ جسمانی سزا صرف اس وقت جائز ہے جب اس کے سوا چارہ نہ رہے۔ ② ''لونڈی کی طرح پیٹنے'' کا یہ مطلب نہیں کہ لونڈی کو بے تحاشا مارنا جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح لوگ لونڈیوں کو مارتے ہیں' آپ کو اپنی بیویوں سے ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ ③ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ ان کا ساتھ زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے عورتوں پر ناجائز سختی نہیں کرنی چاہیے۔

١٩٨٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَادِماً لَهُ، وَلاَ امْرَأَةً، وَلاَ ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا.

۱۹۸۴-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نہ اپنے کسی لونڈی غلام کو مارا' نہ کبھی کسی بیوی کو مارا۔ (بلکہ) آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہیں مارا۔

١٩٨٣ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة "والشمس وضحها"، ح: ٤٩٤٢، ٥٢٠٤ وغيرهما من حديث هشام به، ومسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، ح: ٢٨٥٥ عن ابن أبي شيبة به.

١٩٨٤ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح أسهله . . . الخ، ح: ٢٣٢٨ عن ابن أبي شيبة به مختصرًا.

فوائد ومسائل: ① رحمت وشفقت قابل تعریف صفت ہے۔ ② جہاں تک ممکن ہو بیوی بچوں اور نوکروں کو جسمانی سزا دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ غصے میں آ کر جانوروں کو مار پیٹ کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

١٩٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ إِيَاسِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لاَ تَضْرِبُنَّ إِمَاءَ اللهِ» فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ قَدْ ذَئِرَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ. فَأْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ. فَضُرِبْنَ. فَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ طَائِفُ نِسَاءٍ كَثِيرٍ. فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: «لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً. كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا. فَلاَ تَجِدُونَ أُولٰئِكَ خِيَارَكُمْ».

١٩٨٥- حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابوذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی بندیوں کو ہرگز نہ مارو۔" (چند دن بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! عورتیں اپنے خاوندوں کے سامنے جرأت دکھانے لگی ہیں (اور گستاخ ہوگئی ہیں۔) نبی ﷺ نے انھیں مارنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ انھیں مار پڑی۔ تب بہت سی عورتوں نے آل محمد ﷺ (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) کے ہاں چکر لگائے (اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے اپنے خاوندوں کی شکایتیں کیں۔) صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آج رات آل محمد (ﷺ) کے ہاں ستر عورتیں آئیں۔ ہر عورت اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی۔ تم دیکھو! ایسے لوگ اچھے نہیں ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① مار پیٹ میں اعتدال ضروری ہے۔ صرف اس حد تک سختی ہونی چاہیے کہ مرد کا رعب عورت پر قائم رہے۔ ② مظلوم ظالم کی شکایت ایسے شخص سے کر سکتا ہے جو ظالم کو ظلم سے روکنے کی طاقت رکھتا ہے۔ ③ عورت کسی معمولی کام کی غرض سے تھوڑے وقت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر دوسرے کے گھر جا سکتی ہے۔

١٩٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَالْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ الطَّحَّانُ. قَالاَ: حَدَّثَنَا

١٩٨٦- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

١٩٨٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في ضرب النساء، ح: ٢١٤٦ من حديث سفيان به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والعسقلاني.

١٩٨٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في ضرب النساء، ح: ٢١٤٧ من حديث أبي عوانة به * وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٥، ووافقه الذهبي.

يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [الْمُسْلِيِّ]، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: ضِفْتُ عُمَرَ لَيْلَةً. فَلَمَّا كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى امْرَأَتِهِ يَضْرِبُهَا. فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا. فَلَمَّا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ لِي: يَا أَشْعَثُ احْفَظْ عَنِّي شَيْئاً سَمِعْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لاَ يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَ يَضْرِبُ امْرَأَتَهُ. وَلاَ تَنَمْ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ» وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ.

ہاں مہمان رہا۔ آدھی رات ہوئی تو وہ اٹھ کر اپنی عورت کو مارنے لگے، میں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ جب وہ اپنے بستر پر گئے تو مجھ سے فرمایا: اے اشعث! میری ایک بات یاد رکھنا۔ میں نے وہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (آپ نے فرمایا:) ”مرد سے نہیں پوچھنا چاہیے کہ اس نے اپنی عورت کو کیوں مارا۔ اور وتر پڑھے بغیر مت سویا کر۔“ اور تیسری بات مجھے یاد نہیں رہی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ.

حضرت ابو عوانہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کی مانند بیان کیا۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ الْوَاصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ (التحفة ٥٢)

باب:٥٢- مصنوعی بال لگانے والی اور بدن گودنے والی

١٩٨٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

١٩٨٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے بالوں میں دوسرے بال ملانے والی، اور بال ملوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① عورت کے لیے مستحسن ہے کہ اپنے خاوند کی خوشی کے لیے زیب و زینت کرے لیکن جائز اور ناجائز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ② عورت کے بال کم ہوں تو یہ جائز نہیں کہ بال زیادہ ظاہر کرنے کے

١٩٨٧- أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة . . . الخ، ح: ٢١٢٤ من حديث ابن نمير وغيره به، أخرجه البخاري، ح: ٥٩٤٧، ومسلم وغيرهما من طريق يحيى القطان عن عبيدالله به.

لیے اپنے بالوں میں دوسرے بال ملائے۔ مردوں کو بھی سر کا گنج چھپانے کے لیے وِگ لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے سر پر ٹوپی یا پگڑی وغیرہ استعمال کرنی چاہیے۔ ③ جس طرح عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بالوں میں دوسرے بال ملائے' اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ کسی دوسری عورت کا عیب چھپانے کے لیے اس کے بالوں میں دوسرے بال ملائے۔ ④ آرائش کا پیشہ اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ ایسے کاموں سے پرہیز کریں جو شرعاً ممنوع ہیں' مثلاً: مرد کسی کی ڈاڑھی نہ مونڈے۔ عورت دوسری عورت کا میک اپ کرنے میں ممنوع کاموں سے اجتناب کرتے ہوئے صرف جائز کاموں پر اکتفا کرے۔ ⑤ گودنے کا مطلب سوئی سے جسم پر کوئی نشان بنا کر اس میں کوئی رنگ دار چیز بھرنا ہے۔ جس کی وجہ سے جسم پر وہ نشان پختہ ہو جاتا ہے اور مٹتا نہیں۔ عرب میں عورتوں میں یہ رواج تھا۔ یہ کام کرنا اور کروانا بھی شرعاً ممنوع ہے۔

١٩٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَتِي عُرَيِّسٌ. وَقَدْ أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ. فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا. فَأَصِلُ لَهَا فِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ».

١٩٨٨- حضرت اسماء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: میری بیٹی دلھن ہے۔ (اس کی شادی قریب ہے۔) اسے چیچک نکل آئی ہے اور بال جھڑ گئے ہیں تو کیا میں اس کے بالوں میں دوسرے بال ملا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے لعنت کی ہے بال ملانے والی اور ملوانے والی پر۔''

فوائد ومسائل: ① ''میری بیٹی دلھن ہے۔'' اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہ دلھن بننے والی ہے اور عنقریب اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ابھی ابھی شادی ہوئی ہے اور خطرہ ہے کہ خاوند کا دل اس سے بیزار ہو جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اسے اس عذر کے باوجود بال ملانے کی اجازت نہ دی' حالانکہ خاوند کو خوش کرنے کے لیے زیب وزینت شرعاً مطلوب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت کراہت کی نہیں بلکہ یہ عمل حرام ہے۔ لعنت سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ صرف مکروہ کام پر لعنت نہیں کی جاتی۔

١٩٨٨ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٦، ٥٩٤١ من حديث هشام به، ومسلم، اللباس والزينة، الباب السابق، ح: ٢١٢٢ عن ابن أبي شيبة وغيره.

١٩٨٩- حَدَّثَنَا أَبُوعُمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ لِخَلْقِ اللهِ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ، يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ. فَجَاءَتْ إِلَيْهِ. فَقَالَتْ: بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ. قَالَ: وَمَا لِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ؟ قَالَتْ: إِنِّي لَأَقْرَأُ مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ. قَالَ: إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ فَقَدْ وَجَدْتِيهِ. أَمَا قَرَأْتِ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ [الحشر: ٧] قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْهُ. قَالَتْ: فَإِنِّي لَأَظُنُّ أَهْلَكَ يَفْعَلُونَ. قَالَ: اذْهَبِي فَانْظُرِي. فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا. قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولِينَ مَا جَامَعَتْنَا.

١٩٨٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے گودنے والیوں پر' گدوانے والیوں پر' بال نوچنے والیوں پر' حسن کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ قبیلہ بنو اسد کی ایک خاتون' جن کا نام ام یعقوب تھا' کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یہ یہ بات فرمائی ہے۔ انھوں نے کہا: میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے' اور یہ بات اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اس نے کہا: میں نے تو شروع سے آخر تک سارا قرآن پڑھا ہوا ہے۔ مجھے تو (اس میں) یہ مسئلہ نہیں ملا۔ انھوں نے فرمایا: اگر تو نے (قرآن) پڑھا ہوتا تو تجھے (یہ مسئلہ) مل جاتا۔ کیا تو نے یہ نہیں پڑھا: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ ''رسول تمھیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں' اس سے رک جاؤ۔'' اس نے کہا: جی ہاں۔ (یہ تو پڑھا ہے۔) فرمایا: تو رسول اللہ ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ کے گھر والے یہ کام کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: جاؤ' جا کر دیکھ لو۔ اس نے جا کر دیکھا تو اسے کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جو وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے (واپس آ کر)

١٩٨٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب المستوشمة، ح: ٥٩٤٨ مختصرًا، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٥ من حديث ابن مهد به، وله عندهما طرق.

کہا: مجھے تو کوئی بات نظر نہیں آئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ بات اسی طرح ہوتی جس طرح تو کہتی تھی تو وہ (بیوی) ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

فوائد ومسائل: ① بال نوچنے سے مراد چہرے وغیرہ کے بال ہیں جو عورتوں کے جسم پر اچھے نہیں لگتے۔ انھیں اکھاڑنا اور تھریڈنگ وغیرہ شرعاً منع ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ان کا رنگ اس طرح کا کرلیا جائے کہ نمایاں محسوس نہ ہوں۔ ② بعض افراد کے ابرو درمیان سے ملے ہوئے ہوتے ہیں وہ انھیں درمیان سے مونڈ کر فاصلہ پیدا کر لیتے ہیں' یا عورتیں ابرو باریک کرنے کے لیے انھیں (اوپر یا نیچے سے) مونڈ دیتی ہیں۔ یہ سب منع ہے' اور اسی ممنوع کام میں شامل ہے۔ ③ عربوں میں یہ بات بھی حسن میں شمار ہوتی تھی کہ سامنے کے دانت باہم ملے ہوئے نہ ہوں۔ اس مقصد کے لیے عورتیں دانتوں کو درمیان سے رگڑ کر فاصلہ پیدا کر لیتی تھیں' یہ عمل جائز نہیں۔ ④ مردوں کا ڈاڑھی کا خط بنوانا' یعنی رخساروں پر سے مونڈ دینا بھی اسی قسم کا عمل ہے کیونکہ پوری ڈاڑھی رکھنا شرعاً مطلوب ہے۔ اور رخساروں کے بالوں کو ڈاڑھی سے خارج کرنے کی کوئی قابل اعتماد دلیل موجود نہیں۔ ⑤ عالم آدمی کو اپنے گھر والوں کے اعمال کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس کی غلطی دوسروں کے لیے جواز بن جاتی ہے۔ ⑥ حدیث کے مسائل قرآن مجید کے برابر اہمیت رکھتے ہیں۔ جو حدیث محدثین کے اصول کے مطابق صحیح ہو' اس پر عمل کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح قرآن مجید پر عمل ضروری ہے۔ ⑦ اگر عالم کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے فوراً اس کا ازالہ کر دے۔ ⑧ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں احکام شریعت کی اس قدر اہمیت تھی کہ ان کی خلاف ورزی پر وہ بیوی کو طلاق بھی دے سکتے تھے۔ ⑨ جو عورت نیکی کی راہ میں رکاوٹ بنے اور سمجھانے پر بھی باز نہ آئے' اس کی بات ماننے کی بجائے اس سے الگ ہو جانا بہتر ہے۔

(المعجم ٥٣) - **بَابُ مَتَى يُسْتَحَبُّ الْبِنَاءُ بِالنِّسَاءِ** (التحفة ٥٣)

باب: ٥٣- رخصتی کب مستحب ہے

١٩٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

١٩٩٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا' اور شوال ہی میں مجھے (رخصتی کرا کے) اپنے گھر لائے'

١٩٩٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال واستحباب الدخول فيه، ح: ١٤٢٣ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

سَعِيدٍ، جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي شَوَّالٍ. وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ. فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ.

پھر نبی ﷺ کی کون سی زوجہ محترمہ کو مجھ سے زیادہ نبی ﷺ کی قربت حاصل تھی؟ (حضرت عروہ نے فرمایا:) حضرت عائشہ ؓ اپنے کنبے کی عورتوں کی رخصتی شوال میں کرنا پسند کرتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① جاہلیت میں شوال کا مہینہ نامبارک سمجھا جاتا تھا' اس لیے لوگ اس میں شادی بیاہ سے اجتناب کرتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ نے اپنی مثال دے کر اس غلط خیال کی تردید فرمائی۔ ② کسی خاص دن' مہینے یا عدد کو منحوس سمجھنا جاہلیت کا طریقہ ہے۔ بعض لوگ ماہ محرم کو' یا صفر کے پہلے تیرہ دنوں کو' یا تیرہ کے عدد کو نامبارک سمجھ کر اس میں کوئی نیا کام شروع کرنا پسند نہیں کرتے۔ ایسے توہمات کی تردید ضروری ہے' قول سے ہو یا عمل سے۔

١٩٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فِي شَوَّالٍ. وَجَمَعَهَا إِلَيْهِ فِي شَوَّالٍ.

1991- حضرت عبدالملک بن حارث بن ہشام اپنے والد (ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں انھیں (رخصتی کرا کے) گھر لائے۔

فائدہ: اس حدیث کی سند کا آخری حصہ یوں ذکر ہوا ہے: [عن عبدالملك بن الحارث بن هشام عن أبيه أنّ النبي(ﷺ) ......] ''انھوں نے عبدالملک بن حارث بن ہشام سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے......'' اس پر علامہ البانی ؒ نے ضعیف سنن ابن ماجہ میں نوٹ دیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: [وأبو عبدالملك هو أبوبكر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام المخزومي]

١٩٩١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/ ٢٩٤، ٢٩٥ من طريق ابن أبي شيبة به، وانظر، ح: ١٢٠٩ لعلته.

''عبدالملک کے والد ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام مخزومی ہیں۔'' زہیر شاویش (کتاب کے ناشر) نے حاشیہ میں لکھا ہے:[ولكن أشكل علي ما كتبه أستاذنا ناصر الدين رحمه الله من أن عبدالرحمن ابن الحارث له كنيتان : أبو عبدالملك و أبوبكر] ''علامہ ناصر الدین کی تحریر کردہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ عبدالرحمن بن حارث کی دو کنیتیں ہیں: ابوعبدالملک اور ابوبکر۔'' پھر شاویش صاحب نے تفصیل سے بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے: ''شاید یہاں سبقت قلم ہوگئی ہے۔ والله أعلم.

میرے خیال میں یہاں زہیر شاویش کو علامہ ناصر الدین البانی کا کلام سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ البانی رحمه الله نے یہ نہیں فرمایا کہ عبدالرحمن کی دو کنیتیں ہیں جن میں سے ایک ابوعبدالملک ہے۔ بلکہ یہ واضح فرمایا ہے کہ سند میں ''عبدالملک بن الحارث بن ہشام عن ابیہ'' کے الفاظ ہیں' ان سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ عبدالملک کے والد حضرت حارث بن ہشام ہیں جن سے وہ روایت کر رہے ہیں بلکہ عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام ہے۔ اور وہ اپنے والد ''ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام'' سے روایت کرتے ہیں نہ کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے اور یہ ابوبکر بن عبدالرحمن صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر موجود نہیں ہو سکتے' اس لیے یہ حدیث مرسل ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٥٤) - **بَابُ الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِأَهْلِهِ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا** (التحفة ٥٤)

باب:۵۴-کوئی چیز (حق مہر وغیرہ) دینے سے پہلے بیوی سے خلوت

١٩٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ أَظُنُّهُ عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تُدْخِلَ عَلَى رَجُلٍ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا.

۱۹۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ خاوند کے پاس اس کی بیوی کو بھیج دیں' حالانکہ اس نے ابھی اسے کوئی چیز نہیں دی تھی۔

(المعجم ٥٥) - **بَابُ مَا يَكُونُ فِيهِ الْيُمْنُ وَالشُّؤْمُ** (التحفة ٥٥)

باب:۵۵-کون سی چیز مبارک یا منحوس ہوتی ہے؟

١٩٩٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۹۹۳- حضرت مخمر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

١٩٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٨ من حديث شريك به * شريك عنعن، وتقدم، ح: ١٤٩، وخيثمة لم يسمع من عائشة رضي الله عنها.

١٩٩٣ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ٣٣٦، ٣٣٧، ح: ٧٩٦ من حديث هشام به (وسقط يحيى بن جابر ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ [الْكِنَانِيُّ]، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَمِّهِ مِخْمَرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ شُؤْمَ. وَقَدْ يَكُونُ الْيُمْنُ فِي ثَلاَثَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ».

انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ''نحوست کچھ نہیں اور برکت بعض اوقات تین چیزوں میں ہوتی ہے: عورت میں' گھوڑے میں اور مکان میں۔''

فوائد و مسائل: ① نحوست کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یہ تصور کر لیا جائے کہ اس سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا' نقصان ہی نقصان کا خطرہ ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں: جب سے اس عورت سے شادی کی ہے' کاروبار میں نقصان ہی ہو رہا ہے' یا جب سے اس گھر میں رہائش اختیار کی ہے' کوئی نہ کوئی بیمار ہی رہتا ہے۔ بعض دفعہ ایسی چیز یا شخص کو نقصان یا تکلیف کا سبب سمجھ لیا جاتا ہے جس کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ توہمات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ② اللہ تعالیٰ کسی شخص یا چیز میں انسان کے لیے فوائد رکھ دے تو یہ برکت اور اللہ کی رحمت ہے۔ ③ نحوست یا برکت سے مراد کسی چیز یا شخص سے حاصل ہونے والی تکلیف یا راحت بھی ہو سکتی ہے' مثلاً: عورت اگر نیک سیرت' اطاعت گزار اور تمیز والی ہو تو یہ رحمت اور برکت ہے۔ اگر بدزبان' نافرمان اور بدسلیقہ ہو تو نحوست ہے۔ اسی طرح گھوڑا اگر تندرست' تیز رفتار اور مالک کا حکم ماننے والا ہو تو یہ بابرکت ہے۔ اگر اڑیل اور ضدی ہو تو مصیبت ہے۔ گھر کشادہ ہو' ہمسائے اچھے ہوں تو بابرکت ہے' ورنہ تکلیف کا باعث ہے۔ اس انداز سے راحت یا مشکل کسی بھی چیز میں ہو سکتی ہے لیکن ان تین چیزوں سے چونکہ زیادہ کام پڑتا ہے' لہٰذا ان کی خوبی اور خامی انسان کی راحت اور پریشانی کا زیادہ سبب بنتی ہے۔

١٩٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ

۱۹۹۴- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے نحوست کے بارے میں فرمایا: ''اگر ہو تو گھوڑے' عورت یا گھر میں ہوتی ہے۔''

◄ من سنده) إلا أنه قال: "مخمر بن حيدة"، وللحديث شواهد كثيرة.

١٩٩٤ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يتقي من شؤم المرأة . . . الخ، ح:٥٠٩٥، ومسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه الشؤم، ح:٢٢٢٦ من حديث مالك به.

كَانَ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ».

يَعْنِي الشُّؤْمَ.

١٩٩٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ».

۱۹۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نحوست تین چیزوں میں ہے: گھوڑے میں' عورت میں اور مکان میں۔''

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ أَنَّ أُمَّهُ، زَيْنَبَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَعُدُّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ. وَتَزِيدُ مَعَهُنَّ، السَّيْفَ.

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ تین چیزیں شمار کر کے' ان کے ساتھ (چوتھی چیز) تلوار کا بھی ذکر کرتی تھیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کا آخری حصہ جس میں تلوار کا ذکر ہے' کی صحت اور ضعف کی بابت علمائے محققین میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اسے شاذ قرار دیتے ہیں اور مزید لکھتے ہیں کہ اس ٹکڑے کے علاوہ روایت محفوظ ہے جبکہ امام بوصیری رحمہ اللہ نے سیف' یعنی تلوار کے اضافے کو زوائد ابن ماجہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی بابت لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور امام مسلم کی شرائط پر ہے' نیز انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اضافہ صرف سنن ابن ماجہ ہی میں ہے اور اس کی اصل صحیحین میں ہے جن میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۸/۱۴۴' ۱۴۶' و ضعيف سنن ابن ماجه' رقم: ۴۳۴' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۱۹۹۵)

(المعجم ٥٦) - بَابُ الْغَيْرَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۶- غیرت کا بیان

١٩٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۹۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٩٩٥_ أخرجه البخاري، الطب، باب الطيرة، ح: ٥٧٥٣، ومسلم، السلام، الباب السابق، ح: ٢٢٢٥ وغيرهما من طريق الزهري نحوه، إلا أن البخاري قال: "والدابة" دون "الفرس"، وهٰذا الحديث مختصر، والحديث السابق قاض عليه، لأن فيه زيادة، والله أعلم.

١٩٩٦_ [صحيح] * أبوشهم، قال الحافظ في التقريب: "كذا وقع عنده أي عند ابن ماجه"، ◄◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَيْبَانَ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ. وَمِنْهَا مَا يَكْرَهُ اللهُ. فَأَمَّا مَا يُحِبُّ اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ. وَأَمَّا مَا يَكْرَهُ، فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک غیرت اللہ کو پسند ہے اور ایک غیرت اللہ کو ناپسند ہے۔ جو غیرت اللہ کو پسند ہے وہ خرابی کے آثار معلوم ہونے پر غیرت ہے اور جو غیرت اللہ کو ناپسند ہے' وہ خرابی کے آثار کے بغیر (خواہ مخواہ) غیرت کرنا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مومن جس طرح خود پاک ہوتا ہے' اسی طرح اس کی قدرتی طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی بھی پاک دامن ہو' اس لیے اپنے گھر کے حالات پر نظر رکھنا مستحسن ہے کہ کسی بدفطرت کو موقع نہ ملے کہ وہ بیوی' بیٹی یا بہن کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ ② اگر عورت کا چال چلن مشکوک محسوس ہو تو اسے مناسب تنبیہ کرنی چاہیے تاکہ وہ اس راستے پر مزید قدم بڑھانے سے رک جائے۔ ③ بدکردار افراد کی غیر ذمہ دارانہ لغو باتیں سن کر اپنی پاک دامن بیوی پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے وہ کسی حسد اور دشمنی کی وجہ سے آدمی کا گھر اجاڑنا چاہتے ہوں' البتہ اگر سچے اور نیک لوگ ایسی بات بتائیں کہ عورت کسی اجنبی مرد کے ساتھ نامناسب حد تک بے تکلفی کا رویہ رکھتی ہے تو اپنے گھر اور عزت کی حفاظت کے لیے مناسب احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔

١٩٩٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ قَطُّ، مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ. مِمَّا رَأَيْتُ مِنْ ذِكْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهَا. وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

١٩٩٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے کسی عورت پر اس طرح رشک محسوس نہیں ہوا جس قدر حضرت خدیجہ ؓ سے رشک محسوس ہوا کیونکہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ انھیں کثرت سے یاد کرتے تھے۔ نبی ﷺ کو رب نے حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ ؓ کو جنت میں موتی کے محل کی خوش خبری دیں۔

◀◀ والصواب: "أبوسلمة وهو ابن عبدالرحمٰن"، وأبوسلمة ثقة مشهور، ولحديثه شاهد عند أبي داود، ح: ٢٦٥٩ وغيره، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣١٣، والحافظ في الإصابة.

١٩٩٧- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله عنها، ح: ٣٨١٦، ٣٨١٧، ٥٢٢٩، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة (أم المؤمنين) رضي الله تعالى عنها، ح: ٢٤٣٥ من حديث هشام به، وصححه البوصيري.

يَعْنِي مِنْ ذَهَبٍ. قَالَهُ ابْنُ مَاجَه.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد سونے کا محل ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں "غیرت" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد رشک ہے جو ایک عورت کو اپنی سوکنوں سے ہوتا ہے۔ عورتوں میں یہ جذبہ فطری ہے اور خاوند سے ان کی محبت کو ظاہر کرتا ہے، اس لیے اسے برداشت کرنا چاہیے جب تک کہ اس کی وجہ سے کوئی غلط کام سرزد نہ ہو۔ ② اس حدیث میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی افضلیت اور بلند مقام کا اظہار ہے۔ ③ اللہ کے نبی ﷺ نے عشرۂ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی بعض حضرات کو جنت کی خوش خبری دی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ان حضرات کا مقام بھی بہت بلند ہے۔ ④ قصب ایسی لمبی چیز کو کہتے ہیں جو اندر سے کھوکھلی ہو، جیسے بانس وغیرہ اس سے مراد موتی کا محل بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ بعض مومنوں کو ایک ایک موتی سے بنے ہوئے بڑے بڑے محل ملیں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس کے ہر کونے میں مومن کے گھر والے ہوں گے (حوریں اور بیویاں) جو دوسروں کو نہیں دیکھیں گے۔ (ایک طرف کی حوریں دوسری طرف کی حوروں سے اوجھل ہوں گی۔") (صحیح البخاري، التفسیر، سورة الرحمان، باب ﴿حور مقصورات في الخيام﴾، حدیث:۴۸۷۹) ⑤ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ کھوکھلا موتی سونے کا بنا ہوگا جو اندر سے ایک وسیع محل کی شان کا حامل ہوگا اور وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص ہوگا۔

١٩٩٨- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: «إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ. فَلَا آذَنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ. إِلَّا أَنْ يُرِيدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي

١٩٩٨- حضرت مسور بن مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے: "ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ میں انھیں اجازت نہیں دیتا، پھر (کہتا ہوں کہ) میں انھیں اجازت نہیں دیتا، پھر (کہتا ہوں کہ) میں انھیں اجازت نہیں دیتا، ہاں اگر علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی

١٩٩٨- أخرجه البخاري، النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والإنصاف، ح: ٥٢٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة (بنت النبي ﷺ) رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٩ من حديث الليث به.

طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ. فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي. يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا».

طالب یہ پسند کریں کہ میری بیٹی (فاطمہ ؓ) کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے شادی کر لیں (تو ان کی مرضی ہے۔) فاطمہ (ؓ) تو میرا ٹکڑا (میرے جسم و جان کا ایک حصہ) ہے۔ جس بات سے اسے پریشانی ہوتی ہے اس سے مجھے بھی پریشانی ہوتی ہے۔ جس بات سے اسے دکھ پہنچتا ہے اس سے مجھے بھی دکھ پہنچتا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کو کسی بھی انداز سے پریشان کرنا جائز نہیں' اگرچہ وہ کام اصل میں جائز ہی ہو لیکن رسول اللہ ﷺ کو کسی خاص وجہ سے ناگوار محسوس ہو رہا ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے سے اس لیے منع کیا کہ اس سے حضرت فاطمہ ؓ کو تکلیف ہوگی' اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا بھی دل دکھے گا۔ اور حضرت علی ؓ کو نبی ﷺ کو پریشان کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی حاصل ہوگی۔ گویا اس ممانعت میں بھی حضرت علی ؓ پر شفقت ہے۔ ③ منع کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ غیرت محسوس کریں گی جس کی وجہ سے شاید اپنے خاوند ؓ کے بارے میں محبت کے وہ جذبات قائم نہ رکھ سکیں جو مطلوب ہیں۔ اس طرح یہ رشتہ حضرت فاطمہ ؓ کے لیے ایک امتحان بن جائے گا۔ اور یہ کیفیت نظرانداز نہیں کی جا سکتی۔ ④ اپنی اولاد کی تکلیف محسوس کرنا محبت اور شفقت کا ثبوت ہے۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے جائز حدود میں کوشش کرنا جائز ہے۔

١٩٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ. وَهٰذَا

١٩٩٩- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے ابوجہل کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا جب کہ نبی ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ان کے نکاح میں تھیں۔ جب حضرت فاطمہ ؓ نے یہ بات سنی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کے متعلق کسی بات پر غصہ نہیں آتا۔ یہ (دیکھیے) علی (ؓ) ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔

١٩٩٩ـ أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر أصهار النبي ﷺ منهم أبوالعاص بن الربيع، ح:٣٧٢٩، ومسلم، فضائل الصحابة، الباب السابق، ح:٩٦/٢٤٤٩ من حديث أبي اليمان به، ورواه البخاري عنه.

عَلِيٌّ نَاكِحاً ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ.

قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ. فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ. فَإِنِّي قَدْ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي. وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ بَضْعَةٌ مِنِّي. وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَفْتِنُوهَا. وَإِنَّهَا، وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ، عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَداً».

حضرت مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کھڑے ہوئے' میں نے سنا کہ آپ نے تشہد پڑھا (خطبہ کے افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے) پھر فرمایا: "اما بعد' میں نے ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کو رشتہ دیا۔ انھوں نے مجھ سے (جو بھی) بات کی' سچی بات کی۔ اور بے شک محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرا ٹکڑا (اور میری لخت جگر) ہے۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تم اسے آزمائش میں ڈالو۔ قسم ہے اللہ کی! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک آدمی کے پاس (اس کے نکاح میں) جمع نہیں ہوں گی۔"

قَالَ: فَنَزَلَ عَلِيٌّ عَنِ الْخِطْبَةِ.

راوی نے بیان کیا: چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رشتے سے دست بردار ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے جو ان کے خالہ زاد تھے۔ ان کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد ہے۔ (سير أعلام النبلاء: ۱/۳۳۱) ② ہر اہم موقع پر عوام سے خطاب کرتے وقت کلام کو اللہ کی حمد و ثنا اور درود شریف سے شروع کرنا مسنون ہے۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٧)

باب: ۵۷- اس خاتون کا ذکر جس نے خود کو نبی ﷺ کی خدمت کے لیے پیش کیا

٢٠٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا

۲۰۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ کہا کرتی تھیں: کیا عورتوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اپنا آپ نبی ﷺ کو ہبہ کرتی ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿تُرْجِی مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْوِیْ اِلَیْكَ

٢٠٠٠- أخرجه البخاري، النكاح، باب: هل للمرأة أن تهب نفسها لأحد؟، ح: ٥١١٣ من حديث هشام به، ومسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح: ١٤٦٤ عن ابن أبي شيبة به من حديث هشام به. وعلقه البخاري من طريق عبدة.

لِلنَّبِيِّ ﷺ؟ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾ [الأحزاب: ٥١] قَالَتْ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ فِي هَوَاكَ.

مَن تَشَآءُ﴾ ''ان میں سے جسے آپ چاہیں (اس سے ملاقات کو) مؤخر کر دیں اور جسے چاہیں اپنے قریب کر لیں۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: تب میں نے کہا: (اللہ کے رسول) آپ کا رب آپ کی خواہش فوراً پوری فرما دیتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اسلامی معاشرے میں یہ چیز اچھی نہیں سمجھی جاتی کہ عورت اپنے نکاح کے لیے خود کسی مرد سے درخواست کرے بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ درخواست عورت کے سرپرست کے ذریعے سے کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی امتیازی شان اس لحاظ سے حضرت عائشہ ؓ کو عجیب محسوس ہوئی کہ عورتیں خود ہی آ کر کہہ دیتی ہیں کہ اللہ کے رسول ہم سے نکاح کر لیں۔ ② نبی اکرم ﷺ امت کے تمام افراد کے سرپرست تھے بلکہ نبی ﷺ کا حق سرپرستوں سے بھی زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (الأحزاب: ٦) ''نبی مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔'' ③ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ کی طرف سے یہ خصوصی رعایت تھی کہ آپ پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان باری کی پابندی کرنا فرض نہیں تھا۔ اس کے باوجود نبی ﷺ نے بیویوں میں انصاف کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرمایا حتی کہ زندگی کے آخری ایام میں جب مرض کی شدت اس قدر تھی کہ ایک ام المومنین کے گھر سے دوسری کے گھر میں چل کر جانا مشکل تھا، تب بھی آپ باری باری ان کے ہاں تشریف لے جاتے رہے حتی کہ امہات المومنین نے خود ہی عرض کیا کہ آپ جس گھر میں پسند فرمائیں آرام کریں۔ تب نبی ﷺ دو مردوں کے سہارے حضرت عائشہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ اور انہی کے حجرۂ مبارک میں دفن ہوئے۔ (صحیح البخاري، المغازي، باب مَرَضِ النبي ﷺ وَوَفَاتِهِ، حديث: ٤٤٤٢)

٢٠٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: كُنَّا جُلُوساً مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ. فَقَالَ أَنَسٌ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَعَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ. فَقَالَتْ: يَا

٢٠٠١- حضرت ثابت ؒ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم حضرت انس بن مالک ؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کی ایک بیٹی بھی موجود تھیں۔ حضرت انس ؓ نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ (سے نکاح) کے لیے پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری

٢٠٠١- أخرجه البخاري، النكاح، باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح، ح: ٥١٢٠ من حديث مرحوم به.

رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِيَّ حَاجَةٌ؟ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا. فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ. رَغِبَتْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَعَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ.

خواہش ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: وہ کتنی بے شرم تھی! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تجھ سے افضل تھی۔ اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے اپنی ذات کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے مجلس میں موجود ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بے حجاب مردوں کے ساتھ بیٹھتی تھیں بلکہ پردے کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اور اپنے والد کی موجودگی میں اس مجلس میں موجود تھیں۔ غیر محرموں کے ساتھ تنہائی کی بے تکلفانہ ملاقات کی اسلامی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ ② علمی مجلس میں عورتیں مردوں کے ساتھ شریک ہوسکتی ہیں لیکن عورتوں کی جگہ الگ ہونی چاہیے' اختلاط جائز نہیں۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ الرَّجُلِ يَشُكُّ فِي وَلَدِهِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- اگر آدمی کو اپنی اولاد میں شک ہو

٢٠٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» [قَالَ: حُمْرٌ]. قَالَ: «هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقاً. قَالَ: «فَأَنَّى أَتَاهَا ذٰلِكَ؟» قَالَ: عَسَى عِرْقٌ نَزَعَهَا. قَالَ: «وَهٰذَا، لَعَلَّ عِرْقاً نَزَعَهُ».

۲۰۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری عورت نے سانولا لڑکا جنا ہے۔ (اور میں تو گورا ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''وہ کس رنگ کے ہیں؟'' اس نے کہا: سرخ ہیں۔ فرمایا: ''کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟'' اس نے کہا: (جی ہاں)' ان میں خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا: ''ان میں یہ رنگ کہاں سے آ گیا۔'' اس نے کہا: شاید کسی رگ نے زور کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''شاید اس (لڑکے) میں بھی کسی رگ نے زور کیا ہو۔''

٢٠٠٢- أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٥٠٠ عن ابن أبي شيبة وغيره به، أخرجه البخاري، الطلاق، باب إذا عرض بنفي الولد، ح: ٥٣٠٥، ٦٨٤٧، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به.

وَاللَّفْظُ لِابْنِ الصَّبَّاحِ.

یہ الفاظ (راویٔ حدیث) ابن صباح کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① باپ اور بیٹے کے رنگ میں فرق اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ بیٹا اپنے باپ کی جائز اولاد نہیں۔ ② رگ کے زور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ددھیال یا ننھیال کے کسی بزرگ' مثلاً: دادی' دادا' نانی' نانا یا ان کے بزرگوں میں سے کسی کی مشابہت بچے میں آ گئی ہے' یعنی ان کے خون کا اثر ہے۔ ③ اپنی بیوی پر اس طرح اشارے کنائے سے شک کا اظہار بیوی پر اس الزام میں شمار نہیں ہوتا' جس کے نتیجے میں لعان کی ضرورت پڑتی ہے۔ لعان اس وقت ہوتا ہے جب مرد صاف طور پر اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام عائد کرے یا یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا نہیں۔

٢٠٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا [عَبَاءَةُ] ابْنُ كُلَيْبٍ اللَّيْثِيُّ، أَبُو غَسَّانَ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بْنِ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ عَلَى فِرَاشِي غُلَامًا أَسْوَدَ. وَإِنَّا، أَهْلُ بَيْتٍ، لَمْ يَكُنْ فِينَا أَسْوَدُ قَطُّ. فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ. قَالَ: «هَلْ فِيهَا أَسْوَدُ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فِيهَا أَوْرَقُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَأَنَّى كَانَ ذٰلِكَ؟» قَالَ: عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ: «فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ».

٢٠٠٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک خانہ بدوش نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عورت کے ہاں' میرے نکاح میں رہتے ہوئے' سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا ہے اور ہمارے خاندان میں کبھی کوئی سیاہ فام نہیں تھا۔ (ہمارے ننھیال و ددھیال سب سفید فام ہیں۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کس رنگ کے ہیں؟'' کہا: سرخ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا ان میں کوئی سیاہ بھی ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کیسے ہو گیا؟'' اس نے کہا: شاید کسی (دادا پردادا یا نانا وغیرہ) کا خون غالب آ گیا ہے؟ فرمایا: ''شاید تمھارے اس بیٹے پر بھی کسی کا خون غالب آ گیا ہے۔''

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ (التحفة ٥٩)

باب: ٥٩- بچہ خاوند کا مانا جائے گا' زانی کے لیے پتھر ہیں

٢٠٠٣- [إسناده حسن] والحديث السابق شاهد له.

٢٠٠٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ ابْنَ زَمْعَةَ وَسَعْداً اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْصَانِي أَخِي، إِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ، أَنْ أَنْظُرَ إِلَى ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ أَمَةِ أَبِي. وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي. فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ شَبَهَهُ بِعُتْبَةَ. فَقَالَ: «هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ. الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ. وَاحْتَجِبِي عَنْهُ يَا سَوْدَةُ».

۲۰۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے ایک لڑکے کے بارے میں حضرت عبد بن زمعہ ؓ اور حضرت سعد ؓ اپنا جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو حضرت سعد ؓ نے کہا: اللہ کے رسول! جب میں مکہ گیا تھا تو میرے بھائی نے مجھے نصیحت کی تھی کہ میں زمعہ کی لونڈی کے بچے کو دیکھ کر اپنی کفالت میں لے لوں۔ حضرت عبد بن زمعہ ؓ نے کہا: وہ میرا بھائی ہے، میرے والد کی کنیز کا بیٹا ہے۔ میرے والد کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے دیکھا کہ وہ (لڑکا) عتبہ سے مشابہت رکھتا ہے تو فرمایا: ”اے عبد بن زمعہ! وہ تمھارا بھائی ہے۔ بچہ بستر والے کا ہوتا ہے۔ اور اے سودہ! تم اس سے پردہ کیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① دور جاہلیت میں کسی کی لونڈی سے ناجائز تعلق قائم کرنا برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام میں صرف اپنی بیوی اور اپنی مملوکہ سے صنفی تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔ باقی ہر قسم کا صنفی تعلق قابل سزا جرم ہے۔ (دیکھیے: سورۂ مومنون، آیت: ۵، ۶، ۷) جس طرح بیوی سے پیدا ہونے والا لڑکا مرد کا بیٹا ہوتا ہے، اسی طرح اپنی مملوک لونڈی سے پیدا ہونے والا لڑکا بھی مرد کا آزاد بیٹا ہوتا ہے، غلام نہیں۔ ③ جاہلیت میں ناجائز تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ اسی شخص کا بیٹا سمجھا جاتا تھا جس کے تعلقات کے نتیجے میں وہ پیدا ہوا۔ جاہلیت کے اسی رواج کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ، زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے بھائی کا بچہ قرار دیتے ہوئے اسے اپنی کفالت میں رکھنا چاہتے تھے۔ ④ حضرت عبد بن زمعہ ؓ کا موقف یہ تھا کہ وہ بچہ قانونی طور پر ان کا بھائی ہے کیونکہ ان کے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے، قطع نظر اس کے کہ اس کا حقیقی باپ کوئی بھی ہو۔ ⑤ بچے کی ظاہری شکل وشباہت سے یہی ثابت ہو رہا تھا کہ وہ حضرت سعد ؓ کے بھائی سے پیدا ہوا ہے لیکن قانونی طور پر وہ حضرت عبد بن زمعہ ؓ کا بھائی قرار پایا۔ ⑥ چونکہ واضح ہو رہا تھا کہ وہ لڑکا حضرت سودہ ؓ کا قانونی بھائی ہونے کے باوجود اصل میں بھائی نہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت سودہ ؓ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ ⑦ بعض اوقات ایک مسئلے کے دو پہلو ہوتے ہیں جس کی وجہ سے

٢٠٠٤ـ أخرجه البخاري، الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، ح: ٢٤٢١ من حديث سفيان به، ومسلم، الرضاع، باب الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ عن ابن أبي شيبة وغيره.

اس کے دو مختلف حکم مرتب ہوتے ہیں۔ ایک معاملے میں ایک پہلو کو ترجیح دی جاتی ہے اور دوسرے معاملے میں دوسرے پہلو کو، جیسے اس لڑکے کو زمعہ کا بیٹا قرار دیے جانے کے باوجود اس کی بہن حضرت سودہ ؓ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

٢٠٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ.

۲۰۰۵- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ لڑکا بستر والے کا ہے۔

فائدہ: بستر والے سے مراد عورت کا شوہر یا لونڈی کا مالک ہے۔ بیٹا اسی کا شمار کیا جائے گا اور وراثت وغیرہ کا تعلق بھی اسی سے ہوگا، نہ کہ اس مرد سے جس کے ناجائز تعلق کے نتیجے میں وہ پیدا ہوا۔

٢٠٠٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ. وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۲۰۰۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔''

فائدہ: اَلحَجرُ، جیم کی جزم کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بچے کے قانونی فوائد (وراثت وغیرہ) سے محروم ہے، اور جیم کے فتحہ کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہے، اسے رجم کیا جانا چاہیے۔

٢٠٠٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ

۲۰۰۷- حضرت ابو امامہ باہلی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے

٢٠٠٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥، وأطراف المسند: ٥/ ٨٨، ومسند الفاروق: ١/ ٤٢٥، ٤٢٦ عن سفيان به، وقال الحميدي (ديوبندية: ٢٤) ثنا سفيان ثني عبيدالله بن أبي يزيد أخبرني أبي به مطولاً، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

٢٠٠٦ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر، ح: ١٤٥٨ من حديث سفيان به، وذكر اختلاف الرواة فيه.

٢٠٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٧ من حديث إسماعيل به مطولاً، وصححه البوصيري.

الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

پتھر ہیں۔"

(المعجم ٦٠) - **بَابُ الزَّوْجَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْآخَرِ** (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-اگر خاوند اور بیوی میں سے ایک دوسرے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو؟

٢٠٠٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَفصُ بْنُ جُمَيْعٍ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْلَمَتْ. فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ. قَالَ، فَجَاءَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَسْلَمْتُ مَعَهَا، وَعَلِمَتْ بِإِسْلَامِي. قَالَ، فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْآخَرِ، وَرَدَّهَا إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ.

٢٠٠٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئی۔ اس سے ایک مرد نے نکاح کر لیا۔ راوی کہتے ہیں: بعدازاں اس کا پہلا خاوند آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کے ساتھ ہی مسلمان ہوا تھا اور اسے میرے مسلمان ہونے کا علم تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے جدا کر کے پہلے خاوند کے پاس واپس بھیج دیا۔

٢٠٠٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ ابْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ عَلَى أَبِي الْعَاصِ

٢٠٠٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی (حضرت زینب ؓ) کو دو سال کے بعد پہلے نکاح کی بنا پر ہی حضرت ابوالعاص بن ربیع ؓ کے پاس واپس بھیج دیا۔

٢٠٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب إذا أسلم أحد الزوجين، ح: ٢٢٣٨، ٢٢٣٩ من حديث سماك به، وصححه الترمذي، ح: ١١٤٤، والحاكم، والذهبي، وانظر، ح: ١٧١ لعلته.

٢٠٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب: إلى متى ترد عليه امرأته إذا أسلم بعدها، ح: ٢٢٤٠ من حديث يزيد به، أخرجه الترمذي، ح: ١١٤٢، ١١٤٣، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم وغيره، وما روى داود عن عكرمة فمنكر كما قال ابن المديني وغيره(تهذيب)، وقال في التقريب في داود بن الحصين: "ثقة إلا في عكرمة، ورمي برأي الخوارج".
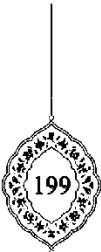
ابْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سَنَتَيْنِ، بِنِكَاحِهَا الأَوَّلِ.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں اگر عورت اپنے خاوند سے پہلے اسلام قبول کر لے تو اس کا اپنے خاوند سے ازدواجی تعلق قائم رکھنا جائز نہیں رہتا۔ ایک دفعہ ماہواری آنے کے بعد عورت کے لیے جائز ہوتا ہے کہ کسی اور مرد سے نکاح کر لے۔ (صحیح البخاري' الطلاق' باب نکاح من أسلم من المشرکات وعدتهن' حدیث: ۵۲۸۶) ② اگر عورت دوسری جگہ نکاح نہ کرے' بلکہ خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار کرے تو جائز ہے۔ اگر خاوند طویل عرصے کے بعد بھی اسلام قبول کرے' تب بھی سابقہ نکاح کے ساتھ وہ ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں' البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بعض صحابہ وتابعین کے فتوے ذکر کیے ہیں کہ اگر عورت پہلے مسلمان ہو جائے' پھر خاوند مسلمان ہو' خواہ عدت نہ گزری ہو' تب بھی نیا نکاح کرنا ضروری ہے۔ (صحیح البخاري' الطلاق' باب إذا أسلمت المشرکة أو النصرانیة تحت الذمي أو الحربي' حدیث: ۵۲۸۸) جبکہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ ہمیں کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ قبول اسلام کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس کے نکاح کی تجدید کی ہو۔ اس قسم کی صورت میں دو کیفیتیں ہوتی تھیں۔ یا تو افتراق ہو جاتا تھا اور عورت کسی اور سے نکاح کر لیتی تھی یا سابقہ نکاح قائم رہتا حتی کہ شوہر مسلمان ہو جاتا۔ محض اسلام قبول کر لینے سے کامل تفریق ہونا یا عدت کا اعتبار کرنا کرانا' کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے کیا ہو' حالانکہ آپ کے زمانے میں ایک کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ دیکھیے: (زادالمعاد' جلد چہارم' حکمه ﷺ في الزوجین یسلم أحدهما قبل الآخر) علاوہ ازیں حضرت زینب اور ان کے خاوند کے بارے میں ذیل کی حدیث میں نکاح جدید سے لوٹانے کا ذکر آیا ہے تو اس کی بابت بعض علماء پہلی حدیث کو اور بعض نے دوسری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري' الطلاق' باب إذا أسلمت المشرکة......' وإرواء الغلیل: ۶/۳۳۹' ۳۴۲' رقم: ۱۹۲۱' ۱۹۲۲' وصحیح سنن أبي داود (مفصل): ۷/۱۰' ۱۱' رقم: ۱۹۳۸)

٢٠١٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ

۲۰۱۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی بیٹی) زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس نیا نکاح کر کے واپس بھیجا۔

٢٠١٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ١١٤٢ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩ لعلته.

الرَّبِيعِ، بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ.

(المعجم ٦١) - بَابُ الْغَيْلِ (التحفة ٦١)

باب:٦١- دودھ پلانے والی عورت سے مباشرت کرنا

٢٠١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيَالِ. فَإِذَا فَارِسُ وَالرُّومُ يُغِيلُونَ فَلَا يَقْتُلُونَ أَوْلَادَهُمْ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ، وَسُئِلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: «هُوَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ».

٢٠١١- حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں نے چاہا تھا کہ تمھیں غیلہ (دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستر ہونے) سے منع کر دوں۔ میں نے دیکھا کہ اہل فارس اور اہل روم غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے نہیں مرتے (ان کے بچوں کو نقصان نہیں ہوتا۔'') اور میں نے نبی ﷺ سے سنا جب کہ آپ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ زندہ درگور کرنے کی پوشیدہ صورت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① دودھ پلانے کے ایام میں ہم بستری کرنے سے حمل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ماں کا دودھ کم ہو جاتا ہے اور دودھ پیتا بچہ پورا دودھ نہ ملنے کی وجہ سے کمزور رہ جاتا ہے۔ غیلہ کی صورت میں یہ اندیشہ موجود تو ہے تاہم یقینی نہیں۔ دودھ کی کمی کا تدارک بھینس، گائے اور بکری وغیرہ کے دودھ سے ممکن ہے۔ ایسے حالات میں وقت سے پہلے دودھ چھڑانا نقصان دہ نہیں ہوگا اس لیے اس سے اجتناب کرنا جائز تو ہے ضروری نہیں۔ ② عزل کے بارے میں دیکھیے فوائد حدیث: ١٩٢٦۔

٢٠١٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُهَاجِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْمُهَاجِرَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ

٢٠١٢- حضرت اسماء بنت یزید بن سکن ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! غیلہ تو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے

٢٠١١ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة، ح: ١٤٤٢ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل به.

٢٠١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الغيل، ح: ٣٨٨١ من حديث المهاجر به، وصححه ابن حبان * مهاجر الأنصاري وثقه ابن حبان وحده فيما أعلم.

السَّكَنِ. وَكَانَتْ مَوْلَاتَهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا. فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْغَيْلَ لَيُدْرِكُ الْفَارِسَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ حَتَّى يَصْرَعَهُ».

سوار پر بھی اثر انداز ہو کر اسے گرا دیتا ہے۔"

فائدہ: گھوڑے سے گرانے کا مطلب یہ ہے کہ غیلہ کی وجہ سے حاصل ہونے والی کمزوری کا اثر زندگی بھر قائم رہتا ہے حتی کہ جب ایسا بچہ جوان ہو کر شہسوار بن جاتا ہے' تب بھی وہ اس سوار کا مقابلہ نہیں کر سکتا جسے بچپن میں یہ صورت حال پیش نہیں آئی' تاہم یہ حدیث ضعیف ہے' لہٰذا اس قدر احتیاط ضروری نہیں۔

(المعجم ٦٢) - **بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تُؤْذِي زَوْجَهَا** (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- جو عورت اپنے خاوند کو تنگ کرتی ہے

٢٠١٣- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ مَعَهَا صَبِيَّانِ لَهَا. قَدْ حَمَلَتْ أَحَدَهُمَا وَهِيَ تَقُودُ الْآخَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَامِلَاتٌ، وَالِدَاتٌ، رَحِيمَاتٌ. لَوْلَا مَا يَأْتِينَ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ، دَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ».

٢٠١٣- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ اس نے ایک کو (گود میں) اٹھایا ہوا تھا اور ایک کو ہاتھ سے پکڑ کر لیے آ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا: "(یہ عورتیں بچوں کو) اٹھانے والی' جننے والی اور رحم کرنے والی ہوتی ہیں' اگر ان کا اپنے خاوندوں سے نامناسب سلوک نہ ہو تو ان میں سے جو نماز کی پابند ہیں' وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔"

٢٠١٤- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ

٢٠١٤- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے'

٢٠١٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٧٣، ١٧٤ من حديث مؤمل بن إسماعيل به، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الأعمش تابعه منصور عند أحمد: ٥/ ٢٥٧، ٢٦٩ وغيره، وأخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٢ بإسناد صحيح عن سالم بن أبي الجعد قال: ذكر لي عن أبي أمامة به، فالسند منقطع، والواسطة بينهما مجهولة.

٢٠١٤- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب الوعيد للمرأة على إيذاء المرأة زوجها، ح: ١١٧٤ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن غريب" * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع عند أبي نعيم في الحلية: ٥/ ٢٢٠، وباقي السند صحيح.

الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لاَ تُؤْذِيهِ. قَاتَلَكِ اللهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ أَوْشَكَ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا دیتی ہے تو (جنت کی) حوروں میں سے اس مرد کی بیوی (حور) کہتی ہے: اللہ تجھے تباہ کرے! اس شخص کو تکلیف نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① خاوند کے جائز احکام نہ ماننا کبیرہ گناہ ہے۔ ② اگر کوئی عورت اپنے خاوند کو ناجائز تنگ کرتی ہے تو اس سے جنت کی حوروں کو پریشانی ہوتی ہے۔ ③ ”الحور العین“ کے لفظی معنی ”گورے رنگ کی اور خوب صورت آنکھوں والی عورتیں“ ہیں۔ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے جنتی مردوں کے لیے جنت میں اپنی خاص قدرت سے پیدا فرمایا ہے۔ مسلمان نیک عورتیں جو دنیا میں اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارتی ہیں جنت میں ان کا مقام ان حوروں سے بڑھ کر ہوگا۔ ④ عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے جذبات اور ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اچھے طریقے سے دنیا کی زندگی کا وقت گزارنا چاہیے۔ معلوم نہیں کب جدائی ہو جائے۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ (التحفة ٦٣)

باب: ٦٣- حرام کام سے حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی

٢٠١٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُعَلَّى بْنِ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلاَلَ».

٢٠١٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”حرام کام حلال کو حرام نہیں کرتا۔“

فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک صحیح السند اثر کی رُو

٢٠١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٢٦٨، والبيهقي: ٧/ ١٦٨ من حديث الفروي به * الفروي ضعفه الجمهور، وروى عنه البخاري ثلاثة أحاديث: "كأنها مما أخذه عنه من كتابه قبل ذهاب بصره"، وأما العمري فتقدم حاله، ح: ١٢٩٩، ٣٦٦.

سے' جس میں آتا ہے کہ [أَنَّ وَطْءَ الْحَرَامِ لَا يُحَرِّمُ] (إرواء الغليل ٦/٢٨٧) ''زنا کاری' کسی حلال کو حرام نہیں کرے گی۔'' اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے بدکاری کا ارتکاب کرے تو اس کی وجہ سے اس عورت سے نکاح کرنا حرام نہیں ہو جائے گا' نہ اس ناجائز حرکت کی وجہ سے اس عورت کی ماں اس مرد پر ساس کی طرح حرام ہو جائے گی' نہ اس عورت کی بیٹی سوتیلی بیٹی کی طرح حرام ہو جائے گی۔ اسی طرح مرد اگر اپنی ساس یا سوتیلی بیٹی سے منہ کالا کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی کیونکہ یہ تعلق شرعاً ''میاں بیوی'' کا تعلق نہیں اور مذکورہ بالا احکام کا تعلق ''بیوی'' سے ہے۔ بدکاری کا گناہ اور اس پر سزا کا مستحق ہونا دوسری چیز ہے اور حرام ہونا دوسری چیز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر احسن البیان' از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾' سورۂ نساء: آیت: ٢٣)

طلاق کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' نیز مشروعیت طلاق کی اہمیت

✵ **لغوی تعریف:** طلاق [طَلَّقَ يُطَلِّقُ] سے اسم مصدر ہے جس کے لغوی معنی [حَلُّ الْعَقْدِ] ''گرہ کھولنا'' ہیں۔ طلاق کے لغوی معنوں میں سے ایک معنی ''چھوڑ دینا اور فارغ کر دینا'' بھی ہیں۔ عرب جب اونٹنی کو بغیر چرواہے کے چھوڑ دیتے ہیں تو کہتے ہیں: [نَاقَةٌ طَالِقٌ]

✵ **اصطلاحی تعریف:** طلاق کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے: [هُوَ حَلُّ عَقْدِ النِّكَاحِ بِلَفْظِ الطَّلَاقِ وَغَيْرِهِ] ''نکاح کی گرہ کو لفظ ''طلاق'' وغیرہ کہہ کر کھول دینا طلاق ہے۔''

✵ **مشروعیتِ طلاق کی حکمت:** اسلام ایک معتدل اور متوازن مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو مضبوط' قابل عمل اور منضبط نظام حیات عطا کرتا ہے۔ اسلام انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بدنظمی' انتشار' تفریق اور ترک تعلق کو قابل مذمت جبکہ اتفاق واتحاد' محبت ومودت اور نظم وضبط کو انتہائی مستحسن گردانتا ہے۔ نکاح ایک عظیم نعمت ہے جس کی وجہ سے دو افراد اور ان کے خاندانوں میں باہمی الفت' قربت اور اتفاق واتحاد جیسے خوبصورت جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ صالح اولاد کا حصول اور نسل انسانی کی بقا کے ساتھ ساتھ ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

اس رشتے کو مضبوط بنانے' قائم رکھنے اور اس میں محبت ومودت کو رواج دینے کے لیے اسلام نے میاں بیوی کے حقوق کی تعیین فرمائی ہے اور دونوں پر پابندی عائد کی ہے کہ وہ نہ تو اپنے حقوق سے تجاوز کریں' نہ دوسرے کے حقوق سلب کریں۔ میاں بیوی کے حقوق کو واضح کرتے ہوئے شوہر کو فوقیت

دی کیونکہ اس رشتے میں اس کا کردار زیادہ مضبوط اور جاندار ہے۔ بیوی بچوں کی کفالت اور ان کے معاشی و معاشرتی مسائل کا حل اسی کے ذمے ہے۔ ان ذمہ داریوں کے باعث پیغمبر اسلام ﷺ نے عورتوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ''شوہر بیوی کے لیے جنت یا جہنم کی حیثیت رکھتا ہے۔'' (مسند أحمد: ٣٤١/٤' وسلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث: ٢٦١٢) جبکہ خاوند کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب خود کھاؤ تو اس (بیوی) کو بھی کھلاؤ اور جب خود کپڑے پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو اور نہ گالی دو۔ اور (اگر کبھی الگ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو) گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ الگ نہ کرو۔'' (سنن أبي داود' النكاح' باب في حق المرأة على زوجها' حديث: ٢١٤٢) نیز فرمایا: ''بیوی سے نفرت نہ کرو' اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو بعض دوسری پسندیدہ بھی ہوں گی۔'' (صحيح مسلم' الرضاع' باب الوصية بالنساء' حديث: ١٤٦٧)

یہ اور ایسی ہی بہت سی مبارک تعلیمات اس مقدس رشتے کو مستحکم بنانے' مضبوط کرنے اور قائم و دائم رکھنے کے لیے دی گئی ہیں' تاہم انسانی مزاج' طبیعت کا اختلاف' عادات و اطوار کا فرق اور بعض اوقات غلط انتخاب ازدواجی زندگی کی رواں دواں گاڑی کو جاری رکھنے میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ابلیس اور اس کا لشکر ہر منکوحہ رشتے کو توڑنے پر کمر بستہ رہتا ہے جیسے کہ رسول مقبول ﷺ نے خبر دی ہے کہ شیطان کے چیلے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں تو شیطان اس شاگرد کو گلے لگاتا ہے جو میاں بیوی کی لڑائی کروا کے طلاق دلوا کر آتا ہے۔ شیطان اسے خوب شاباش دیتا ہے۔ (صحيح مسلم' صفات المنافقين' باب تحريش الشيطان' و بعثه...... حديث: ٢٨١٣)

ایسے حالات میں جب انسانی عقل مسائل کو سلجھانے سے عاجز آ جائے' اعتماد بداعتمادی میں' خلوص بے وفائی میں اور محبت و مودت نفرت میں بدل جائے تو بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو صبر' برداشت اور بہتر رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النسآء ١٩:٤) ''تم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انھیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت زیادہ بھلائی ڈال دے۔''

لیکن اگر معاملہ اس سے زیادہ بگڑ جائے تو پھر دوسرا حل بتا دیا: ﴿وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيۡرًا﴾ (النسآء۴:۳۴) ''اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمھیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انھیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔'' کسی بھی نیک فطرت خاتون کے لیے مندرجہ بالا علاج انتہائی کارگر ہے جو اس کی وقتی سرکشی کے لیے کافی ہے لیکن اگر معاملہ اس پر بھی نہ سدھرے تو رب العالمین نے ایک اور حل بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا﴾ (النسآء۴:۳۵) ''اگر تمھیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی اَن بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ دونوں (میاں بیوی) میں موافقت پیدا کر دے گا۔''

یہ ہے اسلام کے بابرکت ازدواجی نظام حیات کا پہلو۔ اسلام اس رشتے کو تاحیات نبھانے اور اسے مضبوطی سے قائم رکھنے کی تعلیمات دیتا ہے لیکن اگر تمام طریق علاج ناکافی ہو جائیں اور مرض حد سے بڑھ جائے تو پھر دونوں خاندانوں پر یہ رحمت الٰہی ہے کہ وہ انھیں اچھے طریقے سے جدا جدا ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاكٌ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌ بِاِحۡسَانٍ﴾ (البقرۃ۲:۲۲۹) ''یہ طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے، پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔'' نیز فرمایا: ﴿وَاِنۡ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ﴾ (البقرۃ۲:۲۲۷) ''اور اگر انھوں نے طلاق ہی کا قصد کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

* **طلاق کی اقسام:** طلاق کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

① **مسنون طلاق:** ایسی طلاق جو بیوی کو ایسے طہر میں دی جائے جس میں خاوند نے اس سے ہم بستری نہ کی ہو اور ایک ہی طلاق دے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں یا تجھے طلاق ہے۔ اس کے بعد بیوی کا نان ونفقہ دیتا رہے اور عدت (تین حیض یا تین مہینے) تک اپنے گھر میں رکھے، عدت کے بعد جدا

ہوں۔ یہ طلاق کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اس طرح دی گئی طلاق میں بالاتفاق عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد بہ نکاح جدید دوبارہ صلح کرنا جائز ہے۔

② غیر مسنون طلاق: ایسی طلاق جو عورت کو ایام حیض میں دی جائے یا اس طہر میں دی جائے جس میں مرد نے عورت سے ہم بستری کی ہو' یا ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں۔

③ باطل طلاق: ایسی طلاق باطل ہوگی جسے مجبوری کی حالت میں دیا جائے یا نکاح سے پہلے ہی طلاق دے دے۔ نابالغ بچے' مجنون اور مدہوش کی طلاق بھی باطل ہوگی۔

④ ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دینا: یہ بالاتفاق ناپسندیدہ اور ناجائز ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا قرار دیا ہے' تاہم اگر کوئی شخص اس طرح بیک وقت تین طلاقیں (زبانی یا تحریری) دے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن احناف وغیرہ کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اہل حدیث کے نزدیک یہ ایک ہی طلاق رجعی ہوگی۔ احناف کے نزدیک اس کے بعد رجوع اور صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن اہل حدیث کے نزدیک عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد ان کا باہم نکاح کرنا جائز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ''ایک مجلس میں تین طلاقیں'' از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٠) أَبْوَابُ الطَّلَاقِ (التحفة ٨)

طلاق سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ] (التحفة ١)

باب:١- ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا

٢٠١٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَمَسْرُوقُ ابْنُ الْمَرْزُبَانِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ ابْنِ حَيٍّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا.

٢٠١٦- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی، پھر رجوع فرمالیا۔

فوائد ومسائل: ① امام العصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں مذکورہ بالا حدیث کے ضمن میں ایک روایت بیان کی ہے جس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ رجوع فرمالیں اور کہا تھا کہ وہ روزہ رکھنے والی اور عبادت کرنے والی خاتون ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔ دیکھیے: (الارواء: ٧/ ١٥٨، ١٥٩، تحت حدیث: ٢٠٧٧) اس میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو انھیں زوجیت میں رکھنے کا حکم دیا۔ ② طلاق دینا جائز ہے لیکن بلا وجہ طلاق دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ③ طلاق کے بعد رجوع کر لینے سے بیوی کو وہ تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جو طلاق سے پہلے حاصل تھے۔

٢٠١٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المراجعة، ح: ٢٢٨٣ من حديث يحيى بن زكريا به، وذكر الحافظ النسائي له علة، ولكنها غير قادحة.

٢٠١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَلْعَبُونَ بِحُدُودِ اللهِ. يَقُولُ أَحَدُهُمْ: قَدْ طَلَّقْتُكِ. قَدْ رَاجَعْتُكِ. قَدْ طَلَّقْتُكِ».

٢٠١٧- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی حدود (اور اس کے قوانین) کو کھیل بنا لیتے ہیں۔ آدمی (اپنی بیوی سے) کہتا ہے: میں نے تجھے طلاق دی' میں نے تجھ سے رجوع کیا' میں نے تجھے طلاق دی۔''

٢٠١٨- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيِّ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ الطَّلَاقُ».

٢٠١٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال کاموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند کام' طلاق ہے۔''

(المعجم ٢) - بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ (التحفة ٢)

باب:٢- طلاق دینے کا صحیح طریقہ

٢٠١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ

٢٠١٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے اپنی عورت کو طلاق دی جب کہ وہ ایام حیض میں تھی۔ حضرت عمر ؓ نے یہ بات

٢٠١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٢٢ من حديث مؤمل بن إسماعيل به، وتابعه أبو حذيفة موسى بن مسعود نا سفيان الثوري به * أبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦، والثوري تقدم، ح: ١٦٢، وهما مدلسان وعنعنا، ومع ذلك حسنه البوصيري.

٢٠١٨ـ [صحيح] أخرجه ابن عدي من حديث محمد بن خالد به، وقال: "الوصافي ضعيف جدًا" قلت: تابعه الثقة معرّف بن واصل عند أبي داود، ح: ٢١٧٨ وغيره، وبه صح الحديث، وصححه الحاكم، والذهبي، ولم أر لمضعفيه حجة.

٢٠١٩ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها، ح: ١٤٧١/ ٢ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، ح: ٥٢٥١، ومسلم وغيرهما من طريق مالك عن نافع به.

امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ. ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا. وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا. فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ».

رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کر لے (اور اسے طلاق نہ دے) حتی کہ وہ (حیض سے) پاک ہو جائے' پھر اسے حیض آئے' پھر وہ پاک ہو' پھر اگر چاہے تو اس سے ہم بستر ہونے سے پہلے طلاق دے اور چاہے تو اسے (نکاح میں) روک لے۔ یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے نکاح کا تعلق دائمی بنایا ہے' یعنی نکاح اس لیے کیا جاتا ہے کہ پوری زندگی اکٹھے گزارنی ہے۔ اس تعلق کو پائیدار بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام وآداب نازل کیے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: (ا) نکاح کرتے وقت نیک دین دار بیوی تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔ (دیکھیے' حدیث: ۱۸۵۸) (ب) نکاح کا تعلق انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی بنا دیا گیا ہے' یعنی ایک مرد کا ایک عورت سے تعلق نہیں بلکہ ایک خاندان کا دوسرے خاندان سے تعلق قائم کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے عورت کے سرپرستوں کی اجازت' گواہوں کی موجودگی اور دعوتِ ولیمہ جیسے احکام جاری کیے گئے ہیں۔ (ج) عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور مرد کو عورت کی غلطیاں اور کوتاہیاں برداشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۸۵۱' ۱۸۵۳' ۱۸۵۵ وغیرہ) (د) عورت کی اصلاح کے لیے فوراً سختی کرنے کی بجائے اصلاح کا تدریجی طریق کار تجویز کیا گیا ہے' یعنی زبانی وعظ ونصیحت' اظہار ناراضی اور بستر میں علیحدگی اور آخر میں معمولی جسمانی سزا۔ (النساء۴:۳۴) (ھ) اگر معاملات میں بگاڑ اس حد تک پہنچ جائے کہ دوسروں کی مداخلت ضروری ہو جائے تو ثالثی' یعنی پنچایت کے طریق پر مرد اور عورت دونوں کی شکایتیں سن کر جس کی غلطی ہو' اسے سمجھایا جائے اور صلح کرا دی جائے۔ (النساء۴:۳۵) (و) اگر طلاق دینا ضروری ہو جائے تو ایک ہی بار تعلق ختم کر دینے کے بجائے ایک رجعی طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کے بعد دوبارہ تعلق بحال کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ (ز) ایام حیض میں اور جس طہر میں مقاربت کی گئی ہو' اس طہر میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اگر وقتی غصہ ہو تو ختم ہو جائے اور اگر جدائی کا فیصلہ ہو تو غور وفکر کرنے کی مہلت مل جائے اور اس طرح تعلقات بحال رکھنے کے امکانات بڑھ جائیں۔ (ح) دوسری طلاق کے بعد بھی رجوع کی اجازت دی گئی ہے۔ (ط) تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں رکھا گیا تاکہ مرد اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ طلاق دے اور اسے معلوم ہو کہ اس کے بعد تعلقات بحال کرنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ ② اگر ایام حیض میں یا اس طہر میں جس میں مقاربت کی گئی ہو' طلاق دی جائے تو یہ طلاق کا غلط طریقہ ہے جسے علماء کی اصطلاح میں ''بدعی طلاق'' یا

"طلاق بدعت" کہتے ہیں۔ ایسی طلاق کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ واقع ہو جائے گی یا نہیں' بہت سے علماء اس کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں لیکن اس طرح طلاق دینے والے کو گناہ گار قرار دیتے ہیں۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ یہ طلاق واقع ہی نہیں ہوگی کیونکہ سنت کے مطابق نہیں دی گئی۔ امام ابن حزم اور امام ابن تیمیہ ﷺ وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ' از نواب وحید الزمان خان)

٢٠٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: طَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ.

٢٠٢٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: طلاقِ سنت یہ ہے کہ عورت کو طہر کی حالت میں اور جماع کیے بغیر طلاق دے۔

٢٠٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ، فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ: يُطَلِّقُهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ تَطْلِيقَةً. فَإِذَا طَهُرَتِ الثَّالِثَةَ طَلَّقَهَا. وَعَلَيْهَا بَعْدَ ذٰلِكَ حَيْضَةٌ.

٢٠٢١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے مسنون طلاق کے بارے میں فرمایا: عورت کو ہر طہر میں ایک طلاق دے' جب تیسری بار طہر آ لے تو اسے (آخری) طلاق دے دے' اس کے بعد وہ ایک حیض عدت گزارے۔

فوائد ومسائل: ① یہ اس صورت میں ہے جب وہ اس سے بالکل جدا ہونا چاہتا ہو تو اس طرح تیسری طلاق بائن ہو جائے گی جس کے بعد رجوع ممکن نہیں ہو گا لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد عدت گزر جانے دے تاکہ بعد میں اگر صلح کرنے کی خواہش پیدا ہو جائے تو نئے سرے سے نکاح کر کے اکٹھے رہ سکیں۔ ② اگر ایک طلاق کے بعد رجوع ہو جائے' پھر کبھی دوسری طلاق دے دی جائے تو اس دوسری طلاق کے بعد بھی تین حیض عدت ہے جس میں نیا نکاح کیے بغیر رجوع ہو سکتا ہے۔

٢٠٢٠ـ [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب طلاق السنة، ح: ٣٤٢٤ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن حزم في المحلّى: ١٠/ ١٧٢ مسئلة: ١٩٤٩، وانظر، ح: ٤٦ لعلته، وللحديث شواهد عند ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب: ١ وغيره.

٢٠٢١ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

٢٠٢٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، أَبِي غَلَّابٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَقَالَ: تَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ؟ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا. قُلْتُ: أَيُعْتَدُّ بِتِلْكَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟

٢٠٢٢- حضرت ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھا کہ اگر مرد اپنی عورت کو ایام حیض میں طلاق دے دے (تو کیا حکم ہے؟) انھوں نے کہا: آپ عبداللہ بن عمر (ؓ) کو جانتے ہیں؟ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ ایام میں تھی (میں تمھیں اپنا واقعہ سناتا ہوں۔) پھر حضرت عمر ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ عرض کیا تو نبی ﷺ نے رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ میں نے کہا: وہ طلاق شمار ہو گی؟ انھوں نے فرمایا: اگر وہ عاجز ہو یا حماقت کرے تو؟

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ نے رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ اس لفظ سے دلیل لی گئی ہے کہ وہ طلاق واقع ہو گئی تھی کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ جو حضرات اس طلاق کے واقع ہونے کے قائل نہیں وہ اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیے جائیں جیسے پہلے قائم تھے۔ ② ''اگر وہ عاجز ہو'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسے صحیح طریقے سے طلاق دینا نہیں آیا' اور اس نے احمقانہ حرکت کی ہے تو اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟ اس کا یہ مطلب بھی لیا گیا ہے کہ طلاق تو طلاق ہی ہے وہ تو ہو ہی گئی' یا یہ مطلب ہے کہ جب وہ صحیح طریقے سے طلاق نہیں دے سکا تو وہ دینا نہ دینا برابر ہے۔ امام بخاری ؒ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ طلاق واقع ہو گئی۔ (صحيح البخاري' الطلاق' باب إذا طُلِّقَتِ الحَائِضُ تَعْتَدُّ بذلك الطلاق' حديث: ٥٢٥٢) یہی مطلب زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَامِلِ كَيْفَ تُطَلَّقُ (التحفة ٣)

باب:٣- حاملہ کو طلاق کیسے دی جائے؟

٢٠٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ

٢٠٢٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے

٢٠٢٢ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب مراجعة الحائض، ح: ٥٣٣٣، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها، ح: ١٤٧١/ ٩ من حديث محمد بن سيرين به.

٢٠٢٣ـ أخرجه مسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ١٤٧١/ ٥ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ».

دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ رجوع کر لے' پھر اسے اس وقت طلاق دے جب وہ پاک ہو (ایام طہر میں ہو) یا حاملہ ہو۔''

فائدہ: جب حمل واضح ہو جائے تو طلاق دی جا سکتی ہے۔ وضع حمل تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس صورت میں نسب میں شک واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں عورت کی عدت وضع حمل تک ہے جس کے دوران میں مرد رجوع کر سکتا ہے۔

(المعجم ٤) - **بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ** (التحفة ٤)

باب:۴- ایک مجلس کی تین طلاقیں

٢٠٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: حَدِّثِينِي عَنْ طَلَاقِكِ. قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ. فَأَجَازَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۲۰۲۴- حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے اپنی طلاق کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں جب کہ وہ یمن گئے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ قرار دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے دو طلاقیں پہلے دی ہوئی تھیں۔ اور تیسری طلاق یمن سے حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بھیجی۔ تین طلاقیں اکٹھی نہیں دی تھیں۔ (صحیح مسلم' الطلاق' باب المطلقة البائن لانفقة لها' حدیث:۱۴۸۰) اسی تفصیل کی رُو سے کئی محققین نے اس روایت کو بھی صحیح کہا ہے کیونکہ اس روایت کا ابہام صحیح مسلم کی روایت سے دور ہو گیا۔ بہر حال صحیح مسئلہ یہی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوں گی۔ (اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ''ایک مجلس میں تین طلاقیں'' تالیف: حافظ

٢٠٢٤- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٣-٤٥ وغيره، من طرق عن الشعبي نحوه دون قوله: "فأجاز ذٰلك رسول الله ﷺ"، وانظر، ح: ٢٠٣٦.

صلاح الدین یوسف ﷾) ② طلاق جس طرح عورت کو براہ راست مخاطب کر کے دی جا سکتی ہے' ایسے ہی کسی قابل اعتماد شخص کے ذریعے سے طلاق کا پیغام بھی بھیجا جا سکتا ہے اور لکھ کر بھی طلاق بھیجی جا سکتی ہے۔ ہر صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

(المعجم ٥) - **بَابُ الرَّجْعَةِ** (التحفة ٥)

باب:۵- رجوع کرنے کا بیان

٢٠٢٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلاَلٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهِدْ عَلَى طَلاَقِهَا وَلاَ عَلَى رَجْعَتِهَا. فَقَالَ عِمْرَانُ: طَلَّقْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ، وَرَاجَعْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ، أَشْهِدْ عَلَى طَلاَقِهَا وَ[عَلَى] رَجْعَتِهَا.

۲۰۲۵- حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین ؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کرتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا۔ (اس کا حکم کیا ہے؟) حضرت عمران ؓ نے فرمایا: تو نے سنت کے خلاف طلاق دی اور سنت کے خلاف ہی رجوع کیا۔ اس کی طلاق پر بھی گواہ مقرر کر اور رجوع پر بھی۔

فائدہ: جس طرح نکاح کے موقع پر گواہوں کا تقرر ہوتا ہے' اسی طرح طلاق اور رجوع بھی گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔

(المعجم ٦) - **بَابُ الْمُطَلَّقَةِ الْحَامِلِ إِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِهَا بَانَتْ** (التحفة ٦)

باب:۶- حاملہ مطلقہ جب بچہ جنے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے (اور خاوند رجوع نہیں کر سکتا)

٢٠٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۰۲۶- حضرت زبیر بن عوام ؓ سے روایت ہے' حضرت ام کلثوم بنت عقبہ ؓ ان کے نکاح میں تھیں۔

٢٠٢٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب الرجل يراجع ولا يشهد، ح: ٢١٨٦ عن بشر بن هلال به.

٢٠٢٦ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد رجاله ثقات، إلا أنه منقطع * ميمون هو ابن مهران أبوأيوب، روايته عن الزبير مرسلة، قاله المزي في الأطراف'، وأخرج البيهقي: ٧/ ٤٢١ من طريق إبراهيم بن أبي الليث (وهو ضعيف) عن الأشجعي عن سفيان عن عمرو بن ميمون عن أبيه عن أم كلثوم بنت عقبة به، وضعفه ظاهر، وفيه علة أخرٰى.

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ. فَقَالَتْ لَهُ، وَهِيَ حَامِلٌ: طَيِّبْ نَفْسِي بِتَطْلِيقَةٍ. فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً. ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ. فَقَالَ: مَا لَهَا؟ خَدَعَتْنِي، خَدَعَهَا اللهُ. ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «سَبَقَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ. اخْطُبْهَا إِلَى نَفْسِهَا».

ایام حمل میں انھوں نے اس (زبیر) سے کہا: ایک طلاق دے کر میرا دل خوش کر دیجیے۔ انھوں نے ایک طلاق دے دی۔ اس کے بعد وہ نماز کے لیے چلے گئے‘ واپس آئے تو ام کلثوم ؓ کے ہاں ولادت ہو چکی تھی۔ انھوں نے کہا: اس نے یہ کیوں کیا؟ اس نے مجھ سے دھوکا کیا ہے۔ اللہ اسے دھوکے کی سزا دے‘ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور واقعہ بیان کیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے قانون کے مطابق مقرر وقت گزر چکا۔ (اب) اسے (دوبارہ) نکاح کا پیغام دے دو۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں بیان کردہ مسئلہ صحیح ہے‘ اسی لیے بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ ② حضرت زبیر ؓ نے اسے طلاق دے دی تھی کہ ایک طلاق تو رجعی ہوتی ہے، پھر رجوع کر لوں گا۔ انھیں معلوم نہیں تھا کہ ولادت کا وقت اس قدر قریب ہے۔ ③ رجعی طلاق کے بعد جب عدت گزر جائے تو زبانی رجوع کافی نہیں ہوگا بلکہ نئے سرے سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ④ دوبارہ پیغام دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ پسند کرے گی تو دوبارہ نکاح کرے گی ورنہ زبردستی تو نہیں ہو سکتی۔ ⑤ بچے کی پیدائش سے طلاق کی عدت بھی ختم ہو جاتی ہے اور خاوند کی وفات کی عدت بھی۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، إِذَا وَضَعَتْ حَلَّتْ لِلْأَزْوَاجِ (التحفة ٧)

باب: ٧- جس حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے بچے کی پیدائش ہونے پر اسے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے

٢٠٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بِنْتُ

٢٠٢٧- حضرت ابو سنابل ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: حضرت سبیعہ بنت حارث اسلمیہ ؓ کے ہاں‘ ان کے خاوند کی وفات سے بیس دن سے چند دن بعد ولادت ہو گئی۔ جب وہ نفاس سے فارغ ہوئیں

٢٠٢٧_ [حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع، ح: ١١٩٣ من حديث منصور به، وقال: "لا نعرف للأسود شيئًا عن أبي السنابل"، وللحديث شواهد عند النسائي، ح: ٣٥٠٩ وغيره.

الْحَارِثِ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِبِضْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً. فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَشَوَّفَتْ. فَعِيبَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا. وَذُكِرَ أَمْرُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «إِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ مَضَى أَجَلُهَا».

تو انھوں نے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا' اس پر لوگوں نے تنقید کی۔ اور نبی ﷺ کے سامنے بھی ان کے اس کام کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اگر وہ ایسا کرتی ہے تو (جائز ہے کیونکہ) اس کی عدت گزر چکی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ مسئلہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ٦٥:٤) ''اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔'' ② حضرت سبیعہ ؓ کے طرز عمل کو صحیح نہ سمجھنے والے خود حضرت ابوسنابل ؓ تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ اگر چار ماہ دس دن کی مدت گزرنے سے پہلے ولادت ہو جائے تو عدت چار ماہ دس دن تک گزارنی چاہیے۔ عدت وضع حمل تک صرف اس صورت میں ہوگی جب وضع حمل کی مدت چار ماہ دس دن سے زائد ہو جیسے کہ اگلی حدیث میں بیان ہے۔ ③ پہلے حضرت سبیعہ ؓ نے بھی یہی محسوس کیا تھا کہ حضرت ابوسنابل ؓ کی رائے صحیح ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی عدت ختم ہو چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ٢٠٢٨)

٢٠٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، وَ عَمْرِو ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُمَا كَتَبَا إِلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ يَسْأَلَانِهَا عَنْ أَمْرِهَا. فَكَتَبَتْ إِلَيْهِمَا: إِنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ. فَتَهَيَّأَتْ تَطْلُبُ الْخَيْرَ. فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ. فَقَالَ: قَدْ أَسْرَعْتِ. اعْتَدِّي آخِرَ الأَجَلَيْنِ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ. فَقُلْتُ:

٢٠٢٨- حضرت مسروق اور حضرت عمرو بن عتبہ ؒ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت سبیعہ بنت حارث ؓ کو خط لکھ کر ان کا واقعہ دریافت کیا تو انھوں نے (جواب میں) ان حضرات کو لکھا کہ ان کے ہاں ان کے خاوند کی وفات سے پچیس دن بعد ولادت ہوگئی' چنانچہ انھوں نے اچھے کام (نکاح) کے ارادے سے تیاری کی۔ حضرت ابوسنابل بن بعکک ؓ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: تم نے جلدی کی' بعد والی مدت' یعنی چار ماہ دس دن مکمل ہونے تک عدت گزارو۔ (وہ فرماتی ہیں:) میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

٢٠٢٨- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٢٩٣، ح: ٧٤٥ من حديث ابن أبي شيبة به، وأخرجه البخاري، ح: ٣٩٩١، ٥٣١٩، ومسلم، ح: ١٤٨٤ من حديث سبيعة رضي الله عنها به مطولاً نحو المعنٰى.

يَارَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي. قَالَ: «وَفِيمَ ذَاكَ» فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتِ زَوْجًا صَالِحًا فَتَزَوَّجِي».

کی: اللہ کے رسول! میرے لیے مغفرت کی دعا کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیوں؟'' میں نے نبی ﷺ کو واقعہ سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں نیک خاوند مل جائے تو نکاح کرلو۔''

فوائد ومسائل: ① نکاح کی تیاری کا مطلب یہ ہے کہ عدت کا سادہ لباس اتار کر اچھا لباس پہن لیا اور زیب وزینت کی۔ ② دعائے مغفرت کی درخواست کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے کہ وقت سے پہلے عدت کی پابندیاں توڑ بیٹھی ہوں۔ نبی ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ عدت ختم ہو چکی ہے' لہٰذا تم نے کوئی غلطی نہیں کی' پریشان نہ ہوں۔

٢٠٢٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ سُبَيْعَةَ أَنْ تَنْكِحَ، إِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا.

٢٠٢٩- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سبیعہ ؓ کو نفاس سے فارغ ہونے پر نکاح کر لینے کا حکم دیا۔

٢٠٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: وَاللهِ لَمَنْ شَاءَ لَاعَنَّاهُ. لَأُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْراً.

٢٠٣٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! جو شخص چاہے ہم اس سے مباہلہ کر سکتے ہیں کہ عورتوں کے مسائل کی چھوٹی سورت (سورة الطلاق) چار ماہ دس دن کا حکم نازل ہونے کے بعد نازل ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سورۂ طلاق میں یہ حکم ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ حکم بعد میں نازل

٢٠٢٩- أخرجه البخاري، الطلاق، باب "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن"، ح: ٥٣٢٠ من حديث هشام به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٤٩٠٩، ومسلم، ح: ١٤٨٥ من حديث كريب عن أم سلمة.

٢٠٣٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في عدة الحامل، ح: ٢٣٠٧ من حديث أبي معاوية به، انظر، ح: ١٧٨ لعلته، وللحديث طرق كثيرة لكنها معلولة بتدليس الرواة وغيره، وهو صحيح بالشواهد.

ہوا۔ اور سورۂ بقرہ کی وہ آیت اس سے پہلے نازل ہوئی تھی جس میں یہ حکم ہے کہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے (البقرة ۲: ۲۳۴) لہٰذا حاملہ عورت کا خاوند اگر فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل ہے خواہ حمل کی مدت کم ہو یا زیادہ۔ اور یہی مسئلہ صحیح ہے۔ ② جو عورت حمل سے نہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے اس کے لیے یہ حکم باقی ہے کہ وہ چار ماہ دس دن عدت گزارے خواہ اس کی رخصتی ہوئی ہو یا صرف نکاح ہوا ہو اور رخصتی نہ ہوئی ہو۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: أَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا؟ (التحفة ٨)

باب: ٨- بیوہ کہاں عدت گزارے؟

٢٠٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُخْتَهُ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكٍ، قَالَتْ: خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ. فَأَدْرَكَهُمْ بِطَرَفِ الْقَدُومِ. فَقَتَلُوهُ. فَجَاءَ نَعْيُ زَوْجِي وَأَنَا فِي دَارٍ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ. شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ أَهْلِي. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّهُ جَاءَ نَعْيُ زَوْجِي وَأَنَا فِي دَارٍ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ أَهْلِي وَدَارِ إِخْوَتِي. وَلَمْ يَدَعْ مَالًا يُنْفِقُ عَلَيَّ، وَلَا مَالًا وَرِثْتُهُ. وَلَا دَارًا يَمْلِكُهَا. فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْذَنَ لِي فَأَلْحَقَ بِدَارِ أَهْلِي وَدَارِ إِخْوَتِي فَإِنَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَأَجْمَعُ لِي فِي بَعْضِ أَمْرِي. قَالَ:

٢٠٣١- حضرت زینب بنت کعب بن عجرہ ؓ جو حضرت ابوسعید خدری ؓ کی زوجہ محترمہ تھیں، حضرت ابوسعید ؓ کی ہمشیرہ حضرت فریعہ بنت مالک ؓ سے روایت کرتی ہیں، انھوں نے فرمایا: میرے شوہر اپنے کچھ (بھاگے ہوئے) غلاموں کی تلاش میں نکلے۔ (آخر) ''قدوم'' جگہ کے قریب انھیں جا لیا۔ غلاموں نے انھیں شہید کر دیا۔ جب مجھے میرے خاوند کی وفات کی خبر ملی تو میں اپنے خاندان کے محلے سے دور انصار کے ایک مکان میں رہائش پذیر تھی۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خاوند کی وفات کی خبر اس حال میں ملی ہے کہ میں ایک ایسے مکان میں رہ رہی ہوں جو میرے خاندان کے محلے سے بھی دور ہے اور میرے بھائیوں کے گھروں سے بھی دور ہے۔ اور اس نے کوئی مال بھی نہیں چھوڑا جس سے میرا خرچ چلتا رہے، نہ کوئی مال چھوڑا ہے جو مجھے ترکے میں ملے، نہ ان کی ملکیت میں کوئی گھر تھا۔ اگر آپ مناسب

٢٠٣١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل، ح: ٢٣٠٠ من حديث سعد بن إسحاق به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٠٤، والذهلي، والحاكم، والذهبي.

«فَافْعَلِي إِنْ شِئْتِ» قَالَتْ، فَخَرَجْتُ قَرِيرَةَ عَيْنِي لِمَا قَضَى اللهُ لِي عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي بَعْضِ الْحُجْرَةِ دَعَانِي فَقَالَ: «كَيْفَ زَعَمْتِ؟» قَالَتْ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «امْكُثِي فِي بَيْتِكِ الَّذِي جَاءَ فِيهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ» قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً.

سمجھیں تو مجھے اجازت دے دیں کہ میں اپنے اقارب اور اپنے بھائیوں کے گھر چلی جاؤں۔ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے اور اس سے میرے (روز مرہ کے) کام بہتر طور پر چلتے رہیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو یوں ہی کر لو۔'' وہ فرماتی ہیں: میں باہر نکلی تو مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ میں ابھی مسجد ہی میں تھی یا گھر کے صحن ہی میں تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے (دوبارہ) طلب فرما لیا' پھر فرمایا: ''تم نے کیسے بیان کیا؟'' میں نے دوبارہ صورت حال پیش کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تک اللہ کی مقرر کردہ مدت (موت کی عدت) پوری نہیں ہو جاتی' اسی گھر میں رہائش رکھو جہاں تمھیں اپنے خاوند کی وفات کی خبر پہنچی۔'' چنانچہ میں نے چار ماہ دس دن تک وہیں عدت گزاری۔

فوائد ومسائل: ① عورت کو عدت اسی مکان میں گزارنی چاہیے جہاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ ② خاوند کی وفات پر عدت چار مہینے دس دن ہے۔ اور اگر عورت حاملہ ہو تو عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے اگرچہ خاوند کی وفات کے چند لمحے بعد ہی ولادت ہو جائے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: هَلْ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ فِي عِدَّتِهَا (التحفة ٩)

باب: ٩- کیا عورت عدت کے دوران میں گھر سے باہر جا سکتی ہے؟

٢٠٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ فَقُلْتُ لَهُ: امْرَأَةٌ

٢٠٣٢- حضرت عروہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں مروان کے پاس گیا اور ان سے کہا: آپ کے خاندان کی ایک عورت کو طلاق ہو گئی ہے۔ میرا گزر اس کے ہاں سے ہوا تو دیکھا کہ وہ (کسی

٢٠٣٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من أنكر ذٰلك على فاطمة بنت قيس، ح: ٢٢٩٢ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ٥٣٢٦.

مِنْ أَهْلِكَ طُلِّقَتْ. فَمَرَرْتُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَنْتَقِلُ. فَقَالَتْ: أَمَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، وَأَخْبَرَتْنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ. فَقَالَ مَرْوَانُ: هِيَ أَمَرَتْهُمْ بِذٰلِكَ. قَالَ عُرْوَةُ، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ لَقَدْ عَابَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ، وَقَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَسْكَنٍ وَحْشٍ. فَخِيفَ عَلَيْهَا. فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

اور گھر میں) منتقل ہو رہی ہے۔ وہ کہتی ہے: ہمیں حضرت فاطمہ بنت قیس ﷞ نے منتقل ہونے کو کہا ہے اور بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (فاطمہ بنت قیس ﷞ کو) رہائش تبدیل کر لینے کا حکم دیا تھا۔ مروان نے کہا: انھوں (فاطمہ) نے ہی انھیں ایسا کرنے کو کہا ہے۔ عروہ ﷫ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! حضرت عائشہ ﷞ نے اس پر تنقید کی تھی اور کہا تھا کہ فاطمہ ایک ویران گھر میں تھیں اور انھیں خطرہ تھا (کہ اکیلی پا کر کوئی بدخواہ نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے) اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اجازت دی تھی۔

فوائد ومسائل: ① طلاق کے بعد بھی عدت خاوند کے گھر ہی گزارنی چاہیے۔ ② اگر کوئی شدید عذر موجود ہو تو رہائش تبدیل کی جا سکتی ہے۔ ③ ویران گھر کا مطلب یہ ہے کہ اس کے قریب آبادی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ ④ حضرت فاطمہ بنت قیس ﷞ کو رسول اللہ ﷺ نے عذر کی وجہ سے رہائش تبدیل کر لینے کی اجازت دی تھی۔ حضرت فاطمہ ﷞ نے اسے عام حکم سمجھا۔ حضرت عائشہ ﷞ نے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا اور واضح کیا کہ ہر عورت کو اس طرح اجازت نہیں اور یہی موقف درست ہے۔

٢٠٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ. فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَحَوَّلَ.

٢٠٣٣- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت قیس ﷞ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ڈر لگتا ہے کہ کوئی میرے گھر میں نہ گھس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں منتقل ہو جانے کا حکم دے دیا۔

٢٠٣٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ:

٢٠٣٤- حضرت جابر بن عبداللہ ﷞ سے روایت

٢٠٣٣ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٢، والنسائي، ح: ٣٥٧٧، كلاهما عن محمد بن المثنى عن حفص بن غياث حدثنا هشام عن أبيه عن فاطمة بنت قيس به، وهو الصواب، وقوله: "عن عائشة قالت"، وهم.

٢٠٣٤ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها، ◄◄

حَدَّثَنَا رَوْحٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِي. فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا. فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ. فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «بَلَى. فَجُدِّي نَخْلَكِ. فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفاً».

ہے انھوں نے فرمایا: میری خالہ کو طلاق ہوگئی۔ انھوں نے اپنے کھجوروں کے درختوں کا پھل اتارنا چاہا۔ ایک آدمی نے انھیں گھر سے نکل کر (باغ میں) جانے سے منع کیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں (اور مسئلہ پوچھا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اپنی کھجوروں کا پھل اتار لو شاید تم صدقہ کرو یا کوئی نیکی کا کام کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آ جائے جس کے لیے عورت کا گھر سے نکلنا ضروری ہو تو عدت میں بھی گھر سے نکل سکتی ہے۔ ② حضرت جابر ؓ کی خالہ اگر باغ کا پھل نہ اترواتیں تو پھل ضائع ہو جاتا' لہٰذا فصل ضائع ہونے سے بچانے کے لیے انھیں گھر سے نکلنا پڑا۔ ③ نیکی کے کام سے بعض علماء نے فرض زکاۃ کی ادائیگی مراد لی ہے' یعنی اگر پھل گھر آئے گا تو تم زکاۃ دوگی اور صدقہ کروگی تو اس سے تمھیں ثواب ہوگا اور غریبوں کو فائدہ ہوگا' نیز باقی کھجوریں سال بھر تمھارے کام آئیں گی؟ اس لیے گھر سے نکلنے کے لیے یہ معقول وجہ ہے۔ ④ چھوٹے موٹے کام کے لیے گھر سے باہر نکلنا عدت کے اندر مناسب نہیں۔ اسی طرح کسی رشتے دار سے ملنے کے لیے یا شادی غمی میں شرکت کے لیے نہیں جانا چاہیے کیونکہ یہ کام ایسے نہیں جو اس کے لیے انتہائی ضروری ہوں۔

(المعجم ١٠) - بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا هَلْ لَهَا سُكْنَى وَنَفَقَةٌ؟ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- کیا تین طلاق والی عورت کو رہائش اور خرچ ملے گا؟

٢٠٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ ابْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: إِنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا.

٢٠٣٥- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے کہ ان کے خاوند نے انھیں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں رہائش اور خرچ نہ دلوایا۔

◄◄ ح: ١٤٨٣ من حديث حجاج وغيره به.

٢٠٣٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٦٩.

فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ سُكْنَى وَلاَ نَفَقَةً.

فوائد ومسائل: ① طلاق بائن کے بعد عدت میں عورت کو خرچ دینا مرد کے ذمے نہیں۔ ② بعض علماء نے طلاق بائن کے بعد بھی عدت میں عورت کا خرچ اور رہائش وغیرہ کا انتظام مرد کے ذمے قرار دیا ہے۔ ان کی دلیل سورۂ طلاق کی پہلی آیت ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ ''انھیں ان کے گھروں سے مت نکالو نہ وہ خود نکلیں' سوائے اس کے کہ وہ کھلی برائی کا ارتکاب کریں۔'' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت رجعی طلاق والی عورت کے بارے میں ہے کیونکہ اس کے بعد یہ فرمان ہے: ﴿لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا﴾ ''تم نہیں جانتے' شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔'' اس آیت میں نئی بات سے مراد یہ ہے کہ ایک گھر میں رہنے سے امید ہے کہ میاں بیوی کے درمیان محبت کے جذبات پیدا ہو کر رجوع ہونے کا امکان ہوگا۔ بائن طلاق کے بعد یہ امکان نہیں کیونکہ رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار' باب ماجاء في نفقة المبتوتة و سكناها' وباب النفقة و السكنى للمعتدة الرجعية) ③ اگر عورت حمل سے ہو تو عدت کے دوران میں اس کا خرچ مرد کے ذمے ہے' خواہ طلاق بائن ہی کیوں نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ٦٥:٦) ''اگر وہ حمل سے ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک انھیں خرچ دیتے رہو۔''

٢٠٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: طَلَّقَنِي زَوْجِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلاَثًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ سُكْنَى لَكِ وَلاَ نَفَقَةَ».

٢٠٣٦- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ مجھے میرے خاوند نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے نہ رہائش ہے نہ خرچ۔''

(المعجم ١١) - بَابُ مُتْعَةِ الطَّلَاقِ (التحفة ١١)

باب:١١- طلاق کے وقت کچھ دے کر رخصت کرنا

٢٠٣٦ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٢ من حديث مغيرة به نحو المعنى، وانظر، ح: ٢٠٢٤.

٢٠٣٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ أَبُو الأَشْعَثِ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ الْجَوْنِ تَعَوَّذَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «لَقَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ» فَطَلَّقَهَا. وَأَمَرَ أُسَامَةَ أَوْ أَنَساً، فَمَتَّعَهَا بِثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ رَازِقِيَّةٍ.

۲۰۳۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرہ بنت جون ؓ کو جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا (جب ان کی رخصتی ہوئی) تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی (یہ کہا: آپ سے اللہ بچائے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کی پناہ لی ہے جس کی پناہ لی جاتی ہے۔'' چنانچہ آپ نے اسے طلاق دے دی۔ اور حضرت اسامہ ؓ یا حضرت انس ؓ کو حکم دیا تو انھوں نے اسے تین سفید سوتی کپڑے دے دیے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔ علاوہ ازیں علامہ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں: اس میں حضرت اسامہ اور حضرت انس ؓ کا ذکر منکر ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح الفاظ صحیح بخاری میں ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ابو اسید ؓ کو حکم دیا کہ (اسے اس کے والدین کے ہاں بھیجنے کے لیے) تیار کریں اور اسے پہننے کے لیے دو سوتی کپڑے دے دیں۔'' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محققین نے کہا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۵/ ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳ وإرواء الغليل: ۷/ ۱۴۶، حديث: ۲۰۶۴، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۲۰۳۷) ② حضرت عمرہ بنت جون ؓ کے منہ سے یہ نامناسب الفاظ کسی غلط فہمی کی وجہ سے نکل گئے تھے۔ ③ جو شخص اللہ کے نام سے سوال کرے یا پناہ مانگے اس کا سوال پورا کرنا چاہیے، حدیث نبوی ہے: ''جو شخص تم سے اللہ کی پناہ مانگے اسے پناہ دو، جو تم سے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اسے دو، جو تمھیں دعوت دے اس کی دعوت قبول کرو اور جو تم سے نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو، اگر تمھیں (اس کا بدلہ دینے کے لیے مناسب چیز) نہ ملے تو اس کے حق میں اللہ سے دعائیں کرو حتی کہ تمھیں یقین ہو جائے کہ تم نے (احسان کا) بدلہ اتار دیا ہے۔'' (سنن أبي داود، الأدب، باب في الرجل يستعيذ من الرجل، حديث: ۵۱۰۹) ④ نکاح کے بعد خلوت سے پہلے طلاق دی جائے تو اگر حق مہر کا تعین ہو چکا ہو تو آدھا حق مہر دینا چاہیے۔ (البقرة ۲: ۲۳۷) اگر حق مہر کا تعین نہ ہوا ہو تو بقدر استطاعت اسے ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔

٢٠٣٧- [إسناده موضوع] * عبيد بن القاسم متروك، كذبه ابن معين، واتهمه أبوداود بالوضع (تقريب)، وأصله في الصحيح البخاري، ح: ٥٢٥٤، وانظر، ح: ٢٠٥٠.

(المعجم ١٢) - **بَابُ الرَّجُلِ يَجْحَدُ الطَّلَاقَ** (التحفة ١٢)

٢٠٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَبُو حَفْصٍ التِّنِّيسِيُّ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا، فَجَاءَتْ عَلَى ذٰلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ، اسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا. فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ. وَإِنْ نَكَلَ فَنُكُولُهُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ. وَجَازَ طَلَاقُهُ».

باب:۱۲- اگر آدمی کہے کہ اس نے طلاق نہیں دی

۲۰۳۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب عورت خاوند سے طلاق مل جانے کا دعویٰ کرے اور ایک قابل اعتماد گواہ پیش کر دے تو اس کے خاوند سے قسم اٹھانے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے قسم کھالی (کہ میں نے طلاق نہیں دی) تو گواہ کی گواہی کالعدم ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے قسم سے انکار کیا تو اس کا انکار دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس کی طلاق نافذ کر دی جائے گی۔‘‘

(المعجم ١٣) - **بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَاعِبًا** (التحفة ١٣)

٢٠٣٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ [حَبِيبِ بْنِ أَرْدَكَ]: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ».

باب:۱۳- ہنسی مذاق میں طلاق دینے‘ نکاح کرنے اور رجوع کرنے کا بیان

۲۰۳۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تین چیزیں قصد وارادے سے کی جائیں تو بھی حقیقی (شمار ہوتی) ہیں اور ہنسی مذاق میں کی جائیں تو بھی حقیقی (شمار ہوتی) ہیں: نکاح‘ طلاق اور رجوع۔‘‘

٢٠٣٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٦٤، ١٦٦ من حديث محمد بن يحيى به، وقال أبوحاتم الرازي: "حديث منكر" (علل الحديث: ١/ ٤٣٢)، وحسنه البوصيري وانظر، ح: ٩١٩ لعلته، وفيه علة أخرى، وانظر، ح: ٧٢٨.

٢٠٣٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الطلاق على الهزل، ح: ٢١٩٤ من حديث عبدالرحمٰن به، وحسنه الترمذي، ح: ١١٨٤، وصححه الحاكم وغيره.

فوائد ومسائل: ① نکاح کا تعلق بہت اہم تعلق ہے جس کی وجہ سے ایک مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جاتے ہیں اور ذمہ داریاں قبول کرتے ہیں۔ اسی تعلق کی بنا پر ان کی اولاد جائز قرار پاتی ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ایسے احکام نازل ہوئے ہیں جن سے اس کا تقدس قائم رہے۔ ② نکاح کا تعلق قائم رکھنے یا منقطع کرنے کا تعلق زبان کے الفاظ سے ہے' اس لیے اس اہم تعلق کو مذاق کا نشانہ نہیں بننا چاہیے۔ ③ نکاح' طلاق اور رجوع میں مذاق کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ کوئی شخص مذاق کا دعویٰ کر کے اپنی ذمہ داریوں سے فرار حاصل نہ کرے۔ عین ممکن ہے کہ ایک مرد کسی عورت سے نکاح کرے' بعد میں کہہ دے کہ میں نے مذاق میں نکاح کیا تھا جب کہ عورت نے سچے دل سے اسے زندگی کا ساتھی تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں اس واقعہ کو مذاق تسلیم کر لینا عورت پر ظلم اور مرد کو شتر بے مہار بنا دینے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اگر طلاق میں مذاق کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو طلاق کا پورا نظام ہی کالعدم ہو جائے گا۔ ④ ایک شرعی ذمہ داری قبول کرتے وقت یا اس سے دست بردار ہوتے وقت انسان کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس کے نتائج پر غور کر لینا چاہیے تاکہ بعد میں ندامت اور پریشانی نہ ہو۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- زبان سے طلاق کے الفاظ بولے بغیر دل میں طلاق دینا

٢٠٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، جَمِيعاً عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا. مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ، أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ».

۲۰۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت کے لوگوں سے وہ سب کچھ معاف کر دیا ہے جو وہ اپنے دلوں سے بات کریں' جب تک اس (خیال) کو عمل میں نہ لائیں یا (زبان سے) کلام نہ کریں۔''

٢٠٤٠ـ أخرجه البخاري، العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه . . . الخ، ح:٢٥٢٨، ٥٢٦٩، ٦٦٦٤، ومسلم، الإيمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح:١٢٧ من طرق عن قتادة به.

فوائد ومسائل: ① انسان کے دل میں مختلف خیالات آتے رہتے ہیں جن میں اچھے خیالات بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ یہ جب تک خیالات کی حد تک رہیں ان پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ ② جب خیال عزم کے درجے پر پہنچ جائے تو نیک عزم کا ثواب ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص برے کام کا پروگرام بناتا ہے لیکن کسی وجہ سے وہ پروگرام ناکام ہو جاتا ہے تو اس نے جس حد تک کوشش کی ہے اس کا گناہ ہوگا' مثلاً: ایک شخص پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن وہ بچ گیا تو حملہ آور کو گناہ بہر حال ہوگا اگرچہ وہ قتل نہیں کر سکا۔ ارشاد نبوی ہے: ''جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جائیں گے۔'' عرض کیا گیا: یہ تو قاتل ہے (اس لیے مجرم ہے) مقتول (کو سزا ملنے) کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ''وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل کی شدید خواہش رکھتا تھا۔'' (صحیح البخاري' الفتن' باب إذا التقی المسلمان بسیفیهما' حدیث: ٧٠٨٣) ③ بعض اعمال کا تعلق صرف دل سے ہے' مثلاً: محبت' نفرت' خوف وغیرہ' ان میں سے جو چیز دل میں بیٹھ جاتی ہے اور دوسرے اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے' اس پر ثواب وعذاب ملتا ہے' مثلاً: اللہ سے محبت' رسول اللہ ﷺ سے محبت' قرآن کا احترام' یا کسی نیک کام سے نفرت یا کسی نیک آدمی سے بغض وغیرہ۔ ایمان' کفر' اخلاص اور نفاق کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ طَلَاقِ الْمَعْتُوهِ وَالصَّغِيرِ وَالنَّائِمِ** (التحفة ١٥)

باب: ١٥- دیوانے' نابالغ اور سوئے ہوئے کی طلاق

٢٠٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ. وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبَرَ. وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى

٢٠٤١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: سوئے ہوئے سے حتی کہ وہ جاگ پڑے' بچے سے حتی کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے حتی کہ اس کی عقل واپس آ جائے' یا اسے (وقتی طور پر) افاقہ ہو جائے۔''

٢٠٤١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في المجنون يسرق أو يصيب حدًا، ح: ٤٣٩٨ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، الراوي عن إبراهيم النخعي، هو حماد بن أبي سليمان.

يَعْقِلَ، أَوْ يُفِيقَ».

قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ: «وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ».

ایک روایت میں ہے: ''(ذہنی) بیماری والے سے حتی کہ وہ تندرست ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① قلم اٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ ② حدیث میں مذکور افراد کے کسی عمل کی کوئی قانونی حیثیت نہیں' وہ اعمال کالعدم ہیں۔ ③ اگر کوئی شخص نیند میں اپنی زبان سے ''طلاق'' کے الفاظ نکالے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ نہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا تھا' نہ اسے معلوم تھا کہ اس نے طلاق دی ہے۔ ④ نابالغ بچے کے نکاح طلاق وغیرہ کے معاملات اس کے سرپرست کے ہاتھ میں ہیں' لہٰذا طلاق بھی بچے کے دینے سے نہیں بلکہ سرپرست کی مرضی سے ہوگی۔ جب بالغ ہو جائے' پھر اس کی طلاق معتبر ہوگی۔ اس میں سرپرست کی منظوری یا ناراضی کا اثر نہیں ہوگا۔ ⑤ مجنون کی بیماری اگر اس قسم کی ہو کہ وہ کبھی ہوش میں ہوتا ہے' کبھی نہیں تو جب وہ ہوش وحواس میں ہو اور اسی حالت میں طلاق دے' تب اس کی طلاق معتبر ہوگی ورنہ نہیں۔ اگر اسے کبھی ہوش نہیں آتا تو اس کے منہ سے نکلی ہوئی طلاق کالعدم ہے۔ اگر عورت اس سے الگ ہونے کی ضرورت محسوس کرتی ہے تو عدالت کے ذریعے سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔

٢٠٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِيرِ وَعَنِ الْمَجْنُونِ وَعَنِ النَّائِمِ».

۲۰۴۲- حضرت علی بن ابو طالب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچے سے' پاگل سے اور سوئے ہوئے سے قلم اٹھا لیا جاتا ہے۔''

(المعجم ١٦) - بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- زبردستی کی طلاق اور بھول سے طلاق کا بیان

٢٠٤٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۲۰۴۳- حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے'

٢٠٤٢ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، القاسم بن يزيد هٰذا مجهول، وأيضًا لم يدرك علي بن أبي طالب"، والحديث السابق شاهد له.

٢٠٤٣ـ [صحيح] انظر، ح: ٩٢١ لعلته، والحديث صحيح بشواهده، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم على ضعف أبي بكر الهذلي"، والحديث الآتي شاهد له.

يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ» .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری خاطر میری امت کو غلطی' بھول اور وہ کام معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں مجبور کیا گیا ہو۔''

فوائد و مسائل: ① غلطی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کام کرنا چاہتا تھا' بلا ارادہ وہ کام غلط ہو گیا' اسے گناہ نہیں ہوگا' تاہم کیے ہوئے کام کو دوبارہ صحیح انداز سے انجام دینا' یا اس کی مناسب طریقے سے تلافی کرنا ضروری ہے۔ ② بھول کا مطلب ہے کہ کام کرنے والے کو یاد نہ رہے' مثلاً: نماز کا وقت ہو جانے پر وہ کسی کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ جب فارغ ہوا تو اسے یاد نہ رہا کہ نماز نہیں پڑھی' یا روزہ رکھ کر کھا پی لیا کیونکہ اسے یاد نہیں رہا تھا کہ وہ روزے سے ہے' یا کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا' جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آیا تو یاد نہ رہا' اس لیے وقت پر وعدہ پورا نہ ہو سکا تو اس تاخیر وغیرہ کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ③ جب کسی کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر کوئی ناجائز کام کروایا جائے' یا کسی ناقابل برداشت نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر ایسا کام کرنے پر مجبور کر دیا جائے جو وہ کرنا نہیں چاہتا تو وہ کام کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا' مجبور کرنے والے پر اس غلط کام کا گناہ بھی ہوگا اور زبردستی کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔ ④ اگر کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے' وہ اپنی جان بچانے کے لیے طلاق کے الفاظ بول دے' یا لکھ دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی جیسے کہ حدیث ۲۰۴۶ میں صراحت ہے۔

٢٠٤٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهِ صُدُورُهَا . مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ . وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ» .

۲۰۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان کے دلوں میں آنے والے وسوسے معاف کر دیے ہیں' جب تک ان پر عمل نہ کریں' یا انھیں زبان سے ادا نہ کریں اور (وہ گناہ بھی معاف کر دیے ہیں) جن پر انھیں زبردستی مجبور کیا جائے۔''

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۰۴۰ کے فوائد۔

٢٠٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٤٠ .

٢٠٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

۲۰۴۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی' بھول اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انہیں زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔''

٢٠٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا طَلَاقَ، وَلَا عَتَاقَ فِي إِغْلَاقٍ».

۲۰۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبردستی میں نہ طلاق ہوتی ہے' نہ غلام آزاد ہوتا ہے۔''

(المعجم ١٧) - بَابٌ: لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی

٢٠٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۲۰۴۷- حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے

٢٠٤٥_ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٥٦، ٣٥٧ من حديث محمد بن المصفّى به، وأخرج الدارقطني: ٤/ ١٧٠، ١٧١، والبيهقي: ٧/ ٣٥٦، وغيرهما من طريق بشر نا الأوزاعي عن عطاء عن عبيد بن عمير عن ابن عباس به نحو المعنى، وقال البيهقي: "جود إسناده بشر بن بكر وهو من الثقات"، فالسند صحيح، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٤٩٨، والحاكم: ٢/ ١٩٨، والذهبي وغيره، وله شواهد كثيرة.

٢٠٤٦_ [حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الطلاق على غلط، ح: ٢١٩٣، وأحمد: ٦/ ٢٧٦ من حديث ابن إسحاق حدثني ثور بن يزيد الكلاعي عن محمد بن عبيد بن أبي صالح المكي به، وهو الصواب، وصححه الحاكم، وردّه الذهبي، وله شواهد، منها طريق الحاكم عن عائشة رضي الله عنها، وإسناده حسن.

٢٠٤٧_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء لا طلاق قبل النكاح، ح: ١١٨١ من طريق هشيم، وأبوداود، الطلاق، باب في الطلاق قبل النكاح، ح: ٢١٩٠، ٢١٩١، ٢١٩٢ من حديث عبدالرحمٰن بن الحارث، كلاهما عن عمرو بن شعيب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ولفظ الحاكم: ٢/ ٢٠٥ "لا طلاق قبل النكاح"، وصححه الذهبي، ولفظ أبي داود: "ولا عتق إلا فيما تملك".

هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَامِرٌ الأَحْوَلُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، جَمِيعاً عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ طَلاَقَ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ».

اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس (عورت) کو طلاق نہیں (دی جا سکتی) جو طلاق دینے والے کی ملکیت (منکوحہ) نہ ہو۔“

٢٠٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ طَلاَقَ قَبْلَ نِكَاحٍ. وَلاَ عِتْقَ قَبْلَ مِلْكٍ».

۲۰۴۸- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور مالک بننے سے پہلے غلام کا آزاد کرنا (درست) نہیں۔“

٢٠٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جُوَيْبِرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ طَلاَقَ قَبْلَ النِّكَاحِ».

۲۰۴۹- حضرت علی ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔“

فائدہ: اگر کوئی شخص یہ کہے: ”اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق۔“ تو یہ ایک لغو کلام ہوگا جس کا کوئی اثر نہیں ہوگا‘ اسی طرح اگر کہے: ”میں جس عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے۔“ اس کے بعد نکاح کرے تو طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ جب طلاق دی تھی اس وقت وہ اس کی بیوی ہی نہیں تھی کہ طلاق پڑتی اور نکاح کے بعد دوبارہ طلاق دی نہیں۔

(المعجم ١٨) - بَابُ مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلاَقُ مِنَ الْكَلاَمِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- کن الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

٢٠٤٨ـ [حسن] وحسنه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

٢٠٤٩ـ [حسن] وضعفه البوصيري، والحديث حسن * جويبر ضعيف جدًا (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

۲۰۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ. قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَدَنَا مِنْهَا، قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُذْتِ بِعَظِيمٍ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ».

۲۰۵۰- امام (عبدالرحمٰن بن عمرو) اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے امام (محمد بن مسلم شہاب) زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کی کس زوجہ محترمہ نے نبی ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی تھی؟ انھوں نے کہا: مجھے حضرت عروہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ بنت جون (رضی اللہ عنہا) جب نبی ﷺ کے پاس (خلوت میں) پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے قریب گئے انھوں نے کہا: میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے عظیم ہستی کی پناہ لے لی' اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔''

فوائد ومسائل: ① طلاق کے لیے بعض الفاظ صریح ہیں' مثلاً: ''تجھے طلاق ہے۔'' ''میں نے تجھے طلاق دی۔'' ان سے بالاتفاق طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ② بعض الفاظ ایسے ہیں کہ ان سے طلاق بھی مراد ہو سکتی ہے اور کوئی دوسرا مفہوم بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ انھیں ''کنایہ'' کے الفاظ کہتے ہیں۔ ان میں کہنے والے کی نیت کو دخل ہے۔ اگر اس نے طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں' مثلاً: اس حدیث میں ''اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا'' سے مراد طلاق ہے لیکن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کے مشہور واقعے میں جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ بیوی سے مقاربت نہ کریں تو انھوں نے بیوی سے یہی الفاظ کہے: [اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ] ''اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جا۔'' اور وہ طلاق شمار نہیں ہوئی کیونکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ تم اس گھر میں رہائش نہ رکھو جہاں میں موجود ہوں' ایسا نہ ہو کہ نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہو جائے اور میں مقاربت کر بیٹھوں۔ (صحیح البخاري' المغازي' باب حدیث کعب بن مالك' حدیث:۴۴۱۸) ③ اس واقعہ سے متعلق چند فوائد حدیث: ۲۰۳۷ کے تحت بیان ہو چکے ہیں۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ طَلَاقِ الْبَتَّةِ (التحفة ۱۹)

باب:۱۹- طلاق بتہ کا بیان

۲۰۵۰ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من طلق، وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق؟، ح:۵۲۵۴ من حديث الوليد به.

٢٠٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ. فَقَالَ: «مَا أَرَدْتَ بِهَا؟» قَالَ: وَاحِدَةً. قَالَ: «آللّٰهِ مَا أَرَدْتَ بِهَا إِلَّا وَاحِدَةً؟» قَالَ: آللّٰهِ مَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا وَاحِدَةً. قَالَ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

٢٠٥١- حضرت یزید بن رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی' پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (لفظ) سے تیری نیت کیا تھی؟'' انھوں نے کہا: ایک طلاق کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہو کہ تمھاری نیت ایک ہی طلاق کی تھی؟'' انھوں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! میری نیت صرف ایک طلاق کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو دوبارہ ان کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ (اور صحابی کو رجوع کرنے کی اجازت دے دی۔)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَاجَه: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ: مَا أَشْرَفَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ابوالحسن علی بن محمد طنافسی کو فرماتے ہوئے سنا: یہ حدیث کتنی اچھی ہے! (کیونکہ اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ طلاق بتہ میں مرد کی نیت پر فیصلہ ہوگا۔ اگر مرد نے ایک طلاق کی نیت کی ہوگی تو ایک واقع ہوگی' اگر تین کی نیت ہوگی تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔)

قَالَ ابْنُ مَاجَه: أَبُو [عُبَيْدٍ] تَرَكَهُ نَاجِيَةُ، وَأَحْمَدُ جَبُنَ عَنْهُ.

(نیز) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوعبید کو ناجیہ نے متروک قرار دیا اور امام احمد نے اس سے روایت کرنے کی جرأت نہیں کی۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- مرد کا اپنی بیوی کو (نکاح میں رہنے یا الگ ہو جانے کا) اختیار دینا

٢٠٥١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في البتة، ح:٢٢٠٨ من حديث جرير به، وأخرجه الترمذي، ح:١١٧٧، وذكر كلامًا * الزبير بن سعيد لين الحديث (تقريب)، ويغني عنه طريق أبي داود، ح:٢٢٠٦، ٢٢٠٧ وغيره نحو المعنى، وصححه أبوداود، والحاكم، والقرطبي، ولم أر لمضعفيه حجة.

٢٠٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَاخْتَرْنَاهُ. فَلَمْ يَرَهُ شَيْئاً.

۲۰۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا۔ ہم نے آپ ﷺ (کی زوجیت میں رہنے) کو منتخب کر لیا۔ تو آپ نے اسے (طلاق وغیرہ) کچھ بھی شمار نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب فتوحات کے نتیجے میں مسلمانوں کی مالی حالت بہتر ہو گئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کی بہتر حالت کو دیکھ کر امہات المومنین نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے نان و نفقے میں اضافہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے پریشان ہوئے اور ایک مہینہ امہات المومنین سے الگ تھلگ ایک بالا خانے میں تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کے چوتھے رکوع کی آیات نازل فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تمھیں دنیا کی دولت مطلوب ہے تو وہ تمھیں مل جائے گی لیکن اس کے لیے مجھ سے علیحدگی اختیار کرنی ہوگی۔ اور اگر میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو پھر اسی طرح قناعت کی زندگی گزارنی پڑے گی جس طرح اب تک صبر و شکر کے ساتھ رہتی رہی ہو۔'' امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبر و قناعت سے رہنے کے حق میں فیصلہ دیا' چنانچہ وہ سب نبی ﷺ کے نکاح میں رہیں۔ (صحيح البخاري' الطلاق' باب من خير أزواجه...... ' حديث: ۵۲۶۲' وصحيح مسلم' الطلاق' باب في الإيلاء و اعتزال النساء و تخييرهن...... ' حديث: ۱۴۷۹) ② مرد کی طرف سے عورت کو اختیار دینا طلاق نہیں' البتہ اگر عورت اس اختیار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے الگ ہونے کا فیصلہ کر لے تو ایک رجعی طلاق واقع ہو جائے گی۔

٢٠٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ [الأحزاب: ٢٩] دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ

۲۰۵۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب سورۂ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ......﴾ ''اگر تم اللہ کی' اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی طالب ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر

٢٠٥٢_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خير أزواجه . . . الخ، ح: ٥٢٦٢، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخيير امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح: ١٤٧٧/ ٢٨ من حديث الأعمش به.

٢٠٥٣_ أخرجه البخاري، باب قوله: "وإن كنتن تردن الله ورسوله . . . الخ"، ح: ٤٧٨٦ تعليقًا، ومسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ١٤٧٥ من حديث الزهري به.

اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْراً. فَلاَ عَلَيْكِ أَنْ لاَ تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ، وَاللهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ. قَالَتْ: فَقَرَأَ عَلَيَّ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا﴾ [الأحزاب: ٢٨] الْآيَاتِ. فَقُلْتُ: فِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ قَدِ اخْتَرْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ.

عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''عائشہ! میں تجھے ایک بات کہہ رہا ہوں، بہتر ہے کہ تو اس (کا فیصلہ کرنے) میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔'' ام المومنین نے کہا: اللہ کی قسم! (آپ نے مشورہ لینے کو اس لیے فرمایا تھا کہ) آپ کو یقین تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دیں گے۔ ام المومنین ؓ فرماتی ہیں: (یہ فرمانے کے بعد) آپ نے مجھے وہ آیات پڑھ کر سنائیں: ﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا......﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تمھیں دنیا کی زندگی اور دنیا کی زیب و زینت مطلوب ہے تو آؤ میں تمھیں کچھ مال دے کر اچھے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ کی، اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی طالب ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔'' میں نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) کیا میں اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں نے (دنیا کی دولت کے مقابلے میں) اللہ اور اس کے رسول (کی رضا اور محبت) کا انتخاب کر لیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں حضرت عائشہ ؓ کی فضیلت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ان تک اللہ کا یہ پیغام پہنچایا۔ ② اس میں امہات المومنین ؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا بیان ہے۔ ③ امہات المومنین کے عظیم ایمان اور آخرت کے اجر و ثواب کی طلب کا ذکر ہے جس کی وجہ سے انھوں نے دنیا کی عیش و عشرت کی بجائے آخرت کے ثواب کے حصول کا فیصلہ فرما لیا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش کہ والدین سے مشورہ کر کے جواب دیں، اس لیے تھی کہ ام المومنین عائشہ ؓ کم عمری کی وجہ سے کوئی غلط جذباتی فیصلہ نہ کر بیٹھیں۔ ⑤ حضرت عائشہ ؓ کے والدین کے ایمان کی پختگی اور ایمانی فراست پر نبی ﷺ کا

اعتماد۔

(المعجم ٢١) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ (التحفة ٢١)

باب:٢١-عورت کا خلع لینا مکروہ ہے

٢٠٥٤- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُوبِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لاَ تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا الطَّلاَقَ فِي غَيْرِ كُنْهِهِ فَتَجِدَ رِيحَ الْجَنَّةِ. وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَاماً».

٢٠٥٤-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت بغیر کسی واقعی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق مانگے گی اسے جنت کی خوشبو نہیں آئے گی حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔“

٢٠٥٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلاَقَ فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ».

٢٠٥٥-حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے بغیر سخت مجبوری کے اپنے خاوند سے طلاق مانگی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔“

فوائد و مسائل: ① خلع کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنا سارا یا کچھ حق مہر خاوند کو دے کر اس سے طلاق لے لے۔ خاوند کے لیے جائز نہیں کہ جتنا مال اسے دے چکا ہے یا جتنا حق مہر مقرر ہوا ہے اس سے زیادہ کا مطالبہ کرے۔ ② خلع اس صورت میں جائز ہے جب عورت اس مرد کے نکاح میں نہ رہنا چاہتی ہو اور مرد اسے صحیح طریقے سے بسانے کا خواہش مند ہو۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بیوی کو تنگ کرتا ہے تا کہ وہ مجبور ہو کر خلع پر

٢٠٥٤ـ [حسن] وضعفه البوصيري، والحديث الآتي شاهد لبعضه * جعفر وعمارة جهلهما بعض العلماء، ووثقهما ابن حبان، والحاكم، والذهبي، انظر، ح:١٩٧٧، والله أعلم.

٢٠٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الخلع، ح:٢٢٢٦ من حديث حماد بن زيد به، وحسنه الترمذي، ح:١١٨٧، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

راضی ہو جائے تو یہ مرد کا عورت پر ظلم ہے۔ ③ عورت کے لیے جائز نہیں کہ کسی معقول وجہ کے بغیر خاوند سے طلاق لینے کی کوشش کرے۔ ④ اگر عورت واقعی یہ محسوس کرتی ہو کہ اس کا اس مرد کے ساتھ نباہ مشکل ہے تو خلع لینا جائز ہے' تاہم جس طرح مرد کو حتی الوسع طلاق سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے' اسی طرح عورت کو چاہیے کہ جہاں تک خلع سے بچ کر گھر بسانا ممکن ہو' اس کی کوشش کرے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابُ الْمُخْتَلِعَةِ يَأْخُذُ مَا أَعْطَاهَا** (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- خاوند خلع لینے والی سے اپنی دی ہوئی چیزیں واپس لے سکتا ہے

٢٠٥٦- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَمِيلَةَ بِنْتَ سَلُولٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: وَاللهِ مَا أَعْتِبُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلاَ خُلُقٍ. وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الإِسْلاَمِ. لاَ أُطِيقُهُ بُغْضًا. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا حَدِيقَتَهُ وَلاَ يَزْدَادَ.

٢٠٥٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت جمیلہ بنت سلول ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ کی قسم! میں ثابت (بن قیس بن شماس) ؓ کے دین اور اخلاق (کی کسی خرابی) کی وجہ سے ناراض نہیں لیکن مجھے مسلمان ہوتے ہوئے (خاوند کی) ناشکری کرنا اچھا نہیں لگتا۔ مجھے وہ اتنے برے لگتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تم اسے اس کا باغ واپس دے دو گی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت ؓ کو حکم دیا کہ ان سے باغ واپس لے لیں اور زائد کچھ نہ لیں۔

فوائد ومسائل: ① جب عورت محسوس کرے کہ وہ خاوند کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور اس کے لیے اس کے حقوق کی ادائیگی مشکل ہے تو طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ ② اس صورت میں اگر خاوند بغیر کچھ لیے طلاق دے دے تو وہ بھی صحیح ہے لیکن اسے طلاق کہا جائے گا' خلع نہیں۔ ③ جب عورت پورا حق مہر یا حق مہر کا کچھ حصہ دے کر طلاق لیتی ہے تو اسے خلع کہتے ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔ ④ خلع کی صورت میں خاوند کو صرف وہی کچھ لینا چاہیے جو اس نے دیا ہے' اس سے زیادہ نہیں لینا چاہیے۔ ⑤ خلع کا فیصلہ ہو جانے کی صورت میں عورت سے طے شدہ

٢٠٥٦ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣١٣ من حديث عبدالأعلى به، وقال: "كذا رواه عبدالأعلى بن عبدالأعلى عن سعيد بن أبي عروبة موصولاً وأرسله غيره عنه"، أخرجه البخاري، ح: ٥٢٧٣ وغيره من حديث خالد عن عكرمة عن ابن عباس به نحو المعنى.

مال لے کر ایک طلاق دے دینا کافی ہے جس کے بعد عدت گزار کر عورت دوسرا نکاح کر لے گی۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔'' (صحيح البخاري، الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه...... حديث : ٥٢٧٣)

٢٠٥٧- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَتْ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ. وَكَانَ رَجُلاً دَمِيماً. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ، لَوْلَا مَخَافَةُ اللهِ، إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ، لَبَسَقْتُ فِي وَجْهِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. [قَالَ]، فَرَدَّتْ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ. قَالَ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٢٠٥٧- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت حبیبہ بنت سہل ؓ حضرت ثابت بن قیس بن شماس ؓ کے نکاح میں تھیں اور وہ خوش شکل آدمی نہ تھے۔ حضرت حبیبہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی! اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آئے تھے میں ان کے چہرے پر تھوک دیتی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس کا باغ واپس کرتی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (راوی حدیث نے کہا:) چنانچہ انھوں نے ان کا باغ واپس کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کروا دی۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- خلع لینے والی کی عدت

٢٠٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَ، قُلْتُ لَهَا: حَدِّثِينِي حَدِيثَكِ. قَالَتْ:

٢٠٥٨- حضرت عبادہ بن ولید ؒ نے حضرت رُبَیِّع بنت معوذ بن عفراء ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے انھیں کہا: مجھے اپنا واقعہ سنائیے۔ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا' پھر میں نے حضرت عثمان ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا: مجھ پر کتنی عدت ہے؟ انھوں نے فرمایا: تم پر کوئی عدت

٢٠٥٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/٣ من حديث الحجاج به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لتدليس الحجاج، وهو ابن أرطاة"، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩.

٢٠٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، عدة المختلعة، ح: ٣٥٢٨ من حديث يعقوب به.

اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي. ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ. فَسَأَلْتُ: مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ؟ فَقَالَ: لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكِ، فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهُ حَتَّى تَحِيضِينَ حَيْضَةً. قَالَتْ: وَإِنَّمَا تَبِعَ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ. وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.

نہیں‘ سوائے اس صورت کے کہ اس نے تجھ سے تھوڑا عرصہ پہلے مقاربت کی ہو‘ تب تم اس کے پاس ٹھہری رہو حتی کہ ایک حیض آ جائے۔ حضرت رُبَیِّع رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مقدمے میں رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے کی پیروی کی تھی جو آپ ﷺ نے حضرت مریم مغالیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دیا تھا۔ وہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں‘ پھر انھوں نے خلع لے لیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① خلع کی ظاہری صورت اگرچہ طلاق کے مشابہ ہے‘ یعنی عورت کے مطالبے پر مرد اسے طلاق دیتا ہے‘ تاہم یہ حقیقت میں فسخ نکاح ہے‘ اس لیے اس کی عدت تین حیض نہیں بلکہ ایک حیض ہے۔ ② خلع کے بعد ایک حیض کا انتظار استبرائے رحم کے لیے ہے‘ یعنی اس کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ عورت امید سے تو نہیں۔ ایک بار حیض آنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر حیض نہ آئے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حمل سے ہے‘ لہٰذا بچے کی ولادت تک دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْإِيلَاءِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- عورت سے مقاربت نہ کرنے کی قسم کھا لینا

٢٠٥٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْراً. فَمَكَثَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْماً. حَتَّى إِذَا كَانَ مَسَاءَ ثَلَاثِينَ، دَخَلَ عَلَيَّ. فَقُلْتُ: إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْراً. فَقَالَ: «الشَّهْرُ كَذَا» يُرْسِلُ أَصَابِعَهُ

۲۰۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا لی کہ آپ ایک مہینہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف نہیں لے جائیں گے‘ چنانچہ آپ انتیس دن ٹھہرے رہے۔ جب تیسویں دن کی شام ہوئی تو آپ میرے ہاں تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی: آپ نے قسم کھائی تھی کہ مہینہ بھر آپ ہمارے پاس تشریف نہیں لائیں گے۔ (اور ابھی انتیس دن پورے ہوئے ہیں‘ صبح تیسواں دن

٢٠٥٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٥ من حديث عبدالرحمٰن (ابن محمد بن عبدالرحمٰن) بن أبي الرجال به، وقال البوصيري: "إسناده حسن" * عبدالرحمٰن بن أبي الرجال ثقة وثقه الجمهور، ولم يطعن أحد فيه بحجة، والنقل عن أبي داود لا يثبت من أجل جهالة الآجري ـ الراوي عنه ـ.

فِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ «وَالشَّهْرُ كَذَا» وَأَرْسَلَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَمْسَكَ إِصْبَعاً وَاحِداً فِي الثَّالِثَةِ.

ہوگا۔) تو آپ نے تین بار انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مہینہ اتنا ہوتا ہے (تیس دن کا۔'') اور (دوسری بار) ساری انگلیوں سے (دوبار) اشارہ فرما کر تیسری بار ایک انگلی بند کی' اور فرمایا: ''اور مہینہ اتنا بھی ہوتا ہے (انتیس دن کا۔'')

فوائد ومسائل: ① اگر خاوند کسی معقول وجہ سے ناراض ہو کر بیوی کے پاس کچھ مدت تک نہ جانے کی قسم کھا لے تو یہ جائز ہے' اسے ایلاء کہا جاتا ہے۔ ② ایلاء کی زیادہ سے زیادہ مدت چار مہینے ہے۔ اگر غیر معینہ مدت کی قسم کھائی ہو تو چار مہینے گزرنے کے بعد عورت اس کے خلاف دعوی دائر کر سکتی ہے۔ اور عدالت اسے حکم دے گی کہ بیوی سے تعلقات قائم کرے یا طلاق دے۔ (مفہوم سورۂ بقرہ آیت: ۲۲۶' ۲۲۷) ③ اگر خاوند نے چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لیے قسم کھائی ہو اور مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے وہ تعلقات قائم کرے تو اسے قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر مقررہ مدت تک اپنی قسم پر قائم رہے تو کفارہ نہیں ہوگا' نہ طلاق پڑے گی۔ ④ قسم کے کفارے کے لیے دیکھیے: فوائد حدیث: ۲۱۰۷۔ ⑤ ایلاء طلاق کے حکم میں نہیں۔ اس سے نہ ایک طلاق پڑتی ہے' نہ زیادہ۔

٢٠٦٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّمَا آلَى، لِأَنَّ زَيْنَبَ رَدَّتْ عَلَيْهِ هَدِيَّتَهُ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ أَقْمَأَتْكَ. فَغَضِبَ ﷺ. فَآلَى مِنْهُنَّ.

۲۰۶۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس لیے ایلاء کیا تھا کہ ام المومنین زینب ؓ نے آپ کا بھیجا ہوا ہدیہ واپس کر دیا تھا۔ (اس پر) حضرت عائشہ ؓ نے کہا: زینب ؓ نے آپ کی عظمت وشان کا خیال نہیں کیا۔ آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ نے ان (سب) سے ایلاء کر لیا۔

٢٠٦١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ

۲۰۶۱- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات ؓ سے ایک مہینے کے لیے ایلاء کیا۔ جب انتیس دن

٢٠٦٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٦ لعلته.

٢٠٦١ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح: ١٩١٠، ٥٢٠٢، ومسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ١٠٨٥ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به.

ابْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آلَى مِنْ بَعْضِ نِسَائِهِ شَهْراً. فَلَمَّا كَانَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ رَاحَ أَوْ غَدَا. فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّمَا مَضَى تِسْعٌ وَعِشْرُونَ. فَقَالَ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

ہو گئے تو (تیسویں دن) رسول اللہ ﷺ صبح یا شام کے وقت (امہات المومنین کے پاس) تشریف لے گئے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ابھی انتیس دن گزرے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا ہے۔''

فائدہ: ''مہینہ انتیس دن کا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔ اگر تیس دن کا ہوتا تو میں ایک دن مزید رک جاتا۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الظِّهَارِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- ظہار (بیوی کو ماں، بہن کہنے) کا بیان

٢٠٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ قَالَ: كُنْتُ امْرَأً أَسْتَكْثِرُ مِنَ النِّسَاءِ. لاَ أُرَى رَجُلاً كَانَ يُصِيبُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أُصِيبُ. فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي حَتَّى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ. فَبَيْنَمَا هِيَ تُحَدِّثُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ انْكَشَفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ. فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَوَاقَعْتُهَا. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي. فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي. وَقُلْتُ لَهُمْ: سَلُوا لِي رَسُولَ اللهِ

۲۰۶۲- حضرت سلمہ بن صخر بیاضی ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے عورتوں سے بہت رغبت تھی۔ میرے خیال میں کوئی مرد اتنی کثرت سے صحبت نہیں کرتا ہوگا جس کثرت سے میں کرتا تھا۔ جب رمضان شروع ہوا تو میں نے رمضان ختم ہونے تک بیوی سے ظہار کرلیا۔ ایک رات وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ کھل گیا۔ میں بے قابو ہو کر اس سے ہم بستر ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنی قوم (کے کچھ افراد) کے پاس جا کر اپنا واقعہ سنایا اور انھیں کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) پوچھ دیں (کہ اس کا کفارہ کیا ہے) انھوں نے کہا: ہم لوگ تو نہیں پوچھیں گے۔ (اگر ہم نے پوچھا تو) اللہ تعالیٰ ہمارے

٢٠٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ٢٢١٣ وغيره من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٠٠، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢٠٣، ووافقه الذهبي، وقال البخاري: "سليمان لم يسمع عندي من سلمة" * وابن إسحاق عنعن وتقدم، ح: ١٢٠٩، وله شاهد منقطع عند الترمذي وغيره.

ﷺ. فَقَالُوا: مَا كُنَّا نَفْعَلُ. إِذاً يُنْزِلَ اللهُ فِينَا كِتَاباً، أَوْ يَكُونَ فِينَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَوْلٌ، فَيَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهُ، وَلٰكِنْ سَوْفَ نُسَلِّمُكَ بِجَرِيرَتِكَ. اذْهَبْ أَنْتَ فَاذْكُرْ شَأْنَكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ، فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْتَ بِذَاكَ؟» فَقُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ. وَهَا أَنَا، يَارَسُولَ اللهِ صَابِرٌ لِحُكْمِ اللهِ عَلَيَّ. قَالَ: «فَأَعْتِقْ رَقَبَةً» قَالَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ إِلَّا رَقَبَتِي هٰذِهِ. قَالَ: «فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ» قَالَ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ وَهَلْ دَخَلَ عَلَيَّ مَا دَخَلَ مِنَ الْبَلَاءِ إِلَّا بِالصَّوْمِ؟ قَالَ: «فَتَصَدَّقْ [أَ]وْ أَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِيناً» قَالَ، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ، مَا لَنَا عَشَاءٌ. قَالَ: «فَاذْهَبْ إِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ، فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ. وَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِيناً. وَانْتَفِعْ بِبَقِيَّتِهَا».

بارے میں قرآن مجید (کی آیات) نازل فرمادے گا' یا رسول اللہ ﷺ کچھ (ناراضی والے) الفاظ ارشاد فرما دیں گے جو ہمارے لیے عار کا باعث بنے رہیں گے' اس لیے ہم تیرے گناہ کے بدلے تجھی کو بھیجتے ہیں۔ تو خود ہی جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا معاملہ عرض کر۔ (حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں روانہ ہوا حتی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اپنا واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے یہ کام کیا ہے؟'' میں نے کہا: میں نے یہ کام کیا ہے اور اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ اللہ کا میرے بارے میں جو حکم ہوگا' اس پر صبر (اور اسے دل سے قبول) کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کردو۔'' میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! میں تو صرف اپنی اس گردن کا مالک ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ لو۔'' میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! مجھ پر جو آزمائش آئی ہے' یہ بھی روزوں ہی کی وجہ سے آئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تب صدقہ کر۔'' یا فرمایا: ''ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔'' میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! ہم نے تو یہ رات اسی طرح گزاری ہے کہ ہمارے پاس شام کا کھانا بھی نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ بنو زریق کی زکاۃ جمع کرنے والے عامل کے پاس جا' اسے کہہ کہ وہ (اپنے قبیلے کی زکاۃ تجھے دے دے۔ (اس میں سے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور باقی سے خود فائدہ اٹھالینا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۶/ ۳۴۷- ۳۵۰ و إرواء الغليل: ۷/ ۱۷۶-۱۷۹، رقم: ۲۰۹۱) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور معناً صحیح ہے۔ ② ''ظہار'' کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے: ''تو میرے لیے ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھ پر اسی طرح حرام ہے جس طرح ماں حرام ہوتی ہے۔ ③ ظہار کرنا گناہ ہے لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ صرف اس وقت تک مقاربت منع ہو جاتی ہے جب تک کفارہ ادا نہ کر لیا جائے۔ ④ اس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پہلے ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ تک مسلسل روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دے۔ ⑤ جس شخص پر کسی وجہ سے کفارہ واجب ہو جائے اور وہ اتنا غریب ہو کہ ادا نہ کر سکتا ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ صدقات و زکاۃ سے اس کی مدد کریں تاکہ وہ کفارہ ادا کر سکے۔ ⑥ اگر مقررہ مدت کے لیے ظہار کیا جائے' پھر اس مدت میں مقاربت سے پرہیز کیا جائے تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ ⑦ اگر ظہار میں مدت کا ذکر نہ ہو تو جب بھی بیوی سے ملاپ کرنا چاہے گا' ضروری ہوگا کہ اس سے پہلے کفارہ ادا کرے۔

۲۰۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: تَبَارَكَ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ كُلَّ شَيْءٍ. إِنِّي لَأَسْمَعُ كَلَامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، وَيَخْفَى عَلَيَّ بَعْضُهُ، وَهِيَ تَشْتَكِي زَوْجَها إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَهِيَ تَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلَ شَبَابِي. وَنَثَرْتُ لَهُ بَطْنِي. حَتَّى إِذَا كَبِرَتْ سِنِّي، وَانْقَطَعَ وَلَدِي، ظَاهَرَ مِنِّي. اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ. فَمَا بَرِحَتْ حَتَّى نَزَلَ جِبْرَائِيلُ بِهٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ

۲۰۶۳- حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ بڑی برکتوں والا ہے جو سب کچھ سنتا ہے۔ جب حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے اپنے خاوند (حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ) کی شکایت کر رہی تھیں تو میں بھی ان کی باتیں سن رہی تھی لیکن کچھ باتیں (قریب ہونے کے باوجود) میری سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھیں: ''اے اللہ کے رسول! (میرا خاوند) میری جوانی کھا گیا' میں نے اس کے لیے (بچے جن جن کر) پیٹ خالی کر دیا۔ اب جب کہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور مجھے اولاد ہونا بند ہوگئی ہے تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ یا اللہ! میں تجھی سے شکایت کرتی ہوں۔ وہ ابھی

۲۰۶۳- [صحیح] تقدم، ح: ۱۸۸.

اَلَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيٓ إِلَى اللّٰهِ﴾ [المجادلة : ١].

وہیں تھیں کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہو گئے: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيٓ إِلَى اللّٰهِ......﴾ ”یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی......“

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ سننے کی صفت سے متصف ہے اور اس کی سماعت بندوں کی طرح محدود نہیں بلکہ لامحدود ہے۔ ② حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بڑھاپے کا ذکر اس لیے کیا کہ اگر وہ جوان ہوتیں تو ان کے لیے دوسرا نکاح کر لینا آسان ہوتا' کوئی نہ کوئی ان کی جوانی کے پیش نظر یا اولاد کی امید میں ان سے نکاح کر لیتا' اس طرح ان کے لیے بچوں کی دیکھ بھال آسان ہو جاتی۔ ③ مصیبت میں اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمام مشکلات حل کرنے والا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی حکم جاری نہیں کر سکتے تھے بلکہ اللہ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا تھا اسی پر عمل کرتے اور کرواتے تھے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيٓ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ (یونس ١٠:١٥) ”کہہ دیجیے: مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس (قرآن) میں ترمیم کروں میں تو اسی کی پیروی کروں گا جو کچھ میرے پاس وحی کے ذریعے سے پہنچا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔“

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْمُظَاهِرِ يُجَامِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کر لے (تو کیا حکم ہے؟)

٢٠٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الْمُظَاهِرِ

٢٠٦٤- حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہار کرنے والا جو مرد کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کر لے اس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”(اس کے ذمے) ایک ہی کفارہ ہے۔“

٢٠٦٤- [ضعيف] انظر، ح: ٢٠٦٢.

يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ. قَالَ: «كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ».

٢٠٦٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ. قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ. فَغَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ حِجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ، فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا. فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَلَّا يَقْرَبَهَا حَتَّى يُكَفِّرَ.

٢٠٦٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا' پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے ہم بستر ہوگیا' پھر اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! چاندنی میں میری نظر اس کی پازیبوں پر پڑی' پھر مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا' اور میں اس سے مباشرت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور اسے حکم دیا کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے قریب نہ جائے۔

فوائد ومسائل: ① ظہار کرنے والے کو کفارہ ادا کرنے تک بیوی سے الگ رہنا چاہیے۔ ② اگر وہ غلطی سے کفارہ ادا کرنے سے پہلے مقاربت کر لے تو اسے دو کفارے ادا نہیں کرنے پڑیں گے۔ ایک ہی کفارہ ادا کرے۔ اور اللہ سے معافی مانگے اور استغفار کرے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ اللِّعَانِ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- لعان کا بیان

٢٠٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جَاءَ عُوَيْمِرٌ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، فَقَالَ: سَلْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ:

٢٠٦٦- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عویمر ؓ حضرت عاصم بن عدی ؓ کے پاس آئے اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پوچھ کر بتایئے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو (گناہ میں ملوث) دیکھے اور (غصے

٢٠٦٥_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ٢٢٢٥ب، من حديث معمر به، وصححه الترمذي، ح: ١١٩٩.

٢٠٦٦_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث لقول الله تعالى: "الطلاق مرتان . . . الخ"، ح: ٥٢٥٩ وغيره، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٢ من حديث ابن شهاب الزهري به.

أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ، أَيُقْتَلُ بِهِ؟ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَعَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ. ثُمَّ لَقِيَهُ عُوَيْمِرٌ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ [فَقَالَ: صَنَعْتُ] أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ. سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَابَ الْمَسَائِلَ. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللهِ لَآتِيَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَأَسْأَلَنَّهُ. فَأَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَوَجَدَهُ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ فِيهِمَا. فَلَاعَنَ بَيْنَهُمَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللهِ لَئِنِ انْطَلَقْتُ بِهَا يَارَسُولَ اللهِ لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا. قَالَ، فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَصَارَتْ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ. ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «انْظُرُوهَا. فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ، فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا. وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ، فَلَا أُرَاهُ إِلَّا كَاذِبًا» قَالَ، فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوهِ.

میں آ کر) اسے قتل کر دے تو کیا اسے (قصاص میں) قتل کیا جائے گا؟ ورنہ وہ کیا کرے؟ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ (مسئلہ) دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے (اس قسم کے) سوالات کو ناپسند فرمایا۔ بعد میں حضرت عویمر رضی اللہ عنہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے دریافت کیا اور کہا: تم نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا: ہوا یہ ہے کہ تجھ سے مجھے بھلائی نہیں پہنچی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے سوالات کو ناپسند فرمایا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات پوچھوں گا' چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ پر ان کے بارے میں وحی نازل ہو چکی ہے۔ آپ نے ان دونوں (میاں بیوی) میں لعان کرا دیا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اگر اب میں اس عورت کو (گھر) لے جاؤں تو (اس کا مطلب ہے کہ) میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے' چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اس عورت کو طلاق دے دی' پھر لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہو گیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! اگر اس عورت کے ہاں سیاہ فام' سیاہ آنکھوں والا' بڑے سرینوں والا بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمر رضی اللہ عنہ) نے یقیناً سچ کہا ہے۔ اور اگر اس کے ہاں بیر بہوٹی جیسا سرخ بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمر) نے ضرور جھوٹ بولا ہے۔'' راوی بیان

کرتے ہیں: پھر اس عورت کے ہاں بری صورت والا

بچہ پیدا ہوا۔

فوائد ومسائل: ① مرد میں غیرت اچھی صفت ہے لیکن اس کی وجہ سے کسی کو قتل کر دینا جائز نہیں۔ اگر کسی کو اپنی بیوی کے کردار پر قوی شک ہے تو اسے طلاق دے دے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا کیونکہ نبی ﷺ کے خیال میں اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ اور محض شک کی بنیاد پر کسی کو سزا دینا ممکن نہیں۔ ③ اگر مرد بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے تو عورت سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کر لے تو اسے رجم کر دیا جائے اس صورت میں مرد کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔ اسی طرح اگر چار گواہ پیش کر دیے جائیں تو یہ عورت اور اس کا مجرم ساتھی سزا کے مستحق ہوں گے۔ ④ اگر عورت الزام کو تسلیم نہ کرے تو مرد سے کہا جائے کہ الزام لگانا جرم ہے توبہ کرو۔ اگر وہ تسلیم کر لے کہ اس نے غلط طور پر الزام لگایا تھا تو اسے الزام تراشی کی سزا (حد قذف) کے طور پر اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور عورت کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔ ⑤ اگر مرد اس الزام کے سچا ہونے پر اصرار کرے اور عورت تسلیم نہ کرتی ہو تب لعان کرایا جائے گا۔ لعان کا طریقہ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔ ⑥ بری صورت والے بچے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی شکل وشباہت والا تھا جس سے عورت کا جرم ثابت ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود اسے رجم نہیں کیا گیا کیونکہ لعان کے بعد نہ مرد کو قذف کی حد لگائی جاتی ہے نہ عورت پر بدکاری کی حد جاری کی جاتی ہے۔

٢٠٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. قَالَ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْبَيِّنَةَ أَوْحَدٌّ فِي ظَهْرِكَ» فَقَالَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ. وَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ فِي أَمْرِي مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي. قَالَ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن

٢٠٦٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی پر شریک بن سحماء (ؓ) سے ملوث ہونے کا الزام لگایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''گواہ پیش کرو ورنہ تمھاری پیٹھ پر (قذف کی) حد لگے گی۔'' حضرت ہلال بن امیہ ؓ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں بالکل سچا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ضرور (وحی) نازل فرما دے گا جس سے میری پیٹھ (حد لگنے

٢٠٦٧- أخرجه البخاري، الشهادات، باب: إذا ادعى أو قذف فله أن يلتمس البينة وينطلق لطلب البينة، ح:٢٦٧١، ٤٧٤٧، ٥٣٠٧، وأبوداود، ح:٢٢٥٤، والترمذي، ح:٣١٧٩، كلهم عن محمد بن بشار به.

لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمْ﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿وَٱلْخَٰمِسَةَ أَنَّ غَضَبَ ٱللَّهِ عَلَيْهَآ إِن كَانَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ [النور: ٦-٩] فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا. فَقَامَ هِلاَلُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ. فَهَلْ مِنْ تَائِبٍ؟» ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ. فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ: ﴿أَنَّ غَضَبَ ٱللَّهِ عَلَيْهَآ إِن كَانَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ قَالُوا لَهَا: إِنَّهَا لَمُوجِبَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ. حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَتَرْجِعُ. فَقَالَتْ: وَاللهِ لاَ أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «انْظُرُوهَا. فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ». فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْلاَ مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

سے) بچ جائے گی۔ تو راوی فرماتے ہیں کہ تب یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ ...... وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک کی شہادت اس طرح ہوگی کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک وہ سچوں میں سے ہے ○ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو ○ اور عورت سے تب سزا ٹلتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ وہ (اس کا خاوند) جھوٹوں میں سے ہے ○ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ (اس کا خاوند) سچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔'' نبی ﷺ لوٹے تو ان دونوں کو بلا بھیجا' وہ آ گئے تو ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور نبی ﷺ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا دونوں میں سے کوئی ایک توبہ کرتا ہے؟'' پھر خاتون کھڑی ہوئی اور اس نے گواہی دی (اور قسمیں کھائیں) جب وہ پانچویں (گواہی) کے وقت یہ کہنے لگی کہ اگر وہ جھوٹی ہو تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ تو حاضرین نے اسے کہا: یہ قسم (اللہ کے غضب کو) واجب کر دینے والی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: (یہ سن کر) اس نے توقف کیا' اور پیچھے ہٹی حتی کہ ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ (بے گناہ ہونے کے دعوے سے) رجوع کر لے گی' پھر اس نے کہا:

قسم ہے اللہ کی! میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے بدنام نہیں کروں گی۔ (اور پانچویں قسم بھی کھالی۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس (کے ہاں ولادت ہونے) کا انتظار کرو۔ اگر اس نے سرمگیں آنکھوں والا' بڑے سرینوں والا' موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنا تو وہ شریک بن سحماء کا ہو گا۔'' (وقت آنے پر) اس کے ہاں ایسا ہی بچہ پیدا ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ کی کتاب کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میرا اس عورت سے (دوسرا) معاملہ ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اللہ پر توکل کیا اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا تو اللہ نے ان کو بری کر دیا۔ اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اور اللہ کی ذات پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔ ② پانچویں گواہی کے الفاظ پہلی چار گواہیوں سے مختلف ہیں۔ اس کا مقصد ضمیر کو بیدار کرنا ہے تاکہ فریقین میں سے جو غلطی پر ہے' وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لے اور دنیا کی سزا قبول کر کے آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔ ③ پانچویں قسم واجب کرنے والی ہے' یعنی واقعی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی موجب ہے' لہٰذا یہ سمجھ کر قسم کھائیں کہ جھوٹے پر واقعی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا نزول ہو جائے گا۔ ④ قوم کی محبت وعصبیت انسان کو بڑے گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے' لہٰذا ضروری ہے کہ اس محبت کو شریعت کی حدود کے اندر رکھا جائے۔ ⑤ بعض اوقات انسان کسی دنیوی مفاد کے لیے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جب کہ اس مفاد کا حصول یقینی نہیں۔ اس عورت نے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ علامت کے مطابق بچہ پیدا ہونے سے وہ غلطی ظاہر ہو گئی جس کو چھپانے کے لیے اس نے اللہ کے غضب کو قبول کیا تھا۔ ⑥ اس قسم کی صورت حال میں بچے کی شکل وشباہت جرم کو ثابت کرتی ہے لیکن اگر قانونی پوزیشن ایسی ہو کہ سزا نہ مل سکتی ہو تو جج قانون کی حد سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ ⑦ ارشاد نبوی: ''میرا اس عورت سے معاملہ (دوسرا) ہوتا'' یعنی اس عورت کا جرم دار ہونا تو یقینی ہے لیکن چونکہ لعان کے بعد سزا نہیں دی جا سکتی' اس لیے اسے چھوڑ دیا ہے' ورنہ اسے ضرور رجم کروا دیا جاتا۔

۲۰۶۸- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ. وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ.

۲۰۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جمعے کی رات ہم لوگ مسجد میں تھے

۲۰۶۸ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ۱٤۹٥ من حديث الأعمش به.

قَالاَ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ : لَوْ أَنَّ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوهُ. وَإِن تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ. واللهِ لَأَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَأَنْزَلَ اللهُ آيَاتِ اللِّعَانِ. ثُمَّ جَاءَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَقْذِفُ امْرَأَتَهُ. فَلاَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ : «عَسٰى أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ» فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ، جَعْداً.

کہ ایک آدمی نے کہا: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو (گناہ کی حالت میں) دیکھ کر قتل کر دے تو تم لوگ اسے (قصاص کے طور پر) قتل کر دو گے۔ اگر وہ (اپنی بیوی کے مجرم ہونے کی) بات کرے تو تم اسے (الزام تراشی کی سزا کے طور پر) کوڑے لگاؤ گے۔ قسم ہے اللہ کی! میں یہ بات ضرور نبی ﷺ سے عرض کروں گا۔ آخر کار اس نے نبی ﷺ سے ذکر کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے لعان کی آیات نازل فرما دیں۔ اس کے بعد اس آدمی نے آ کر اپنی بیوی پر الزام لگایا تو نبی ﷺ نے ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان لعان کروا دیا۔ اور فرمایا: ''شاید اس عورت کے ہاں سیاہ فام بچہ پیدا ہو۔'' چنانچہ سیاہ فام اور گھنگریالے بالوں والا بچہ ہی پیدا ہوا۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ غالباً وہی ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی پر شک تھا لیکن اسے اپنی آنکھوں سے ملوث نہیں دیکھا تھا۔ جب اس نے آنکھوں سے دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرما دیں۔ ② لعان کا حکم صرف مرد اور عورت سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیوی کے علاوہ کسی اور عورت پر الزام لگاتا ہے تو ضروری ہے کہ چار گواہ پیش کیے جائیں اگر عدالت کی نظر میں ان کی گواہی قابل قبول ہو گی تو یہ مرد اور عورت بدکاری کی سزا کے مستحق ہوں گے ورنہ یہ مدعی اور اس کے گواہ بھی (جو چار سے کم ہوں) قذف کی حد کے سزاوار ہوں گے۔

٢٠٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا.

٢٠٦٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے لعان کیا اور اس کے بیٹے کو اپنا ماننے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دی اور بچے کو عورت کے

٢٠٦٩- أخرجه البخاري، الطلاق، باب يلحق الولد بالملاعنة، ح: ٥٣١٥، ٦٧٤٨، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٤ من حديث مالك به.

فَفَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا . وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ .

ساتھ کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① لعان سے نکاح ختم ہو جاتا ہے' اس کے بعد یہ مرد اس عورت سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔ ② لعان کی صورت میں عورت کا خاوند بچے کا باپ نہیں کہلائے گا۔ بچہ اس مرد کا وارث بھی نہیں ہوگا' البتہ عورت کے ماں ہونے میں کوئی شک نہیں' اس لیے وہ اپنی ماں اور ننھیالی رشتے داروں کا وارث ہوگا اور وہ اس کے وارث ہوں گے۔

٢٠٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ. قَالَ: ذَكَرَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ امْرَأَةً مِنْ بَلْعِجْلَانَ. فَدَخَلَ بِهَا. فَبَاتَ عِنْدَهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: مَاوَجَدْتُهَا عَذْرَاءَ. فَرُفِعَ شَأْنُهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَدَعَا الْجَارِيَةَ فَسَأَلَهَا. فَقَالَتْ: بَلٰى. قَدْ كُنْتُ عَذْرَاءَ. فَأَمَرَ بِهِمَا فَتَلَاعَنَا. وَأَعْطَاهَا الْمَهْرَ.

٢٠٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے قبیلۂ بنو عجلان کی ایک عورت سے نکاح کیا' چنانچہ اس نے اس سے صحبت کی اور رات بھر اس کے پاس رہا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے کہا: میں نے اسے باکرہ (کنواری) نہیں پایا۔ اس کا مقدمہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے لڑکی کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے کہا: میں تو باکرہ تھی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں لعان کروایا اور لڑکی کو حق مہر دلوایا۔

٢٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ

٢٠٧١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار عورتوں سے لعان نہیں کیا جاتا: مسلمان مرد کی عیسائی بیوی' مسلمان مرد کی

٢٠٧٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦١ عن يعقوب بن إبراهيم به، وقال البوصيري: "في إسناده ضعف لتدليس محمد بن إسحاق"، وانظر، ح: ١٢٠٩.

٢٠٧١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٦٣، ١٦٤ من حديث ضمرة به، وقال: "وهٰذا عثمان بن عطاء الخراساني وهو ضعيف الحديث جدًا"، وتابعه يزيد بن بزيع (ويقال: زريع) الرملي وهو من الدجاجلة كما قال الدارقطني رحمه الله، وروى موقوفًا بإسناد ضعيف، والله أعلم.

أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ. لاَ مُلاَعَنَةَ بَيْنَهُنَّ: النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ. وَالْيَهُودِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ. وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوكِ. وَالْمَمْلُوكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ».

یہودی بیوی' غلام خاوند کی آزاد بیوی اور آزاد خاوند کی وہ بیوی جو (کسی اور کی) لونڈی ہو۔"

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْحَرَامِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸-(بیوی کو خود پر) حرام کر لینے کا بیان

٢٠٧٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزْعَةَ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: آلَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ. وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَلاَلَ حَرَاماً. وَجَعَلَ فِي الْيَمِينِ كَفَّارَةً.

۲۰۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا اور (ان کو اپنے اوپر) حرام کر لیا' حلال چیز کو حرام کیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم اس میں بیان کردہ دونوں ہی باتیں دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ''ایلاء'' بھی کیا اور ۲۹ دن تک آپ بیویوں سے علیحدہ رہے۔ اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے شہد اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ یہ الگ الگ واقعے ہیں' راوی نے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا جو غلط ہے۔ ② ''ایلاء'' کے مسائل کے لیے دیکھیے: (حدیث:۲۰۵۹-۲۰۶۱' کتاب الطلاق' باب:۲۴) ③ شہد کے واقعہ کی طرف سورۂ تحریم کی پہلی آیت میں اشارہ ہے۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ؓ نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہریں اور حضرت زینب ؓ کے ہاں کم ٹھہریں' اس لیے اپنی باری پر دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے مغافیر کے درخت (کے پھول یا گوند) کی بو محسوس ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسی کوئی چیز تو نہیں کھائی' شہد پیا تھا' ممکن ہے شہد کی مکھیوں نے مغافیر کے پھولوں سے رس چوسا ہو۔ اور قسم کھالی کہ آئندہ وہ شہد نہیں پئیں گے۔ اس

٢٠٧٢- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في الإيلاء، ح: ١٢٠١ عن الحسن بن قزعة به * مسلمة صدوق عند الجمهور لكنه روى عن داود بن أبي هند أحاديث مناكير، وخالفه علي بن مسهر وهو ثقة وغيره، فرووه عن داود عن الشعبي به مرسلاً، وهو المحفوظ.

پر سورۂ تحریم کی آیات نازل ہوئیں۔ (صحیح البخاري، التفسير، سورة التحريم، باب:١، حديث:٤٩١٢) ④ قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ﴾ (المائدة٥:٨٩) ''اس کا کفارہ دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔'' ⑤ سورۂ تحریم کی پہلی آیت میں حلال کو حرام قرار دینے کی ممانعت ہے اور اس کے فوراً بعد دوسری آیت میں ارشاد ہے: ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمٰنِكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے۔'' اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا بھی ایک طرح کی قسم ہے اس لیے اس صورت میں بھی کفارہ ادا کرنا چاہیے البتہ امام شوکانی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف عورت کو حرام کر لینے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ضروری ہے کسی اور چیز کو حرام کر لینے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے بھی تفسیر احسن البیان میں امام شوکانی رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (تفسیر احسن البیان سورۂ مائدہ آیت:٨٧)

٢٠٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي الْحَرَامِ يَمِينٌ.

٢٠٧٣- حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حلال چیز کو حرام کر لینے کے بارے میں فرمایا: یہ قسم ہے۔

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''تمھارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔''

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ صحیح بخاری میں یہی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے: سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حرام کرنے کے بارے میں فرمایا: ''کفارہ ادا کرے۔'' پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَقَدْ كَانَ

٢٠٧٣ـ أخرجه البخاري، التفسير، (سورة التحريم)، باب ''يأيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك''، ح:٤٩١١، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح:١٤٧٣ من حديث هشام الدستوائي به.

لَكُمْ فِى رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(صحيح البخاري، التفسير، سورة التحريم، باب : ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾، حديث:٤٩١١)

(المعجم ٢٩) - **بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ إِذَا أُعْتِقَتْ** (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- جب لونڈی کو آزاد کیا جائے تو اسے (نکاح قائم رکھنے یا فسخ کرنے کا) اختیار ہے

٢٠٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ بَرِيرَةَ. فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. وَكَانَ لَهَا زَوْجٌ حُرٌّ.

٢٠٧٤- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت بریرہ ؓ کو آزاد کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اختیار دے دیا اور ان کا خاوند آزاد تھا۔

فائدہ: علامہ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بات درست نہیں کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔ غالباً اسی لیے ہمارے فاضل محقق نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسرے محققین حضرات نے اس ٹکڑے کے علاوہ باقی حصے کو صحیح کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ غلام تھا جیسے کہ اگلی دو حدیثوں (٢٠٧٥، ٢٠٧٦) میں آرہا ہے۔

٢٠٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ. كَأَنِّي

٢٠٧٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت بریرہ ؓ کے شوہر غلام تھے۔ انھیں مغیث (ؓ) کہتے تھے۔ (مجھے وہ منظر یاد ہے) گویا میں ان (مغیث) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بریرہ ؓ کے پیچھے روتے پھر رہے ہیں اور ان کے رخساروں

٢٠٧٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من قال كان حرًا، ح:٢٢٣٥، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه من حديث إبراهيم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: إبراهيم النخعي يدلس كما قال الحاكم وغيره، ولم أجد تصريح سماعه، وذكر ابن حبان هٰذا الحديث في صحيحه (الإحسان)، ح:٤٢٥٧، وقال: "وإن الأسود واهم في قوله: كان حرًا"، ولو ثبت هٰذا الحديث عن الأسود لكان ضعيفًا لمخالفة جمع كثير من الرواة، والعدد الكثير أولى بالحفظ من الواحد، وقوله "وكان لها زوج حر" من قول الأسود رحمه الله كما في رواية أبي عوانة عن منصور عند البخاري وغيره.

٢٠٧٥_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح:٥٢٨٣ من حديث عبدالوهاب الثقفي به.

أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا وَيَبْكِي. وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى خَدِّهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلعَبَّاسِ: «يَا عَبَّاسُ أَلاَ تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثاً؟» فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ رَاجَعْتِيهِ، فَإِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ» قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَشْفَعُ» قَالَتْ: لاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ.

پر آنسو بہہ رہے ہیں تو نبی ﷺ نے حضرت عباس ؓ سے فرمایا: ''اے عباس! کیا آپ کو تعجب نہیں ہوتا کہ مغیث بریرہ سے (شدید) محبت کرتا ہے اور بریرہ (ؓ) مغیث (ؓ) سے (شدید) نفرت کرتی ہے؟'' (ایک بار) نبی ﷺ نے حضرت بریرہ ؓ سے فرمایا: ''کاش! تم ان سے رجوع کرلو آخر وہ تمھارے بچوں کے باپ ہیں۔'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ مجھے حکم فرما رہے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تو سفارش کرتا ہوں۔'' تو انھوں نے کہا: مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

فوائد ومسائل: ① اگر خاوند اور بیوی دونوں غلام ہوں' پھر عورت آزاد ہو جائے تو اسے اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ چاہے اس خاوند کے ساتھ رہے' چاہے تو الگ ہو جائے۔ ② الگ ہونے کا فیصلہ کر لینے سے پہلا نکاح ختم ہو جاتا ہے لیکن نئے نکاح کے ساتھ وہ دوبارہ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ ؓ کو رجوع کرنے کا جو مشورہ دیا' اس کا یہی مطلب ہے کہ دوبارہ نکاح کرلو۔ ③ اگر پہلے خاوند آزاد ہو جائے تو بیوی کو یہ اختیار نہیں ہوتا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے مشورے اور حکم میں شرعی طور پر فرق ہے۔ حکم ماننا فرض ہے اور مشورہ تسلیم کرنا فرض نہیں' مومن اپنے حالات کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ ؓ کو رجوع کا حکم نہیں دیا کیونکہ شریعت نے حضرت بریرہ ؓ کو جو حق دیا تھا' رسول اللہ ﷺ انھیں اس سے محروم نہیں کر سکتے تھے۔ ⑥ محبت اور نفرت فطری چیزیں ہیں۔ عام معاملات میں کسی کو کسی چیز سے محبت یا نفرت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا' البتہ ارادے سے کی جانے والی محبت کا تعلق ایمان سے ہے جس میں اللہ عزوجل کی محبت' رسول اللہ ﷺ کی محبت اور نیک لوگوں سے محبت شامل ہے۔

٢٠٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَضَى فِي بَرِيرَةَ ثَلاَثُ سُنَنٍ: خُيِّرَتْ حِينَ

٢٠٧٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت بریرہ ؓ کی وجہ سے تین سنتیں قائم ہوئیں (اور تین شرعی مسائل معلوم ہوئے:) (ایک یہ کہ) جب وہ آزاد ہوئیں تو انھیں اختیار دیا گیا۔ اور ان کا

٢٠٧٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٠٧ عن وكيع به مختصرًا، وإسناده حسن، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

أُعْتِقَتْ. وَكَانَ زَوْجُهَا مَمْلُوكاً. وَكَانُوا يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا فَتُهْدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُولُ: «هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ» وَقَالَ: «اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

خاوند غلام تھا۔ (دوسری یہ کہ) لوگ انھیں صدقہ دیتے تھے وہ (اس سے کچھ) نبی ﷺ کو ہدیہ دے دیتی تھیں۔ نبی ﷺ فرماتے تھے: ''یہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔'' (تیسری یہ کہ) نبی ﷺ نے فرمایا: ''ولاء اسی کا ہے جو آزاد کرے۔''

فوائد ومسائل: ① ملکیت بدلنے سے چیز کا حکم بدل جاتا ہے۔ کسی غریب آدمی کو صدقے میں کوئی چیز ملے اور وہ کسی دولت مند کو تحفے کے طور پر پیش کر دے یا دولت منداس سے وہ چیز خرید لے تو دولت مند کے لیے وہ چیز صدقے کے حکم میں نہیں ہوگی۔ ② ''ولاء'' سے مراد وہ تعلق ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان آزاد کرنے کی وجہ سے قائم ہوتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے آزاد ہونے والا اسی خاندان کا فرد سمجھا جاتا ہے جس سے آزاد کرنے والے کا تعلق ہے۔ آزاد ہونے والے کا اگر کوئی اور وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔ اس کو حق ولاء کہا جاتا ہے۔

٢٠٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُمِرَتْ بَرِيرَةُ أَنْ تَعْتَدَّ بِثَلَاثِ حِيَضٍ.

٢٠٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ ؓ کو تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔

فائدہ: لونڈی کو آزاد ہونے سے نکاح فسخ کرنے کا جو اختیار حاصل ہوتا ہے اگر وہ اس اختیار کو استعمال کر کے الگ ہو جائے تو طلاق کی طرح تین حیض عدت گزارنی پڑے گی۔

٢٠٧٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَيَّرَ بَرِيرَةَ.

٢٠٧٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ ؓ کو اختیار دیا۔

٢٠٧٧- [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله موثقون" * سفيان الثوري عنعن، وتقدم، ح: ١٦٢، وفيه علة أخرى، وأخرج أبوداود، ح: ٢٢٣٢ من حديث ابن عباس: "وأمرها (النبي ﷺ يعني بريرة) أن تعتد"، وهو في صحيح البخاري، ح: ٥٢٨٠ مختصرًا جدًا، وروى أحمد عن عفان عن همام ـ حديث ابن عباس مطولاً ـ وفيه: أنها تعتد عدة الحرة، ولم أجد ما يخالفه.

٢٠٧٨ـ [إسناده حسن] وله شواهد عند البخاري، الطلاق، باب(١٧)، ح: ٥٢٨٤ وغيره، فالحديث صحيح.

(المعجم ٣٠) - **بَابٌ: فِي طَلَاقِ الْأَمَةِ وَعِدَّتِهَا** (التحفة ٣٠)

باب:٣٠- لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان

٢٠٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ. قَالَا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبِيبٍ الْمُسْلِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ اثْنَتَانِ، وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ».

٢٠٧٩- عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی کی طلاقیں دو ہیں' اور اس کی عدت دو حیض ہے۔''

٢٠٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُظَاهِرِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ. وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ».

٢٠٨٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی کی طلاقیں دو ہیں اور اس (کی عدت) کے حیض بھی دو ہیں۔''

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: فَذَكَرْتُهُ لِمُظَاهِرٍ. فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي كَمَا حَدَّثْتَ ابْنَ جُرَيْجٍ. فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ. وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ».

ابوعاصم ؒ نے کہا: میں نے اس حدیث کا مظاہر سے ذکر کیا اور کہا: آپ مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کریں جس طرح ابن جریج سے بیان کی ہے' چنانچہ انھوں نے قاسم کے واسطے سے حضرت عائشہ ؓ سے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی کی دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔''

٢٠٧٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٣٨ وغيره من حديث عمر بن شبيب به، وقال: "تفرد به عمر بن شبيب مرفوعًا وكان ضعيفًا، والصحيح عن ابن عمر ما رواه سالم ونافع عنه من قوله"، وفيه علة أخرى، وانظر، ح: ٣٧.

٢٠٨٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ٢١٨٩، والترمذي، ح: ١١٨٢ من حديث أبي عاصم به، وقال أبوداود: "هو حديث مجهول"، وقال الترمذي: "غريب" * "مظاهر" ضعيف كما في التقريب وغيره.

فائدہ: امام مالک نے موطا میں حضرت عثمان، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے فتوے ذکر کیے ہیں کہ غلام دو طلاقیں دے سکتا ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے، یعنی طلاق میں خاوند کی آزادی اور غلامی کا اعتبار ہوگا اور عدت میں عورت کا، یعنی آزاد عورت کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہوں گے۔ (موطأ إمام مالك' الطلاق' باب ماجاء في طلاق العبد: ۱۱۸/۲) بہرحال مذکورہ دونوں احادیث ضعیف ہیں، تاہم آثار صحابہ سے یہی بات ثابت ہے کہ غلام اگر اپنی بیوی کو طلاق دے گا، چاہے وہ بیوی آزاد ہو یا لونڈی تو اس کے لیے دو طلاقیں ہی تین طلاقوں کے قائم مقام ہوں گی۔ اور مختلف اوقات میں دو طلاقیں دینے کے بعد وہ رجوع نہیں کرسکتا، تا آنکہ وہ مطلقہ کسی دوسری جگہ باقاعدہ نکاح نہ کرے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- غلام کی طلاق کا بیان

٢٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ الْغَافِقِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ [إِنَّ] سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ، فَصَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا؟ إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ».

۲۰۸۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے آقا نے اپنی لونڈی سے میرا نکاح کر دیا تھا۔ اب وہ اسے مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے۔ راویٔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ”لوگو! کیا وجہ ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیتا ہے، پھر ان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتا ہے؟ طلاق دینا تو اسی کا حق ہے جس نے پنڈلی کو پکڑا۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے، نیز ہمارے شیخ نے بھی اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن بن جاتی ہے جو علمائے محققین کے نزدیک قابل عمل اور قابل

٢٠٨١ـ [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠، وللحديث شواهد عند الدارقطني وغيره، وانظر نصب الراية: ٤/ ١٦٥، والطبراني: ١١/ ٣٠٠، ٣٠١، ح: ١١٨٠٠ وغيرهما، ولم يصح منها شيء، وفي القرآن غنية عن هٰذا الحديث وغيره، راجع التعليق المغني على سنن الدارقطني: ٤/ ٣٧، وله شواهد موقوفة، ومرفوعة، والقرآن يعضده.

حجت ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ٧/ ١٠٨، ١٠٩، ١١٠) ② غلام کو نکاح کرنے کے لیے آقا کی اجازت کی ضرورت ہے لیکن جب نکاح ہو جائے تو آقا اس کا نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔ ③ طلاق دینا خاوند کا حق ہے، چاہے خاوند آزاد ہو یا غلام۔ کسی اور کو حق نہیں کہ اسے بیوی سے علیحدگی پر مجبور کرے۔ ④ ''پنڈلی پکڑنا'' ان بے تکلفانہ تعلقات کی طرف اشارہ ہے جو خاوند اور بیوی میں ہوتے ہیں۔ آقا جب اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو اسے یہ حق حاصل نہیں رہتا کہ لونڈی کے اعضائے مستورہ کو دیکھے یا چھوئے۔ یہ حق خاوند کا ہوتا ہے۔ اسی طرح طلاق بھی خاوند ہی کا حق ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَمَةً تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ اشْتَرَاهَا (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- لونڈی کو دو طلاقیں دینے کے بعد خرید لینا

٢٠٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ زَنْجَوَيْهِ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ، مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ. قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ [أُعْتِقَا]. أَيَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ لَهُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: قَضَى بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٢٠٨٢- حضرت ابو الحسن مولی بنو نوفل رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اگر غلام اپنی بیوی کو (جو کسی کی لونڈی ہو) دو طلاقیں دے دے پھر وہ دونوں آزاد ہو جائیں تو کیا وہ اس سے (دوبارہ) نکاح کر سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ ان سے کہا گیا: (آپ یہ مسئلہ) کس سے (روایت کرتے ہیں؟) انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ دیا تھا۔

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: لَقَدْ تَحَمَّلَ أَبُوالْحَسَنِ هٰذَا صَخْرَةً عَظِيمَةً عَلَى عُنُقِهِ.

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: ابو الحسن نے اپنی گردن پر بہت بڑی چٹان اٹھا لی ہے۔

فائدہ: چٹان اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے یہ روایت کر کے اپنے سر پر بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ اٹھا لیا ہے۔ یہ روایت ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- ام ولد کی عدت کا بیان

٢٠٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ٢١٨٧ من حديث يحيى به * عمر بن معتب ضعيف كما في التقريب وغيره، ويدل السند على أن يحيى بن أبي كثير كان يروي عن الضعفاء أيضًا.

٢٠٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لاَ تُفْسِدُوا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ. عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْراً.

۲۰۸۳- حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم پر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سنت خلط ملط نہ کرو۔ ام ولد کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔

فوائد ومسائل: ① ام ولد سے مراد وہ لونڈی ہے جس سے اس کے مالک کی اولاد پیدا ہو۔ ② ام ولد کے بارے میں حضرت عمر ؓ کا فرمان ہے: "جو لونڈی اپنے آقا سے اولاد جنے تو وہ اسے نہ بیچے' نہ ہبہ کرے' نہ اسے وراثت میں کسی کے حوالے کرے' وہ (زندگی میں) اس سے فائدہ اٹھاتا رہے' جب مر جائے تو وہ عورت آزاد ہے۔" (موطأ إمام مالك' العتق والولاء' باب عتق أمهات الأولاد......: ۲۹۱/۲) ③ چونکہ ام ولد اپنے مالک کی وفات کی وجہ سے آزاد ہو جاتی ہے' اس لیے اس کی عدت آزاد عورت والی عدت ہے۔ ام ولد کی عدت کی بابت اختلاف ہے' دیکھیے: (المغني لابن قدامه: ۲۶۳/۱۱-۲۶۴) ④ یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الزِّينَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اسے زیب و زینت کرنا منع ہے

٢٠٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْنَبَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتْ أُمَّ سَلَمَةَ وَأُمَّ حَبِيبَةَ تَذْكُرَانِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ

۲۰۸۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ اور ام المومنین ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کی ایک بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ (آنکھوں کے علاج کے لیے) اس

٢٠٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في عدة أم الولد، ح:٢٣٠٨ من حديث سعيد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٣٣٣، والحاكم على شرط الشيخين:٢/٢٠٩، ووافقه الذهبي، وقال أحمد: "هذا حديث منكر"، وقال الدارقطني: "هو مرسل، لأن قبيصة لم يسمع من عمرو": ٤/٣١، وتبعه البيهقي، فالسند معلل.

٢٠٨٤ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب تحد المتوفى عنها أربعة أشهر وعشرًا، ح:٥٣٣٦ من حديث حميد بن نافع به، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة . . . الخ، ح:١٤٨٨، ١٤٨٦/ ٦١ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره.

فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَةً لَهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا. فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا. فَهِيَ تُرِيدُ أَنْ تَكْحَلَهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ. وَإِنَّمَا هِيَ: أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً».

کی آنکھوں میں سرمہ لگائے (تو کیا یہ جائز ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(جاہلیت میں تو) عورت سال پورا گزرنے پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔ (اسلامی شریعت میں تو) یہ عدت صرف چار مہینے دس دن ہے۔“

فوائد ومسائل: ① وفات کی عدت کے دوران میں زیور وغیرہ پہننے اور زینت کی اشیاء کے استعمال سے اجتناب ضروری ہے۔ لباس بھی سادہ پہننا چاہیے۔ ② عدت کے دوران میں علاج کے طور پر بھی ایسی چیز کا استعمال جائز نہیں جو زینت کے لیے استعمال ہوتی ہو، مثلاً: آنکھوں میں سرمہ لگانا، یا ہاتھوں پر مہندی لگانا۔ اس دوران میں علاج کے لیے دوسری اشیاء استعمال کریں۔ ③ وفات کی عدت چار ماہ دس دن ہے، البتہ اگر عورت امید سے ہو تو اس کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے، خواہ پیدائش چار ماہ دس دن کی مدت گزرنے سے پہلے ہو جائے یا اس مدت کے بعد ہو۔ (سنن ابن ماجه، حديث: ٢٠٢٧-٢٠٣٠) ④ اسلام کے احکام غیر اسلامی رسم ورواج سے بہتر بھی ہیں اور آسان بھی، اس لیے ان میں اگر کوئی مشکل محسوس ہو تو اسے برداشت کرتے ہوئے شرعی احکام ہی پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ مینگنی پھینکنے سے جاہلیت کے دور کی ایک رسم کی طرف اشارہ ہے۔ اس زمانے میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ جھونپڑی میں رہائش پذیر ہو جاتی، پرانے کپڑے پہن لیتی، کوئی خوشبو وغیرہ استعمال نہ کرتی۔ پورا سال اس طرح گزارنے کے بعد جب وہ باہر آتی تو اونٹ کی ایک مینگنی لے کر پھینک دیتی۔ یہ گویا اس بات کا اظہار ہوتا کہ فوت شدہ خاوند کی محبت میں ایک سال کا سوگ میرے لیے ایسے ہی معمولی ہے، جیسے ایک مینگنی اٹھا کر پھینک دینا۔ اسلام نے اس رسم بد کا خاتمہ کر دیا۔ (صحيح البخاري، الطلاق، باب تحد المتوفى عنها أربعة أشهر و عشرا)

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: هَلْ تُحِدُّ الْمَرْأَةُ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- کیا عورت خاوند کے علاوہ کسی اور کا سوگ بھی کر سکتی ہے؟

٢٠٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ

٢٠٨٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے سوا کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔“

٢٠٨٥- أخرجه مسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ١٤٩١ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

فَوْقَ ثَلاَثٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ».

فوائد و مسائل: ① خاوند کے علاوہ دوسرے قریبی رشتے داروں کی وفات پر بھی افسوس کے اظہار کے لیے زیب و زینت نہ کرنا درست ہے۔ ② اظہار افسوس کے لیے تین دن تک زینت ترک کرنی چاہیے۔ ③ خاوند کی وفات پر پوری عدت کے دوران میں زیب و زینت سے پرہیز کیا جائے۔

٢٠٨٦- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ».

٢٠٨٦- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے سوا کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔“

٢٠٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلَّا امْرَأَةٌ تُحِدُّ عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً. وَلاَ تَلْبَسُ ثَوْباً مَصْبُوغاً، إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ. وَلاَ تَكْتَحِلُ وَلاَ تَطَيَّبُ إِلَّا عِنْدَ أَدْنَى طُهْرِهَا، بِنُبْذَةٍ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ».

٢٠٨٧- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، مگر بیوی اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (اس دوران میں) وہ رنگین کپڑا نہ پہنے مگر کچھ سفید کچھ رنگین کپڑا پہن سکتی ہے اور سرمہ نہ لگائے اور خوشبو نہ لگائے مگر (ماہواری سے فارغ ہو کر) غسل کے موقع پر تھوڑی سی عود ہندی یا اظفار خوشبو استعمال کر لے۔“

فوائد و مسائل: ① [ثَوْبَ عَصْبٍ] سے مراد خاص قسم کا کپڑا ہے جو یمن میں بنتا تھا۔ کاتے ہوئے سوت

٢٠٨٦ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذٰلك إلا ثلاثة أيام، ح: ١٤٩٠/ ٦٤ من حديث يحيى بن سعيد به.

٢٠٨٧ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب تلبس الحادة ثياب العصب، ح: ٥٣٤٢، ٥٣٤٣، ومسلم، الطلاق، الباب السابق، ح: ٩٣٨ بعد، ح: ١٤٩١ من حديث هشام به.

کو گرہ دے کر رنگا جاتا تھا۔ گرہ کے اندر رنگ اثر نہ کرتا' جب کھولتے تو کچھ دھاگا سفید ہوتا' کچھ رنگ دار۔ اس دھاگے سے جو کپڑا بُنا جاتا تھا اس میں بھی سفیدی اور رنگ بے ترتیب انداز سے موجود ہوتے۔ اسے [ثَوْبَ عَصْبٍ] کہتے تھے جس کا ترجمہ: ''کچھ سفید' کچھ رنگین کپڑا'' کیا گیا ہے۔ ② عدت کے دوران میں اس قسم کا کپڑا پہننا جائز ہے کیونکہ اس میں سفید رنگ کافی مقدار میں موجود ہونے کی وجہ سے کپڑا شوخ رنگ کا نہیں رہتا۔ ③ عدت کے دوران میں خوشبو کا استعمال درست نہیں۔ ④ ماہواری کے غسل کے بعد خوشبو کا پھویا مقامِ مخصوص میں رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جسم کی ناگوار بو ختم ہو جائے۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ الرَّجُلِ يَأْمُرُهُ أَبُوهُ بِطَلَاقِ امْرَأَتِهِ** (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- اگر مرد کو اس کا والد بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے تو؟

٢٠٨٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، وَعُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ. قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ. وَكُنْتُ أُحِبُّهَا. وَكَانَ أَبِي يُبْغِضُهَا. فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَأَمَرَنِي أَنْ أُطَلِّقَهَا. فَطَلَّقْتُهَا.

۲۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے نکاح میں ایک عورت تھی' مجھے وہ پسند تھی لیکن ابا جان اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دوں' چنانچہ میں نے اسے طلاق دے دی۔

فوائد ومسائل: ① عام طور پر والدین کو اولاد کی خوشی محبوب ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ اولاد کی خوشی کے لیے ناگوار باتیں بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ اس صورت میں اگر والدین اپنی بہو سے تنگ ہیں تو عموماً کوئی معقول وجہ ہوتی ہے۔ خاص طور پر والد بلاوجہ بیٹے کو یہ حکم نہیں دے سکتا کہ بیوی کو طلاق دے دے۔ ② والدین کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھنا والدین سے حسن سلوک میں شامل ہے۔ ③ اگر والدین اپنے بیٹے کو ناجائز طور پر یہ حکم دیتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دے دو تو بہتر ہے ادب واحترام سے والدین کو اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ اگر وہ پھر بھی اپنی رائے پر اصرار کریں تو ان کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ والدین کو غلط حکم دینے کا

٢٠٨٨- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في بر الوالدين، ح:٥١٣٨ من حديث يحيى القطان به، وقال الترمذي، ح:١١٨٩ "حسن صحيح".

گناہ ہوگا جب کہ بیٹے کو والدین کے حکم کی تعمیل کا ثواب ہوگا۔

٢٠٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلاً أَمَرَهُ أَبُوهُ أَوْ أُمُّهُ - شَكَّ شُعْبَةُ - أَنْ يُطَلِّقَ امْرَأَتَهُ. فَجَعَلَ عَلَيْهِ مِائَةَ مُحَرَّرٍ. فَأَتٰى أَبَا الدَّرْدَاءِ. فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي الضُّحٰى وَيُطِيلُهَا. وَصَلّٰى مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. فَسَأَلَهُ. فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: أَوْفِ بِنَذْرِكَ، وَبَرَّ وَالِدَيْكَ.

٢٠٨٩- حضرت ابوعبدالرحمٰن ؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو اس کے والد یا والدہ نے حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس نے سو غلام آزاد کرنے کی نذر مان لی۔ (اگر وہ بیوی کو طلاق دے تو سو غلام آزاد کرے گا۔) وہ حضرت ابودرداء ؓ کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ ضحیٰ (چاشت) کی نماز پڑھ رہے ہیں اور اسے طویل کرتے جاتے ہیں۔ (ظہر کی نماز کے بعد بھی) انھوں نے ظہر سے عصر تک (نفل) نماز ادا کی۔ (آخر جب موقع ملا تو) اس نے ان سے مسئلہ پوچھا۔ حضرت ابو درداء ؓ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر اور والدین کی فرمانبرداری کر۔

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَحَافِظْ عَلَى وَالِدَيْكَ، أَوِ اتْرُكْ».

حضرت ابودرداء ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ فرمان) سنا ہے: ’’باپ جنت کا درمیان والا دروازہ ہے۔ اب (تمھاری مرضی ہے) اپنے والدین کا خیال رکھو یا نہ رکھو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① والدین کی خدمت واطاعت جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ ② والدین کو خوش رکھنا جنت میں جانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ③ مومن کو جنت کی بہت خواہش ہوتی ہے اس لیے والدین کی اطاعت کا بہت خیال رکھنا چاہیے تاکہ جنت مل سکے۔ ④ والدین اگر کسی ایسے کام کا حکم دیں جو شرعاً جائز ہے تو اس کی تعمیل کرنی چاہیے خواہ وہ دل کو ناگوار ہی ہو لیکن والدین کو بھی چاہیے کہ اولاد کے جائز جذبات کا لحاظ رکھیں۔ ⑤ صحابۂ کرام ؓ نفلی عبادات کا بہت شوق رکھتے تھے اس لیے برداشت کے مطابق نفلی عبادات کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے بشرطیکہ اس سے حقوق العباد میں خلل نہ پڑے۔

٢٠٨٩- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، ح: ١٩٠٠ من حديث عطاء به، وقال: "هٰذا حديث صحيح، وأبوعبدالرحمٰن السلمي اسمه عبدالله بن حبيب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٢٠٢٣، والحاكم: ٢/ ١٩٧، ٤/ ١٥٢، ووافقه الذهبي.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١١) أَبْوَابُ الْكَفَّارَاتِ (التحفة ٩)

کفارے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي كَانَ يَحْلِفُ بِهَا (التحفة ١)

باب:١- رسول اللہ ﷺ کس طرح قسم کھاتے تھے

٢٠٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَلَفَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ».

٢٠٩٠- حضرت رفاعہ بن عرابہ جہنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب قسم کھاتے تو یوں فرماتے: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔“

٢٠٩١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ عَرَابَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، الَّتِي يَحْلِفُ بِهَا، أَشْهَدُ عِنْدَ اللهِ «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ».

٢٠٩١- حضرت رفاعہ بن عرابہ جہنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اللہ کے سامنے گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ جو قسم کھاتے تھے وہ یوں ہوتی تھی: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔“

٢٠٩٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٦ بإسناد صحيح عن الأوزاعي به * ويحيى صرح بالسماع عنده، تقدم طرفه، ح: ١٣٦٧، وانظر الحديث الآتي، ح: ٤٢٨٥.

٢٠٩١ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٥/ ٢٤، ح: ٢٥٦٠ عن هشام بن عمار به، وانظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① ضرورت کے وقت مخاطب کو اپنی بات کا یقین دلانے کے لیے یا تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ② قسم کے لیے جس طرح اللہ کا نام لیا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔ ③ قسم کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اس بات پر گواہ ہے کہ فلاں معاملہ یوں ہے۔ اب اگر یہ بیان جھوٹ ہے تو اس موقع پر اللہ کا نام لینا بہت بڑی گستاخی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جھوٹ پر گواہ نہیں بن سکتا۔

۲۰۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ أَكْثَرُ أَيْمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لاَ . وَمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ».

۲۰۹۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اکثر ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتے تھے: ''دلوں کو پھیرنے والے کی قسم! (بات اس طرح) نہیں۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے نیز صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہی سے [لَا وَ مُصَرِّفِ الْقُلُوبِ] کی بجائے [لَا وَ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ] کے الفاظ مروی ہیں۔ بنابریں ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۲۰۹۰' وسنن ابن ماجه بتحقیق الدکتور بشار عواد' حدیث:۲۰۹۲)

۲۰۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى، جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلاَلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لاَ . وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ».

۲۰۹۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ کی قسم ہوتی تھی: [لَا' وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] ''نہیں! اور میں اللہ سے مغفرت اور بخشش کا طالب ہوں۔''

۲۰۹۲ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الحلف بمصرف القلوب، ح: ۳۷۹۳ من حديث عبدالله بن رجاء به، وفيه علل، منها عنعنة الزهري، وأخرج البخاري، ح: ٦٦١٧ وغيره عن عبدالله بن عمر قال: "كثيرًا ما كان النبي ﷺ يحلف لا ومقلب القلوب" وهو الصواب.

۲۰۹۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب ماجاء في يمين النبي ﷺ ما كانت، ح: ۳۲٦٥ من حديث محمد بن هلال به، قلت: هلال مستور لم يوثقه غير ابن حبان، والله أعلم.

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور یہ جملہ قسم نہیں بلکہ قسم سے مشابہ ہے۔ اس کی اصل یہ ہو سکتی ہے:
[لَا وَاللّٰهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] (بذل المحهود)

(المعجم ٢) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَحْلِفَ بِغَيْرِ اللهِ (التحفة ٢)

باب:۲- اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانے کی ممانعت کا بیان

٢٠٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَمِعَهُ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ» قَالَ: عُمَرُ: فَمَا حَلَفْتُ بِهَا ذَاكِراً وَلَا آثِراً.

۲۰۹۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں نے (کبھی) باپ دادا کی قسم نہیں کھائی' نہ اپنی طرف سے' نہ کسی کی بات نقل کرتے ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① اہل عرب کی عادت تھی کہ باپ کی قسم کھالیا کرتے تھے' اس لیے نبی ﷺ نے منع فرما دیا۔ ② اللہ کے سوا کسی کی قسم کھانا جائز نہیں' خواہ باپ کی ہو یا دادا کی' یا استاد کی' یا پیر کی' یا بزرگ کی' یا کسی ولی کی' یا نبی کی جیسے بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی' یا ''پنجتن پاک'' کی قسم کھا لیتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے۔ ③ نقل کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور پر کسی کی بات کرتے ہوئے کہا جائے کہ ''فلاں نے کہا: قسم ہے پیر دستگیر کی! میں سچ کہہ رہا ہوں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کی اس حد تک تعمیل کی کہ کسی کی بات بیان کرتے ہوئے بھی یہ نہیں کہا: ''فلاں کہہ رہا تھا: قسم ہے لات وعزیٰ کی!'' ④ نامناسب الفاظ کو زبان سے نکالنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کسی کی بات سنانے کی ضرورت پڑ جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر یوں کہا' جیسے ہم کسی کی گالی نقل کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں: فلاں نے ماں کی گالی دی' گالی کے الفاظ نہیں دہراتے۔

٢٠٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۰۹۵- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٠٩٤- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم، ح: ٦٦٤٧ من حديث الزهري به، ومسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح: ١٦٤٦ من حديث ابن عيينة وغيره.

٢٠٩٥- أخرجه مسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزّى فليقل: "لا إله إلا الله"، ح: ١٦٤٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي، وَلَا بِآبَائِكُمْ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بتوں کی قسمیں نہ کھایا کرو اور نہ باپ دادا کی قسمیں کھاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① [طواغي] کا واحد [طاغية] ہے' یعنی سرکش۔ بت کو طاغیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بندوں کے شرک اور سرکشی کا باعث بنتا ہے۔ ② بت کی قسم اصل میں اس شخص کی اہمیت اور تعظیم کی وجہ سے کھائی جاتی ہے جس کی صورت پر وہ بت بنایا گیا ہے' اس طرح یہ بھی اصل میں بزرگوں اور پیروں کی قسم ہے۔ اور غیر اللہ کی قسم حرام ہے۔

٢٠٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ فِي يَمِينِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

٢٠٩٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھاتے وقت یہ کہہ دے: ''قسم ہے لات اور عزیٰ کی'' اسے چاہیے کہ (فوراً) لا إله إلا اللّٰه کہہ لے۔''

فائدہ: ایک نومسلم جو کفر کی حالت میں غیر اللہ کی قسم کھانے کا عادی تھا' ہوسکتا ہے اسلام لانے کے بعد اس کے منہ سے پرانی عادت کے مطابق بلا ارادہ یہ شرکیہ الفاظ نکل جائیں اور بعد میں اسے غلطی کا احساس ہو تو ایسے موقع پر اسے چاہیے کہ دوبارہ توحید کا اقرار کرتے ہوئے لا إله إلا اللّٰه کہہ لے تاکہ یہ کلمہ اس کے شرکیہ الفاظ کا کفارہ بن جائے' تاہم اس طرح کی غلطی سے آدمی مرتد نہیں ہوتا۔

٢٠٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ

٢٠٩٧- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے لات وعزیٰ کی قسم کھائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

٢٠٩٦ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولاً أو جاهلاً، ح: ٦١٠٧، ومسلم، الأيمان، الباب السابق، ح: ١٦٤٧(ب) من حديث الأوزاعي به، وللحديث طرق أخرى عن الزهري به.

٢٠٩٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الحلف باللات والعزى، ح: ٣٨٠٨ من حديث أبي إسحاق به، وهو صرح بالسماع عند النسائي في رواية، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٧٨.

مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. ثُمَّ انْفُثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثاً. وَتَعَوَّذْ. وَلَا تَعُدْ».

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں۔'' پھر بائیں طرف تین بار تھوک دو' اور (شیطان سے) اللہ کی پناہ مانگو اور دوبارہ یہ غلطی نہ کرنا۔''

(المعجم ٣) - **بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ** (التحفة ٣)

باب:٣- اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب (میں چلے جانے) کی قسم کھانا

٢٠٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِباً مُتَعَمِّداً، فَهُوَ كَمَا قَالَ».

٢٠٩٨- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب (میں چلے جانے) کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے کہا۔''

فوائد ومسائل: ① دوسرے مذہب کی قسم کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کہا: ''اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی ہوں'' یا کہا: ''اگر میں جھوٹ کہوں تو کافر ہو جاؤں۔'' اس انداز کی قسم سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ② حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ اگر قسم کھاتے وقت اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو وہ کفر کا راستہ اختیار کرلے گا تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد دین اسلام پر استقامت کا اظہار تھا اور اس کا عزم تھا کہ وہ کبھی کفر کا راستہ اختیار نہیں کرے گا تو وہ کافر تو نہیں ہوگا لیکن اس کے لیے اس نے جو طریقہ اختیار کیا' وہ غلط تھا' اس لیے اسے توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا چاہیے بلکہ بہتر ہے کہ دوبارہ کلمۂ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کرلے۔ دیکھیے: (ریاض الصالحین (اُردو) جلد: دوم' حدیث: ١٧١٠ کے فوائد مطبوعہ دارالسلام)

٢٠٩٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٢٠٩٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٢٠٩٨ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في قاتل النفس، ح: ١٣٦٣ من حديث خالد، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه وأن من قتل نفسه بشيء . . . الخ، ح: ١١٠ من حديث أبي قلابة به.

٢٠٩٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس بقية بن الوليد" * ابن محرر متروك (تقريب).

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَرَّرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَقُولُ: أَنَا، إِذاً، لَيَهُودِيٌّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوْجَبْتَ».

نے فرمایا: نبی ﷺ نے سنا کہ ایک آدمی کہہ رہا تھا: (اگر یوں ہوا تو) یقیناً میں اس وقت یہودی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(یہودیت یا دوزخ) واجب ہو گئی۔“

٢١٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِباً فَهُوَ كَمَا قَالَ. وَإِنْ كَانَ صَادِقاً لَمْ يَعُدْ إِلَيْهِ الْإِسْلَامُ سَالِماً».

٢١٠٠- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کہے: (اگر فلاں بات یوں ہوئی تو) میرا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، پس اگر اس نے جھوٹ کہا تو وہ ویسے ہی ہو گیا جیسے اس نے کہا تھا (کافر ہو گیا۔) اور اگر سچا ہوا تو بھی اسے پورا اسلام نصیب نہیں ہو گا۔“

فوائد ومسائل: ① اس طرح کی قسم کھانا سخت منع ہے۔ ② اس انداز کی بات میں اسلام کی بے قدری پائی جاتی ہے جبکہ سچے مسلمان کی نظر میں اسلام سے قیمتی کوئی چیز نہیں' اس کے لیے وہ جان بھی قربان کر سکتا ہے۔ پھر جس کی نظر میں اسلام کی یہ قدر ہو کہ معمولی باتوں پر اسلام سے خارج ہونے کے الفاظ بولنے لگے' اس شخص کا اسلام کس قدر ادنیٰ اور نکما ہو گا۔ ③ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم کا کفارہ نہیں ہے' اس کا عتاب اس کے دین کا نقصان قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللهِ فَلْيَرْضَ (التحفة ٤)

باب: ٤- جسے اللہ کی قسم کھا کر کچھ بتایا جائے' اسے تسلیم کر لینا چاہیے

٢١٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ

٢١٠١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے باپ کی

٢١٠٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب ماجاء في الحلف بالبراءة وبملة غير الإسلام، ح: ٣٢٥٨ من حديث حسين بن واقد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٩٨، ووافقه الذهبي.

٢١٠١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٨١ من حديث أسباط به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ١٩٦٧ لعلته، قلت وحديث: "لا تحلفوا بآبائكم" صحيح متفق عليه من حديث عبدالله بن دينار عن ابن عمر به.

مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ. مَنْ حَلَفَ بِاللهِ فَلْيَصْدُقْ. وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللهِ فَلْيَرْضَ. وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللهِ، فَلَيْسَ مِنَ اللهِ».

قسم کھاتے سنا تو فرمایا: ''اپنے باپوں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ اور جو شخص اللہ کی قسم کھائے اسے چاہیے کہ سچ بولے۔ اور جس کے لیے (اس کے مطالبے پر) اللہ کی قسم کھائی جائے اسے چاہیے کہ (اس قسم پر) راضی ہو جائے۔ اور جو اللہ سے راضی نہیں ہوتا' اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ۸/ ۲۱۴' رقم: ۲۶۹۸' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ۲۱۰۱) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کے ایک ٹکڑے [لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ] کی تائید صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأيمان والنذور' حديث: ۶۶۴۸) ② قسم دلانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر تو نے قسم کھالی تو میں اعتبار کرلوں گا۔ اب دوسرا شخص قسم کھاتا ہے اور قسم دلانے والا پھر بھی اعتبار نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی نظر میں قسم کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اگر یہ بات تھی تو پھر قسم دلانا ہی غلط تھا' ورنہ تسلیم کرے۔ ③ قسم کھا کر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ قسم صرف اللہ کی کھانی اور دینی چاہیے۔

۲۱۰۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ. فَقَالَ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: لَا. وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللهِ، وَكَذَّبْتُ بَصَرِي».

۲۱۰۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ ابن مریم ؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا: کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (میں نے چوری) نہیں (کی۔) حضرت عیسیٰ ؑ نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں' اور اپنی آنکھ کو جھوٹی کہتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ مومن کی قسم پر اعتبار کرنے کی مثال ہے کہ اس کی قسم پر اپنی آنکھوں دیکھی چیز کو رد کر دیا۔ ② ممکن ہے وہ چیز اسی شخص کی ہو جو اسے لے رہا تھا لیکن کسی خاص وجہ سے اس نے چھپ کر اٹھائی ہو۔

۲۱۰۲- [صحيح] وروى نحوه همام بن منبه في صحيفته، ح: ٤٢ عن أبي هريرة رضي الله عنه، ومن طريقه أخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما.

(المعجم ٥) - **بَابٌ: اَلْيَمِينُ حِنْثٌ أَوْ نَدَمٌ** (التحفة ٥)

باب:٥- قسم گناہ ہے یا ندامت

٢١٠٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ بَشَّارِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْحَلْفُ حِنْثٌ أَوْ نَدَمٌ».

٢١٠٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم توڑنا پڑتی ہے یا اس پر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح روایت یہ ہے کہ غلط قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دیا جائے اور جو کام صحیح ہو اسے کر لیا جائے۔ یہ اصرار نہ کیا جائے کہ میں نے فلاں کار خیر نہیں کرنا کیونکہ میں نے قسم کھالی ہے۔

(المعجم ٦) - **بَابُ الاِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ** (التحفة ٦)

باب:٦- قسم کے ساتھ ان شاءاللہ کہنا

٢١٠٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَهُ ثُنْيَاهُ».

٢١٠٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے قسم کھائی اور ان شاءاللہ کہا تو اس کو اس شرط کا فائدہ ہوگا۔“

فائدہ: ان شاءاللہ کہنے سے قسم ختم ہو جاتی ہے' پھر اگر وہ کام نہ کیا جائے جس کا ذکر کیا گیا تھا تو قسم توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا اور کفارہ نہیں دینا پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم تاکیدی عزم ظاہر کرنے کے لیے ہوتی ہے' اور ان شاءاللہ کا مطلب ہے اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسا کروں گا۔ اور مستقبل کے کاموں میں بندے کو اللہ کی مرضی معلوم نہیں ہوتی تو اس میں گویا اس عزم کی نفی ہے اور یہ احتمال آ گیا کہ ممکن ہے میں یہ کام کر سکوں یا نہ کر سکوں۔

٢١٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى، ح: ٥٥٨٧ من حديث أبي معاوية، حدثنا بشار بن كدام به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٧٥ * بشار ضعيف، ضعفه أبوزرعة وغيره، وروى الحاكم: ٤/ ٣٠٣، ٣٠٤ عن ابن عمر قال: "إنما اليمين ماثمة أو مندمة، وصححه، وفيه أحمد بن سهل البخاري شيخ الحاكم، لم أجد له ترجمة.

٢١٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ١٥٣٢ من حديث عبدالرزاق به، وذكر كلامًا، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٦١١٨، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٨٥، وله شاهد.

٢١٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ وَاسْتَثْنٰى، إِنْ شَاءَ رَجَعَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ، غَيْرُ حَانِثٍ».

۲۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہا تو چاہے وہ (اپنے ارادے سے) رجوع کر لے چاہے (ارادہ قائم) رہنے دے (اور وہ کام کرلے جس کی قسم کھائی ہے) وہ قسم توڑنے والا (شمار) نہیں ہوگا۔''

٢١٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رِوَايَةً قَالَ: «مَنْ حَلَفَ وَاسْتَثْنٰى، فَلَنْ يَحْنَثْ».

۲۱۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہا' اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ (الکھف:۱۸/۲۳، ۲۴) ''کسی کام کے بارے میں اس طرح ہرگز نہ کہیں کہ میں اسے کل کروں گا (بلکہ ساتھ یہ بھی کہیں) مگر یہ کہ اللہ چاہے۔'' اس لیے ان شاء اللہ کہنے کو استثنا بھی کہتے ہیں۔ اس سے اللہ پر اعتماد کا اظہار ہے کہ جو کچھ ہوگا اس کی توفیق سے ہوگا۔ ② قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا پکا ارادہ تو یہی ہے کہ فلاں کام کروں گا لیکن اگر اللہ کا فیصلہ کچھ اور ہوا' اور مجھے کوئی عذر پیش آ گیا تو پھر یہ کام نہیں ہو سکے گا۔

(المعجم ٧) - بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا (التحفة ٧)

باب:۷- جس نے کوئی قسم کھائی' پھر اسے دوسری صورت بہتر معلوم ہوئی

٢١٠٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ [زَيْدٍ]: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ،

۲۱۰۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں قبیلہ' بنو اشعر کے چند افراد

٢١٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب الاستثناء في اليمين، ح: ٣٢٦٢ من حديث عبدالوارث به * أيوب ثقة حجة، وتابعه كثير بن فرقد عند النسائي وغيره، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٠٣، والذهبي.

٢١٠٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٢١٠٧ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: "لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم"، ح: ٦٦٢٣، ٦٧١٨، ومسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٤٩ من حديث حماد به.

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسٰى قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَاللهِ مَا أَحْمِلُكُمْ. وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ» قَالَ، فَلَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ. ثُمَّ أُتِيَ بِإِبِلٍ. فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ إِبِلٍ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى. فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَلَّا يَحْمِلَنَا. ثُمَّ حَمَلَنَا. اِرْجِعُوا بِنَا. فَأَتَيْنَاهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لاَ تَحْمِلَنَا. ثُمَّ حَمَلْتَنَا. فَقَالَ: «وَاللهِ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ. بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ. إِنِّي، وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ، لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى [غَيْرَهَا] خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ» أَوْ قَالَ: «أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي».

کے ساتھ سواریاں طلب کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمھیں سواریاں مہیا نہیں کروں گا۔ اور میرے پاس سواری کے جانور نہیں ہیں۔'' حضرت ابوموسیٰ نے کہا: ہم لوگ' جب تک اللہ نے چاہا' (مدینہ میں) ٹھہرے' پھر آپ کے پاس کچھ اونٹ آ گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سفید کوہانوں والی (موٹی تازی) تین اونٹنیاں دلوا دیں۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سواریاں طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ ہمیں سواریاں مہیا نہیں کریں گے' پھر ہمیں سواریاں مہیا فرما دیں۔ چلو واپس چلیں (اور دریافت کریں کہ نبی ﷺ نے ہمیں بھول کر سواریاں مہیا نہ فرما دی ہوں۔) چنانچہ ہم حاضر خدمت ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں سواریاں طلب کرنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ ہمیں سواریاں مہیا نہیں فرمائیں گے پھر آپ نے ہمیں سواریاں مہیا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے تمھیں سواریاں نہیں دیں بلکہ اللہ نے تمھیں سواریاں دی ہیں۔ قسم ہے اللہ کی! میں تو ان شاء اللہ جو بھی قسم کھاؤں گا' پھر مجھے دوسری صورت (قسم پوری کرنے سے) بہتر معلوم ہوگی تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور بہتر کام کرلوں گا۔'' یا فرمایا: ''میں بہتر کام کرلوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔''

فوائد ومسائل: ① قسم کی تین قسمیں ہیں: (ا) لغو: جس میں قسم کا لفظ بولا جائے لیکن قسم کا ارادہ نہ ہو جیسے بعض لوگ عادت کے طور پر بلا ارادہ قسم کے لفظ بول دیتے ہیں۔ اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں تاہم اس سے اجتناب بہتر ہے۔ (ب) غموس: یعنی جھوٹی قسم جو کسی کو دھوکا دینے کے لیے کھائی جائے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے اس پر توبہ استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے تاہم اس پر کفارہ واجب نہیں۔ (ج) معقدہ: جو مستقبل میں کسی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے کلام میں تاکید اور پختگی کے لیے ارادہ ونیت سے کھائے۔ اس قسم کو توڑنے پر کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (دیکھیے: تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف سورۂ المائدہ ۵: ۸۹) ② قسم کا کفارہ دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا یا انھیں لباس مہیا کرنا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ (سورہ مائدہ: ۸۹) ③ ایک آدمی کو خوراک کے طور پر ایک مُد غلہ (تقریباً چھ سو گرام) کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں روزے کی حالت میں ہم بستری کر لینے والے کو ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کرنے کے لیے پندرہ صاع کھجوریں دی تھیں۔ اور ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک خوراک اور لباس میں عرف کا اعتبار ہے یعنی جسے عام لوگ کہیں کہ اس نے کھانا کھلا دیا ہے قرآن مجید سے یہی اشارہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ (المآئدة ۵: ۸۹) ''اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔'' یعنی اس کی مقدار مقرر نہیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق سادہ یا عمدہ کھانا یا لباس دینا چاہیے۔ ④ نیکی کا کام نہ کرنے یا گناہ کرنے کی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ اس پر بھی کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (البقرة ۲: ۲۲۴) ''اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان صلح کرانا چھوڑ بیٹھو۔'' ⑤ جو کام نہ کرنے کی قسم کھائی ہو کفارہ اسے انجام دینے سے پہلے بھی دیا جا سکتا ہے بعد میں بھی۔

٢١٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدُاللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ».

٢١٠٨- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کوئی قسم کھائے پھر دوسری چیز اس سے بہتر معلوم ہو تو اسے چاہیے کہ بہتر کام کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔''

٢١٠٨- أخرجه مسلم، الأيمان، الباب السابق، ح: ١٦٥١ من طريق آخر عن عبدالعزيز به مطولاً.

٢١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزَّعْرَاءِ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَمِّهِ أَبِي الأَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ، يَا رَسُولَ اللهِ يَأْتِينِي ابْنُ عَمِّي فَأَحْلِفُ أَنْ لاَ أُعْطِيَهُ وَلاَ أَصِلَهُ. قَالَ: «كَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ».

٢١٠٩- حضرت عوف بن مالک جُشَمی رحمہ اللہ نے اپنے والد (حضرت مالک بن نضلہ جُشَمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کی‘ انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس میرا چچا زاد بھائی آتا ہے (کسی بات پر ناراض ہوکر) میں قسم کھالیتا ہوں کہ اسے کچھ نہیں دوں گا‘ نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی قسم کا کفارہ ادا کردو۔“

(المعجم ٨) - **بَابُ مَنْ قَالَ كَفَّارَتُهَا تَرْكُهَا** (التحفة ٨)

باب:٨- بری بات کا کفارہ یہ ہے کہ اسے چھوڑ دے

٢١١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ، أَوْ فِيمَا لاَ يَصْلُحُ، فَبِرُّهُ أَنْ لاَ يَتِمَّ عَلَى ذٰلِكَ».

٢١١٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قطع رحمی کی قسم کھائی‘ یا کسی ناجائز کام کی قسم کھائی تو اس قسم کا پورا کرنا یہی ہے کہ اسے چھوڑ دے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة‘ رقم:٢٣٣٤) اس کا مطلب یہ ہے کہ کفارہ نہ دے سکے تو کم از کم اس گناہ سے پرہیز تو کرے جس کے کرنے کا وعدہ کرلیا ہے۔ گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے۔

٢١١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

٢١١١- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے‘ وہ اپنے

٢١٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، الكفارة بعد الحنث، ح: ٣٨١٩ من حديث سفيان به، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٨٨٥ بتحقيقي.

٢١١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٥/ ٤٨٥، ح: ٤٨١٨ من حديث حارثة به، وانظر، ح: ٥٦ لعلته، وأخرج الطحاوي في المشكل: ١/ ٢٨٧ بإسناد حسن عن ابن عباس رفعه قال: من حلف بيمين على قطيعة رحم أو معصية فحنث، فذلك كفارة له.

٢١١١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب اليمين في قطيعة الرحم، ح: ٣٢٧٤ من طريق آخر عن عمرو بن شعيب به مطولاً.

الْوَاسِطِيُّ : حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا فَلْيَتْرُكْهَا . فَإِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارَتُهَا» .

دادا سے بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی قسم کھائی' پھر دوسری بات اس سے بہتر معلوم ہوئی تو اس (قسم والے غلط کام) کو چھوڑ دے۔ اسے چھوڑنا ہی اس کا کفارہ ہے۔''

(المعجم ٩) - بَابٌ كَمْ يُطْعَمُ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ (التحفة ٩)

باب: ٩- قسم کے کفارے کے طور پر کتنا کھانا دیا جائے؟

٢١١٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ : حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَكَّائِيُّ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَعْلَى الثَّقَفِيُّ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَفَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ . وَأَمَرَ النَّاسَ بِذٰلِكَ . فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ .

٢١١٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے کفارے کے طور پر ایک صاع (خشک) کھجوریں دیں اور لوگوں کو بھی یہی حکم دیا۔ جس کے پاس (کھجوریں) نہ ہوں' وہ نصف صاع گندم دے دے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- مسکینوں کو اپنے معیار کے مطابق اوسط درجے کا کھانا دینے کا بیان

٢١١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

٢١١٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو

٢١١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل : ٥/ ١٦٩٢ من حديث زياد به ، وقال ابن كثير في تفسيره : ٩٣/٢ "لا يصح هٰذا الحديث لحال عمر بن عبدالله هٰذا فإنه مجمع على ضعفه وذكروا أنه كان يشرب الخمر ، وقال الدارقطني : متروك" .

٢١١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري : ٧/ ١٥ ، وابن أبي حاتم : ٤/ ١١٩٣ ، ح : ٦٧٢٢ في تفسيريهما من حديث سفيان بن عيينة به ، وصححه البوصيري * سفيان مدلس ، ولم أجد تصريح سماعه ولا ينفعه كونه لا يدلس إلا عن ثقة كما حققته في تخريج النهاية في الفتن والملاحم ، ح : ١٠٣٠ .

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَقُوتُ أَهْلَهُ قُوتاً فِيهِ سَعَةٌ. وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوتُ أَهْلَهُ قُوتاً فِيهِ شِدَّةٌ. فَنَزَلَتْ: ﴿مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ [المائدة: ۸۹].

وسعت کے ساتھ کھانا دیتا تھا اور کوئی تنگی کے ساتھ دیتا تھا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مِنْ أَوْسَطِ مَاتُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ﴾ ''اوسط درجے کا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث:۲۱۱۳' وصحيح سنن ابن ماجه' رقم:۱۷۳۰' و سنن ابن ماجه بتحقيق محمود حسن نصار' رقم:۲۱۱۳) بہر حال کھانے کی کوئی خاص مقدار یا معیار مقرر نہیں بلکہ گھر میں عام طور پر جیسا کھانا تیار ہوتا ہے' اسی معیار اور مقدار کے مطابق دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ جب مہمان آئیں تو بہتر کھانا تیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض اوقات معمول سے کم درجے کا کھانا بھی کھالیا جاتا ہے۔ کفارے میں نہ تو مہمانوں والا پر تکلف کھانا دینا مطلوب ہے' نہ بالکل ادنیٰ درجے کا' جیسے گھر میں بعض اوقات اچار یا چٹنی سے بھی گزارہ کر لیا جاتا ہے۔ بلکہ ہر شخص کے اکثر ایام کے معمول کا لحاظ رکھتے ہوئے کھانا کھلایا جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۱۱) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَسْتَلِجَّ الرَّجُلُ فِي يَمِينِهِ وَلَا يُكَفِّرُ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- اپنی قسم پر اصرار کرتے ہوئے کفارہ نہ دینا ممنوع ہے

۲۱۱٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْمَرِيُّ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «إِذَا اسْتَلَجَّ أَحَدُكُمْ فِي الْيَمِينِ فَإِنَّهُ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِي أُمِرَ بِهَا».

۲۱۱۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: سیدنا ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی قسم پر اصرار کرتا ہے تو اللہ کے ہاں وہ اس کفارے سے زیادہ گناہ کا مرتکب ہے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى

(م) امام ابن ماجہ نے ایک اور سند سے حضرت

۲۱۱٤- [صحيح] أخرجه عبدالرزاق، ح:۱٦۰۳٦ عن معمر به نحوه، أخرجه البخاري، ح:٦٦۲٥، ومسلم ح:۱٦٥٥ من حديث عبدالرزاق به نحو المعنى، وهو في صحيفة همام، ح:۹٦.

۲۱۱٤ (م) - أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: "لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم"، ◄

ابْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① قسم پر اصرار کرنے کا مطلب ایسی قسم پوری کرنے کا عزم ہے جو کسی گناہ یا مکروہ کام پر مشتمل ہو۔ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ② بری بات پر قسم کھا کر اس پر قائم رہنا بھی گناہ ہے' اس لیے بہتر ہے قسم توڑنے کا گناہ کر لیا جائے کیونکہ وہ کفارہ ادا کرنے سے معاف ہو جائے گا جبکہ غلطی پر قائم رہنے سے گناہ بڑھتا چلا جائے گا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ إِبْرَارِ الْمُقْسِمِ (التحفة ۱۲)

۱۲- قسم دینے والے کی قسم پوری کرنا

۲۱۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

۲۱۱۵- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قسم دینے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جائز کام میں اس کی مدد کرے' خصوصاً جب اس سے مدد مانگی بھی گئی ہو۔ قسم دینا بھی ایک قسم کی درخواست ہے لیکن اس میں تاکید ہوتی ہے اور اللہ کا نام لے کر سوال کیا گیا ہوتا ہے' اس لیے اسے ضرور پورا کرنا چاہیے۔ ② اگر کسی ناجائز کام کے لیے قسم دی جائے تو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة ۵:۲) ''نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔'' اسی طرح اگر کسی ایسے کام کا مطالبہ قسم دے کر کیا گیا ہے جو اس کے لیے کرنا مشکل ہے' تب بھی وہ پورا نہ کرنے میں معذور ہے۔ ③ روزمرہ کے چھوٹے موٹے معاملات میں

◄ ح: ٦٦٢٦ من حديث يحيى بن صالح به.

٢١١٥ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، ح: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء ... الخ، ح: ٢٠٦٦ من حديث أشعث به مطولاً.

قسم کا پورا کرنا حسن اخلاق میں شامل ہے' مثلاً: اگر کوئی کہے: میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ اس کھانے میں سے ضرور کھاؤ تو تھوڑا بہت کھالینا چاہیے تا کہ مسلمان کو رنج نہ پہنچے۔

٢١١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَفْوَانَ، أَوْ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيِّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ بِأَبِيهِ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اجْعَلْ لِأَبِي نَصِيباً مِنَ الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: «إِنَّهُ لَا هِجْرَةَ» فَانْطَلَقَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَقَالَ: فَقَدْ عَرَفْتَنِي؟ فَقَالَ: أَجَلْ. فَخَرَجَ الْعَبَّاسُ فِي قَمِيصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَرَفْتَ فُلَاناً وَالَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ. وَجَاءَ بِأَبِيهِ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَا هِجْرَةَ» فَقَالَ الْعَبَّاسُ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ. فَمَدَّ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ، فَمَسَّ يَدَهُ. فَقَالَ: «أَبْرَرْتُ عَمِّي. وَلَا هِجْرَةَ».

٢١١٦- حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان یا حضرت صفوان بن عبدالرحمٰن قرشی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جس دن مکہ فتح ہوا' وہ اپنے والد کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہجرت میں میرے والد کو بھی شریک کر لیجیے (انھیں مہاجرین میں شمار کر لیجیے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اب) کوئی ہجرت نہیں۔'' وہ حضرت عباس ؓ کے پاس چلے گئے' اور کہا: آپ نے مجھے پہچانا؟ عباس ؓ نے کہا: ہاں (تب انھوں نے اپنا واقعہ بیان کیا) تو حضرت عباس ؓ صرف قمیص پہنے ہوئے (ان کے ساتھ) چل دیے' چادر بھی نہ اوڑھی۔ اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فلاں صاحب سے واقف ہیں اور ان سے ہمارے جو تعلقات ہیں (وہ بھی آپ کو معلوم ہیں) وہ اپنے والد کو لے کر حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان سے ہجرت کی بیعت لیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''(اب) کوئی ہجرت نہیں۔'' حضرت عباس ؓ نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں۔ (اس پر) نبی ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر ان صاحب کا ہاتھ چھو لیا اور فرمایا: ''میں نے اپنے چچا کی قسم پوری کی ہے اور ہجرت کوئی نہیں۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ

یہ روایت یزید بن ابی زیاد کی سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

٢١١٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٠، ٤٣١ من حديث يزيد به باختلاف يسير، وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه يزيد بن أبي زياد، أخرج له مسلم في المتابعات وضعفه الجمهور"، وانظر، ح: ٥٠٤، ١٤٧١.

يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ.

قَالَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: يَعْنِي لاَ هِجْرَةَ مِنْ دَارٍ قَدْ أَسْلَمَ أَهْلُهَا.

(المعجم ١٣) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ** (التحفة ١٣)

باب:۱۳- یوں کہنا منع ہے: ''جو اللہ چاہے اور تو چاہے''

٢١١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأَجْلَحُ الْكِنْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَقُلْ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ. وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شِئْتَ».

۲۱۱۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی قسم کھائے تو یوں نہ کہے: جو اللہ اور تو چاہے بلکہ یوں کہے: جو اللہ چاہے' اس کے بعد جو تو چاہے۔''

فائدہ: مسلمان جب یہ لفظ کہتا ہے: ''جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔'' تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں لیکن ظاہری طور پر معاملہ فلاں کے اختیار میں ہے' اس کے فیصلے پر عمل ہوگا۔ یہ بات صحیح ہے لیکن الفاظ اس قسم کے ہیں گویا اللہ تعالیٰ اور انسان مل کر کوئی فیصلہ کرتے ہیں' اس لیے ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے جن کا ظاہری مطلب نامناسب ہو اگرچہ کہنے والے کا مقصود نامناسب بات نہ ہو۔

٢١١٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ

۲۱۱۸- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ اہل کتاب کے ایک آدمی (کسی یہودی یا عیسائی) سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: تم (مسلمان) اچھے لوگ ہو'

٢١١٧_ [حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح:٩٨٨ من حديث عيسى به مطولاً، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد: ١/ ١٨٩ "اختلف في الأجلح الكندي والأكثر على توثيقه".

٢١١٨_ [ضعيف] انظر الحديث الآتي وأخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٣٦٤ من حديث سفيان به.

رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلاَ أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ. تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ. وَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ. قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ».

اگر شرک نہ کرو۔ تم کہتے ہو: جو اللہ اور محمد (ﷺ) چاہیں۔ اس آدمی نے نبی ﷺ کو یہ خواب سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اللہ کی! میں بھی تمھاری یہ بات محسوس کررہا تھا۔ تم یوں کہا کرو: ''جو اللہ چاہے' پھر جو محمد (ﷺ) چاہیں۔''

حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ] بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ، أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

(م) مذکورہ بالا روایت ایک دوسری سند سے حضرت طفیل بن سخبرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''جو اللہ تعالیٰ' پھر حضرت محمد ﷺ چاہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ چاہے گا صرف وہی ہوگا' دوسرے شخص کی مشیت اللہ کے تابع ہے۔ بہ یک وقت دونوں (خالق ومخلوق) کی مشیت کو ایک قرار دینا واقعی شرک ہے۔ لیکن نبی ﷺ کی اصلاح کے بعد شرک کا شائبہ ختم ہوگیا' اسی لیے یہ روایت بعض کے نزدیک حسن اور بعض کے نزدیک صحیح ہے۔ ② ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے جن کا نامناسب مفہوم بن سکتا ہو۔ ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے لیکن اگر خواب میں کوئی ایسا اشارہ ملے جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کے منافی نہ ہو تو اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ④ صحابۂ کرام ؓ اپنے خواب نبی' اکرم ﷺ کو سناتے تھے تاکہ اس کی تعبیر مل جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ خواب کی یہ بات ماننے کے قابل ہے یا نہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَنْ وَرَّى فِي يَمِينِهِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- قسم میں توریہ کرنا

٢١١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ إِسْرَائِيلَ.

٢١١٩- حضرت سوید بن حنظلہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے

٢١١٨- م [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٢ وغيره من حديث عبدالملك بن عمير به * وعبدالملك مشهور بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

٢١١٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب المعاريض في الأيمان، ح: ٣٢٥٦ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٩، ٣٠٠، والذهبي.

ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ جَدَّتِهِ، عَنْ أَبِيهَا سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ. فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَهُ. فَتَحَرَّجَ النَّاسُ أَنْ يَحْلِفُوا. فَحَلَفْتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي. فَخَلَّى سَبِيلَهُ. فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوا أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي. فَقَالَ: «صَدَقْتَ. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ».

ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر ؓ بھی تھے۔ حضرت وائل ؓ کو ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا تو لوگوں نے قسم کھانے میں حرج محسوس کیا۔ میں نے قسم کھالی کہ وہ میرے بھائی ہیں (یہ ظاہر کیا کہ یہ وائل بن حجر نہیں۔) اس نے انھیں چھوڑ دیا' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے نبی ﷺ سے (واقعہ) عرض کیا کہ دوسرے افراد نے قسم کھانے میں حرج محسوس کیا اور میں نے قسم کھالی کہ وہ میرے بھائی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم نے سچ کہا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① توریہ کا مطلب ہے ایسی بات کرنا جس کے دو مطلب ہوں' مخاطب اس کا کچھ اور مطلب سمجھے اور بات کرنے والا دوسرا مطلب مراد لے رہا ہوتا کہ جھوٹ بھی نہ ہو اور جان بھی بچ جائے۔ ② جب جان' مال یا آبرو کو خطرہ ہو تو دشمن سے بچنے کے لیے توریہ کرنا جائز ہے۔ ③ دوسرے مسلمان کی جان بچانے کے لیے بھی توریہ کرنا جائز ہے۔ ④ حضرت سوید ؓ نے یہ قسم نہیں کھائی کہ یہ وائل بن حجر ؓ نہیں بلکہ بھائی ہونے کی قسم کھائی۔ دشمن نے انھیں سوید کا سگا بھائی سمجھا' اس لیے چھوڑ دیا جبکہ حضرت سوید ؓ کا مطلب یہ تھا کہ یہ میرا دینی بھائی ہے۔

۲۱۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْيَمِينُ عَلَى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ».

۲۱۲۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم' قسم دلانے والے کی نیت پر ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم میں توریہ درست نہیں بلکہ توریہ کے ساتھ قسم کھانا بھی جھوٹ ہی سمجھا جائے گا۔ ② گزشتہ حدیث سے بظاہر اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے لیکن وہ حدیث اس صورت میں ہے

۲۱۲۰۔ أخرجه مسلم، الأيمان، باب اليمين على نية المستحلف، ح: ۱٦٥۳ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

جب کسی مسلمان کی جان' مال یا آبرو خطرے میں ہو۔ اور یہ حدیث روزمرہ معاملات کے بارے میں ہے۔

٢١٢١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ».

۲۱۲۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیری قسم اسی مفہوم پر واقع ہوگی جس پر تیرا ساتھی (قسم دلانے والا) تجھے سچا سمجھے۔''

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قسم کھا کر ذومعنی بات کہی اور ایسا معنی مراد لیا جو صحیح تھا لیکن مخاطب اس سے وہ معنی نہیں سمجھا' اور جو معنی مخاطب نے سمجھا' اس کے لحاظ سے بات غلط تھی تو یہ جھوٹی قسم ہوگی۔ قسم کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جو قسم دلانے والا سمجھتا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- نذر ماننے کی ممانعت کا بیان

٢١٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ النَّذْرِ. وَقَالَ: «إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ اللَّئِيمِ».

۲۱۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا: ''اس کے ذریعے سے کنجوس (کے ہاتھ) سے (مال) نکلوایا جاتا ہے۔''

٢١٢٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ النَّذْرَ لاَ يَأْتِي ابْنَ آدَمَ

۲۱۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر آدم کے بیٹے کو اس کے سوا کچھ نہیں دلا سکتی جو اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے۔ تقدیر نذر پر غالب آ جاتی ہے' جو اس کی قسمت میں

٢١٢١ـ أخرجه مسلم، الأيمان، الباب السابق، ح: ١٦٥٣ من حديث هشيم به.

٢١٢٢ـ أخرجه البخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح: ٦٦٠٨، ٦٦٩٣، ومسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئًا، ح: ١٦٣٩/ ٤ من حديث سفيان به.

٢١٢٣ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر وقول الله تعالى: "يوفون بالنذر"، ح: ٦٦٩٤ من حديث أبي الزناد به.

بِشَيْءٍ إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ . وَلٰكِنْ يَغْلِبُهُ الْقَدَرُ، مَا قُدِّرَ لَهُ . فَيُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ فَيُيَسَّرُ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُيَسَّرُ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ . وَقَدْ قَالَ اللهُ : أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ» .

ہے وہ ہو جائے گا۔ لیکن نذر کے ذریعے سے بخیل سے (کچھ نہ کچھ) نکلوالیا جاتا ہے۔ اس طرح اس پر وہ کام (غریب کی مدد کرنا) آسان ہو جاتا ہے جو پہلے آسان نہیں تھا' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تو خرچ کر' میں تجھ پر خرچ کروں گا (تجھے دنیا میں بھی دوں گا۔")

فوائد ومسائل: ① سخی آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ اسے نذر ماننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ② مشروط نذر ماننا بخیلوں کا کام ہے۔ نذر ماننے والا کہتا ہے: اگر میرا فلاں کام ہو گیا' یا فلاں مصیبت ٹل گئی تو اتنی رقم صدقہ کروں گا' گویا وہ کہہ رہا ہے کہ اگر میرا کام نہ ہوا تو یہ صدقہ نہیں کروں گا۔ اس لحاظ سے نذر مکروہ ہے۔ ③ غیر مشروط نذر یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ سے وعدہ کرے کہ فلاں نیکی کا کام کروں گا۔ یہ ثواب کا کام ہے۔ ④ نذر ایک عبادت ہے' اس لیے نذر خواہ مشروط ہو یا غیر مشروط' صرف اللہ ہی کے لیے ماننی چاہیے۔ کسی ولی' مزار یا بت وغیرہ کے لیے نذر ماننا اس کی عبادت ہے جو شرک ہے۔ ④ اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور مشکلات دور ہوتی ہیں۔ ⑤ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے لیکن دعا' نذر اور دیگر عبادتوں کے ذریعے سے ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں' اسی سے امید وابستہ کرتے ہیں کہ اپنی رحمت سے ہماری حاجتیں پوری کرے اور مشکلات دور فرمائے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶- گناہ کے کام کی نذر

٢١٢٤- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «[لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ. وَ]لَا نَذْرَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ» .

۲۱۲۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ کے کام کی کوئی نذر نہیں اور جس چیز کا انسان مالک نہیں' اس کی کوئی نذر نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① نذر اللہ کو راضی کرنے کے لیے مانی جاتی ہے' اس لیے اگر کوئی شخص ایسی نذر مان لے جو

٢١٢٤ـ أخرجه مسلم، النذر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك العبد، ح: ١٦٤١ من حديث أيوب به مطولاً .

گناہ کا کام ہے تو وہ نذر کالعدم ہے' اسے پورا کرنا جائز نہیں' مثلاً: کوئی نذر مانے کہ میں اپنے فلاں بیٹے کو دوسرے بیٹوں سے زیادہ دوں گا' یا ایسے کام کی نذر مان لے جو شرعی طور پر ثواب کا کام نہیں' مثلاً: یہ نذر کہ میں دھوپ میں کھڑا رہوں گا تو اسے چاہیے کہ وہ نذر پوری نہ کرے' اس کے بدلے میں کفارہ دے دے۔ ④ جس چیز کا مالک نہیں' مثلاً: کسی دوسرے شخص کا جانور ذبح کرنے کی نذر مان لے تو یہ درست نہیں۔ ہاں' اگر یہ خیال ہو کہ میں یہ جانور خرید لوں گا اور امید ہو کہ وہ بیچ دے گا تو خرید کر ذبح کر دے۔

٢١٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ أَبُوطَاهِرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ. وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٢١٢٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ کے کام کی کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔"

فائدہ: کفارے کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ٢١٠٧۔

٢١٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ. وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلاَ يَعْصِهِ».

٢١٢٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے' اسے چاہیے کہ اللہ کی اطاعت کرے۔ اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے' اسے چاہیے کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔"

(المعجم ١٧) - بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- غیر معین نذر

٢١٢٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩١ من حديث ابن وهب به، أخرجه الترمذي، ح: ١٥٢٤، وقال: "هذا لا يصح، لأن الزهري لم يسمع هذا الحديث من أبي سلمة" * والزهري صرح بالسماع من أبي سلمة عند النسائي، ح: ٣٨٦٩.

٢١٢٦ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة "وما أنفقتم من نفقة أو نذرتم من نذر"، ح: ٦٦٩٦ من حديث طلحة به.

٢١٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ، فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٢١٢٧- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نذر مانی اور اس کا نام نہ لیا' اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔''

فائدہ: تعین نہ کرنا اور نام نہ لینا اس طرح ہے کہ کہے: میرے ذمے اللہ کے لیے نذر ہے۔

٢١٢٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ. وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُطِقْهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ. وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَلْيَفِ بِهِ».

٢١٢٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نذر مانی اور اس کا نام نہ لیا (تعین نہ کیا)' اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اور جس نے نذر مانی جسے وہ پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا' اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے۔ اور جس نے ایسی نذر مانی جسے پورا کرنے کی وہ طاقت رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ نذر پوری کرے۔''

(المعجم ١٨) - بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- نذر پوری کرنا

٢١٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: نَذَرْتُ نَذْرًا فِي

٢١٢٩- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے جاہلیت میں ایک نذر مانی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔

٢١٢٧- [حسن] * إسماعيل بن رافع تقدم، ح: ١٣٣٧، ولحديثه شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

٢١٢٨- [حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من نذر نذرًا لا يطيقه، ح: ٣٣٢٢ من طريق آخر عن بكير به، وإسناده حسن.

٢١٢٩- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٧٢.

الْجَاهِلِيَّةِ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَمَا أَسْلَمْتُ. فَأَمَرَنِي أَنْ أُوفِيَ بِنَذْرِي.

فوائد ومسائل: ① نذر چونکہ اللہ کی عبادت ہے اور نیکی ہے' اس لیے اسلام قبول کرنے سے پہلے جو نیکی کرنے کا ارادہ کیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے وہ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ ② حالت کفر میں اگر ایسا کام کرنے کی نذر مانی جائے جو اسلام میں بھی نیکی ہے تو اسلام قبول کرنے کے بعد نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

٢١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَعَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ: أَنْبَأَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُوَانَةَ. فَقَالَ: «فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

٢١٣٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیرے دل میں جاہلیت والی کوئی بات تو نہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کر لے۔“

فوائد ومسائل: ① دل میں جاہلیت کی بات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اس مقام کو اس لیے تو متعین نہیں کیا کہ دور جاہلیت میں اس مقام کو کسی قسم کے تقدس کا حامل سمجھا جاتا ہو اور اسی مزعومہ تقدس کے پیش نظر تو نے وہاں ذبح کرنے کی نذر مان لی۔ ② بُوانہ ساحل سمندر کے قریب ایک ٹیلہ ہے جو ینبع کے پیچھے واقع ہے۔

٢١٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢١٣١- حضرت میمونہ بنت کردم یساریہ ؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد (ؓ) نبی ﷺ سے ملے

٢١٣٠ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٢٢، ٢٣، ح: ١٢٣٥٦ من حديث عبدالله بن رجاء به ● المسعودي اختلط، تقدم، ح: ٩٠٦، وحبيب عنعن، تقدم، ح: ٣٨٣، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٣٣١٣ وغيره.

٢١٣١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٦ من حديث الطائفي به، الرواية الثانية، وقال البوصيري: "أنه منقطع، يزيد بن مقسم لم يسمع من ميمونة بنت كردم"، وفي الرواية الأولى تدليس، انظر الحديث السابق، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٣٣١٤.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ الْيَسَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ رَدِيفَةٌ لَهُ. فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُوَانَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ بِهَا وَثَنٌ؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

جب کہ وہ (اونٹ پر اپنے والد کے) پیچھے سوار تھیں۔ انھوں نے کہا: میں نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے تو رسول ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہاں کوئی وثن ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرلے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی حضرت میمونہ بنت کردم ؓ سے اسی طرح مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① عرب کے مشرکین کچھ بزرگوں کے مجسمے بنا کر پوجتے تھے' انھیں صنم (بت) کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بزرگوں سے منسوب کچھ درختوں' چٹانوں' قبروں اور پتھروں وغیرہ کو مقدس سمجھ کر ان کی زیارت کی جاتی تھی' اور ان سے اپنے خیال میں برکت حاصل کی جاتی تھی۔ ایسی چیزوں کو وثن (متبرک اشیاء) کہا جاتا ہے۔ ان کی زیارت کے خود ساختہ آداب اور اعمال اصل میں ان وثنوں کی عبادت ہے' ان دونوں سے اجتناب توحید کا تقاضا ہے۔ ② جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو' وہاں مومن کو اللہ کی عبادت سے بھی پرہیز کرنا چاہیے تاکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو۔ ③ اگر کسی مقام پر کوئی وثن تھا' پھر وہ ختم ہو گیا تو وہاں بھی عبادت اور ذبیحہ وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ دوبارہ اس وثن کی عبادت شروع نہ ہو جائے۔ ④ غیر اللہ کے نام کا جانور قربان کرنا حرام ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ (التحفة ١٩)

باب: ١٩- اگر کوئی نذر پوری کیے بغیر فوت ہو جائے تو؟

٢١٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي

٢١٣٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ ان کی والدہ کے ذمے نذر تھی' وہ نذر پوری کیے بغیر فوت ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٢١٣٢- أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءةً أن يتصدقوا عنه، وقضاء النذور عن الميت، ح: ٢٧٦١، وح: ٦٦٩٨ من حديث ابن شهاب الزهري به، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ١٦٣٨.

نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ. تُوُفِّيَتْ وَلَمْ تَقْضِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْضِهِ عَنْهَا».

''اس کی طرف سے تم پوری کرو۔''

فوائد و مسائل: ① نذر پوری کرنا واجب ہے۔ ② اگر کوئی فوت ہو جائے اور نذر پوری نہ کی ہو تو مالی نذر اس کے مال سے پوری کر لی جائے جس طرح قرض ادا کیا جاتا ہے' پھر ترکہ تقسیم کیا جائے۔ ③ بدنی نذر اس کے قریبی وارث کو پوری کرنی چاہیے۔ ④ اولاد کا حق زیادہ ہے کہ وہ والدین کی نذر پوری کریں۔

٢١٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ. وَعَلَيْهَا نَذْرُ صِيَامٍ. فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَصُمْ عَنْهَا الْوَلِيُّ».

٢١٣٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور ان کے ذمے نذر کے روزے تھے۔ وہ نذر پوری کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے ولی روزے رکھے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس سے بخاری (١٩٥٢) و مسلم (١١٣٧) کی روایت کفایت کرتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل)' رقم:٢٠٧٧' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث:٢١٣٣) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- پیدل حج کی نذر ماننا

٢١٣٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

٢١٣٤- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ ان کی بہن نے ننگے پاؤں اور ننگے سر پیدل سفر (کر

٢١٣٣- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٣٠ لعلته، وحديث من مات وعليه صيام صام عنه وليه، يغني عنه.

٢١٣٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩٣ من حديث يحيى به ✽ عبيدالله بن زحر ضعفه الجمهور، وقال ابن معين كل حديثه عندي ضعيف، وله متابعة ضعيفة عند أحمد: ٤/ ١٤٧ من أجل ابن لهيعة تقدم، ح: ٣٣٠.

سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الرُّعَيْنِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُخْتَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً، غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ وَأَنَّهُ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

کے حج) کرنے کی نذر مان لی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ سواری پر بیٹھے (سر پر) دوپٹہ لے اور تین روزے رکھ لے۔''

٢١٣٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ شَيْخاً يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ. فَقَالَ: «مَا شَأْنُ هٰذَا؟» قَالَ ابْنَاهُ: نَذْرٌ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ».

۲۱۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے کو اپنے دو بیٹوں کے درمیان (ان کا سہارا لے کر) چلتے دیکھا تو فرمایا: ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' اس کے بیٹوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے نذر مان رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بڑے میاں! سوار ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ تم سے اور تمھاری نذر سے مستغنی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ایسی نذر ماننا درست نہیں جسے پورا کرنے میں انتہائی مشقت ہو۔ ② جب انسان محسوس کرے کہ نذر پوری کرنا بس سے باہر ہوتا جا رہا ہے تو نذر توڑ کر کفارہ دے دے۔ ③ اپنے آپ پر اتنی مشقت ڈالنا مناسب نہیں جس کو نبھانا دشوار ہو۔ اللہ کی رضا ان اعمال کی خلوص کے ساتھ ادائیگی کے ساتھ بھی حاصل ہو سکتی ہے جسے آدمی آسانی سے ادا کر سکے تاہم نفلی عبادات کا مناسب حد تک اہتمام کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ مَنْ خَلَطَ فِي نَذْرِهِ طَاعَةً بِمَعْصِيَةٍ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- ایسی نذر ماننا جس میں نیکی اور گناہ دونوں شامل ہوں

٢١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۱۳۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک شخص کے

٢١٣٥ـ أخرجه مسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٣ من حديث عبدالعزيز به.

٢١٣٦ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ٦٧٠٤ من حديث وهيب به، الرواية الثانية، وبها صح السند الأول.

عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الشَّمْسِ. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَصُومَ وَلاَ يَسْتَظِلَّ إِلَى اللَّيْلِ. وَلاَ يَتَكَلَّمَ. وَلاَ يَزَالَ قَائِماً. قَالَ: «لِيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ».

پاس سے ہوا جو دھوپ میں کھڑا تھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: اس نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھے گا' رات تک سائے میں نہیں آئے گا' کلام نہیں کرے گا اور کھڑا رہے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ کلام کرے' سائے میں آئے' بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔''

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَنْبَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْعَلاَءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ وُهَيْبٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ نے مذکورہ روایت حسین بن محمد بن شنبہ واسطی کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مثل بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① جب نذر اس قسم کی ہو کہ اس میں بعض کام جائز ہوں اور بعض ناجائز تو اسے چاہیے کہ ناجائز کام چھوڑ دے اور جائز کام کی نذر پوری کرے۔ بات کرنے' بیٹھنے اور سائے میں آنے سے پرہیز درست نہیں تھا' اس لیے ان کاموں سے روک دیا گیا۔ روزہ شرعی عبادت تھی' لہٰذا اسے پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔ ② رہبانیت کا طریقہ اختیار کرنا شریعت اسلامی کے مزاج کے خلاف ہے' خواہ اسے تصوف وغیرہ کا خوش نما نام ہی دے دیا جائے۔ ③ نذر ماننے والے اس صحابی کا نام حضرت ابو اسرائیل ؓ ہے۔ (صحیح البخاري' الأیمان والنذور' باب النذر فیما لایملك' و في معصیة' حدیث: ٦٧٠٤)

تجارت کی لغوی، اصطلاحی تعریف، مشروعیت اور اس کی ممنوع اقسام

✴ **لغوی معنی:** لغت میں بیع سے مراد [مُقَابَلَةُ الشَّيْءِ بِالشَّيْءِ] ''ایک چیز کے مقابلے میں دوسری چیز لینا'' ہے۔

✴ **اصطلاحی تعریف:** بیع کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: [هُوَ مُبَادَلَةُ الْمَالِ بِالتَّرَاضِي] ''بخوشی مال کے بدلے مال لینا بیع کہلاتا ہے۔''

✴ **تجارت کی مشروعیت:** تجارت کی مشروعیت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرۃ ۲:۲۷۵) ''اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ کے فرامین مبارکہ اور اسوۂ حسنہ سے اس کی مشروعیت ثابت ہے، مثلاً: آپ نے فرمایا: [لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ] (صحيح البخاري، الشروط، باب مايجوز من الشروط في النكاح، حديث: ۲۷۲۳) ''شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔''

نیز فرمایا: [اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ] (جامع الترمذي،

البیوع، باب ماجاء في التجار و تسمیة النبيﷺ إیاھم، حدیث:۱۲۰۹) ''امانت دار سچا تاجر انبیائے کرام صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

٭ **تجارت کی حکمت:** تجارت کی مشروعیت میں بنی نوع انسان کی ضروریات زندگی کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ وہ بلا نقصان پہنچائے مہیا ہوتی رہیں۔

٭ **تجارت کے ارکان:** بیع و تجارت کے مندرجہ ذیل چار ارکان ہیں:

① **بائع:** بیچنے والا، اس کے لیے لازم ہے کہ چیز اس کی ملکیت ہو، نیز وہ معاملہ فہم اور عقلمند ہو۔

② **مشتری:** خریدنے والا، خریدار کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ عقد و تصرف کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

③ **مبیع:** بیچی جانے والی چیز، جو چیز بیچی جا رہی ہے وہ حلال ہو اور اس کی قیمت بھی حلال ہو۔

④ **الفاظ عقد:** ایجاب و قبول، مثلاً: ایک شخص کہے کہ میں یہ چیز اتنی رقم کے عوض بیچتا ہوں اور دوسرا کہے کہ میں خریدتا ہوں۔

٭ **تجارت کی بعض ممنوع اقسام:**

① ایک مسلمان کی بیع پر بیع کرنا، یا اس کے سودے پر سودا کرنا حرام ہے۔

② **بیع نجش:** گاہک کو دھوکا دینے کے لیے بڑھ چڑھ کر بولی لگانا۔

③ حرام اور ناپاک چیزوں کی تجارت، مثلاً: شراب اور سود وغیرہ۔

④ دھوکے کی تجارت، جیسے تالاب میں موجود مچھلیوں کی تجارت۔

⑤ غیر موجود چیزوں کی تجارت۔

⑥ قرض کے ساتھ قرض کی تجارت۔

⑦ **بیع العینہ:** ایک آدمی ایک چیز مقرر قیمت پر ایک مقرر وقت تک کے لیے فروخت کرے، پھر جب میعاد مقرر مکمل ہو جائے اور وہ رقم ادا نہ کر سکے تو خریدار سے وہی چیز نقد کم قیمت پر خرید لے اور خریدنے والے کو خواہ مخواہ نقصان اٹھانا پڑے۔

⑧ شہری کا دیہاتی کے لیے فروخت کرنا۔

⑨ تجارتی قافلوں کو منڈی میں آنے سے پہلے جا ملنا اور سامان خرید لینا۔

⑩ دودھ روکے ہوئے جانور کی تجارت۔

⑪ بیع المخاضرہ: پھلوں اور اناج کو پکنے سے پہلے ہی کھیت میں فروخت کرنا۔

⑫ ان کے علاوہ آج کل کاروبار کی اور بہت سی قسمیں ہیں جو ناجائز ہیں۔ علمائے کرام ان کی وضاحت کرتے رہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٢) **أَبْوَابُ التِّجَارَاتِ** (التحفة ١٠)

تجارت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ (التحفة ١)

باب:۱- روزی کمانے کی ترغیب

٢١٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ. وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۲۱۳۷- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کا بہترین کھانا وہ ہے جو اس کی کمائی سے (حاصل) ہو۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اسلام رہبانیت کا دین نہیں اور نہ وہ ترک دنیا کی دعوت دیتا ہے بلکہ دنیا میں اس طریقے سے رہنا سکھاتا ہے جس میں ایثار' خیر خواہی اور تعاون کو پیش نظر رکھا جائے۔ دنیا میں امن و امان اسی طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ ② محنت سے حاصل ہونے والی کمائی حلال کمائی ہے بشرطیکہ اس میں شرعی احکام کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ یہ محنت جسمانی بھی ہو سکتی ہے' کوئی فنی مہارت یا دستکاری بھی ہو سکتی ہے' ذہنی اور دماغی بھی ہو سکتی ہے۔ ③ انسان اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے' لہٰذا اولاد کا فرض ہے کہ والدین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے۔ ④ والدین اپنی اولاد سے حسب ضرورت مال لے سکتے ہیں' تاہم انھیں چاہیے کہ اولاد کی جائز ضروریات کو نظر انداز نہ کریں۔

٢١٣٧- [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٤١، البيوع، باب الحث على الكسب، ح: ٤٤٥٦، ٤٤٥٧ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٠٩٢، ١٠٩٣، وله شواهد كثيرة، انظر، ح: ٢٢٩٠-٢٢٩٢.

٢١٣٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيكَرِبَ [الزُّبَيْدِيِّ]، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا كَسَبَ الرَّجُلُ كَسْباً أَطْيَبَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ. وَمَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَخَادِمِهِ، فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۱۳۸- حضرت مقدام بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ (اور عمدہ) روزی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور آدمی اپنی ذات پر اپنے بیوی بچوں پر اور اپنے خدام پر جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اپنی محنت سے حاصل ہونے والی کمائی بہترین ہے۔ مستحق ہونے کی صورت میں اسے ملنے والی مدد بھی اس کے لیے حلال ہے لیکن یہ کوئی عمدہ روزی نہیں اس لیے اس سے ممکن حد تک بچتے ہوئے محنت مزدوری سے حاصل ہونے والی تھوڑی آمدنی پر قناعت کرنا بہتر ہے۔ ② اپنے آپ پر اور بیوی بچوں پر خرچ نہ کرنا بخل اور کنجوسی ہے جو مذموم ہے لیکن اپنی اور گھر والوں کی جائز اور ناجائز فرمائشیں پوری کرتے چلے جانا بھی اسراف اور تبذیر ہے جو بہت بری بات ہے۔ جائز ضروریات پوری کرنے کے بعد باقی مال سے زیادہ سے زیادہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ دوسروں کی ضروریات پوری کی جائیں۔ ③ خادم خواہ زرخرید غلام ہوں یا تنخواہ دار ملازم ان سے حسن سلوک ان کا احترام اور ان کی جائز ضروریات کی تکمیل اخلاقی فرض ہے۔

٢١٣٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا كُلْثُومُ بْنُ جَوْشَنٍ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ، مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۱۳۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیانت دار سچا مسلمان تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔“

٢١٣٨ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ من حديث إسماعيل به نحو المعنى، وتابعه بقية ثنا بحير به (المسند للإمام أحمد، أيضًا)، وحسنه البوصيري، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٢٠٧٢ وغيره، وله شاهد.

٢١٣٩ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ٦ من حديث كثير به، وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه كلثوم بن جوشن وهو ضعيف"، وله شاهد ضعيف عند الترمذي، ح: ١٢٠٩ وغيره، وحسنه الترمذي، وفيه علل، منها عنعنة الحسن وغيره.

فائدہ: یہ حدیث جامع ترمذی میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذي' البيوع' باب ماجاء في التجار...... حديث: ۱۲۰۹) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' تاہم امانت و دیانت اور سچائی کے ساتھ تجارت کرنا بہت فضیلت والا عمل اور نہایت باعث برکت ہے۔

٢١٤٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَكَالَّذِي يَقُومُ اللَّيْلَ وَيَصُومُ النَّهَارَ».

۲۱۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اور مسکین (کی ضروریات پوری کرنے) کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے' اور اس شخص کی طرح ہے جو رات کو قیام کرتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① معاشرے کے ضرورت مند' نادار اور معذور افراد کی کفالت اور خبر گیری بہت عظیم عمل ہے۔ جس طرح جہاد اسلامی معاشرے کو کافروں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے' اسی طرح ناداروں کی خبر گیری انھیں اسلام کے فوائد سے مستفید کر کے ان کے دل میں اسلام کی محبت قائم رکھتی ہے بلکہ بعض حالات میں انسان فقر و فاقہ سے مجبور ہو کر کفر اختیار کر لیتا ہے۔ ② عیسائی تبلیغی (مشنری) ادارے نادار افراد کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر انھیں اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی طاقت بڑھتی اور مسلمانوں کی طاقت کم ہوتی ہے' لہٰذا ضرورت مندوں کی مدد کر کے مسلمانوں کی طاقت کو محفوظ رکھنا اور کفر کی طاقت کو بڑھنے سے روکنا یقیناً جہاد کے مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ③ بیوہ کی کفالت کا بہترین ذریعہ اس کے نکاح کا بندوبست کرنا ہے۔ اس طرح اس کی عصمت بھی محفوظ ہو جاتی ہے اور اس کی اور اس کے یتیم بچوں کی کفالت و تربیت کا مستقل انتظام ہو جاتا ہے' تاہم اگر کسی وجہ سے اس کا نکاح نہ ہو سکے تو اس کی اور اس کے بچوں کی جائز ضروریات پوری کر کے انھیں معاشرے کے مفید ارکان بنانا مسلمانوں کا فرض ہے۔

٢١٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

۲۱۴۱- حضرت معاذ بن عبداللہ رحمہ اللہ اپنے وا... (حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ) سے اور وہ اپنے ...

٢١٤٠ـ أخرجه البخاري، النفقات، باب فضل النفقة على الأهل . . . الخ، ح: ٥٣٥٣، ومسلم، الزهد، باب فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، ح: ٢٩٨٢ من حديث ثور به.

٢١٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧٢، ٣٨١ من حديث عبدالله بن سليمان به، وصححه الحاكم: ٢/ ... والذهبي، والبوصيري.

سُلَيْمَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ. فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثَرُ مَاءٍ. فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: نَرَاكَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ. فَقَالَ: «أَجَلْ. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ» ثُمَّ أَفَاضَ الْقَوْمُ فِي ذِكْرِ الْغِنَى. فَقَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى. وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى. وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيمِ».

(حضرت عبید رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک مجلس میں موجود تھے کہ نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کے سر مبارک پر پانی کا اثر تھا (غسل فرما کر تشریف لائے تھے۔) بعض لوگوں نے عرض کیا: آج ہم آپ کو خوش دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اللہ کا شکر ہے۔'' پھر لوگوں نے خوشحالی (اور دولت مندی) کا ذکر چھیڑ دیا تو آپ نے فرمایا: ''متقی آدمی کے لیے دولت مند ہونے میں حرج نہیں۔ اور متقی کے لیے صحت دولت سے بہتر ہے۔ اور طبیعت کا خوش ہونا بھی (اللہ کی) نعمت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① دولت بذات خود کوئی بری چیز نہیں' اس کے حصول کا طریقہ اور اس کو جائز یا ناجائز مقام پر خرچ کرنا اسے برا بناتا ہے۔ ② اللہ سے ڈرنے والا نیک آدمی روزی حلال طریقے سے کماتا ہے اور نیکی کے کاموں میں اور جائز ضروریات پوری کرنے میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح اسے کمانے میں بھی ثواب ملتا ہے اور خرچ کرنے میں بھی۔ ایسے آدمی کے لیے دولت واقعی ایک عظیم نعمت ہے۔ ③ فاسق آدمی روزی کمانے میں حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ اور خرچ کرتے وقت فخر و ریا' یا غیر ضروری عیش و عشرت میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح اس کے لیے اس دولت کا حصول بھی گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اس کا خرچ بھی گناہ میں اضافے کا باعث بن جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے لیے دولت ایک آزمائش بلکہ ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔ ④ صحت دولت سے بڑی نعمت ہے۔ صحت کی حالت میں دولت کم ہونے کے باوجود نیکی کے بہت سے کام کیے جا سکتے ہیں۔ ⑤ اللہ کی نعمت پر خوش ہونا اور اس کا شکر ادا کرنا تقویٰ اور زہد کے منافی نہیں۔ ⑥ مومن کو خوش و خرم رہنا چاہیے۔ مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا بھی معمولی نیکی نہیں۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' البر والصلة' باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء' حدیث:٢٦٢٦) ⑦ جو نعمتیں ہمیں حاصل نہیں' ان کے نہ ہونے پر افسوس کرنے کے بجائے ان نعمتوں پر توجہ کرنی چاہیے جو حاصل ہیں تاکہ دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہو اور ناشکری جیسے برے عمل سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (الضحى ٩٣:١١) ''اور آپ اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتے رہیں۔''

(المعجم ٢) - بَابُ الِاقْتِصَادِ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ (التحفة ٢)

باب:٢- روزی کمانے میں میانہ روی اختیار کرنا

٢١٤٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَجْمِلُوا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ».

۲۱۴۲- حضرت ابوحمید (منذر بن سعد) ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کے حصول کے لیے اچھا طریقہ اختیار کرو۔ ہر انسان کے لیے وہ کام آسان ہو جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① دنیا کمانے کے لیے اچھا طریقہ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حلال کمانے کی کوشش کرو اور اس میں ہمہ تن مشغول نہ ہو جاؤ کہ آخرت کی طرف توجہ نہ رہے' یعنی اعتدال کا راستہ اختیار کرو۔ ② جو روزی قسمت میں لکھی ہوئی ہے' وہ حلال راستہ اختیار کرنے سے بھی مل ہی جائے گی' پھر ناجائز اور حرام راستے سے تلاش کرنے کا کیا فائدہ؟

٢١٤٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بَهْرَامَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ، زَوْجُ بِنْتِ الشَّعْبِيِّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْظَمُ النَّاسِ هَمًّا، الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَهُمُّ بِأَمْرِ دُنْيَاهُ وَأَمْرِ آخِرَتِهِ».

۲۱۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ پریشانی اس مومن کو ہوتی ہے جو اپنی دنیا کے معاملات کی بھی فکر کرتا ہے اور اپنی آخرت کے معاملات کی بھی۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. تَفَرَّدَ بِهِ إِسْمَاعِيلُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے صرف اسماعیل (بن بہرام) نے روایت کیا ہے۔

٢١٤٢ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٤١٨ عن هشام بن عمار به، وأخرجه البيهقي وغيره من حديث سليمان بن بلال عن ربيعة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/٣، ووافقه الذهبي، وهو على شرط مسلم فقط، والله أعلم.

٢١٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي الدنيا في "الهم والحزن" من حديث إسماعيل به، وانظر، ح: ١٠٨٠ لعلته، وفيه علل أخرى.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ مومن کو سب سے زیادہ فکر آخرت کے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی کو وہ سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اگر اس کے پاس دنیا کے وسائل کی کمی بھی ہو تو وہ اس کی فکر نہیں کرتا' لیکن کافر کو صرف دنیا کا خیال ہوتا ہے کیونکہ اسے آخرت پر یقین نہیں ہوتا' جب کہ کمزور ایمان والا مومن دنیا کے معاملات میں بھی پریشان رہتا ہے اور اسے آخرت میں سزا ملنے یا نیکیوں میں پیچھے رہ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے۔ اس طرح وہ دو قسم کی پریشانیاں لیے پھرتا ہے۔

٢١٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ. فَإِنَّ نَفْساً لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا. فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ. خُذُوا مَا حَلَّ، وَدَعُوا مَا حَرُمَ».

۲۱۴۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو کیونکہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے' وہ لے لو اور جو حرام ہے' وہ چھوڑ دو۔''

فوائد و مسائل: ① حلال روزی کا اہتمام کرنے والا روزی سے محروم نہیں رہتا۔ ② اللہ پر توکل کرتے ہوئے حرام روزی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ جس طرح دنیوی زندگی کی مدت مقرر ہے' اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی' اسی طرح رزق بھی متعین ہے لیکن انسان کو اس کی صحیح یا غلط کوشش کی وجہ سے ثواب یا گناہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ التَّوَقِّي فِي التِّجَارَةِ (التحفة ٣)

باب:۳- تجارت میں احتیاط

٢١٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ،

۲۱۴۵- حضرت قیس بن ابوغرزہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے

٢١٤٤ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح:٤٢٠ من حديث الوليد به، وتابعه محمد بن بكر (المستدرك: ٢/ ٤) وغيره، وله شاهد حسن عند ابن حبان(موارد)، ح: ١٠٨٤، ١٠٨٥ وغيره، وصححه الحاكم، والذهبي.

٢١٤٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، ح:٣٣٢٦ من حديث أبي معاوية به، وصححه الترمذي، ح:١٢٠٨، وابن الجارود، ح:٥٥٧، والحاكم: ٢/ ٥، والذهبي * الأعمش صرح بالسماع(مشكل الآثار للطحاوي: ٣/ ١٣، ١٤)، وتابعه جماعة.

عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا نُسَمَّى فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، السَّمَاسِرَةَ. فَمَرَّ بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ. فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ. فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

زمانۂ مبارک میں دلال کہلاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمارا اس سے بہتر نام رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت! خرید و فروخت میں قسمیں کھائی جاتی ہیں اور فضول باتیں ہوجاتی ہیں (اس لیے) اس کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی کرتے رہا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① [سَمَاسِرة] کا واحد [سِمْسَار] ہے۔ محمد فواد عبدالباقی ؒ نے اس لفظ کی تشریح یوں کی ہے: [هُوَ الْقَيِّمُ بِأَمْرِ الْبَيْعِ وَالْحَافِظُ لَهُ] (حاشية سنن أبي داود، البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو) ''خرید و فروخت کے معاملات کا نگران اور ان کا خیال رکھنے والا۔'' یعنی کسی دوسرے کے تجارتی معاملات کا خیال رکھنے والا، منتظم۔ علامہ ابن اثیر ؒ نے ''النهاية'' میں اس کی تعریف یوں کی ہے: [هُوَ فِي الْبَيْعِ اسْمٌ لِّلَّذِي يَدْخُلُ بَيْنَ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي، مُتَوَسِّطاً لِإِمْضَاءِ الْبَيْعِ] ''یعنی خرید و فروخت کے معاملات میں یہ لفظ اس شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو خریدار اور فروخت کار کے درمیان رابطہ قائم کر کے بیع کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا کردار ادا کرتا ہے۔'' ② اس حدیث سے دلال یا کمیشن ایجنٹ کے کام کا جواز ظاہر ہوتا ہے جب کہ باب: ۱۵ (حدیث: ۲۱۷۵ تا ۲۱۷۷) میں اس کی ممانعت مذکور ہے۔ ان حدیثوں کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ بغیر کمیشن کے خیر خواہی کے طور پر کسی چیز کی خرید و فروخت میں بھائی کی مدد کرنا افضل ہے اور اس کام کی اجرت یا کمیشن وصول کرنا مکروہ ہے۔ امام بخاری ؒ نے اپنی کتاب ''الصحیح'' میں ایک باب کا عنوان یوں لکھا ہے: [بَابٌ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ] (صحيح البخاري، البيوع، باب: ٦٨) ''کیا شہری آدمی دیہاتی کی طرف سے بغیر اجرت لیے فروخت کر سکتا ہے؟ کیا اس کی مدد اور خیر خواہی کر سکتا ہے؟'' اور اس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے: [إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ] ''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے خیر خواہی کا طالب ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کرے۔'' اس عنوان کے تحت حضرت جریر ؓ کی حدیث ذکر کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بعض دوسری چیزوں کے ساتھ ہر مسلمان کی خیر خواہی کی شرط پر بھی بیعت کی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے منع کی حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ دلال نہ بنے، اس لیے امام بخاری نے اگلے باب کا یہ عنوان لکھا ہے: [بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ] (صحيح البخاري، البيوع، باب: ٦٩) ''شہری کا دیہاتی کے لیے اجرت لے کر فروخت کرنا مکروہ ہے۔'' اس کے بعد کتاب الإجارة میں باب أجر السمسرة (دلالی کی اجرت) کے عنوان سے فرمایا: ابن سیرین، عطاء، ابراہیم اور

حسن ؒ دلال کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں: یہ کپڑا فروخت کرو' اتنی رقم سے جتنی رقم زیادہ ملے گی وہ تمھاری ہے۔ ابن سیرین ؒ نے فرمایا: یہ چیز اتنے کی بیچ دو' جو نفع ہوگا وہ تمھارا ہے' یا میرے اور تمھارے درمیان تقسیم ہوگا، اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔'' دیکھیے: (صحيح البخاري' الإجارة' باب:١٤)

٢١٤٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رِفَاعَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ بُكْرَةً. فَنَادَاهُمْ: «يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ» فَلَمَّا رَفَعُوا أَبْصَارَهُمْ، وَمَدُّوا أَعْنَاقَهُمْ. قَالَ: «إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا. إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ».

٢١٤٦- حضرت اسماعیل بن عبید اپنے والد (حضرت عبید بن رفاعہ) ؓ سے اور وہ ان کے دادا (اپنے والد) حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گئے۔ لوگ صبح کے وقت خرید و فروخت میں مشغول تھے۔ آپ نے انھیں آواز دی: ''اے تاجروں کی جماعت!'' جب ان لوگوں نے اپنی نظریں اٹھائیں اور گردنیں لمبی کیں (اور نبی ﷺ کی طرف متوجہ ہوگئے) تو آپ نے فرمایا: ''تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر (اور گناہ گار) بن کر اٹھیں گے' سوائے اس کے جو اللہ سے ڈرتا رہا اور اس نے نیکی کی اور سچ بولا۔ (یعنی جھوٹ اور دھوکے سے پرہیز کیا)۔''

(المعجم ٤) - **بَابٌ: إِذَا قُسِمَ لِلرَّجُلِ رِزْقٌ مِنْ وَجْهٍ فَلْيَلْزَمْهُ** (التحفة ٤)

باب:٤- جب انسان کی قسمت میں کسی طرف سے رزق (کا ذریعہ) بن جائے تو اس (پیشے) کو (بلاوجہ) نہ چھوڑے

٢١٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

٢١٤٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٢١٤٦_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي ﷺ إياهم، ح: ١٢١٠ من حديث ابن خثيم به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٠٩٥، والحاكم: ٢/ ٦، والذهبي.

٢١٤٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٢٠٦ من حديث محمد بن عبدالله الأنصاري به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * هلال مستور، وشك ابن حبان في سماعه من أنس (تقريب)، وفيه علة ◄◄

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا فَرْوَةُ أَبُو يُونُسَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَلْزَمْهُ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کسی جانب سے (کسی پیشے علاقے' ملازمت وغیرہ سے) کچھ (رزق) ملے تو اسے چاہیے کہ اس (پیشے وغیرہ) کو اختیار کیے رکھے۔''

٢١٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ وَإِلَى مِصْرَ. فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ. فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ. فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ. فَقَالَتْ: لَا تَفْعَلْ. مَا لَكَ وَلِمَتْجَرِكَ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَبَّبَ اللهُ لِأَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْهٍ، فَلَا يَدَعْهُ حَتَّى يَتَغَيَّرَ لَهُ، أَوْ يَتَنَكَّرَ لَهُ».

۲۱۴۸- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں شام اور مصر کی طرف سامان تجارت بھیجا کرتا تھا' (ایک بار) میں نے عراق کی طرف سامان بھیج دیا' پھر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ام المومنین! میں شام کی طرف سامان بھیجا کرتا تھا۔ اب میں نے عراق کی طرف سامان بھیجا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ایسا نہ کرو' تمھارے (سابقہ) مقام تجارت کو کیا ہو گیا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کے لیے ایک طرف سے رزق کا سبب پیدا کرے تو وہ اسے اس وقت تک ترک نہ کرے جب تک اس میں تغیر یا خرابی پیدا نہ ہو جائے۔''

(المعجم ٥) - بَابُ الصِّنَاعَاتِ (التحفة ٥)

باب:۵- صنعتوں اور پیشوں کا بیان

٢١٤٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، سَعِيدِ بْنِ أَبِي أُحَيْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا رَاعِيَ غَنَمٍ» قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ

۲۱۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں فرمایا جو بکریاں چرانے والا نہ ہو۔'' صحابۂ کرام نے کہا: اللہ کے رسول! آپ بھی (گلہ بانی کرتے رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ''میں بھی (بکریاں

◀◀ أخرٰی.

٢١٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٦ عن أبي عاصم به ببعض الاختلاف * والزبير بن عبيد مجهول كما في التقريب وغيره.

٢١٤٩ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب رعي الغنم على قراريط، ح: ٢٢٦٢ من حديث عمرو بن يحيى به.

يَارَسُولَ اللهِ قَالَ : «وَأَنَا . كُنْتُ أَرْعَاهَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْقَرَارِيطِ» .

چراتا رہا ہوں۔) میں قیراطوں کے بدلے میں مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔"

قَالَ سُوَيْدٌ: يَعْنِي كُلَّ شَاةٍ بِقِيرَاطٍ .

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) حضرت سوید بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی ہر بکری (کی دیکھ بھال) کی اجرت ایک قیراط ہوتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① جسمانی محنت اور مزدوری حلال پیشہ ہے بشرطیکہ مزدور دیانت داری سے اپنا کام کرے اور اس کے ذمے کوئی ایسا کام نہ لگایا جائے جو شرعی طور پر ممنوع ہو۔ ② مزدوری کی اجرت مقرر کر کے کام کرنا چاہیے۔ ③ بکریاں چرانا پیغمبروں کا پیشہ ہے جو بہت مشقت والا کام ہے۔ بھیڑیں عام طور پر ایک جگہ جمع ہو کر چرتی چگتی ہیں اور اکٹھی چلتی ہیں' اس لیے انھیں سنبھالنا آسان ہے جب کہ بکریاں بکھر کر چرتی ہیں اور تیزی سے بھاگتی ہیں' اس لیے انھیں کسی کے کھیت میں جانے سے روکنے کے لیے بہت ہوشیاری اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ جسمانی طور پر کمزور مخلوق ہے' اس لیے انھیں بھینسوں یا گدھوں کی طرح مار پیٹ کر غصہ نہیں نکالا جا سکتا بلکہ چرواہے کو رحم دلی اور برداشت سے کام لینا پڑتا ہے۔ نبی کو بھی اپنی قوم کے نامناسب رویے کے جواب میں صبر و تحمل کی ضرورت ہوتی ہے' اس لیے انبیاء کی تربیت بکریوں کے ذریعے سے کی جاتی رہی ہے۔ ④ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے بکریاں چرانے کا سخت کام نہیں کر سکتے ایسی حرکت وہی شخص کر سکتا ہے جو لوگوں کے جذبۂ عقیدت کا استحصال کرتے ہوئے بغیر محنت کے دنیا کا مال جمع کرنا چاہتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے بکریاں نہیں چرائیں۔ ⑤ قیراط ایک سکے کا نام ہے جو دینار کا بیسواں یا چوبیسواں حصہ ہوتا تھا۔ دیکھیے: (النهاية لابن أثير' ماده قرط)

٢١٥٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ ، وَالْحَجَّاجُ ، وَالْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالُوا : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا» .

۲۱۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔"

فوائد و مسائل: ① لکڑی کا کام ایک اچھا پیشہ ہے جس کے ذریعے سے مومن اپنے ہاتھ کی محنت سے حلال روزی کما سکتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اللہ کے حکم سے لکڑی کی کشتی بنائی تھی۔ (سورۂ ہود ۱۱: ۳۷' ۳۸)

٢١٥٠ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل زكرياء ﷺ، ح: ٢٣٧٩ من حديث حماد بن سلمة به .

④ کسی بھی جائز پیشے کو حقیر نہیں جاننا چاہیے۔ حقارت اور ذلت کا کام یہ ہے کہ انسان روزی کمانے کے لیے ناجائز طریقے اختیار کرے' یا ایسا پیشہ اپنائے جو شریعت کی رو سے ممنوع ہے۔

٢١٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «إِنَّ أَصْحَابَ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . يُقَالُ لَهُمْ : أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ» .

۲۱۵۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ انھیں کہا جائے گا: جو کچھ تم نے (اپنے خیال کے مطابق) پیدا کیا تھا' اسے زندہ بھی کرو۔''

فوائد و مسائل: ① جاندار چیزوں کی تصویر بنانا حرام ہے' خواہ وہ تصویر کاغذ' دیوار یا کپڑے وغیرہ پر بنائی جائے' یا مجسم شکل میں مٹی' پتھر' چینی یا پلاسٹک وغیرہ سے بنائی جائے۔ ② بعض لوگ کہتے ہیں کہ تصویر کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی پوجا کی جاتی تھی۔ یہ درست نہیں کیونکہ پوجا تو درختوں' ستاروں' سورج' چاند اور آگ کی بھی کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود ان چیزوں کا استعمال اور ان سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں۔ ③ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں تصویر سازی اور مجسمہ سازی کی اجازت تھی' اگر یہ دعویٰ درست بھی ہو تو بھی کسی چیز کے سابقہ شریعت میں جائز ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے لیے بھی جائز ہے جب تک ہمارے پاس یہ واضح دلیل موجود نہ ہو کہ وہ ہماری شریعت میں بھی جائز ہے۔ ④ موجودہ دور میں تصویر کے بعض فوائد بیان کیے جاتے ہیں۔ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے دوسرے جائز متبادل ذرائع تلاش کریں' خاص طور پر جب کہ تصویروں (فلم' ٹی وی' وی سی آر وغیرہ) کی وجہ سے معاشرے میں فحاشی' کافرانہ تہذیب کے فروغ اور کثرتِ جرائم کے جو خوفناک اور گھناؤنے نتائج سامنے آرہے ہیں' ان کے مقابل ان فوائد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ⑤ تصویر بنانے والوں کو جان ڈالنے کا حکم انھیں شرمندہ کرنے اور ان کے جرم کی شناعت واضح کرنے کے لیے دیا جائے گا' اس طرح یہ حکم بھی اصل میں ایک عذاب ہی ہوگا۔ ⑥ منع کے اس حکم میں ہاتھ سے بنی ہوئی' کیمرے سے بنی ہوئی یا پریس میں چھپی ہوئی سب تصویریں شامل ہیں۔

٢١٥٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ ، عَنْ هَمَّامٍ ، عَنْ

۲۱۵۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ جھوٹ

٢١٥١_ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى : "والله خلقكم وما تعملون ... الخ" ، ح : ٧٥٥٧ من حديث الليث بن سعد به .

٢١٥٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود الطيالسي ، ح : ٢٥٧٤ عن همام به ، وانظر ، ح : ١٧٨١ لعلته .

فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُونَ وَالصَّوَّاغُونَ».

بولنے والے رنگریز اور زرگر ہوتے ہیں۔''

(المعجم ٦) - بَابُ الْحُكْرَةِ وَالْجَلَبِ (التحفة ٦)

باب:٦- ذخیرہ اندوزی اور بازار میں مال لانا

٢١٥٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ».

٢١٥٣- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بازار میں مال لانے والے کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔''

٢١٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نَضْلَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ».

٢١٥٤- حضرت معمر بن عبداللہ بن نضلہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ گار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ذخیرہ اندوزی کا مطلب یہ ہے کہ جب عوام کو کسی چیز کی زیادہ ضرورت ہو' تاجر اس وقت اپنا مال روک لے تاکہ قیمت اور بڑھ جائے۔ اس میں لالچ اور خودغرضی پائی جاتی ہے۔ ایسے شخص کے دل

٢١٥٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٤٩، ح: ٢٥٤٧ من حديث إسرائيل به، وضعفه البوصيري، والعسقلاني في التلخيص الحبير: ٣/ ١٣، وانظر، ح: ١١٦ لعلته * وعلي بن سالم ضعيف (تقريب).

٢١٥٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الاحتكار، ح: ١٢٦٧ من حديث يزيد بن هارون به، وقال: "حسن صحيح"، أخرجه مسلم، ح: ١٦٠٥ من طرق عن سعيد بن المسيب به.

میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ عوام مصیبت میں مبتلا ہوں تا کہ وہ دولت جمع کر سکے۔ اس قسم کی خواہشات ایک مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ ② ذخیرہ اندوزی شرعاً ممنوع ہے' اور ممنوع کام کے ارتکاب سے روزی میں حرام شامل ہو جاتا ہے۔ ③ گناہ گار کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ ایسا غلط کام وہی کر سکتا ہے جو گناہوں کا عادی ہو چکا ہو۔ جس سے کبھی کبھار کوئی گناہ کا کام ہو جاتا ہے وہ اتنے بڑے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ ④ اپنی ذاتی ضروریات کے لیے مناسب مقدار میں چیز خرید کر رکھ لینا ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں' مثلاً: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں استعمال کے لیے سال بھر کی ضروریات کے مطابق فصل کے موسم میں غلہ خرید لیتا ہے تو وہ مجرم نہیں۔

٢١٥٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى الْمَكِّيُّ، عَنْ فَرُّوخَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ».

۲۱۵۵- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "جو مسلمانوں سے کھانے پینے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے جذام اور افلاس میں مبتلا کرے گا۔"

(المعجم ٧) - بَابُ أَجْرِ الرَّاقِي (التحفة ٧)

باب: ۷- دم کرنے والے کا اجرت لینا

٢١٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثِينَ رَاكِباً فِي سَرِيَّةٍ. فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ. فَسَأَلْنَاهُمْ أَنْ يَقْرُونَا . فَأَبَوْا . فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ

۲۱۵۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہم تیس سواروں کو ایک فوجی مہم پر بھیجا۔ (راستے میں) ہم کچھ لوگوں کے ہاں (ان کی بستی میں) ٹھہرے۔ ہم نے ان سے کھانا مانگا۔ انھوں نے (ہماری مہمانی کرنے سے) انکار کر دیا۔ (پھر ایسا ہوا کہ) ان کے سردار کو بچھونے کاٹ لیا'

٢١٥٥- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢١ من حديث الهيثم به مطولاً، وصححه البوصيري، وقال المنذري في الترغيب والترهيب: ٢/ ٥٨٣ "هذا إسناد جيد متصل ورواته ثقات"، وقال الحافظ في الفتح: ٤/ ٣٤٨ "وإسناده حسن".

٢١٥٦- الف [صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في أخذ الأجر على التعويذ، ح: ٢٠٦٣ من حديث أبي معاوية به، وقال: "هذا حديث حسن"، وانظر الحديث الآتي.

فَأَتَوْنَا فَقَالُوا: أَفِيكُمْ أَحَدٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. أَنَا. وَلٰكِنْ لاَ أَرْقِيهِ حَتَّى تُعْطُونَا غَنَمًا. قَالُوا: فَإِنَّا نُعْطِيكُمْ ثَلاَثِينَ شَاةً. فَقَبِلْنَاهَا. فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدَ [الْفَاتِحَةَ] سَبْعَ مَرَّاتٍ. فَبَرِئَ وَقَبَضْتُ الْغَنَمَ. فَعَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ. فَقُلْنَا: لاَ تَعْجَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ. فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ. فَقَالَ: «أَوَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ اقْتَسِمُوهَا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْماً».

چنانچہ وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور کہا: کیا تم میں سے کوئی شخص بچھو کاٹے کا دم کرسکتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں' میں (کرسکتا ہوں) لیکن جب تک تم ہمیں بکریاں نہیں دو گے میں اسے دم نہیں کروں گا۔ انھوں نے کہا: ہم تمھیں تیس بکریاں دیں گے (تم دم کردو۔) ہم نے ان کی یہ پیش کش قبول کرلی۔ میں نے سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس (مریض) پر دم کیا تو وہ صحت یاب ہوگیا اور ہم نے بکریاں وصول کرلیں' پھر ہمارے دل میں شک پیدا ہوا۔ (معلوم نہیں' یہ بکریاں لینا جائز تھا یا نہیں) ہم نے کہا: جلدی نہ کرو حتی کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں۔ جب ہم لوگ حاضر خدمت ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ یہ (سورت) دم ہے؟ بکریاں تقسیم کرلو اور میرا بھی حصہ رکھو۔''

حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. ح: وَحَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

(م) دوسری دو سندوں سے بھی یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ: وَالصَّوَابُ هُوَ

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ رحمہ اللہ) نے (اوپر مذکور دو

٢١٥٦ـ(م) أخرجه البخاري، الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ح: ٢٢٧٦ من حديث أبي بشر به، وهو الأرجح من السند السابق، ومسلم، السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ح: ٢٢٠١ من حديث هشيم به.

أَبُو الْمُتَوَكِّلِ.

سندوں میں ابوسعید خدری سے بیان کرنے والے کے بارے میں رائے دیتے ہوئے) کہا: صحیح یہ ہے کہ وہ (ابن متوکل نہیں بلکہ) ابومتوکل ہے۔

فوائد ومسائل: ① رقیہ کا مطلب کوئی چیز پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا ہے تاکہ اس کی برکت سے شفا ہو جائے۔ اردو میں اسے دم جھاڑ کہتے ہیں۔ ② وہ دم جائز ہے جس میں قرآن کی آیات' مسنون دعائیں یا ایسے الفاظ پڑھے جائیں جن کا مطلب خلاف شریعت نہ ہو۔ جس دم کے الفاظ خلاف شریعت ہوں وہ جائز نہیں' جیسے [لِي خَمْسَةٌ أُطْفِي بِهَا حَرَّالْوَبَآءِ الْحَاطِمَه۔ اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُرْتَضٰى وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَه] ''میں پانچ حضرات کے واسطے سے تباہ کن وبا کی حرارت بجھاتا ہوں' مصطفیٰ ﷺ' علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ' ان کے دو بیٹے (حسن وحسین) اور فاطمہ رضی اللہ عنہا۔'' اسی طرح کسی عجمی زبان کے وہ الفاظ جن کا مطلب معلوم نہ ہو' ان سے بھی پرہیز کرنا چاہیے ممکن ہے اس عبارت میں شرکیہ مفہوم موجود ہو' جیسے أَهْيَا إِشْرَاهِيَا وغیرہ۔ ③ اسلامی حکومت جب کسی کو دور دراز علاقے میں کسی فرض کی ادائیگی کے لیے بھیجے اور اسے راستے میں کسی سے مدد لینے کی ضرورت پیش آ جائے تو عوام کا فرض ہے کہ اسے کھانا وغیرہ مہیا کریں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں (کسی کام سے) بھیجتے ہیں' راستے میں ہم کسی (بستی یا قبیلے والوں) کے ہاں ٹھہرتے ہیں' وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ (اس صورت میں) کیا حکم فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''جب تم لوگ کسی قوم کے ہاں ٹھہرو اور وہ تمھارے لیے وہ کچھ مہیا کریں جو مہمان کے لیے (مہیا کیا جانا) مناسب ہے تو قبول کر لو۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے (تم خود ہی) مہمانی کا وہ حق وصول کر لو جو انھیں ادا کرنا چاہیے تھا۔'' (صحیح البخاري' الأدب' باب إکرام الضیف وخدمته...... ' حدیث: ۶۱۳۷) ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مذکورہ بالا قانون کے مطابق کھانا طلب کیا تھا' ان لوگوں نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے طریقے سے ان سے حق دلوا دیا۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مشکوک روزی سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ یہ تقویٰ کا تقاضا ہے۔ ⑥ جس مسئلے میں شک پڑ جائے' اس کے بارے میں کسی متبع سنت عالم دین سے دریافت کر لینا چاہیے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے اپنا حصہ اس لیے رکھوایا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بالکل مطمئن ہو جائیں اور ان کا تذبذب دور ہو جائے۔ ⑧ بعض اوقات ہدیہ مانگ کر لے لینا بھی جائز ہوتا ہے جب اس میں کوئی مصلحت ہو' تاہم دم جھاڑ کو کاروبار بنانا مناسب نہیں۔

(المعجم ۸) - بَابُ الْأَجْرِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ (التحفة ۸)

باب: ۸- قرآن پڑھانے کی اجرت وصول کرنا

٢١٥٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ نُسَيٍّ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَةَ. فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا. فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ. وَأَرْمِي [عَنْهَا] فِي سَبِيلِ اللهِ. فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْهَا. فَقَالَ: «إِنْ سَرَّكَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوْقاً مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا».

٢١٥٧- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اصحاب صفہ (رضی اللہ عنہم) میں سے چند افراد کو قرآن کی اور لکھنے کی تعلیم دی۔ ان میں سے ایک آدمی نے تحفے کے طور پر مجھے ایک کمان دے دی۔ میں نے یہ سوچ کر لے لی کہ یہ کوئی مال تو ہے نہیں، اور میں اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) اس سے تیر چلاؤں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تجھے یہ بات پسند ہے کہ اس کے بدلے تجھے (جہنم کی) آگ کا طوق پہنایا جائے تو قبول کر لے۔“

٢١٥٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلْمٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْكَلاَعِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: عَلَّمْتُ رَجُلاً الْقُرْآنَ. فَأَهْدَى إِلَيَّ قَوْساً. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «إِنْ أَخَذْتَهَا أَخَذْتَ قَوْساً مِنْ نَارٍ» فَرَدَدْتُهَا.

٢١٥٨- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھایا۔ اس نے مجھے تحفے کے طور پر ایک کمان دی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”اگر تو نے یہ لے لی تو آگ کی کمان لی۔“ چنانچہ میں نے وہ واپس کر دی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ٥/٣١٦، ٣١٧، رقم: ١٤٩٣، وسنن ابن ماجه بتحقیق الدکتور بشار عواد، حدیث: ٢١٥٨) اکثر علمائے کرام نے تعلیم قرآن کی تنخواہ لینا جائز قرار دیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس صحابی کا نکاح تعلیم قرآن حق مہر قرار دے کر کر دیا تھا جس کے پاس مہر کی

٢١٥٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في كسب المعلم، ح: ٣٤١٦ من حديث وكيع به، وصححه الحاكم: ٢/ ٤١، ٤٢، ورجاله موثقون عند الجمهور.

٢١٥٨- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٥، ١٢٦ من حديث يحيى بن سعيد به، وعلله بالانقطاع * عطية عن أبي مرسل كما في جامع التحصيل وغيره، وفيه علة أخرى.

ادائیگی کے لیے مال نہیں تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاري' النکاح' باب النظر إلى المرأة قبل التزويج' حدیث:۵۱۲۶) حالانکہ حق مہر بنیادی طور پر مال ہونا چاہیے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم﴾ (النساء۴:۲۴) ''تم اپنے مالوں کے ساتھ (نکاح) طلب کرو۔'' اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کو مال کا متبادل قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ تعلیم دیتے وقت ان کا ارادہ احسان اور حصول ثواب کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں توجہ دلائی کہ کمان وصول کر کے اپنا ثواب ضائع نہ کریں' خاص طور پر جب کہ یہ کمان اہل صفہ سے لی جارہی تھی جو اس بات کے مستحق تھے کہ انھیں صدقہ دیا جائے نہ کہ ان سے کچھ وصول کیا جائے' اس لیے ان سے وصول کرنا خلاف مروت اور مکروہ تھا۔ دیکھیے: (سبل السلام شرح بلوغ المرام' البیوع' باب المساقاۃ والإجارۃ' حدیث:۷) ④ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب کاموں سے زیادہ اجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے۔'' (صحیح البخاري' الإجارۃ' باب مایعطي في الرقیة علی أحیاء العرب بفاتحة الکتاب' حدیث:۲۲۷۶) امام بخاری رحمہ اللہ کے اس طرح باب کا عنوان مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ واضح کر رہے ہیں کہ جب دم کر کے اجرت لینا جائز ہے تو تعلیم قرآن میں تو محنت زیادہ ہوتی ہے' اس لیے ان کے نزدیک اس پر تنخواہ لینا بالاولی جائز ہوگا۔

(المعجم ۹) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ (التحفة ۹)

باب:۹- کتے کی قیمت' طوائف کی اجرت' کاہن کا نذرانہ اور سانڈ چھوڑنے کا معاوضہ (سب) ممنوع ہیں

۲۱۵۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ . قَالاَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

۲۱۵۹- حضرت ابومسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے کی قیمت' طوائف کی اجرت اور کاہن کا نذرانہ لینے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① حرام اشیاء کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔ ② کاہن اسے کہتے ہیں جو مستقبل کے

۲۱۵۹- أخرجه البخاري، الطلاق، باب مهر البغي والنكاح الفاسد، ح:۵۳٤٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب، وحلوان الكاهن، ومهر البغي-والنهي عن بيع السنور، ح:۱۵٦۷ من حديث سفيان به .

واقعات کی پیشین گوئی کرے اور غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ کرے۔ اس میں نجومی' جوتشی' علم الاعداد' علم جفر وغیرہ کے نام سے کام کرنے والے اور طوطے وغیرہ سے فال نکالنے والے سبھی شامل ہیں۔ ③ کاہن اور نجومی عوام کو دھوکا دے کر روزی کماتے ہیں' اس لیے ان کی کمائی حرام ہے۔ ایسے لوگوں سے مستقبل کی باتیں پوچھنا حرام ہے کیونکہ وہ توحید کے منافی ہیں۔ ④ جو لوگ قدموں کے نشان پہچان کر چور کو تلاش کر لیتے ہیں' وہ اس وعید میں شامل نہیں کیونکہ قیافہ شناسی ایک جائز فن ہے جس میں ذہانت کی مدد سے انسان کے ہاتھوں' پاؤں' چہرے وغیرہ کی بناوٹ اور شکل وصورت سے بعض چیزوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ ⑤ دور جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں سے عصمت فروشی کا پیشہ کراتے تھے اور اسے آمدنی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اسلام میں زنا حرام ہے' خواہ وہ پیسے دے کر کیا جائے' یا دوستی اور محبت کے نام پر باہمی رضامندی سے۔ ناجائز تعلقات کے نتیجے میں حاصل ہونے والا فائدہ' خواہ اجرت کے نام سے حاصل ہو' یا تحفے کے نام سے' وہ حرام ہے۔ ⑥ بعض لوگوں نے شکاری کتے کی خرید وفروخت کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ اسے گھر میں رکھنا جائز ہے۔ اس قول کے مطابق اس کتے کی خرید وفروخت منع ہوگی جسے رکھنا حرام ہے' تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ ہر قسم کے کتے کی خرید وفروخت سے اجتناب کیا جائے۔ واللہ أعلم.

٢١٦٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ.

٢١٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت اور نسل کشی کے جانور (سانڈ) چھوڑنے کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: گائے' بھینس' بکری وغیرہ کو نسل بڑھانے کے لیے نر کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ نر جانور کا مالک جفتی کے بدلے میں کچھ معاوضہ وصول کرتا ہے۔ یہ درست نہیں بلکہ یہ کام فی سبیل اللہ ہونا چاہیے' البتہ اگر مادہ جانور کا مالک اپنی مرضی سے مطالبہ کیے بغیر کچھ پیش کرے تو لے لینا جائز ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' البيوع' باب ماجاء في كراهية عسب الفحل' حديث:١٢٧٤)

٢١٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

٢١٦١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٢١٦٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح:١٢٧٩ من حديث محمد بن فضيل به معلقًا، وعلله أبوحاتم الرازي في علله، ح:٢٨٣٤ من جهة السند * وأما المتن فصحيح ثابت من طرق أخرى، انظر الحديث السابق، وسنن النسائي: ٧/ ٣١٠، ٣١١ وغيرهما.

٢١٦١- [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ١٩٠، ١٩١، الصيد، الرخصة في ثمن كلب الصيد، ح:٤٣٠٠، ◄◄

الْوَلِيدُ [بْنُ مَسْلَمَةَ]: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ.

نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بلی کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: بلی میں وہ فوائد نہیں جو کتے میں ہیں' اس لیے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ اور جن علماء کے نزدیک کتے کی خرید و فروخت منع ہے ان کے نزدیک بلی کی خرید و فروخت بالاولیٰ منع ہوگی

(المعجم ١٠) - بَابُ كَسْبِ الْحَجَّامِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- سینگی لگانے والے کی کمائی

٢١٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ.

٢١٦٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سینگی لگوائی اور اسے (سینگی لگانے والے کو) اس کی اجرت عطا فرمائی۔

تَفَرَّدَ بِهِ ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَحْدَهُ. قَالَهُ ابْنُ مَاجَه.

امام ابن ماجہ ؒ نے کہا: اس روایت کو صرف ابن ابی عمر ہی نے بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① سینگی لگانے والے یہ صحابی حضرت ابوطیبہ ؓ تھے۔ (صحيح البخاري' البيوع' باب ذكر الحجام' حديث:٢١٠٢) ان کا نام حضرت نافع ؓ تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الا كمال في أسماء الرجال لصاحب مشكاة المصابيح) قبیلہ بنو بیاضہ کے غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں معروف اجرت عطا کرنے کے علاوہ مزید احسان بھی فرمایا کہ ان کے مالکوں سے کہہ کر ان کا خراج کم کروا دیا۔ (صحیح بخاری' حوالہ مذکورہ بالا) خراج سے مراد وہ مقررہ رقم ہے جو وہ روزانہ اپنے مالکوں کو کما کر دینے کے پابند تھے۔ ② سینگی لگانا اور لگوانا جائز ہے' اس لیے اس کی اجرت حلال ہے۔

٢١٦٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ

٢١٦٣- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے

◀◀ والبيهقي: ٦/٦ من طريقين عن حماد بن سلمة عن أبي الزبير به مطولاً، وعلله النسائي، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته المدمرة ولكن أخرج مسلم، ح: ١٥٦٩ من طريق آخر عن أبي الزبير قال: سألت جابرًا عن ثمن الكلب والسنور؟ فقال: زجر النبي ﷺ عن ذلك، وبه صح الحديث.

٢١٦٢ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب خراج الحجام، ح: ٢٢٧٨ وغيره، ومسلم، السلام، باب لكل داء دواء واستحباب التداوي، ح: ١٢٠٢ بعد حديث: ٢٢٠٨ من حديث ابن طاوس به.

٢١٦٣ـ [صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/١٣٤ عن عمرو بن علي به، وهو في مسند أبي داود ◀◀

أَبُو حَفْصٍ الصَّيْرَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَنِي فَأَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ.

فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور مجھے حکم دیا تو میں نے سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت ادا کی۔

٢١٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ.

۲۱۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

٢١٦٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ.

۲۱۶۵- حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگانے والے کی کمائی سے منع فرمایا۔

٢١٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۱۶۶- حضرت حرام بن محیصہ رحمہ اللہ اپنے والد

◄◄ الطيالسي، ح: ١٥٣، وانظر، ح: ١٥٥٤ لعلته، وفيه علة أخرى، وضعفه البوصيري، وله طريق آخر عند ابن أبي شيبة: ٦/ ٢٦٧ عن أبي جميلة به، والحديث الآتي شاهد له.

٢١٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٣٠ من حديث خالد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، رجاله ثقات علٰى شرط البخاري"، وللحديث طرق عن أنس عند البخاري ومسلم وغيرهما.

٢١٦٥ـ [صحيح] وللحديث شواهد عند النسائي: ٧/ ٣١٠، ٣١١، البيوع، بيع ضراب الجمل، ح: ٤٦٧٧ وغيره، وأخرج مسلم، ح: ١٥٦٨ وغيره عن رافع بن خديج، رفعه: "كسب الحجام خبيث".

٢١٦٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في كسب الحجام، ح: ٣٤٢٢ من حديث الزهري به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٧٧، وله شاهد عند الحميدي، ح: ١٢٩٣ وغيره.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ [بْنُ سَوَّارٍ، عَنِ] ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ. فَنَهَاهُ عَنْهُ. فَذَكَرَ لَهُ الْحَاجَةَ. فَقَالَ: «اعْلِفْهُ نَوَاضِحَكَ».

(حضرت سعد بن محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سینگی لگانے والے کی کمائی کے متعلق دریافت کیا تو نبی ﷺ نے انھیں اس سے منع فرمایا۔ انھوں نے اپنے حاجت مند (اور مفلس) ہونے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا دو۔''

فوائد و مسائل: ① سینگی لگانا ایک طریق علاج ہے جس میں خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔ اسے پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں۔ ② سینگی لگانے کی اجرت حرام نہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو سینگی لگانے کی اجرت نہ دیتے' البتہ نبی ﷺ کے منع فرمانے کی وجہ سے اسے ضرورت کے بغیر لینا جائز نہیں' تاہم ضرورت کی بنا پر اس کی اجرت دی اور لی جا سکتی ہے۔ اونٹوں کو کھلانے کا حکم دینے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجرت حرام نہیں بلکہ ضرورت کے بغیر لینا مکروہ ہے۔ ③ حضرت حرام بن محیصہ رحمہ اللہ کا پورا نام حرام بن سعد بن محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کی بابت بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات انھیں اپنے دادا کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے' یعنی حرام بن سعد بن محیصہ کے بجائے حرام بن محیصہ کہہ دیا جاتا ہے جبکہ ان کے والد محیصہ نہیں بلکہ سعد ہیں۔ دیکھیے: (تقريب التهذيب' ترجمة حرام بن سعد: ۱۱۷۳)

(المعجم ١١) - بَابُ مَا لَا يَحِلُّ بَيْعُهُ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- جن چیزوں کی فروخت منع ہے

٢١٦٧- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ عَطَاءُ ابْنُ أَبِي رَبَاحٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ» فَقِيلَ لَهُ، عِنْدَ

۲۱۶۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی فروخت حرام کر دی ہے۔'' اس وقت آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! مردہ (جانوروں) کی چربی کے بارے میں فرمائیے' اس سے کشتیوں کو چکنا کیا جاتا ہے' چمڑوں کو لگایا جاتا ہے (اور

٢١٦٧ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب: (٥٢)، ح: ٤٢٩٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ١٥٨١ من حديث الليث به.

ذٰلِكَ: يَارَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ، فَإِنَّهُ يُدْهَنُ بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ قَالَ: «لَا. هُنَّ حَرَامٌ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ. إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَأَجْمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

اس طرح انھیں قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔) اور لوگ (اسے چراغوں میں جلا کر) اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ سب چیزیں حرام ہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ کرے! اللہ نے ان پر چربی حرام کی تو انھوں نے اسے پگھلا کر بیچ ڈالا' اور اس کی قیمت کھا گئے۔''

فوائد و مسائل: ① شراب' مردار اور خنزیر' ان کو جس طرح کھانا حرام ہے' اسی طرح ان کے دوسرے استعمال بھی حرام ہیں۔ ② مردہ جانور کی چربی کھانے یا جلانے میں استعمال کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اس کے دوسرے صنعتی استعمال بھی جائز نہیں۔ ③ غیر مسلم ممالک میں حلال جانور (مرغی' بکری' گائے وغیرہ) بھی ذبح نہیں کیے جاتے بلکہ اللہ کا نام لیے بغیر مشینوں سے کاٹ دیے جاتے ہیں۔ ان ممالک سے آنے والی چربی یا چربی سے تیار شدہ اشیاء استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور مسلمانوں کو ان ممالک میں جا کر ان کا ذبیحہ کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ حرام اشیاء کو بیچنا بھی منع ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والی کمائی حرام ہے۔ ⑤ غیر مسلموں کی بری عادات اور ان کے رسم و رواج سے اجتناب ضروری ہے۔ ⑥ حیلہ کرنے سے حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی بلکہ گناہ زیادہ شنیع اور برا ہو جاتا ہے۔

٢١٦٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُغَنِّيَاتِ وَعَنْ شِرَائِهِنَّ وَعَنْ كَسْبِهِنَّ وَعَنْ أَكْلِ أَثْمَانِهِنَّ.

٢١٦٨- حضرت ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گانے والی لونڈیاں بیچنے اور خریدنے سے' ان کی کمائی سے اور ان کی قیمت کھانے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

٢١٦٨- [إسناده ضعيف معضل] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع المغنيات، ح: ١٢٨٢ بإسناد صحيح عن عبيدالله بن زحر الإفريقي عن علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة به بلفظ آخر، وهو المحفوظ، وانظر، ح: ٢٢٨ لعلته، وله شواهد ضعيفة عندالطبراني وغيره.

اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر دلائل سے بھی ان اشیاء کی خرید وفروخت اور ان کی کمائی کے حرام ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم:۲۹۲۲) بنابریں اہل عرب دور جاہلیت میں بھی گانا بجانا معیوب سمجھتے تھے' اس لیے معزز خاندان کی عورتیں اس سے پرہیز کرتی تھیں' البتہ لونڈیاں اپنے آقاؤں اور ان کے دوستوں کا دل بہلانے کے لیے' یا گانا سنا کر انعام حاصل کرنے کے لیے گا بجا لیتی تھیں۔ ⑦ دور جاہلیت کے عرب اپنی لونڈیوں سے کہتے تھے کہ کما کر لاؤ۔ وہ ساز اور گانے کے ذریعے سے یا عصمت فروشی کے ذریعے سے پیسے کما کر مالکوں کو دیتی تھیں۔ اسلام نے یہ کمائی حرام قرار دے دی ہے۔ نہ لونڈیوں کو اس طرح کمانا جائز ہے اور نہ مالکوں کو یہ کمائی کھانا جائز ہے۔ ⑧ آج کل ساز ونغمہ کو فن کا نام دے کر کمائی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے یہ جائز نہیں۔ فلموں میں غیر شریفانہ کردار ادا کرنا اور ماڈلنگ کا پیشہ اختیار کرنا بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے۔ ⑨ گانے والی لونڈیاں اگر گانا سننے سنانے کے لیے نہ خریدی جائیں بلکہ گھر کے کام کاج اور دوسری جائز خدمت کے لیے خریدی جائیں تو منع نہیں' اس طرح اگر بیچتے وقت انھیں فنکار ظاہر کر کے زیادہ قیمت طلب نہ کی جائے بلکہ عام لونڈی کی حیثیت سے بیچا جائے تو حرام نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت کا بیان

٢١٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۱۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے: منابذہ سے اور ملامسہ سے۔

٢١٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ

۲۱۷۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

٢١٦٩_ [صحيح] تقدم، ح: ١٢٤٨.

٢١٧٠_ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر، ح: ٦٢٨٤ من حديث سفيان به مطولاً.

اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

زَادَ سَهْلٌ: قَالَ سُفْيَانُ: الْمُلَامَسَةُ أَنْ يَلْمِسَ الرَّجُلُ بِيَدِهِ الشَّيْءَ وَلَا يَرَاهُ. وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: أَلْقِ إِلَيَّ مَا مَعَكَ، وَأُلْقِي إِلَيْكَ مَا مَعِي.

(راویٔ حدیث) سہل نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت سفیان (بن عیینہ) رحمہ اللہ نے فرمایا: ملامسہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی چیز کو (ہاتھ سے) چھوئے اور اسے (آنکھوں سے) نہ دیکھے۔ اور منابذہ کا مطلب یہ ہے کہ یوں کہے: تم اپنی چیز میری طرف پھینک دو اور میں اپنی چیز تمھاری طرف پھینک دیتا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① چیز خریدتے وقت خریدار کو حق حاصل ہے کہ پہلے چیز کو اچھی طرح دیکھ بھال لے اور چیک کر لے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ چیز اچھی ہے یا بری، نیز اس میں کوئی عیب وغیرہ تو نہیں اور اگر ہے تو کس حد تک، تاکہ اس کے مطابق وہ فیصلہ کرے کہ اسے فلاں قیمت تک خرید لینا مناسب ہے۔ ② جس بیع میں خریدار کا یہ حق سلب کر لیا جائے وہ بیع ناجائز اور غیر قانونی ہے۔ ③ لاٹری اور اس قسم کی انعامی سکیمیں جن میں یقین نہ ہو کہ کیا ملے گا، سب غیر شرعی ہیں۔

(المعجم ۱۳) - بَابٌ: لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلٰى سَوْمِهِ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- آدمی کا اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا، یا اس کے سودے پر سودا کرنا منع ہے

۲۱۷۱- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ».

۲۱۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے۔“

۲۱۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۱۷۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی

۲۱۷۱ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك، ح: ۲۱۳۹، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه ... الخ، ح: ۱٤۱۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ٦۸۳.

۲۱۷۲ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۸٦۷ بعضه.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلاَ يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ».

ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔''

فوائد ومسائل: ① ''بیع پر بیع'' کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص خریدنے والے سے کہے: تو نے جو چیز خریدی ہے واپس کر دے، میں تجھے ایسی ہی چیز اس سے کم قیمت پر دے دوں گا۔ یا بیچنے والے سے کہے: جو چیز بیچی ہے واپس لے لو میں تمہیں اس سے زیادہ قیمت دے دوں گا۔ یہ دونوں باتیں منع ہیں کیونکہ ایسی باتوں سے جھگڑا اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ ② سودے پر سودا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز خرید رہا ہے، وہ کہتا ہے: میں اتنی قیمت دوں گا۔ دوسرا آدمی اس سے زیادہ قیمت پیش کرنے لگے تاکہ پہلا آدمی دھوکا کھا کر زیادہ قیمت پر خرید لے۔ ③ جب خریدار اور فروخت کار ایک قیمت پر متفق ہو جائیں تو تیسرے آدمی کو دخل دینا جائز نہیں، البتہ ان کا سودا طے نہ پا سکے اور بات ختم ہو جائے تو پھر تیسرا آدمی خریدار سے یا بیچنے والے سے بات کر سکتا ہے۔ ④ ایسی حرکات سے اجتناب ضروری ہے جن سے مسلمانوں میں جھگڑے پیدا ہوں اور کسی کی حق تلفی ہو۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ** (التحفة ١٤)

باب: ١٤- بولی بڑھانے کی ممانعت کا بیان

٢١٧٣- قَرَأْتُ عَلَى مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيِّ، عَنْ مَالِكٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو حُذَافَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

٢١٧٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑھا کر بولی دینے سے منع فرمایا ہے۔

٢١٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ ابْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ

٢١٧٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بولی نہ بڑھاؤ۔''

٢١٧٣_ أخرجه البخاري، البيوع، باب النجش، ومن قال لا يجوز ذٰلك البيع، ح: ٢١٤٢، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، وسومه على سومه، وتحريم النجش، وتحريم التصرية، ح: ١٥١٦ من حديث مالك به، وهو في موطأه (يحيى): ٢/ ٦٨٤.

٢١٧٤_[صحيح] انظر، ح: ٢١٧٢.

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنَاجَشُوا».

فوائد ومسائل: ① بولی بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مال خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا' وہ بولی میں حصہ لے اور جتنی قیمت پہلے پیش کی جا چکی ہے' اس سے زیادہ پیش کرے تاکہ ضرورت مند خریدار اس سے زیادہ قیمت دینے پر آمادہ ہو جائے۔ ② یہ عمل اس لیے منع ہے کہ اس میں دھوکا ہے اور خریدار کا نقصان ہے۔ ③ بولی دے کر چیز بیچنا جائز ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- شہری' دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے

٢١٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ».

۲۱۷۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہری دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔''

٢١٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ. دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

۲۱۷۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''شہری باہر والے کی طرف سے فروخت نہ کرے' لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ انھیں ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق عطا فرمائے۔''

٢١٧٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ

۲۱۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ شہر والا دیہات والے کی طرف سے

٢١٧٥ـ انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

٢١٧٦ـ [صحيح] أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٢ من حديث سفيان به.

٢١٧٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب هل يبيع حاضر لبادٍ بغير أجر؟، ح: ٢١٥٨ وغيره من حديث عبدالرزاق به، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ١٥٢١ من حديث معمر به.

عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

فروخت کرے۔

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

حضرت طاؤس ؒ نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے پوچھا: اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ شہر والا دیہات والے کی طرف سے فروخت نہ کرے؟ انھوں نے فرمایا: یعنی اس کا دلال نہ بنے۔

فائدہ: اس مسئلے کی تفصیل کے لیے حدیث: ۲۱۴۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- باہر سے سامان لانے والے تاجروں کو (شہر میں پہنچنے سے پہلے) جا کر ملنے کی ممانعت کا بیان

٢١٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَلَقَّوُا الْأَجْلَابَ. فَمَنْ تَلَقَّى مِنْهُ شَيْئًا فَاشْتَرَى، فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ، إِذَا أَتَى السُّوقَ».

۲۱۷۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''سامان لانے والے تاجروں کو (آگے جا کر) نہ ملو۔ جو شخص کسی (تاجر) سے جا کر ملا اور اس سے (سامان) خرید لیا تو مالک (بیچنے والا) جب بازار میں پہنچے گا تو اسے اختیار ہوگا (کہ سودا قائم رکھے یا منسوخ کر دے۔'')

فوائد و مسائل: ① باہر سے آنے والے کو منڈی کی صورت حال کا علم نہیں ہوتا۔ بستی والوں میں سے کوئی باہر جا کر ملتا ہے اور سامان کے مالک سے اس کا سامان سستے داموں خرید لیتا ہے، یہ منع ہے۔ ② اس کے منع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ مالک اور عوام کو نقصان نہ ہو کیونکہ جب مالک شہر میں پہنچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ مال زیادہ قیمت پر فروخت ہو سکتا تھا، اس نقصان پر اسے افسوس ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ باہر والے کو واپس جانا ہوتا ہے، اس لیے وہ بعض اوقات چیز سستی بیچ دیتا ہے۔ اس سے شہر کے عوام کو فائدہ ہوتا ہے۔ جب شہر والے نے خرید لیا تو وہ ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے اور مہنگا کر کے آہستہ آہستہ بیچ سکتا ہے۔ اس میں عوام کو نقصان ہے۔

٢١٧٨ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجلب، ح: ١٥١٩ من حديث هشام بن حسان القُردوسي به باختلاف يسير.

٢١٧٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ.

۲۱۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سامان لانے والوں کو آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔

٢١٨٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَحَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ.

۲۱۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دیہات سے لاکر چیزیں بیچنے والوں کو (منڈی میں پہنچنے سے پہلے) آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٧) - **بَابٌ: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا** (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں انھیں (سودا منسوخ کرنے کا) اختیار ہے

٢١٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

۲۱۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی بیع کریں تو ان میں سے ہر ایک کو (اس وقت تک) اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں' اور اکٹھے ہوں' یا ان

٢١٧٩- أخرجه مسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ١٥١٧ من حديث عبيدالله به مطولاً بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد.

٢١٨٠- أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر . . . الخ، ح: ٢١٤٩ من حديث معتمر وغيره، ومسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجلب، ح: ١٥١٨ من حديث سليمان التيمي به.

٢١٨١- أخرجه البخاري، البيوع، باب إذا خير أحدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع، ح: ٢١١٢، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث الليث به.

بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا وَكَانَا جَمِيعاً . أَوْ يُخَيِّرْ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ . فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ . وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا ، وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ» .

میں سے ایک شخص دوسرے کو اختیار نہ دے دے۔ اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دے دیا اور انھوں نے اس شرط پر بیع کی تو بیع واجب ہوگئی۔ اور اگر بیع کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے اور دونوں میں سے کسی نے بیع ترک نہ کی تب بھی بیع واجب ہوگئی۔“

فوائد ومسائل: ① سودا طے پا جانے کے بعد جب قیمت ادا کر کے چیز وصول کر لی جائے تو بیع مکمل ہو جاتی ہے لیکن ممکن ہے خریدنے والا محسوس کرے کہ یہ سودا اس قیمت پر نہیں ہونا چاہیے تھا' اور وہ چیز واپس کرنا چاہے' یا بیچنے والا محسوس کرے کہ مجھے یہ چیز نہیں بیچنی چاہیے تھی اور وہ واپس لینا چاہے تو اس صورت میں سودا ختم کر کے مال اور رقم کا دوبارہ تبادلہ کر لینا چاہیے۔ ② بیچے ہوئے مال کو واپس کر لینا بہت ثواب ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:٢١٩٩) ③ بیع واپس کرنے کا اختیار اس وقت تک رہتا ہے جب تک دونوں ایک مجلس میں موجود رہیں۔ ④ اگر ان کے درمیان کوئی مدت طے پا جائے تو واپس لینے دینے کا حق اس مدت تک ہوگا' مثلاً: خریدنے والا کہے: اگر مجھے یہ چیز پسند نہ آئی تو میں تین دن تک واپس کر دوں گا۔ یا بیچنے والا کہے: اگر میں کل شام تک واپس نہ لوں تو بعد میں تم سے واپسی کا کوئی مطالبہ نہیں ہوگا۔ اس صورت میں مجلس سے الگ ہو جانے کے بعد بھی مذکورہ مدت تک اختیار باقی رہے گا۔ ⑤ اگر انھوں نے مجلس میں بیع واپس نہ کی اور نہ بعد میں واپس کرنے کے لیے کوئی مدت متعین ہوئی تو مجلس برخاست ہوتے ہی دونوں کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

٢١٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ . قَالاَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي الْوَضِيءِ ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا» .

٢١٨٢- حضرت ابو برزہ اسلمی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔“

٢١٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى

٢١٨٣- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

٢١٨٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في خيار المتبايعين، ح:٣٤٥٧ من حديث حماد به، وصححه ابن الجارود، ح:٦١٩.

٢١٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٥١، ح:٤٤٨٦، ٤٤٨٧ من حديث قتادة به * الحسن عن سمرة كتاب قاله النسائي (عون المعبود: ٢/ ١٩ وغيره) وبهز بن أسد ويحيى القطان وغيرهم، وذٰلك لا يقتضي الانقطاع ◀◀

وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا».

ﷺ نے فرمایا: ''خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔''

(المعجم ١٨) - بَابُ بَيْعِ الْخِيَارِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- اختیار والی بیع کا بیان

٢١٨٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيَّانِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَعْرَابِ حِمْلَ خَبَطٍ. فَلَمَّا وَجَبَ الْبَيْعُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اخْتَرْ» فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: عَمَّرَكَ اللهُ بَيِّعًا.

۲۱۸۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے درختوں کے پتوں کی ایک گٹھڑی خریدی۔ جب بیع ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے اختیار ہے (بیع کو قائم رکھے یا فسخ کر دے)۔'' اعرابی نے کہا: اللہ آپ جیسے سودا کرنے والے کو لمبی عمر دے۔

فوائد و مسائل: ① حِمْل (گٹھڑی یا گٹھڑ) سے مراد کسی چیز کی وہ مقدار ہے جو آدمی ایک بار سر پر یا کمر پر اٹھا سکے۔ ② خَبَط سے مراد درختوں کے وہ پتے ہیں جو ڈنڈے وغیرہ سے جھاڑے جاتے ہیں۔ یہ جانوروں کے چارے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ③ کسی چیز کے ڈھیر یا گٹھڑی کو ماپے تولے بغیر خریدنا اور بیچنا جائز ہے کیونکہ وزن یا مقدار کا اندازہ دیکھ کر ہو جاتا ہے۔ ④ خیار مجلس کا حق جس طرح خریدنے والے کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح بیچنے والے کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ ⑤ کسی کو اس کے فائدے کی صورت کا مشورہ دینا مسلمان کی خیر خواہی میں شامل ہے خاص طور پر جب کہ اسے مسئلہ معلوم نہ ہو۔ ⑥ احسان کرنے والے کے حق

(تهذيب التهذيب: ٢/ ٢٣٤، جامع التحصيل، ص: ١٦٥) لأن الرواية من كتاب إما إجازةً وإما مناولةً وكلاهما صحيح، وللتفصيل انظر "نيل المقصود في التعليق على سنن أبي داود"، ح: ٣٥٤، يسر الله لنا طبعه.

٢١٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في خيار المتبايعين، ح: ١٢٤٩ من حديث عبدالله بن وهب به، وقال: "هٰذا حديث حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وقال الدارقطني: ٣/ ٢١ "كلهم ثقات" * ابن جريج صرح بالسماع، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته، وللحديث شواهد مرسلة عند البيهقي وغيره.

میں دعائے خیر کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ⑦ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابن ماجه للألباني، رقم:١٧٩١، وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، رقم:٢١٨٤)

٢١٨٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ».

٢١٨٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیع باہمی رضامندی سے ہوتی ہے۔“

فائدہ: خرید وفروخت میں خریدنے والے یا بیچنے والے میں سے کسی کو مجبور کیا گیا ہو جب کہ وہ دل سے اس بیع پر راضی نہ ہو تو یہ بیع کالعدم ہے۔

(المعجم ١٩) - **بَابٌ: اَلْبَيِّعَانِ يَخْتَلِفَانِ** (التحفة ١٩)

باب:١٩- بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہو جائے تو (کیا حکم ہے؟)

٢١٨٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيقاً مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ. فَاخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ. فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: بِعْتُكَ بِعِشْرِينَ أَلْفاً. وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ

٢١٨٦- حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سرکاری غلاموں میں سے ایک غلام حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کیا۔ بعد میں ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ کو (وہ غلام) بیس ہزار کا فروخت کیا تھا۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے

٢١٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به مطولاً، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٠٦، والبوصيري.

٢١٨٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب إذا اختلف البيعان والمبيع قائم، ح: ٣٥١٢ من حديث هشيم به * محمد بن أبي ليلى لم ينفرد به، تقدم، ح: ٨٥٤، وتابعه عمر بن قيس الماصر (قط: ٣/ ٢٠ وغيره)، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٤ وغيره.

بِعَشْرَةِ آلَافٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: هَاتِهِ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، وَالْبَيْعُ قَائِمٌ بِعَيْنِهِ، فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ. أَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ» قَالَ: فَإِنِّي أَرَى أَنْ أَرُدَّ الْبَيْعَ. فَرَدَّهُ.

آپ سے دس ہزار کا خریدا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ انھوں نے کہا: سنا دیجیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جب بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہو جائے اور ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہ ہو، اور بیع شدہ چیز بعینہ موجود ہو تو بیچنے والے کا قول تسلیم کیا جائے گا (اور بیع قائم رہے گی) یا وہ دونوں بیع کو فسخ کر دیں گے۔'' اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں یہ سودا فسخ کر دوں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیع فسخ کر کے غلام واپس لے لیا۔

فوائد و مسائل: ① ادھار خرید وفروخت جائز ہے۔ اس قسم کا اختلاف اسی وقت ہوتا ہے جب چیز وصول کر لی گئی ہو اور قیمت ادا نہ کی گئی ہو۔ ② اس قسم کی غلط فہمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب قرض یا ادھار کا معاملہ زبانی طے کیا گیا ہو اور اسے لکھا نہ گیا ہو، اس لیے بہتر ہے کہ ایسے موقع پر تحریر لکھ لی جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَسْئَمُوٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۲) ''اور قرض کو، جس کی مدت مقرر ہے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے۔ اور گواہی کو درست رکھنے والی اور شک وشبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے۔'' ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں حدیث کا مقام اس قدر بلند تھا کہ جب حدیث سامنے آ جاتی تو فریقین اسے تسلیم کر کے جھگڑا ختم کر دیتے تھے۔ مسلمان کا عمل اسی طرح ہونا چاہیے۔ ④ اختلاف کی صورت میں اگر گواہی موجود ہو تو گواہی پر فیصلہ کرنا چاہیے۔ ⑤ اگر گواہ موجود نہ ہو اور خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنا ممکن ہو تو بیچنے والے کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے یا سودا ختم کر کے چیز واپس کر دی جائے۔ دونوں طرح جائز ہے۔ ⑥ اختلاف کی صورت میں باہمی احترام کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ گالی گلوچ اور الزام تراشی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ۲۰) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ** (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- جو چیز پاس نہ ہو‘ اسے بیچنا منع ہے اور جس کے نقصان کی ذمہ داری بیچنے والے پر نہیں‘ اس کا نفع لینا درست نہیں

۲۱۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ. قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ بْنَ مَاهَكَ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِي. أَفَأَبِيعُهُ؟ قَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۲۱۸۷- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک شخص مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے جبکہ وہ چیز میرے پاس موجود نہیں‘ کیا میں اسے وہ چیز بیچ دوں؟ آپ نے فرمایا: ’’جو چیز تیرے پاس نہیں‘ وہ فروخت نہ کر۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ممنوع صورت کی وضاحت یہ ہے کہ بیچنے والے کے پاس ایک چیز موجود نہیں مگر وہ اس کی قیمت متعین کر کے وصول کر لیتا ہے اور کہتا ہے: جب میرے پاس وہ چیز آئے گی‘ تب تمھیں دے دوں گا۔ معلوم نہیں وہ چیز آئے یا نہ آئے‘ یا آئے تو خریدار کو پسند آئے یا نہ آئے‘ یا وہ چیز دی ہوئی قیمت سے ہلکی ہو۔ اس سے دونوں میں اختلاف اور جھگڑا پیدا ہونے کا خطرہ ہے‘ اس لیے یہ صورت منع ہے۔ ② غیر معین چیز کی بیع بھی اس میں شامل ہے‘ مثلاً: دریا میں جال ڈالنے سے پہلے یہ کہا جائے کہ جال میں جتنی مچھلیاں آئیں گی‘ وہ میں اتنے کی تمھیں بیچتا ہوں‘ جب کہ یہ معلوم نہیں کہ جال میں کم مچھلیاں آئیں گی یا زیادہ‘ چھوٹی مچھلیاں آئیں گی یا بڑی یا آئیں گی ہی نہیں‘ اس لیے جب مچھلیاں باہر آ جائیں پھر ان کی بیع ہو سکتی ہے۔ پہلی صورت بیع غرر میں شامل ہے جو منع ہے۔ (دیکھیے‘ حدیث: ۲۱۹۴‘ ۲۱۹۵) ③ اگر چیز کی قسم‘ مقدار اور صفات کا تعین کر لیا جائے نیز ادائیگی کا وقت مقرر ہو جائے تو اس کی قیمت پیشگی دے کر بعد میں مقررہ وقت پر چیز وصول کر لینا جائز ہے۔ اسے بیع سلم یا سلف کہتے ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۲۲۸۰‘ ۲۲۸۲)

۲۱۸۸- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ.

۲۱۸۸- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد

۲۱۸۷ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ح: ۳۵۰۳ من حديث أبي بشر به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۲۳۲، وصححه ابن حزم، وله طرق كثيرة عند ابن الجارود، ح: ٦۰۲ وغيره، فالحديث صحيح.

۲۱۸۸ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، الباب السابق، ح: ۳۵۰٤ من حديث أيوب به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۳٤، وابن الجارود، والحاكم، والذهبي.

قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَحِلُّ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَلاَ رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ».

شعیب بن محمد رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز تیرے پاس نہیں، اسے بیچنا جائز نہیں اور جس کی ذمہ داری قبول نہیں کی گئی، اس پر نفع لینا بھی جائز نہیں۔“

فوائد و مسائل: ① جب خریدار اپنی چیز بیچنے والے سے وصول کر کے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس چیز کو پہنچنے والے نقصان کی ذمے داری بھی خریدار پر ہو جاتی ہے۔ اس سے پہلے ہونے والا نقصان بیچنے والے کا ہوتا ہے اس لیے ”جس کی ذمے داری قبول نہیں کی گئی“ کا مطلب ہے جو چیز وصول نہیں کی گئی اور خریدار نے ابھی قبضے میں نہیں لی۔ ② خریدار اپنے خریدے ہوئے سامان کو قبضے میں لے کر ہی کسی اور کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے، اس سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں۔ ③ ہر چیز کا قبضہ اس کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے، عام منقول چیز کا قبضہ چیز وصول کر لینا ہے، مثلاً: گندم کو بیچنے والے کے پاس سے اٹھا لینا، اور غیر منقولہ چیز، مثلاً: مکان سے بیچنے والے کا اپنی چیزیں نکال لینا اور خریدار کو اس میں داخل ہونے اور رہائش اختیار کرنے کی اجازت دینا، وغیرہ۔

٢١٨٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ، نَهَاهُ عَنْ شِفِّ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

۲۱۸۹- حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں مکہ (گورنر بنا کر) بھیجا تو انھیں اس چیز کا نفع لینے سے منع فرمایا جس کی ذمے داری قبول نہ کی گئی ہو۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- جب دو صاحب اختیار (ایک ہی چیز کی) بیع کریں تو پہلے کی بیع درست ہوگی

٢١٩٠- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:

۲۱۹۰- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ یا حضرت سمرہ بن

٢١٨٩ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وقال: "وعطاء هو ابن أبي رباح لم يدرك عتابًا"، انظر، ح:٢٠٨ لعله الأخرٰى.

٢١٩٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، ح:٢٠٨٨ من حديث قتادة به، وحسنه الترمذي، ح:١١١٠، وصححه ابن الجارود، وله شواهد، راجع سنن النسائي، ح:٤٦٨٦ وغيره.

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا».

جندب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دو آدمیوں سے بیع کرے تو وہ ان دونوں میں سے پہلے آدمی کی ہوگی۔''

٢١٩١- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ».

٢١٩١- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو صاحب اختیار بیع کریں تو وہ پہلے کی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صاحب اختیار سے مراد یتیم یا نابالغ کا سرپرست ہے جسے اس کی طرف سے خرید وفروخت کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ (النهاية) اس سے مراد وہ عام شخص بھی ہے جس کی خرید وفروخت قانوناً اور شرعاً جائز ہے۔ ② دو افراد کے بیع کرنے کی مثال یہ ہے کہ ایک چیز دو افراد کی مشترکہ تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو بتائے بغیر الگ الگ بیع کی' یا مثلاً: وکیل نے بیع کی اور مؤکل (مالک) نے بھی اس کو اطلاع دیے بغیر وہی چیز کسی اور کو بیچ دی تو جس نے پہلے بیع کی ہے' اس کی بیع صحیح قرار دی جائے گی' دوسرے کی بیع کالعدم ہو جائے گی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٢) - بَابُ بَيْعِ الْعُرْبَانِ (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- بیعانہ کے ساتھ خرید وفروخت

٢١٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ

٢١٩٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بیع عربان (بیعانہ کے ساتھ لین دین کرنے) سے منع فرمایا ہے۔

٢١٩١- [حسن] انظر الحديث السابق.

٢١٩٢- [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في العربان، ح: ٣٥٠٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/٦٠٩، رواه مالك عن الثقة عنده (وهو ابن لهيعة كما في رواية ابن وهب) * وابن لهيعة صرح بالسماع، وتابعه الحارث بن عبدالرحمن بن أبي ذباب عند البيهقي وغيره، وإسناده حسن.

النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ.

۲۱۹۳- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الرُّخَامِيُّ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، أَبُو مُحَمَّدٍ، كَاتِبُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ الْأَسْلَمِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ.

۲۱۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الْعُرْبَانُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ دَابَّةً بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَيُعْطِيَهُ دِينَارَيْنِ عُرْبُوناً. فَيَقُولُ: إِنْ لَمْ أَشْتَرِ الدَّابَّةَ، فَالدِّينَارَانِ لَكَ.

ابوعبداللہ (امام ابن ماجہ ؒ) نے فرمایا: بیع عربان اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کوئی جانور سو دینار کا خریدے اور اسے (بیچنے والے کو) دو دینار بیعانہ دے دے اور کہے: اگر میں نے یہ جانور نہ خریدا تو یہ دو دینار تیرے ہوں گے۔

وَقِيلَ: يَعْنِي، وَاللهُ أَعْلَمُ: أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ. فَيَدْفَعَ إِلَى الْبَائِعِ دِرْهَماً أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ. وَيَقُولَ: إِنْ أَخَذْتُهُ، وَإِلَّا فَالدِّرْهَمُ لَكَ.

ایک قول کے مطابق اس کا مطلب۔ واللہ أعلم، یہ ہے کہ آدمی کوئی بھی چیز خریدے اور بیچنے والے کو ایک درہم یا کم وبیش (پیشگی) ادا کر دے اور کہے: اگر میں نے یہ سودا لے لیا (اور بیع فسخ نہ کی) تو ٹھیک ہے ورنہ یہ درہم تیرا ہوگا۔

فائدہ: امیر صنعانی ؒ سبل السلام شرح بلوغ المرام میں اس بیع کی بابت یوں لکھتے ہیں: ''اس بیع کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی ؒ نے منع کی حدیث کی وجہ سے اسے باطل قرار دیا ہے' اور اس وجہ سے بھی (باطل قرار دیا ہے) کہ اس میں ناجائز شرط اور دھوکا ہے۔ اور یہ کسی کا مال ناجائز طریقے سے کھانے میں شامل ہے۔'' یہ رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ بیع فسخ ہونے کی صورت میں بیچنے والا جو رقم وصول کرتا ہے' اس کے عوض وہ خریدار کو کوئی مال یا فائدہ مہیا نہیں کرتا۔ اور بغیر معاوضے کے کسی کا مال لے لینا جائز نہیں' علاوہ ازیں بیع واپس کر لینا ثواب ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۱۹۹) اور بیعانہ کی یہ شرط اس لیے لگائی جاتی

۲۱۹۳۔ [حسن] والحديث السابق شاهد له.

ہے کہ خریدار خریدی ہوئی چیز واپس نہ کردے' یہ نیکی سے پہلو تہی ہے جسے مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(المعجم ٢٣) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ** (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- کنکری والی بیع اور دھوکے کی بیع کی ممانعت

٢١٩٤- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ.

۲۱۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع اور کنکری کی بیع سے منع فرمایا۔

٢١٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَالْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

۲۱۹۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① دھوکے کی بیع میں وہ سب صورتیں شامل ہیں جن میں خریدی اور بیچی جانے والی چیز کی مقدار کا اندازہ نہ کیا جاسکتا ہو' مثلاً: دریا میں مچھلیوں کی فروخت' یا مادہ جانور کے پیٹ کے بچے کی خرید و فروخت۔ اسی طرح اس میں وہ اشیاء بھی شامل ہیں جنھیں خریدار کے حوالے کرنا ممکن نہ ہو' مثلاً: گم شدہ جانور کی فروخت۔ ② اگر جائز چیز کے ساتھ ضمناً ایسی چیز بھی فروخت ہو رہی ہو جس کی حقیقت معلوم نہ ہو تو وہ جائز ہے' مثلاً: حاملہ جانور فروخت کیا جائے تو اس کے ساتھ اس کے پیٹ کا بچہ بھی فروخت ہوتا ہے جسے الگ سے فروخت کرنا جائز نہیں لیکن ماں کے ساتھ اس کی بیع درست ہے۔ اسی طرح مکان فروخت کرتے وقت اس کی بنیادیں بھی ساتھ ہی فروخت ہو جاتی ہیں' حالانکہ ان کے بارے میں یہ اطمینان کرنا مشکل ہے کہ وہ کتنی گہری

٢١٩٤ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذي فيه غرر، ح: ١٥١٣ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٢١٩٥ـ [صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٥ من حديث الأسود بن عامر شاذان به، وضعفه البوصيري لضعف أيوب بن عتبة، والحديث السابق شاهد له.

اور کتنی موٹی ہیں۔ ③ کنکری کی بیع سے مراد لاٹری کی وہ صورتیں ہیں جو اس دور میں رائج تھیں' مثلاً: دکاندار گاہک سے کہتا کہ تم کنکری پھینکو جس چیز کو وہ کنکری لگے گی' میں وہ چیز تمھیں سو روپے کی دے دوں گا' جب کہ وہ چیزیں مقدار' معیار اور قدر و قیمت کے لحاظ سے مختلف ہوتیں۔ آج کے دور میں لاٹری کی بہت سی صورتیں رائج ہیں' جیسے بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات کی فروخت میں اضافہ کرنے کے لیے انعامی سکیمیں شروع کر دیتی ہیں۔ یہ سب ''کنکری کی بیع'' کے حکم میں ہیں۔ ④ جاہلیت میں کنکری کی بیع کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ تم کنکری پھینکو جہاں تک کنکری پہنچے گی میں اتنی زمین تمھیں فلاں قیمت میں دے دوں گا۔ یہ بھی منع ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ وَضُرُوعِهَا وَضَرْبَةِ الْغَائِصِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- مادہ جانور کے پیٹ کا بچہ یا اس کے تھنوں میں دودھ خریدنا اور غوطہ لگانے والے کے غوطے سے حاصل ہونے والی چیز خریدنے کی ممانعت کا بیان

٢١٩٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَهْضَمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَمَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ حَتّٰى تَضَعَ، وَعَمَّا فِي ضُرُوعِهَا. إِلَّا بِكَيْلٍ. وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ آبِقٌ، وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ، وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتّٰى تُقْبَضَ، وَعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ.

۲۱۹۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے پیٹ کے بچے خریدنے سے منع فرمایا جب تک وہ پیدا نہ ہو جائیں' اور ان کے تھنوں میں موجود (دودھ) کو خریدنے سے منع فرمایا مگر ماپ کر' اور غلام کو خریدنے سے منع فرمایا جب کہ وہ مفرور ہو' اور غنیمت کی اشیاء خریدنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ تقسیم ہو جائیں' اور صدقات کی اشیاء خریدنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ (مستحقین کے) قبضے میں آ جائیں' اور غوطہ مارنے والے کے غوطے (سے حاصل ہونے والی چیز کی پیشگی خریداری) سے منع فرمایا۔

٢١٩٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب في كراهية بيع المغانم حتى تقسم، ح: ١٥٦٣ من حديث حاتم به، وقال: "غريب، محمد بن إبراهيم الباهلي مجهول (تقريب) وفي شيخه نظر"، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن أبي شيبة: ١٣/ ٤٣٥ وغيره.

فائدہ: یہ سب صورتیں بیع غرر (دھوکے کی بیع) میں شامل ہیں' البتہ دودھ کو ماپ کر خرید اجائے تو اس میں غرر نہیں رہتا' اس لیے وہ درست ہے۔

٢١٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

۲۱۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حاملہ کا حمل بیچنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① [بَيْعُ حَبَلِ الْحَبَلَةِ] کا ایک مطلب یہ ہے کہ جانور کا بچہ پیدائش سے پہلے خریدا اور بیچا جائے' یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں غرر ہے۔ معلوم نہیں وہ بچہ مذکر ہوگا یا مؤنث' صحیح ہوگا یا عیب دار۔ ② اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز خرید کر ادائیگی کی میعاد کسی جانور کے بچہ دینے تک مقرر کی جائے۔ یہ مجہول مدت ہے' اس لیے یہ بھی منع ہے۔ ③ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ فلاں حاملہ جانور سے پیدا ہونے والا بچہ جب بڑا ہو کر بچہ دے گا' وہ جانور میں بیچتا ہوں' یا کسی دوسری چیز کی رقم کی ادائیگی اس وقت ہوگی۔ اس میں بھی غرر اور مدت نامعلوم ہے۔ معلوم نہیں اس حاملہ جانور سے مذکر پیدا ہوگا یا مؤنث' اور مؤنث ہوا تو اس سے کب بچہ پیدا ہوگا۔ ④ ادھار کی ادائیگی کے لیے مدت کا واضح تعین ہونا چاہیے' پھر اگر مقروض آدمی اس وقت ادا نہ کر سکے تو مزید مہلت مانگ لے۔ یا مدت کا تعین کیا ہی نہ جائے' مقروض اپنی سہولت کے مطابق ادا کر دے۔ مقروض کو اس طرح سہولت دینا بہت فضیلت والا عمل ہے' تاہم مقروض اس سہولت کی وجہ سے قرض کی ادائیگی سے بے نیاز نہ ہو جائے بلکہ قرض خواہ کے حق میں دعا کرتا رہے اور ادائیگی کے لیے مقدور بھر کوشش کرتا رہے۔ اس میں تساہل یا کوتاہی نہ کرے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- نیلامی والی بیع کا بیان

٢١٩٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ ابْنُ عَجْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، عَنْ

۲۱۹۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (مالی تعاون کا) سوال کیا۔ آپ ﷺ نے

٢١٩٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٩٣، البيوع، بيع حبل الحبلة، ح: ٤٦٢٧ من حديث سفيان به، وله شواهد عند البخاري وغيره.

٢١٩٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ١٦٤١ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢١٨.

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ. فَقَالَ: «لَكَ فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: بَلٰى. حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ. وَقَدَحٌ نَشْرَبُ فِيهِ الْمَاءَ. قَالَ: «ائْتِنِي بِهِمَا» قَالَ، فَأَتَاهُ بِهِمَا. فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ. قَالَ: «مَنْ يَزِيدُ عَلٰى دِرْهَمٍ؟» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ. فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ، فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ، وَقَالَ: «اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ. وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُومًا، فَأْتِنِي بِهِ» فَفَعَلَ. فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. فَشَدَّ فِيهِ عُودًا بِيَدِهِ وَقَالَ: «اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَلَا أَرَاكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا» فَجَعَلَ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ. فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ. فَقَالَ: «اشْتَرِ بِبَعْضِهَا طَعَامًا وَبِبَعْضِهَا ثَوْبًا». ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ وَالْمَسْأَلَةُ نُكْتَةٌ فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ، أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ دَمٍ مُوجِعٍ».

فرمایا: ''کیا تمھارے گھر میں تمھاری کوئی چیز موجود ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں! ایک کمبل ہے۔ ہم آدھا نیچے بچھاتے ہیں اور آدھا اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔'' وہ انھیں لے کر حاضر ہوا تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں کون خریدتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں انھیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے دو تین بار فرمایا: ''ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں انھیں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے اسے دونوں چیزیں دے کر دو درہم لے لیے اور اس انصاری صحابی کو دے دیے اور فرمایا: ''ایک درہم کا کھانے پینے کا سامان لے کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ۔'' اس نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کلہاڑا لے کر اس میں اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا اور فرمایا: ''جاؤ (جنگل سے) ایندھن کی لکڑیاں لایا کرو (اور بیچ کر ضروریات پوری کرو) اور پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھوں۔'' وہ ایندھن لا کر بیچنے لگا۔ (اس کے بعد) وہ حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم (جمع ہو چکے) تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ رقم کا کھانے کا سامان خریدلو اور کچھ رقم کا کپڑا خریدلو۔'' پھر فرمایا: ''یہ کام (محنت سے روزی کمانا) تیرے لیے اس بات سے بہت بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن آئے تو مانگنے کی وجہ سے تیرا چہرہ داغ دار ہو۔ مانگنا صرف اس کے لیے جائز

ہے جسے مفلسی خاک نشین کردے' یا جو انتہائی مقروض ہو' یا جو خون کی وجہ سے پریشان ہو۔ (جس سے قتل سرزد ہو گیا ہو اور وہ دیت ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو)۔''

فوائد و مسائل: ① جہاں تک ہو سکے محنت کر کے روزی کمانا اور سوال سے بچنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی صبح کے وقت اپنی پیٹھ پر ایندھن اٹھا لائے (اسے بیچ کر حاصل ہونے والی رقم سے) صدقہ کرے' اور لوگوں سے (مانگنے سے) مستغنی ہو جائے' یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ کسی (غنی) آدمی سے مانگے' وہ چاہے اسے کچھ دے' چاہے نہ دے۔'' (صحیح مسلم' الزکاۃ' باب کراھة المسألة للناس' حدیث:۱۰۴۲) ② جس شخص کے لیے سوال سے بچنا ممکن ہو' پھر بھی وہ مانگے تو قیامت کے دن اسے سزا ملے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے حتی کہ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت بالکل نہیں ہوگا۔'' (صحیح مسلم' حدیث:۱۰۴۰) ③ مصیبت زدہ مالی تعاون کے لیے اپیل کر سکتا ہے لیکن گداگری کو پیشہ بنانا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوال کرنا صرف تین میں سے کسی ایک آدمی کے لیے جائز ہے۔ ایک وہ شخص جس نے (کسی کے معاملات درست کرنے کے لیے) قرض لیا' (جو اس کی طاقت سے بڑھ کر تھا) اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتی کہ اتنی رقم حاصل کر لے' پھر رک جائے۔ ایک وہ شخص جس پر ایسی آفت آئی کہ سارا مال تباہ ہو گیا۔ اس کے لیے مانگنا جائز ہے حتی کہ زندگی کا سہارا (ضروریات پوری کرنے کے لیے کسی روزگار کا ذریعہ) پالے۔ ایک وہ شخص جو فقر و فاقہ کا شکار ہو گیا حتی کہ اس کی قوم کے تین عقل مند (معتبر) افراد یہ کہہ دیں کہ فلاں شخص واقعی فاقہ کشی کا شکار ہے۔'' (صحیح مسلم' الزکاۃ' باب من تحل له المسألة' حدیث:۱۰۴۴)

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْإِقَالَةِ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- بیچی ہوئی چیز واپس لے لینا

٢١٩٩- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِماً أَقَالَهُ اللهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۱۹۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کی بیع واپس کر لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔''

٢١٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في فضل الإقالة، ح: ٣٤٦٠ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن حزم وابن دقيق العيد * علته عنعنة الأعمش، تقدم، ح: ١٧٨، وله شواهد ضعيفة.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني، رقم:۱۳۳۴، والصحيحة للألباني، رقم:۲۶۱۴، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۱۲/۴۰۱، ۴۰۲) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② اگر سودا کرتے وقت اختیار دیا جائے، یعنی ایک آدمی دوسرے کو کہہ دے کہ اگر تم چاہو تو سودا ختم کر سکتے ہو تو جتنی مدت مقرر کی ہے اس مدت کے اندر بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ ③ اگر شرط نہ ہوئی ہو پھر خریدار خریدی ہوئی چیز واپس کرنا چاہے، یا بیچنے والا اسی قیمت پر واپس لینا چاہے تو دوسرے فریق کو چاہیے کہ اس کا مطالبہ تسلیم کر کے چیز یا رقم واپس کر دے۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ ④ بندہ دوسروں سے جس طرح کا سلوک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے اسی طرح کا سلوک کرتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: [إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ] (صحيح مسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، حديث:۹۲۳) ”اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے۔“

(المعجم ۲۷) - **بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُسَعِّرَ** (التحفة ۲۷)

باب:۲۷-(سرکاری طور پر) قیمت مقرر کرنا

۲۲۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ قَدْ غَلَا السِّعْرُ، فَسَعِّرْ لَنَا. فَقَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ. إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ يَطْلُبُنِي بِمَظْلِمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ».

۲۲۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار اشیاء کے) بھاؤ چڑھ گئے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھاؤ چڑھ گئے ہیں، آپ (اشیاء کے) بھاؤ مقرر کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بھاؤ مقرر کرنے والا ہے، وہی تنگی کرنے والا، فراخی کرنے والا اور رازق ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں جب اپنے رب سے ملوں گا تو کوئی شخص جان و مال کے بارے میں ظلم کی بنا پر مجھ سے کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں ہوگا۔“

۲۲۰۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التسعير، ح:۳۴۵۱ من حديث حماد به، وصححه الترمذي، ح:۱۳۱۴، وابن حبان (التلخيص الحبير)، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة.

٢٢٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالُوا: لَوْ قَوَّمْتَ، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أُفَارِقَكُمْ وَلَا يَطْلُبُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِمَظْلِمَةٍ ظَلَمْتُهُ».

۲۲۰۱- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں بھاؤ چڑھ گئے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش آپ قیمتیں مقرر فرما دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میں تم سے جدا ہوں گا تو کوئی شخص مجھ سے کسی ظلم کی تلافی کا طلب گار نہیں ہوگا‘ جو ظلم میں نے اس پر کیا ہو۔''

فوائد و مسائل: ① تجارت کے معاملات طلب و رسد کے قوانین معیشت کے مطابق خود کار طریقے سے چلتے رہنا ملکی معیشت کے لیے مفید ہے۔ حکومت کو ان میں دخل اندازی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② اگر تاجر ناجائز طور پر زیادہ منافع کے لالچ میں عوام کی ضروریات کا خیال نہ رکھیں تو حکومت سرکاری گوداموں سے سستا غلہ فراہم کر کے اس کا توڑ کر سکتی ہے۔ ③ حکومت کو چاہیے کہ تاجروں کے حقوق کے ساتھ ساتھ عوام کی ضروریات کا بھی خیال رکھے۔ جب ایک علاقے میں ضرورت کی کسی چیز کی کمی ہو جائے تو دوسرے علاقے سے لا کر وہاں مہیا کی جائے۔ ④ تاجروں کو چاہیے کہ زیادہ نفع کے لالچ میں عوام پر ظلم نہ کریں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- خرید وفروخت میں نرم رویہ اختیار کرنا

٢٢٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانٍ الْبَلْخِيُّ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوخَ قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَدْخَلَ اللهُ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا، بَائِعًا وَمُشْتَرِيًا».

۲۲۰۲- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں داخل کر دیا۔ وہ بیچتے وقت بھی نرمی کرتا تھا اور خریدتے وقت بھی۔''

٢٢٠١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٥، والخطيب في تاريخه: ٩/ ٤٥١ من طريقين عن الجريري عن أبي نضرة به نحوه، والحديث السابق شاهد له.

٢٢٠٢- [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٣١٨، ٣١٩، البيوع، حسن المعاملة والرفق في المطالبة، ح: ٤٧٠٠ من حديث إسماعيل ابن علية به * عطاء بن فروخ لم يلق عثمان رضي الله عنه، قاله ابن المديني، والحديث الآتي شاهد له.

۲۲۰۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ عَبْداً سَمْحاً إِذَا بَاعَ. سَمْحاً إِذَا اشْتَرَى. سَمْحاً إِذَا اقْتَضَى».

۲۲۰۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت نرمی کرتا ہے' خریدتے وقت نرمی کرتا ہے اور جب تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے' جب کہ درشتی سے ایسے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں جو امن و امان کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ ② لوگوں میں زیادہ جھگڑے لین دین کے معاملات میں ہوتے ہیں' جب ایک شخص کی غلطی کو دوسرا برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا اور فریقین میں سے ہر ایک اپنا فائدہ مدنظر رکھتا ہے' اس لیے ان معاملات میں تحمل و برداشت کی ضرورت زیادہ ہے۔ ③ بیچنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت میں مناسب رعایت دی جائے' ادھار لینے والے کو مہلت دی جائے' اگر خریدار نامناسب حد تک رعایت طلب کرے تو جھگڑنے کی بجائے نرمی سے معذرت کر لی جائے۔ اگر وہ خریدی ہوئی چیز واپس کرنا چاہے تو واپس لے لی جائے۔ ④ خریدنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت میں نامناسب حد تک رعایت کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اگر خریدی جانے والی چیز میں کوئی معمولی عیب ہو تو نظر انداز کر دیا جائے۔ حتی الامکان نقد ادائیگی کی جائے۔ اگر دکاندار نامناسب رویہ اختیار کرے تو اس کے جواب میں تلخ کلامی نہ کی جائے۔ ⑤ تقاضا سے مراد اپنا حق طلب کرنا ہے' مثلاً: قرض کی واپسی کا مطالبہ۔ اور پیشگی قیمت ادا کرنے کی صورت میں خریدی ہوئی چیز مقررہ وقت پر مہیا کرنے کا مطالبہ۔ ⑥ تقاضا میں نرمی کا مطلب ہے دوسرے کے جائز عذر کو تسلیم کرتے ہوئے مناسب مہلت دینا۔ اور مطالبہ کرتے ہوئے اس کی عزت نفس کا خیال کرنا اور تلخ کلامی یا گالی گلوچ سے پرہیز کرنا۔ ⑦ خوش اخلاقی بہت بڑی نیکی ہے۔ ⑧ خوش اخلاق تاجر کے کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ السَّوْمِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- قیمت کے بارے میں بات چیت کرنا

۲۲۰۳- أخرجه البخاري، البيوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع، ومن طلب حقًا فليطلبه في عفاف، ح: ۲۰۷٦ من حديث أبي غسان به.

٢٢٠٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ شَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ قَيْلَةَ أُمِّ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ عُمَرِهِ عِنْدَ الْمَرْوَةِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَبِيعُ وَأَشْتَرِي. فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَاعَ الشَّيْءَ سُمْتُ بِهِ أَقَلَّ مِمَّا أُرِيدُ. ثُمَّ زِدْتُ، ثُمَّ زِدْتُ حَتَّى أَبْلُغَ الَّذِي أُرِيدُ. وَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ الشَّيْءَ سُمْتُ بِهِ أَكْثَرَ مِنَ الَّذِي أُرِيدُ. ثُمَّ وَضَعْتُ حَتَّى أَبْلُغَ الَّذِي أُرِيدُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلِي يَا قَيْلَةُ إِذَا أَرَدْتِ أَنْ تَبْتَاعِي شَيْئًا فَاسْتَامِي بِهِ الَّذِي تُرِيدِينَ. أُعْطِيتِ أَوْ مُنِعْتِ». فَقَالَ: «إِذَا أَرَدْتِ أَنْ تَبِيعِي شَيْئًا فَاسْتَامِي بِهِ الَّذِي تُرِيدِينَ. أَعْطَيْتِ أَوْ مَنَعْتِ».

۲۲۰۴- حضرت قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے کسی عمرے کے دوران میں مروہ کے قریب حاضر خدمت ہوئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خرید و فروخت کرنے والی عورت ہوں۔ میں جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں تو میں جو (قیمت ادا کرنا) چاہتی ہوں اس سے کم پر بات کرتی ہوں پھر بڑھتے بڑھتے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں جو میرا (اصل) ارادہ ہوتا ہے۔ اور جب میں کوئی چیز بیچنا چاہتی ہوں تو میں جو (قیمت وصول کرنا) چاہتی ہوں اس سے زیادہ کی بات کرتی ہوں پھر کم کرتے کرتے اس قیمت تک پہنچ جاتی ہوں جو میرا ارادہ ہوتا ہے۔ (کیا یہ جائز ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیلہ! ایسے نہ کیا کرو۔ جب کوئی چیز خریدنا چاہو تو وہی قیمت پیش کرو جو تمھارا ارادہ ہے خواہ تمھیں وہ چیز (اس قیمت پر) ملے یا نہ ملے۔“ اور فرمایا: ”جب تم کوئی چیز بیچنا چاہو تو وہی قیمت طلب کرو جو تمھارا ارادہ ہے پھر خواہ (اس قیمت پر گاہک کے رضامند ہونے پر) فروخت کر دیا (اس کے رضامند نہ ہونے پر) فروخت نہ کرو۔“

٢٢٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ

۲۲۰۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک غزوے میں نبی ﷺ کے

٢٢٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/١٣ من حديث يعلى به، وهو لين الحديث كما في التقريب * وقال الذهبي في الكاشف: "قيلة أم بني أنمار صحابية، عنها عبدالله بن عثمان بن خيثم مرسلاً"، وقال البوصيري: "منقطع".

٢٢٠٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ٧١٥/١١٢ من حديث الجريري به مختصرًا، وعلقه البخاري، ح: ٢٧١٨.

أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ. فَقَالَ لِي: «أَتَبِيعُ نَاضِحَكَ هٰذَا بِدِينَارٍ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ نَاضِحُكَ إِذَا أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ. قَالَ: «فَتَبِيعُهُ بِدِينَارَيْنِ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ». قَالَ: فَمَا زَالَ يَزِيدُنِي دِينَاراً دِينَاراً وَيَقُولُ، مَكَانَ كُلِّ دِينَارٍ: «وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ» حَتَّى بَلَغَ عِشْرِينَ دِينَاراً. فَلَمَّا أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ أَخَذْتُ بِرَأْسِ النَّاضِحِ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «يَا بِلَالُ أَعْطِهِ مِنَ الْغَنِيمَةِ عِشْرِينَ دِينَاراً»، وَقَالَ: «انْطَلِقْ بِنَاضِحِكَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى أَهْلِكَ».

ہمراہ تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تم اپنا یہ اونٹ مجھے ایک دینار کے عوض فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمھاری مغفرت کرے گا۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! جب میں مدینہ پہنچ جاؤں گا تو یہ اونٹ آپ کا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اسے میرے ہاتھ دو دینار کے عوض فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمھاری مغفرت کرے گا۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک ایک دینار کا اضافہ فرماتے رہے اور ہر دینار کے اضافے کے ساتھ فرماتے: ''اللہ تمھاری مغفرت کرے گا۔'' حتی کہ بیس دینار تک پہنچ گئے۔ جب میں مدینہ منورہ پہنچ گیا تو میں نے اونٹ کو اس کے سر سے پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا: ''بلال! اسے مال غنیمت میں سے بیس دینار دے دو۔'' (رقم کی ادائیگی کے بعد) آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنا اونٹ لے لو اور اسے اپنے گھر لے جاؤ۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے اور ان کی چھ یا نو بیٹیاں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بہنیں ان کی زیر کفالت تھیں۔ (صحيح البخاري، المغازي، باب ﴿إذهمت طائفتان منكم أن تفشلا......﴾، حديث: ٤٠٥٢) اس لیے رسول اللہ ﷺ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ ② اگر خریدار محسوس کرے کہ بیچنے والا اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی چیز کی قیمت جائز حد سے بہت کم طلب کر رہا ہے تو احسان کا تقاضا ہے کہ اسے پوری قیمت دی جائے۔ ③ قیمت پہلے وصول کر کے سامان بعد میں خریدار کے حوالے کرنا جائز ہے اگرچہ وہ چیز اس وقت بھی بیچنے والے کے پاس موجود ہو، لیکن اس شرط میں خریدار اور فروخت کار دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ ④ مستحق پر اس انداز سے احسان کرنا کہ بظاہر وہ کاروباری معاملہ معلوم ہو اور ممنونِ احسان شخص شرمندگی محسوس نہ کرے، بہت عالی ظرفی ہے۔

٢٢٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَهْلُ ابْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ السَّوْمِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ. وَعَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ.

٢٢٠٦- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سورج طلوع ہونے سے پہلے (کسی چیز کا) مول کرنے سے اور دودھ دیتا جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَيْمَانِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- خرید وفروخت کے وقت قسمیں کھانا مکروہ ہے

٢٢٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ ابْنَ السَّبِيلِ. وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا. فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ. وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا. فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ».

٢٢٠٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کی طرف دیکھے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ آدمی جس کے پاس صحرا میں (چشمے وغیرہ کا) پانی' اس کی ضرورت سے زائد ہے اور وہ مسافر کو اس کے استعمال سے منع کرتا ہے۔ (دوسرا) وہ آدمی جس نے عصر کے بعد کسی کے ہاتھ سودا بیچا اور اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے اتنی قیمت میں اسے خریدا ہے۔ خریدار نے اسے سچ سمجھ لیا' حالانکہ حقیقت اس کے خلاف تھی۔ اور (تیسرا) وہ آدمی جو کسی امام (اسلامی حکمران) کی بیعت کرتا ہے اور وہ صرف حصول دُنیا کے لیے اس کی بیعت کرتا ہے' اگر امام اسے دنیا (کا

٢٢٠٦- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/ ٩٩٥ (ترجمة الربيع بن حبيب) من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "هٰذه الأحاديث . . . ليست بالمحفوظة" * نوفل مستور(تقريب)، والحديث ضعفه البوصيري.

٢٢٠٧- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف . . . الخ، ح: ١٠٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

مال) دے دے تو وفا کرتا ہے اور اگر امام اسے دنیا کا مال نہ دے تو وہ بیعت پر قائم نہیں رہتا (امام کی اطاعت نہیں کرتا۔)"

فوائد و مسائل: ① کلام نہ کرنے اور نظر نہ کرنے سے مراد رحمت سے کلام کرنا اور رحمت کی نظر کرنا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہر نیک و بد سے حساب تو ضرور لے گا' اور اس کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ بھی نہیں ہو سکتی۔ ارشاد نبوی ہے: "تم میں سے ہر شخص سے اس کا رب (براہ راست) ہم کلام ہو گا' اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا......" (صحیح البخاري' التوحید' باب کلام الرب تعالیٰ یوم القیامة مع الأنبیاء و غیرهم' حدیث:۷۵۱۲' وصحیح مسلم' الزکاة' باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة......' حدیث:۱۰۱۶) ② پاک نہ کرنے سے مراد گناہ معاف نہ کرنا ہے۔ ③ پیاسے کو پانی پلانا بڑی نیکی ہے' خاص طور پر جہاں پانی آسانی سے نہ ملتا ہو' وہاں دوسرے کو پانی پلا دینا بہت بڑے ثواب کا باعث ہے۔ ④ صحرا میں پانی کا چشمہ اللہ کا فضل ہے' کسی کا اس پر قبضہ کر کے بیٹھ رہنا اور ضرورت مندوں کو پانی لینے سے روکنا انتہائی کم ظرفی ہے۔ ⑤ جھوٹی قسم کھانا گناہ ہے۔ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اور پھر اتنا بڑا گناہ چند پیسوں کے متوقع مفاد کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ یہ بات یقینی نہیں کہ گاہک اس کی جھوٹی قسم سے متاثر ہو کر اس سے سودا خرید ہی لے گا۔ ایسی صورت میں جھوٹی قسم انتہائی بری حرکت ہے' اس لیے اس کی سزا بھی شدید ہے۔ ⑥ مسلمان خلیفہ کی بیعت اسلامی سلطنت کے تحفظ اور ترقی کے لیے کی جاتی ہے اور اس میں تمام مسلمانوں کا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ ایسے عظیم عمل میں دنیا کو سامنے رکھنا اور دنیا کا مال نہ ملنے پر بیعت توڑ کر بغاوت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کو آخرت کی کوئی پروا نہیں اور دنیا کے ذاتی مفاد کے لیے وہ مسلمانوں کا اجتماعی مفاد خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ ایسی حرکت کی برائی محتاج وضاحت نہیں۔ ⑦ کفر و شرک سے کم تر کبیرہ گناہ بھی ایسے شدید ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے جہنم کا طویل اور شدید عذاب برداشت کرنا پڑے' تاہم دائمی عذاب صرف کافر اور شرک اکبر کے مرتکب مشرک ہی کے لیے ہے۔

۲۲۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۲۰۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کی طرف دیکھے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ وہ تو

۲۲۰۸ـ أخرجه مسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ۱۰۶ من حديث علي بن مدرك به.

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا. قَالَ: «الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ».

ناکام رہے اور بہت خسارے میں رہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا تہبند (ٹخنوں سے نیچے تک) لٹکانے والا‘ (کوئی چیز) دے کر احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی رغبت دلانے والا۔“

فوائد و مسائل: ① مرد کے لیے تہبند‘ شلوار اور پتلون وغیرہ کو اتنا نیچے تک رکھنا حرام ہے جس سے ٹخنے چھپ جائیں۔ جس عمل کی اتنی سخت سزا مقرر ہے اسے محض مکروہ قرار دینا درست نہیں۔ ② تہبند کو اتنا نیچے رکھنا اس لیے حرام ہے کہ وہ تکبر کا مظہر ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اپنا تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھ‘ اگر یہ نہ ہو تو ٹخنوں تک اونچا رکھ اور (اس سے نیچے تک) تہبند لٹکانے سے اجتناب کر کیونکہ یہ تکبر ہے‘ اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔“ (سنن أبي داود‘ اللباس‘ باب ماجاء في إسبال الإزار‘ حديث: ٤٠٨٤) ③ مومن جب کسی سے نیکی کرے تو اس کی نیت اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ ④ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا‘ اللہ کے مقدس نام کے احترام کے منافی ہے۔ اور اللہ کے نام کی بے حرمتی کبیرہ گناہ ہے۔

٢٢٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالْحَلْفَ فِي الْبَيْعِ. فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ».

٢٢٠٩- حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فروخت کرتے وقت قسم کھانے سے اجتناب کرو‘ یہ سودے میں رغبت پیدا کرتی ہے (جس سے پہلے پہل سودا زیادہ بکتا ہے) پھر برکت کو ختم کر دیتی ہے۔“

٢٢٠٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٧، ٢٩٨ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ١٦٠٧ وغيره عن معبد بن كعب به.

فوائد و مسائل: ① سچی قسمیں بھی کم سے کم ہی کھانا مناسب ہے۔ سامان بیچنے کے لیے بلاضرورت قسمیں کھاتے چلے جانا اچھی عادت نہیں۔ ② حدیث کے الفاظ: [فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ] کا یہ مطلب بھی ہے کہ پہلے پہلے سودا زیادہ بکتا ہے کیونکہ لوگ اس کی قسموں سے متاثر ہو جاتے ہیں' بعد میں جب حقیقت کھل جاتی ہے کہ قسمیں کھانا تو اس کی عادت ہے تو پھر اس سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ اس کا کاروبار پہلے سے بھی کم ہو جاتا ہے اور لوگ اس سے سودا لینے سے اجتناب کرنے لگتے ہیں۔

(المعجم ٣١) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- کھجور کے بار آور درخت کی اور مال والے غلام کی فروخت

٢٢١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اشْتَرَى نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۲۲۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے بار آور کیا ہوا کھجور کا درخت خریدا تو اس (درخت) کا پھل بیچنے والے کا ہے الا یہ کہ خریدار شرط کرلے (کہ میں درخت پھل سمیت خرید رہا ہوں)۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ نے محمد بن رمح کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① درختوں کا پھل اس وقت بننا شروع ہوتا ہے جب پھول کے نر حصے کا زردانہ مادہ حصے کی ڈنڈی کے سرے تک پہنچ جائے۔ عام درختوں میں ایک ہی پھول میں نر اور مادہ حصے ہوتے ہیں' اس طرح مادہ پھول آسانی سے بار آور ہو جاتا ہے جو بعد میں پھل بن جاتا ہے۔ بعض پودوں میں نر پھول الگ ہوتے ہیں اور مادہ پھول الگ۔ ان میں حشرات اور ہوا کے ذریعے سے نر پھول کا زردانہ مادہ پھول تک پہنچ جاتا ہے اور پھل بننا شروع ہو جاتا ہے۔ کھجور کے درخت میں نر پھول ایک درخت پر لگتے ہیں اور مادہ پھول دوسرے درخت پر۔ ان میں اگر ہوا اور حشرات کے ذریعے سے بار آوری پر اعتماد کیا جائے تو پھل بہت کم لگتا ہے' اس لیے نر درخت کے پھول لے کر مادہ درخت پر چڑھ کر اس کے پھولوں پر چھڑک کے جاتے ہیں۔ اس طرح پھل زیادہ لگتا ہے۔

٢٢١٠ـ أخرجه البخاري، باب من باع نخلاً قد أبرت أو أرضًا مزروعة بإجارة، ح: ٢٢٠٤، ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ١٥٤٣ من حديث مالك به، وأخرجاه البخاري، ح: ٢٢٠٦ من حديث الليث به، ومسلم، ح: ١٥٤٣ عن ابن رمح وغيره.

عربی میں اسے تأبیر کہتے ہیں۔ ② تأبیر ایک مشقت طلب کام ہے اور اس پر پیداوار کی مقدار کا انحصار ہے' اس لیے اگر تأبیر کے بعد درخت بیچا جائے تو بیچنے والے کی محنت ضائع جاتی ہے' چنانچہ سودا کرتے وقت یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ صرف درخت بیچا جا رہا ہے یا اس کا پھل بھی۔ اگر وضاحت نہ کی گئی ہو تو صرف درخت فروخت ہوگا' اس کا پھل بدستور بیچنے والے کی ملکیت رہے گا' البتہ آئندہ سالوں میں جب خریدار تأبیر کرے گا تو پھل کا مستحق بھی وہی ہوگا۔

٢٢١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِي بَاعَهَا. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ. وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۲۲۱۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کھجور کے درخت بیچے جب کہ ان کی تابیر ہو چکی تھی تو ان کا پھل بیچنے والے کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔ اور جس نے کوئی غلام خریدا جس کے پاس کچھ مال تھا تو اس کا مال بیچنے والے کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔''

فوائد و مسائل: ① غلام کو اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے بعض اوقات مال کی ضرورت ہوتی ہے اور مالک مناسب مقدار میں رقم اس کے تصرف میں دے دیتا ہے۔ یا مالک اپنا دل خوش کرنے کے لیے یا غلام کی خدمت پر خوش ہو کر اس کی حوصلہ افزائی کے لیے کوئی زیور پہنا دیتا ہے تو یہ مال مالک ہی کا رہتا ہے' جب غلام بیچا جائے گا تو یہ مال ساتھ نہیں جائے گا۔ ② اگر خریدار وضاحت کرے کہ میں مال سمیت غلام خرید رہا ہوں یا پھل سمیت درخت خرید رہا ہوں تو ظاہر ہے قیمت میں اس لحاظ سے اضافہ ہو جائے گا۔ اس صورت میں شرط کے مطابق مال یا پھل خریدار کا ہوگا۔ ③ خرید و فروخت کے دوران میں ان معاملات کی وضاحت ہو جانی ضروری ہے جن کی وجہ سے بعد میں اختلافات اور جھگڑے پیدا ہو سکتے ہیں۔

٢٢١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ:

۲۲۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٢٢١١ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح:٢٣٧٩، ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح:١٥٤٣/ ٨٠ من حديث الليث به، أخرجه مسلم من حديث سفيان ابن عيينة به مختصرًا.

٢٢١٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٨ عن محمد بن جعفر به، وهو في السنن الكبرى للنسائي،◄◄

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ بَاعَ نَخْلاً وَبَاعَ عَبْداً جَمَعَهُمَا [جَمِيعاً]».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کھجور کے درخت بیچے اور غلام بیچے......'' نافع ؒ نے ابن عمر ؓ سے دونوں جملے اکٹھے (ایک جملے کی صورت میں) روایت کیے۔

فوائد و مسائل: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے حضرت سالم ؒ (بن عبداللہ بن عمر ؓ) نے بھی روایت کی ہے' اور حضرت نافع ؒ نے بھی۔ سالم نے حدیث الگ الگ دو جملوں کی صورت میں بیان کی ہے۔ ① جس نے کھجور کے درخت بیچے......الخ ② جس نے کوئی غلام بیچا......الخ، جب کہ حضرت نافع نے ایک جملے کی صورت میں حدیث بیان کی' یعنی یوں فرمایا: ''جس نے کھجور کے درخت بیچے اور غلام بیچا (تو ان کا پھل اور اس کا مال بیچنے والے کا ہے۔'') دیکھیے: (انجاح الحاجه حاشیه' سنن ابن ماجه ' از عبدالغنی دهلوی ؒ)

٢٢١٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ أَبُو الْمُغَلِّسِ : حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ : قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَمَرِ النَّخْلِ لِمَنْ أَبَّرَهَا . إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ . وَأَنَّ مَالَ الْمَمْلُوكِ لِمَنْ بَاعَهُ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ .

٢٢١٣- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے درختوں کا پھل تأبیر کرنے والے کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔ اور غلام کا مال بیچنے والا کا ہے' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط کر لے۔

فائدہ: دیکھیے' فوائد حدیث: ٢٢١١۔

(المعجم ٣٢) - **بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا** (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت

٢٢١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا

٢٢١٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

ح: ٤٩٨٢، أطول منه.

٢٢١٣- [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ٣٢٦، ٣٢٧ من حديث الفضيل به مطولاً * إسحاق أرسل عن عبادة وهو مجهول الحال (تقريب).

٢٢١٤- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٦٢، البيوع، بيع الثمر قبل أن يبدو صلاحه، ح: ٤٥٢٣ من حديث

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا». نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل اس وقت تک نہ بیچو جب تک ان کا صحیح ہونا ظاہر نہ ہو جائے۔'' نبی ﷺ نے بیچنے والے اور خریدنے والے (دونوں) کو منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① درختوں پر لگا ہوا پھل خریدنا اور بیچنا درست ہے۔ ② جب درختوں پر پھول آتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ پھل بہت زیادہ لگے گا لیکن ان میں سے بہت سے پھول جھڑ جاتے ہیں۔ آندھی سے بھی بہت سے پھل' جو ابھی بن رہے ہوتے ہیں اور بہت چھوٹے ہوتے ہیں' گر جاتے ہیں' اس کے بعد بسا اوقات بارش سے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ جو پھل ان سب آفتوں سے بچ جاتے ہیں' خریدنے والے کو اصل میں وہی ملتے ہیں' اس لیے باغ کا پھل اس وقت بیچنا چاہیے جب یہ مراحل گزر جائیں اور واضح اندازہ ہو سکے کہ اس قدر پھل حاصل ہونے کی توقع ہے۔ اسی بات کو حدیث میں ''پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے'' سے تعبیر کیا گیا ہے ③ جو پھل کچے بھی استعمال ہوتے ہیں انھیں بھی اس وقت بیچنا اور خریدنا چاہیے جب وہ قابل استعمال ہو جائیں یا اس کے قریب ہو جائیں۔ ④ اگر پھل اس وقت بیچا گیا جب عام طور پر وہ خطرات کی زد سے باہر ہو جاتا ہے لیکن خلاف توقع بارش' آندھی یا زلزلے وغیرہ سے نقصان ہو گیا تو بیچنے والے کو چاہیے کہ خریدار کو قیمت میں مناسب حد تک رعایت دے۔

۲۲۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ».

۲۲۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل نہ بیچو حتی کہ ان کی صلاحیت (اور درستی) ظاہر ہو جائے۔''

۲۲۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ

۲۲۱۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے پھل بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ ان کی درستی ظاہر

◄◄ الليث به، وله طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما عن نافع عن ابن عمر به نحو المعنٰى.

۲۲۱۵ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۳۸ من حديث ابن وهب به.

۲۲۱۶ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر علٰى رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ۲۱۸۹ من حديث ابن جريج به مطولاً.

عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

ہو جائے۔

٢٢١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تَزْهُوَ. وَعَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتّٰى يَسْوَدَّ، وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتّٰى يَشْتَدَّ.

۲۲۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پھلوں کی فروخت سے منع فرمایا حتی کہ ان کا رنگ بدل جائے' اور انگوروں کی فروخت سے منع فرمایا حتی کہ وہ سیاہ ہو جائیں' اور غلے (گندم اور جو وغیرہ) کی فروخت سے منع فرمایا حتی کہ وہ سخت ہو جائے۔

فوائد و مسائل: ① مختلف اجناس کا قابل فروخت ہونا مختلف انداز سے ظاہر ہوتا ہے۔ ② باغ کے پھل جب کچے ہوتے ہیں تو سبز ہوتے ہیں' بعد میں آہستہ آہستہ ان کا اصلی رنگ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان کے ضائع ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان پھلوں کو بیچنا درست ہے۔ رنگ بدلنے سے اصل مقصد یہی ہے کہ اتنے بڑے ہو جائیں کہ موسمی خطرات سے نکل آئیں۔ ③ گندم وغیرہ کی بالیوں میں دانے نرم و نازک ہوتے ہیں' بعد میں آہستہ آہستہ سخت ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ان کے ضائع ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کھیت میں کتنی پیداوار ہو گی۔ اس وقت کھڑی فصل بیچنا جائز ہے' اس سے پہلے نہیں۔ ④ پھل یا فصل کی صلاحیت ظاہر ہونے کے بعد بھی فروخت کرنے کے بعد اگر کوئی آفت آجائے' مثلاً: آندھی طوفان وغیرہ جس سے فصل تباہ ہو جائے تو فروخت کرنے والے کو چاہیے کہ قیمت وصول نہ کرے' اگر وصول کر لی ہے تو واپس کر دے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۲۱۹) ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معناً صحیح' قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۲۲۱۷' والإرواء للألباني' رقم: ۱۳۶۴' ۱۳۶۶' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۲/ ۳۷)

(المعجم ٣٣) - بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ سِنِينَ وَالْجَائِحَةِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- آئندہ سالوں کی فصل (پیشگی) فروخت کرنا اور فصل پر آفت کا آجانا

٢٢١٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ٣٣٧١ من حديث حماد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٢٨، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي * لم أجد تصريح سماع حميد الطويل، تقدم، ح: ٨٦٦، فالسند معلل.

۲۲۱۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

۲۲۱۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سال کا (آئندہ پیدا ہونے والا) پھل فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① کئی سال کی بیع سے مراد یہ ہے مثلاً: آئندہ دو تین سال کا پھل پہلے ہی بیچ کر قیمت وصول کرلے یہ منع ہے۔ ② اس کی ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ آئندہ سالوں میں پیداوار کیسی ہوگی، ہوگی بھی یا نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پھل آ کر تباہ ہو جائے اور خریدار کی رقم ضائع ہو جائے۔ اس لحاظ سے یہ بیع غرر (دھوکے کی بیع) میں شامل ہے۔ ③ بیع غرر کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۱۹۴ تا ۲۱۹۷۔

۲۲۱۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ، فَلاَ يَأْخُذْ مِنْ مَالِ أَخِيهِ شَيْئًا. عَلاَمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ؟».

۲۲۱۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (باغ کا) پھل فروخت کرے پھر اس پر آفت آجائے تو اس (بیچنے والے) کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے مال سے کچھ نہ لے (اس کی قیمت وصول نہ کرے۔) وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس وجہ سے لیتا ہے؟“

فوائد و مسائل: ① رقم مال کے بدلے لی جاتی ہے۔ جب باغ کا پھل بیچا گیا اس وقت پھل قابل استعمال نہیں تھا۔ گویا خریدار نے وصول نہیں کیا بلکہ یہ صرف وعدہ ہے کہ پھل تمھیں ملے گا پھر جب پھل ضائع ہو گیا تو خریدار کو کچھ نہیں ملا جب کہ رقم وہ پیشگی ادا کر چکا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔ اس طرح وہ صرف رقم ادا کرے گا اور وصول کچھ نہیں کرے گا یہ ناجائز ہے۔ ② ”وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس وجہ سے لیتا ہے؟“ اس میں یہی اشارہ ہے کہ مال لے کر اس کے عوض کیا دیا ہے؟ ظاہر ہے کہ مال کے بدلے خریدار کو کچھ نہیں ملا تو

۲۲۱۸ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵٤/ ۱۷ من حديث سفيان بن عيينة به بلفظ: "أن النبي ﷺ أمر بوضع الجوائح"، والمعنٰى واحد.

۲۲۱۹ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵٤/ ۱٤ من حديث ابن جريج به بألفاظ مختلفة، والمعنٰى واحد.

پھر قیمت کس چیز کی لے رہا ہے؟ یعنی اس صورت میں قیمت نہ لی جائے' اگر لے لی گئی ہو تو واپس کر دی جائے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- جھکتا تولنا چاہیے

٢٢٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ. فَجَاءَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيلَ. وَعِنْدَنَا وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا وَزَّانُ زِنْ وَأَرْجِحْ».

٢٢٢٠- حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور حضرت مَخْرفَہ عبدی رضی اللہ عنہ ہجر (کے شہر) سے کپڑا لائے۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم سے ایک شلوار کا سودا کیا۔ ہمارے پاس ایک تولنے والا تھا جو اجرت پر تولتا تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اے تولنے والے! وزن کر' اور جھکتا تول۔''

فوائد و مسائل: ① کپڑے کی تجارت شرعاً جائز ہے۔ ② درآمد اور برآمد کا کاروبار جائز ہے۔ ③ شلوار ایک اچھا لباس ہے۔ ④ ماپنے تولنے کی اجرت لینا جائز ہے' اور اسی طرح ہر وہ کام جس میں جسمانی محنت ہو اور وہ شرعی لحاظ سے جائز ہو' اس کی مزدوری لینا درست ہے۔ ⑤ تولتے وقت جھکتا تولنا حسن اخلاق میں شامل ہے لیکن کم تول کر دینا بد دیانتی اور کبیرہ گناہ ہے۔

٢٢٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ. قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا، أَبَا صَفْوَانَ

٢٢٢١- حضرت ابو صفوان بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ ایک پاجامہ فروخت کیا۔ آپ نے (اس کی قیمت کے طور پر سونا' چاندی یا غلہ) مجھے

٢٢٢٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ح: ٣٣٣٦ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الترمذي، ح: ١٣٠٥، وابن حبان(موارد)، ح: ١٤٤٤، وابن الجارود * سفيان تابعه قيس بن الربيع، والحديث الآتي شاهد له.

٢٢٢١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، الباب السابق، ح: ٣٣٣٧ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، ٣١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

ابْنَ عُمَيْرَةَ قَالَ: بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ رِجْلَ سَرَاوِيلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ. فَوَزَنَ لِي، فَأَرْجَحَ لِي.

تول کر عطا فرمایا اور جھکتا ہوا تولا۔

فوائد ومسائل: ① سَرَاوِيل کا ترجمہ شلوار یا پاجامہ دونوں طرح درست ہے۔ مختلف علاقوں میں اس کی شکل وصورت میں فرق کی بنا پر اس کا نام بھی مختلف ہو سکتا ہے۔ ② خرید وفروخت میں حسن اخلاق کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

۲۲۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا».

۲۲۲۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تولو تو جھکتا ہوا تولو۔''

(المعجم ٣٥) - **بَابُ التَّوَقِّي فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- ماپ تول میں احتیاط کرنا

۲۲۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ ابْنِ الْحَكَمِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ خُوَيْلِدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي يَزِيدُ النَّحْوِيُّ أَنَّ عِكْرِمَةَ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ [المطففين:١] فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ

۲۲۲۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو (مدینے کے) لوگوں کا ماپ انتہائی برا تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ ''ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔'' تو انھوں نے اچھے طریقے سے ماپنا شروع کر دیا۔

٢٢٢٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الضياء في المختارة (كما في كنز العمال، ح: ٩٤٤٢)، وقال البوصيري: 'هذا إسناد صحيح على شرط البخاري'.

٢٢٢٣ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، التفسير، سورة المطففين، ح: ١١٥٩٠ عن محمد بن عقيل به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٧٧٠، والحاكم: ٢/ ٣٣، والذهبي، وحسنه البوصيري.

بَعْدَ ذٰلِكَ .

فوائد و مسائل: ① کَیْل کا مطلب ٹوپے وغیرہ سے کسی چیز کی مقدار معلوم کرنا ہے۔ اہل عرب غلہ وغیرہ تولنے کے بجائے ماپ کر خرید بیچ لیتے تھے۔ ہمارے ہاں دیہات میں یہ رواج باقی ہے۔ مائعات (تیل' پٹرول وغیرہ) تو ہر جگہ ماپ کر ہی فروخت ہوتی ہیں۔ ② اہل مدینہ کا ماپ برا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ماپتے وقت بہت بے احتیاطی کرتے تھے جس سے ماپی ہوئی چیز وصول کرنے والے کو نقصان ہوتا تھا۔ ③ جان بوجھ کر کم ماپنا یا کم تولنا بڑا گناہ ہے لیکن احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے کسی کا نقصان ہو جانا بھی بری بات ہے۔ ④ صحابۂ کرام ؓ قرآن مجید کے احکام اور نبی ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے بلکہ فوراً عمل کرتے تھے۔ مسلمانوں کا یہی رویہ ہونا چاہیے۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- دھوکا دینے کی ممانعت کا بیان

٢٢٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَاماً . فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ . فَإِذَا هُوَ مَغْشُوشٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ» .

۲۲۲۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ فروخت کر رہا تھا۔ آپ نے اس (غلے) میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ اس میں دھوکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دھوکا دے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① عالم اور حکمران کو عوام کے حالات سے براہ راست آگاہی حاصل کرنا اور ان کی غلطیوں پر بروقت تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ ② غلے میں دھوکا یہ تھا کہ بارش میں کچھ غلہ بھیگ گیا تھا۔ غلے کے مالک نے خشک غلہ اوپر کر دیا' اس طرح گیلا نیچے چھپ گیا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الإیمان' باب قول النبي ﷺ من غشنا فلیس منا' حدیث: ۱۰۱) ③ دھوکے کی کئی صورتیں ہیں' وہ سب حرام ہیں' مثلاً: جھوٹ کو چرب زبانی سے سچ ثابت کرنے کی کوشش کرنا' باطل کو حق کے رنگ میں پیش کرنا' سودے کا عیب ظاہر نہ کرنا اور اچھے مال میں ادنیٰ اور نکما مال ملا کر عمدہ مال کی قیمت وصول کرنا۔ وغیرہ۔ ④ ''ہم میں سے نہیں۔'' کا مطلب ہے کہ وہ مومنوں کے طریقے پر نہیں۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں [فَلَيْسَ مِنِّي] ''وہ مجھ سے نہیں'' اس کا بھی یہی

٢٢٢٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب النهي عن الغش، ح: ٣٤٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه الحاكم: ٢/ ٨، ٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، أخرجه مسلم، ح: ١٠٢ وغيره عن إسماعيل بن جعفر عن العلاء به نحو المعنى .

مطلب ہے کہ وہ میرے طریقے پر نہیں' میرے امتی کو یہ حرکت زیب نہیں دیتی' اس لیے ہر مسلمان کو ہر قسم کی دھوکا دہی سے اجتناب کرنا چاہیے۔⑤ امتحان میں ناجائز ذرائع' نقل وغیرہ اختیار کرنا' یا ممتحن کا طالب علم کو اس کے استحقاق سے زیادہ نمبر دے دینا بھی دھوکے میں شامل ہے۔ اس سے مستحق افراد کی حق تلفی ہوتی ہے۔

٢٢٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ [أَبِي] دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الْحَمْرَاءِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِجَنَبَاتِ رَجُلٍ عِنْدَهُ طَعَامٌ فِي وِعَاءٍ. فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ. فَقَالَ: «لَعَلَّكَ غَشَشْتَ. مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا».

٢٢٢٥- (نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام) حضرت ابوالحمراء (ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس ایک برتن میں کھانے کی چیز (گندم یا کھجور وغیرہ) تھی۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا' پھر فرمایا: ''شاید تو نے دھوکا کیا ہے۔ جس نے ہمیں دھوکا دیا' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' گویا یہ قصہ صحیح نہیں' تاہم ''جس نے ہمیں دھوکا دیا' وہ ہم میں سے نہیں۔'' یہ جملہ دوسری صحیح سند سے ثابت ہے' جیسے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الإیمان' باب قول النبي ﷺ من غشنا فلیس منا' حدیث:١٠١)

(المعجم ٣٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ مَا لَمْ يُقْبَضْ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧- کھانے کی چیز (غلہ وغیرہ خرید کر قبضے میں لینے سے پہلے (دوسروں کو) فروخت کر دینے کی ممانعت کا بیان

٢٢٢٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَاماً، فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

٢٢٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غذائی جنس خریدے تو وہ اسے پوری طرح وصول کرنے سے پہلے نہ بیچے۔''

٢٢٢٥- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدولابي في الكنى: ١/ ٢٥، وأبونعيم الأصبهاني (كما في تهذيب الكمال، ق٣/ ١٦٠٠) من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به * وأبوداود هو الأعمى كما في "فتح الباب في الكنى والألقاب" (لابن مندة، ص: ٢٨٠) وغيره، وانظر، ح: ١٤٨٥ للجرح فيه.

٢٢٢٦- أخرجه البخاري، البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ح: ٢١٢٦، ٢١٣٦، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٤٠.

۲۲۲۷- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَاماً فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۲۲۲۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غذائی جنس خریدے تو وہ اسے پوری طرح وصول کرنے سے پہلے نہ بیچے۔''

قَالَ أَبُو عَوَانَةَ، فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ.

ابوعوانہ اپنی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: میری رائے میں ہر چیز کا حکم غذائی اجناس والا ہی ہے۔

۲۲۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ الصَّاعَانِ. صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ الْمُشْتَرِي.

۲۲۲۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کھانے کی چیز (غلہ وغیرہ) فروخت کرنے سے منع فرمایا، جب تک اسے دو پیمانے نہ ماپ لیں: بیچنے والے کا پیمانہ اور خریدنے والے کا پیمانہ۔

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص غلہ وغیرہ خریدے تو اسے چاہیے کہ اسے وہاں سے اٹھالے پھر دوسری جگہ جا کر فروخت کرے۔ ② بعض لوگ سودے پر سودا کرتے چلے جاتے ہیں، اور نفع لے لیتے ہیں جب کہ سامان سٹور میں پڑا ہوتا ہے، اسے دیکھتے بھی نہیں کہ یہ کتنی قیمت تک کا ہے، درست ہے یا خراب ہے، اس کا جتنا وزن بتایا جارہا ہے پورا ہے یا نہیں۔ اس کا نقصان آخر میں خریدنے والے کو ہوتا ہے جو اسے اپنے استعمال کے لیے خریدتا ہے، اور اس وجہ سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ ③ بغیر دیکھے خرید و فروخت کی صورت میں ایسے لوگ

۲۲۲۷ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض وبيع ماليس عندك، ح: ۲۱۳۵، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۵ من حديث عمرو بن دينار به، بألفاظ متقاربة.

۲۲۲۸ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الدارقطني: ۳/ ۸ من حديث محمد بن أبي ليلى به، وانظر، ح: ۸۵٤ لعلته، وله شاهد عند البيهقي: ٥/ ۳۱٦ من حديث أبي هريرة رضي الله عنه * فيه هشام بن حسان، تقدم، ح: ۱٦۷٦، ولم أجد تصريح سماعه، وباقي السند صحيح، وهو حسن بالشواهد.

خریدتے ہیں جنھیں ضرورت نہیں ہوتی۔ اور وہ بغیر محنت کے نفع لے لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ چیز صارفین تک مہنگی ہو کر پہنچتی ہے۔ اور مال کے مالک (کسان) کو بہت کم قیمت ملتی ہے۔ ④ دو پیمانوں سے ماپنے کا مطلب ہے کہ پہلے ماپ کر خریدا جائے' پھر بیچتے وقت دوبارہ ماپ کر خریدار کے حوالے کیا جائے۔ تولنے والی چیز کو اسی طرح دوبارہ تولا جانا چاہیے' اور گنی جانے والی چیز بھی گن کر وصول کی جائے اور پھر بیچتے وقت گن کر گاہک کے حوالے کی جائے تاکہ کسی مقام پر کسی سے دھوکا نہ ہو۔ ⑤ مال چیک کر کے خریدنے اور چیک کرا کے فروخت کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ مال کی اصل کیفیت خریدار کے سامنے آ جاتی ہے۔ اس کا معیار یا عیب وغیرہ سامنے آ جاتا ہے جس سے ہر شخص کو اس کی جائز قیمت ملتی ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ بَيْعِ الْمُجَازَفَةِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- (بغیر ماپے تولے) اندازے سے بیچنا

٢٢٢٩- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافاً. فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ.

٢٢٢٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ قافلوں سے غلہ ماپے تولے بغیر خرید لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ اس کی جگہ سے منتقل کر لیں۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ غلہ اندازے سے خریدنا درست ہے' لیکن ماپ کر لینا بہتر ہے۔ ② چیز کو خریدنے کے بعد اپنی ملکیت میں لے لینا اور وہاں سے اٹھا لینا چاہیے' بعد میں فروخت کرنا چاہیے۔

٢٢٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ التَّمْرَ فِي السُّوقِ. فَأَقُولُ: كِلْتُ

٢٢٣٠- حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں بازار میں کھجوریں بیچا کرتا تھا۔ میں (گاہک کو) کہتا: میں نے اپنے اس پیمانے سے ماپا ہے کہ یہ اس قدر (اتنے وسق) ہے۔ میں اس ماپ کی بنا پر کھجوریں اس کے حوالے کرتا اور اپنا منافع لے لیتا' پھر

٢٢٢٩_ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦/ ٣٤ من حديث عبدالله بن نمير به.

٢٢٣٠_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٦٢ عن يحيى بن إسحاق ثنا ابن لهيعة ثنا موسى بن وردان به * ويحيى من قدماء أصحاب ابن لهيعة كما في التهذيب: (٢/ ٣٦١، ترجمة حفص بن هاشم) وتابعه ابن المبارك وغيره عن ابن لهيعة به، وله شاهد عند مسلم من حديث ابن عمر رضي الله عنهما به.

فِي وَسْقِي هٰذَا كَذَا. فَأَدْفَعُ أَوْسَاقَ التَّمْرِ بِكَيْلِهِ وَآخُذُ شِفِّي. فَدَخَلَنِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ. فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا سَمَّيْتَ الْكَيْلَ فَكِلْهُ».

مجھے اس بارے میں شک پیدا ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''جب تو پیمانے کا نام لے تو اسے ماپ کر دے۔''

فوائد و مسائل: ① ماپ کر خریدی ہوئی چیز بیچتے وقت بھی ماپ کر ہی دینی چاہیے تاکہ شک وشبہ نہ رہے اور گاہک مطمئن ہو جائے۔ ② جس مسئلے میں شک ہو عالم سے دریافت کر لینا چاہیے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ مَا يُرْجَى فِي كَيْلِ الطَّعَامِ مِنَ الْبَرَكَةِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- کھانے کی چیز ماپ لینے میں برکت کی اُمید ہے

٢٢٣١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْيَحْصَبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ».

٢٢٣١- حضرت عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''اپنا کھانا (غلہ وغیرہ) ماپ لیا کرو اس میں تمھارے لیے برکت ہوگی۔''

٢٢٣٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ».

٢٢٣٢- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کھانا (غلہ وغیرہ) ماپ لیا کرو اس میں تمھارے لیے برکت ہوگی۔''

(المعجم ٤٠) - بَابُ الْأَسْوَاقِ وَدُخُولِهَا (التحفة ٤٠)

باب: ٤٠- بازاروں میں آنا جانا

٢٢٣١- أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ١٥١ من حديث إسماعيل (وغيره) به، وإسناده حسن، وله شواهد عند البخاري (في صحيحه، ح: ٢١٢٨) وغيره، انظر الحديث الآتي.

٢٢٣٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٤ من حديث بقية، حدثني بحير بن سعد به، أخرجه البخاري، ح: ٢١٢٨ من حديث ثور عن خالد بن معدان عن المقدام بن معدي كرب به، ولم يذكر أبا أيوب.

٢٢٣٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ. [ابْنَا] الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَرَّادِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ [السَّاعِدِيِّ]: حَدَّثَهُمَا أَنَّ أَبَاهُ الْمُنْذِرَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى سُوقِ النَّبِيطِ. فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «لَيْسَ هٰذَا لَكُمْ بِسُوقٍ» ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى سُوقٍ. فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «لَيْسَ هٰذَا لَكُمْ بِسُوقٍ» ثُمَّ رَجَعَ إِلَى هٰذَا السُّوقِ فَطَافَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا سُوقُكُمْ. فَلاَ يُنْتَقَصَنَّ وَلاَ يُضْرَبَنَّ عَلَيْهِ خَرَاجٌ».

۲۲۳۳- حضرت ابو اسید (مالک بن ربیعہ ساعدی) ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوق النبیط میں تشریف لے گئے' اسے دیکھا اور فرمایا: ''یہ تمھارا بازار نہیں۔'' پھر ایک اور بازار میں تشریف لے گئے' اسے دیکھا تو فرمایا: ''یہ بھی تمھارا بازار نہیں۔'' پھر اس بازار میں تشریف لائے اور اس میں گھومے پھرے' پھر فرمایا: ''یہ تمھارا بازار ہے۔ اسے کم نہ کیا جائے اور اس پر ٹیکس (خراج) نہ لگایا جائے۔''

٢٢٣٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُرُوقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عُبَيْسُ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عَوْنٌ الْعُقَيْلِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ غَدَا إِلَى صَلاَةِ الصُّبْحِ، غَدَا بِرَايَةِ الْإِيمَانِ. وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ، غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيسَ».

۲۲۳۴- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص صبح کے وقت فجر کی نماز کے لیے جاتا ہے' وہ ایمان کا جھنڈا لے کر جاتا ہے۔ اور جو شخص صبح صبح بازار جاتا ہے' وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر جاتا ہے۔''

٢٢٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٣/ ٤٥٤، ح: ١٩٠٨ عن إبراهيم بن المنذر به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" ❊ إسحاق لين الحديث، والزبير بن المنذر بن أبي أسيد مستور (تقريب).

٢٢٣٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ٢٥٥، ح: ٦١٤٦ من حديث عبيس به، وقال البوصيري في عبيس: "هو متفق على تضعيفه"، وقال الهيثمي: هو ضعيف متروك".

٢٢٣٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَدْخُلُ السُّوقَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لاَ يَمُوتُ. بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ. وَبَنَى لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ».

۲۲۳۵- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهٗ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اور وہ زندہ رہنے والا ہے جسے موت نہیں' اسی کے ہاتھ میں تمام کی تمام بھلائی ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ (ایک ملین) نیکیاں لکھتا ہے' اور دس لاکھ گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر فرماتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① جائز ضرورت کے لیے بازار میں جانا جائز ہے۔ ② جہاں کا ماحول اللہ سے غفلت کا ہو' وہاں اللہ کو یاد کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ ③ سنت کے مطابق ادا کیا جانے والا بظاہر معمولی نیک کام بھی اللہ کے ہاں بہت مقام رکھتا ہے۔ ④ مسنون اذکار کا اہتمام کرنا چاہیے اور خود ساختہ اذکار سے بچنا چاہیے۔ ⑤ اس حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ روایت بعض کے نزدیک حسن ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابُ مَا يُرْجَى مِنَ الْبَرَكَةِ فِي الْبُكُورِ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- صبح صبح کام کرنے میں برکت کی امید ہے

٢٢٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۲۳۶- حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ

٢٢٣٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا دخل السوق، ح: ٣٤٢٩ من حديث حماد به * وعمرو ضعيف كما في التقريب، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٣٤٢٨، وفيه أزهر بن سنان وهو ضعيف (تق)، وللحديث شواهد ضعيفة عند الحاكم: ١/ ٥٣٨، ٥٣٩، وابن السني وغيرهما.

٢٢٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه سعيد بن منصور في سننه، ح: ٢٣٨٢ عن هشيم به، ومن طريقه أخرجه أبوداود، ح: ٢٦٠٦، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ حَدِيدٍ، عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا».

سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کا وقت بابرکت بنادے۔''

قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشاً، بَعَثَهُمْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ.

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کوئی فوجی دستہ یا لشکر روانہ فرماتے تو صبح کے وقت روانہ فرماتے تھے۔

قَالَ: وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلاً تَاجِراً. فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ.

حضرت عمارہ بن حدید رحمہ اللہ نے کہا: حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے وہ اپنا تجارتی قافلہ صبح کے وقت روانہ فرمایا کرتے تھے چنانچہ وہ خوشحال ہوگئے اور ان کا مال زیادہ ہوگیا۔

فوائد ومسائل: ① صبح کا وقت بابرکت ہے لہٰذا اسے مفید کاموں میں صرف کرنا چاہیے، غفلت اور نیند میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ② صبح جلدی دکان کھولنا تاجر کے لیے باعث برکت ہے۔

٢٢٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ الْخَمِيسِ».

٢٢٣٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے لیے جمعرات کی صبح میں برکت عطا فرما۔''

٢٢٣٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ

٢٢٣٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

٢٢٣٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في تهذيب الكمال، ق: ٣/ ١٢٨٠ من حديث أبي مروان به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * محمد بن ميمون لم أجد من وثقه، وقال صاحب التهذيب في حديثه: "منكر".

٢٢٣٨- [صحيح] أخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ١/ ٣١٨ من حديث يعقوب بن حميد ثنا إسحاق بن جعفر عن محمد بن عبدالرحمن بن أبي بكر يعني عن عبيدالله بن عمر عن نافع به، وهو الصواب، وكذا أخرجه الطبراني في الصغير وغيره عن إسماعيل بن أبي أويس عن محمد بن عبدالرحمن الجدعاني به * الجدعاني وأبوه ضعيفان كما في التهذيب وغيره، وانظر، ح: ٢٢٣٦.

كَاسِبٍ : حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْجَدْعَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما۔''

(المعجم ٤٢) - بَابُ بَيْعِ الْمُصَرَّاةِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- جس جانور کا دودھ روکا گیا ہو' اس کی فروخت کا بیان

٢٢٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ مُصَرَّاةً، فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. فَإِنْ رَدَّهَا، رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، لَا سَمْرَاءَ» يَعْنِي الْحِنْطَةَ.

۲۲۳۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے (کہ سودا قائم رکھے یا ختم کردے) اگر وہ جانور کو واپس کرے تو اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے' گندم نہ دے۔''

فوائد ومسائل: ① بعض لوگ جب دودھ دینے والا جانور بیچنا چاہتے ہیں تو دو تین دن پہلے اس کا دودھ دوہنا بند کردیتے ہیں جس کی وجہ سے تھنوں میں دودھ خوب جمع ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے تھن دیکھ کر خریدار سمجھتا ہے کہ یہ گائے' بھینس' بکری یا اونٹنی زیادہ دودھ دینے والی ہے۔ اس طرح وہ زیادہ قیمت دے کر اسے خرید لیتا ہے۔ یہ ایک قسم کا دھوکا ہے۔ اور دھوکا دینا حرام ہے۔ ② اس بیع کو فسخ کرنے کے لیے تین دن کی مدت مقرر کی گئی ہے کیونکہ پہلے دن دودھ دوہنے سے تو اس دھوکے کا علم نہیں ہوتا۔ دوسرے دن دودھ کم ہونے پر یہ سوچا جاسکتا ہے کہ شاید ماحول کی تبدیلی یا چارے میں کمی بیشی کی وجہ سے ہے۔ جب تیسرے دن بھی دودھ کم ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ دودھ واقعی روکا گیا تھا اور اس طرح دھوکے کا ارتکاب ہوا ہے۔ ③ واپسی کے وقت ایک ٹوپا کھجوریں دینے کا حکم اخلاقی بنیاد پر ہے تاکہ سودا فسخ ہونے پر اگر بیچنے والے کو ناراضی محسوس ہو تو اس کا کسی حد تک مداوا ہو جائے۔ یہ اس دودھ کی قیمت نہیں جو تین دن تک استعمال کیا گیا۔ خریدار نے اگر دودھ پیا ہے تو جانور کو چارا بھی کھلایا ہے اور اس کی لازمی ضروریات کا خیال بھی رکھا ہے۔ ④ بعض حضرات

٢٢٣٩۔ أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصراة، ح: ١٥٢٤/ ٢٥، ٢٦ من طريقين عن محمد بن سيرين به.

نے اس حدیث کو فقہی اصولوں کے خلاف قرار دے کر ناقابل عمل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: جب کوئی چیز استعمال کر لی گئی ہو تو اس کا متبادل یا تو ویسی اور اتنی ہی چیز ہو سکتی ہے یا اس کی قیمت، جبکہ کھجوریں نہ تو دودھ کی مثل ہیں، نہ اس کی قیمت کیونکہ دودھ کم زیادہ ہوتا ہے اور ہر مقدار کی قیمت ایک صاع کھجوریں نہیں ہو سکتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہی اصول قرآن وحدیث کی نصوص سے اخذ کیے جاتے ہیں، نصوص کو فقہی اصولوں پر نہیں پرکھا جاتا کیونکہ قرآن وحدیث اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات ہیں اور فقہی اصول انسانی ذہن کی کاوشوں کا نتیجہ، اس کے علاوہ یہ حدیث فقہی اصولوں کے خلاف بھی نہیں، اس کی وضاحت یہ ہے کہ خریدار نے جو دودھ استعمال کیا ہے، اس کی مقدار پر اختلاف ہو سکتا ہے۔ خریدار کم مقدار کا دعویٰ کرے گا جبکہ بیچنے والا زیادہ مقدار کا۔ جب مقدار ہی متعین کرنا مشکل ہے تو اس کی مثل یا قیمت کا تعین کیسے ہو سکتا ہے؟ اس جھگڑے کے حل کے لیے نبی ﷺ نے ایک اوسط مقدار متعین کر دی ہے کہ دودھ کم ہو یا زیادہ، ایک صاع کھجوریں وصول کر لی جائیں اور اصل مطلوب سے کمی بیشی کو نظر انداز کر دیا جائے۔ گویا یہ بذات خود ایک قانون ہے جو ان خاص حالات کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اسے عام حالات کے عام قوانین پر قیاس کرنا درست نہیں۔ ⑤ کہا جاتا ہے کہ فقیہ راوی اگر کوئی ایسی حدیث روایت کرے جو قیاس کے خلاف ہو تو اس کی یہ روایت قبول ہوگی لیکن اگر کوئی غیر فقیہ صحابی خلاف قیاس حدیث روایت کرے تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ اصول بھی محل نظر ہے، کیونکہ حدیث کی صحت کا دارومدار راوی کے حافظے اور ثقاہت پر ہے نہ کہ تفقہ اور قوت استنباط پر، اس کے علاوہ یہ حدیث صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نہیں جنھیں غیر فقیہ قرار دینے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے، بلکہ یہی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو بالاتفاق فقیہ ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ فقہ حنفی کا دارومدار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتوے پر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر والغنم و كل محفلة، حديث:۲۱۴۹)

۲۲۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ بَاعَ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ

۲۲۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! جس نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا، اسے تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار ہے۔ اگر وہ واپس کرے تو اس کے ساتھ اس کے دودھ کا دگنا ادا کرے۔“ یا فرمایا: ”اس کے دودھ کے مثل گندم ادا کرے۔“

۲۲۴۰ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب من اشترى مصراة فكرهها، ح:۳۴۴٦ من حديث عبدالواحد به * صدقة وجُمَيع ضعيفان، ضعفهما الجمهور، راجع التهذيب وغيره.

أَيَّامٍ. فَإِنْ رَدَّهَا، رَدَّ مَعَهَا مِثْلَيْ لَبَنِهَا أَوْ قَالَ مِثْلَ لَبَنِهَا قَمْحًا».

٢٢٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ أَنَّهُ حَدَّثَنَا، قَالَ: «بَيْعُ الْمُحَفَّلَاتِ خِلَابَةٌ. وَلَا تَحِلُّ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ». [قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: يَعْنِي الْخَدِيعَةَ]

۲۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ سچ بولنے والے اور جنھیں سچی خبریں دی گئیں (یعنی) ابوالقاسم (رسول اللہ ﷺ) نے ہمیں حدیث سنائی اور فرمایا: ''ان مادہ جانوروں کی فروخت دھوکا ہے جن کا دودھ روکا گیا ہو۔ اور مسلمان کے لیے دھوکا بازی حرام ہے۔''

(المعجم ٤٣) - **بَابُ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ** (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- فائدہ اسی کو ملے گا جو نقصان برداشت کرنے کا ذمہ دار ہے

٢٢٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءِ بْنِ رَحَضَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى أَنَّ خَرَاجَ الْعَبْدِ بِضَمَانِهِ.

۲۲۴۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ جاری فرمایا کہ غلام کا فائدہ اس (کے نقصان) کی ذمے داری کے ساتھ ہے۔

٢٢٤٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۲۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

٢٢٤١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٣ عن وكيع به.

٢٢٤٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن اشترى عبدًا فاستعمله ثم وجد به عيبًا، ح: ٣٥٠٨، ٣٥٠٩ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٨٥، وابن الجارود، ح: ٦٢٧، وابن حبان، ح: ١١٢٥ وغيرهم.

٢٢٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، الباب السابق، ح: ٣٥١٠ من حديث مسلم الزنجي به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٦، وابن حبان (موارد)، ح: ١١٢٦، والحاكم: ٢/ ١٥، والذهبي، وأعله الترمذي.

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً اشْتَرَى عَبْداً فَاسْتَغَلَّهُ. ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْباً فَرَدَّهُ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَدِ اسْتَغَلَّ غُلاَمِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ».

ہے کہ ایک آدمی نے ایک غلام خریدا اور اس سے مزدوری کروائی' پھر اس غلام میں عیب معلوم ہوا تو اسے واپس کر دیا۔ بیچنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے مزدوری کروائی ہے (لہٰذا وہ آمدنی مجھے دلوائی جائے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فائدہ (نقصان کی) ذمے داری کے ساتھ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی آمدنی دینے والی چیز خریدی جائے اور پھر واپس کر دی جائے تو جتنے دن وہ چیز خریدار کے پاس رہی ہے اور اس نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے' واپسی کے وقت اس فائدے کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ اس قانون سے صرف دودھ دینے والا جانور مستثنیٰ ہے جس کو واپس کرتے وقت ایک صاع کھجوریں ساتھ دی جائیں گی۔ ② اگر خریدار کے پاس جانور مر جائے یا کوئی دوسری چیز خراب ہو جائے یا تباہ ہو جائے تو یہ نقصان خریدار برداشت کرے گا' اس لیے اگر خریدار کو اس سے کوئی آمدنی ہوتی ہے تو وہ بھی خود رکھے گا' خریدی ہوئی چیز واپس کرتے وقت اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بیچنے والے کو واپس نہیں کرے گا۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود (۳۵۱۰) میں بھی ہے' وہاں پر ہمارے فاضل محقق نے اس کی بابت یوں لکھا ہے کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ سابقہ روایت (۳۵۰۹) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی سنداً ضعیف ہونے کے باوجود معناً صحیح اور قابل عمل ہے' علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:١٨٣٦' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٧٢/٤٠' ٢٧٣)

(المعجم ٤٤) - بَابُ عُهْدَةِ الرَّقِيقِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- غلام (کے عیب) کی ذمے داری

٢٢٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَنْ

۲۲۴۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام کی ذمے داری تین دن تک ہے۔''

٢٢٤٤- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢١٠، ح: ٦٨٧٤ من حديث محمد بن عبدالله بن نمير (وغيره) به، وانظر، ح: ٤٢٩، ١٧٥ لعلتيه، وله شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ».

٢٢٤٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا عُهْدَةَ بَعْدَ أَرْبَعٍ».

۲۲۴۵- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار دن کے بعد (غلام کی) کوئی ذمے داری نہیں۔''

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے غلام خریدا' پھر اسے غلام میں کوئی عیب معلوم ہوگیا تو اگر تین دن کے اندر اسے عیب معلوم ہوگیا اور اس نے واپس کرنا چاہا تو یہ ہوسکتا ہے' تین دن کے بعد واپس نہیں کرسکتا' تاہم اس باب کی مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ اخلاقی طور پر ہر بیچنے والے کا اخلاقی فرض ہے کہ غلام یا جانور کا عیب نہ چھپائے بلکہ بیان کردے۔ اور اگر خریدار عیب معلوم ہونے پر غلام یا جانور کو واپس کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ واپس لے لے۔

(المعجم ٤٥) - **بَابُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيُبَيِّنْهُ** (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اس کا عیب بیان کرے

٢٢٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ. وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعاً، فِيهِ عَيْبٌ، إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ».

۲۲۴۶- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' اور جو مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیب دار چیز بیچے اس کے لیے حلال نہیں کہ اس کے لیے (وہ عیب) بیان نہ کرے۔''

٢٢٤٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في عهدة الرقيق، ح: ٣٥٠٦، ٣٥٠٧ من حديث الحسن به، وقال المنذري: "هذا منقطع، فإن الحسن لم يصح له سماع من عقبة".

٢٢٤٦- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٤ من حديث يزيد ابن أبي حبيب به مطولاً بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد.

فوائد ومسائل: ① ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔ ② سودے میں اگر کوئی عیب ہو تو اسے بیان کر دینا چاہیے' ہوسکتا ہے جس مقصد کے لیے وہ خریدنا چاہتا ہے' اس کے لیے وہ عیب اہمیت نہ رکھتا ہو۔ ③ نکمی چیز کے لیے اعلیٰ چیز کی قیمت طلب نہیں کرنی چاہیے۔ ④ عیب بیان کرنا دیانتداری کا جز ہے' اور مسلمان کی ایک اہم خوبی دیانت داری ہے۔

٢٢٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مَكْحُولٍ وَ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُوسَى، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَاعَ عَيْباً لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ».

۲۲۴۷- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے: ''جس شخص نے بتائے بغیر عیب دار چیز بیچ دی' وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں مبتلا رہے گا' اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔''

(المعجم ٤٦) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- (باہم قریبی رشتے دار) غلاموں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا منع ہے

٢٢٤٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا أُتِيَ بِالسَّبْيِ، أَعْطَى أَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيعاً. كَرَاهِيَةَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ.

۲۲۴۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں جب غلام حاضر کیے جاتے تو آپ ایک گھر کے سب افراد (ایک شخص کو) عطا فرماتے' ان کے درمیان جدائی ڈالنا پسند نہ فرماتے۔

٢٢٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٥٤، ٥٥، ح: ١٢٩ من حديث عبدالوهاب به باختلاف السند، وتابعه موسى بن أيوب عنده، ح: ١٥٧ باختلاف السند * بقية عنعن، وعبدالوهاب بن الضحاك متروك، وفيه علة أخرى.

٢٢٤٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي شيبة: ٧/ ١٩٢، ح: ٢٨٥٦ عن وكيع به، وانظر، ح: ٣٥٦ لعلته.

٢٢٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ حَمَّادٍ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وَهَبَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ. فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا. فَقَالَ: «مَا فَعَلَ الْغُلَامَانِ؟» قُلْتُ: بِعْتُ أَحَدَهُمَا. قَالَ: «رُدَّهُ».

۲۲۴۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دو غلام عطا فرمائے جو آپس میں بھائی تھے۔ میں نے ان میں سے ایک بیچ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دو غلاموں کا کیا حال ہے؟'' میں نے کہا: میں نے ان میں سے ایک بیچ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے واپس لے لو۔''

٢٢٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْهَيَّاجِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ طُلَيْقِ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا. وَبَيْنَ الْأَخِ وَبَيْنَ أَخِيهِ.

۲۲۵۰- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو ماں بیٹے میں یا بھائی بھائی میں جدائی ڈالے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ شِرَاءِ الرَّقِيقِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- غلاموں کو خریدنا

٢٢٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۲۲۵۱- حضرت عبدالمجید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت

٢٢٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٠٢ عن عفان وغيره، والترمذي، ح: ١٢٨٤ عن ابن مهدي، كلهم عن حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، أخرجه أبوداود، ح: ٢٦٩٦ من طريق آخر عن الحكم به بلفظ آخر، وقال: "ميمون لم يدرك عليًا، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي: ٩/ ١٢٧، وغيره، وصححه الحاكم".

٢٢٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٢٨ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع هذا لا يحتج به"، وانظر، ح: ١٠٦٩، والسند ضعفه البوصيري.

٢٢٥١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كتابة الشروط، ح: ١٢١٦ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب"، وعلقه البخاري قبل، ح: ٢٠٧٩ بصيغة التمريض، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٨، المنتقى، وحسنه الحافظ في الفتح: ١٢/ ٣٥٠ * عباد بن ليث مختلف فيه، وتابعه المنهال بن بحر عند الحافظ في تغليق التعليق: ٣/ ٢١٩ وغيره.

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ لَيْثٍ، صَاحِبُ الْكَرَابِيسِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ لِي الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ: أَلاَ نُقْرِئُكَ كِتَاباً كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ، قُلْتُ: بَلَى. فَأَخْرَجَ لِي كِتَاباً. فَإِذَا فِيهِ: «هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ [مِنْ] مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ. اِشْتَرَى مِنْهُ عَبْداً أَوْ أَمَةً. لاَ دَاءَ وَلاَ غَائِلَةَ وَلاَ خِبْثَةَ. بَيْعَ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ».

ہے کہ مجھ سے حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ ؓ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایک تحریر نہ پڑھواؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی تھی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے مجھے تحریر نکال کر دکھائی۔ اس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے: ”یہ اس چیز کی دستاویز ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ (ؓ) نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریدی۔ اس نے نبی ﷺ سے ایک غلام یا ایک ایسی لونڈی خریدی ہے جسے کوئی بیماری نہیں، کوئی بری عادت نہیں اور نہ حرام کا مال ہے۔ یہ بیع ایک مسلمان کی ایک مسلمان سے ہوئی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① قیمتی چیز کی خرید وفروخت کے وقت تحریر لکھ لینی چاہیے۔ ② ”غلام یا لونڈی خریدی“ یعنی تحریر میں غلام کا لفظ تھا یا لونڈی کا۔ یہ شک عباد بن لیث کی طرف سے ہے جو امام ابن ماجہ کے استاد کے استاد ہیں۔ ③ [غائلة] کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے بھاگ جانے، چوری یا زنا کرنے کی یا ایسی کوئی دوسری بری عادت نہیں، اور یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ چوری کا مال نہیں، اور یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ بیچنے والا غلام کا عیب نہیں چھپا رہا۔ ④ [خبثة] کا مطلب حرام بھی بیان کیا گیا ہے اور اخلاقی خرابی بھی۔ ⑤ مسلمان کی مسلمان سے بیع کا مطلب یہ ہے کہ یہ بیع ان تمام اصول وضوابط کے تحت شمار ہوگی جو اسلامی قوانین میں موجود ہیں۔

٢٢٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمُ الْجَارِيَةَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا

٢٢٥٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کوئی لونڈی خریدے تو یہ دعا پڑھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ] ”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور جن عادات پر تو نے اسے پیدا کیا ہے ان کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس کے

٢٢٥٢- [حسن] تقدم، ح: ١٩١٨.

عَلَيْهِ. وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ. وَإِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ بَعِيراً فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سِنَامِهِ وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ».

شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جن عادات پر تو نے اسے پیدا کیا ہے ان کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' اور برکت کی دعا کرے۔ اور جب کوئی شخص اونٹ خریدے تو اس کی کوہان کی بلندی پر ہاتھ رکھ کر برکت کی دعا کرے اور وہی الفاظ پڑھے۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۱۹۱۸ کے فوائد۔

(المعجم ٤٨) - **بَابُ الصَّرْفِ وَمَا لَا يَجُوزُ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ** (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- بیع صرف کا بیان اور جن چیزوں کے دست بدست تبادلے میں بھی کمی بیشی جائز نہیں

۲۲۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ونَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، ومُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۲۲۵۳- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کا سونے سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدست ہو (تب سود نہیں)' گندم کا گندم سے تبادلہ سود ہے سوائے اس کے کہ دست بدست ہو' جو کا جو سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدست ہو' کھجور کا کھجور سے تبادلہ سود ہے الا یہ کہ دست بدست ہو۔''

فوائد و مسائل: ① خوردنی اشیاء کی اگر جنس ایک ہو اور قسمیں مختلف ہوں تو ان کا ایک دوسرے سے تبادلہ دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے: (ا) دونوں طرف سے برابر مقدار میں چیز دی جائے' مثلاً: ایک صاع کھجوروں کے بدلے میں ایک صاع دوسری قسم کی کھجوریں لی جا سکتی ہیں لیکن ایک صاع کے بدلے میں دو صاع کھجوریں لینا یا دینا درست نہیں۔ (ب) تبادلہ نقد ہونا چاہیے' یعنی مجلس میں دونوں طرف سے چیز وصول کر لی جائے۔ ② سونے

۲۲۵۳۔ أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة، ح: ٢١٣٤، ومسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٦ من حديث سفيان (وغيره) به.

چاندی کا بھی یہی حکم ہے۔ سونے کے بدلے میں سونا دست بدست اور برابر وزن میں لیا دیا جانا چاہیے۔ ③ اگر جنس مختلف ہو تو وزن اور مقدار میں کمی بیشی جائز ہے' مثلاً: گندم کے بدلے جو' یا سونے کے بدلے میں چاندی کے تبادلے میں مقدار برابر ہونا ضروری نہیں' تاہم تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی صورت میں ہونا ضروری ہے۔ ④ اگر ایک شخص کے پاس ادنیٰ قسم کی گندم ہے اور وہ اعلیٰ گندم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ اپنی گندم نقد رقم کے عوض فروخت کر دی جائے' پھر ان پیسوں سے مطلوبہ گندم خرید لی جائے۔

٢٢٥٤- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ وَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَاهُ قَالاَ: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ. إِمَّا فِي كَنِيسَةٍ وَإِمَّا فِي بِيعَةٍ. فَحَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ. وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَداً بِيَدٍ، كَيْفَ شِئْنَا.

۲۲۵۴- حضرت مسلم بن یسار اور حضرت عبداللہ بن عبید ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: (کسی سفر میں) ایک منزل پر حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ ؓ کی کسی گرجا یا (یہود کے) معبد میں باہم ملاقات ہوگئی۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے (حاضرین کو) حدیث سناتے ہوئے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چاندی کے بدلے میں چاندی کی' سونے کے بدلے میں سونے کی' گندم کے بدلے میں گندم کی' جو کے بدلے میں جو کی' اور کھجور کے بدلے میں کھجور کی' ایک روایت کے مطابق: اور نمک کے بدلے میں نمک کی خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ اور ہمیں جو کے بدلے میں گندم یا گندم کے بدلے میں جو کی دست بدست بیع کرنے کا حکم دیا جیسے ہم چاہیں (مقدار کی کمی بیشی کے ساتھ۔)''

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک یہ حکم صرف مندرجہ ذیل اشیاء کے لیے ہے: سونا' چاندی' گندم' جو' کھجور اور نمک۔ دوسرے علماء کے نزدیک جن اشیاء کا ذکر حدیث میں نہیں' ان کا بھی یہی حکم ہے کہ ایک جنس کی اشیاء کا (اچھی بری قسم کی وجہ سے) کمی بیشی کے ساتھ باہم تبادلہ نہیں ہونا چاہیے۔

٢٢٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٧٤، ٢٧٥، البيوع، بيع البر بالبر، ح: ٤٥٦٤، ٤٥٦٥ من حديث يزيد وإسماعيل به، وللحديث طريق آخر عند مسلم وغيره.

٢٢٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ، مِثْلاً بِمِثْلٍ».

۲۲۵۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چاندی کے بدلے میں چاندی' سونے کے بدلے میں سونا' جو کے بدلے میں جو' اور گندم کے بدلے میں گندم برابر برابر (تبادلہ) ہونا چاہیے۔''

٢٢٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْزُقُنَا تَمْراً مِنْ تَمْرِ الْجَمْعِ. فَنَسْتَبْدِلُ بِهِ تَمْراً هُوَ أَطْيَبُ مِنْهُ وَنَزِيدُ فِي السِّعْرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَصْلُحُ صَاعُ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ، وَلاَ دِرْهَمٌ بِدِرْهَمَيْنِ. وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارِ. [وَ]لاَ فَضْلَ بَيْنَهُمَا إِلَّا وَزْناً».

۲۲۵۶- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں ادنیٰ قسم کی کھجوریں عنایت فرماتے۔ ہم ان کے بدلے میں ان سے بہتر کھجوریں' زیادہ نرخ پر خرید لیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک صاع کھجوروں کا دو صاع سے تبادلہ یا ایک درہم کا دو درہموں سے تبادلہ جائز نہیں۔ درہم کے بدلے میں درہم اور دینار کے بدلے میں دینار ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان' سوائے وزن کی کمی بیشی کے' کوئی فضیلت نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① کھجور کا کھجور کے ساتھ تبادلہ وزن کی کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں۔ اسی طرح دوسری اشیاء اگر ایک جنس سے ہوں تو ان کا باہمی تبادلہ وزن کی کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ② دور نبوی میں مختلف قسم کے درہم و دینار رائج تھے لیکن ہر درہم دوسرے درہم کے برابر ہی سمجھا جاتا تھا' اسی طرح ایک قسم کا دینار دوسری قسم کے دینار کے برابر ہی سمجھا جاتا تھا' اس لیے ان کے وزن کے معمولی فرق کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ③ روپے کے پرانے اور نئے نوٹوں کا تبادلہ یا بڑے نوٹ کا چھوٹے نوٹوں سے تبادلہ برابری کی سطح پر ہونا چاہیے۔ سو روپے کے نئے نوٹوں کے بدلے میں پرانے نوٹوں کی صورت میں ایک سو دس روپے دینا' یا ایک سو روپے کے نوٹ کے بدلے میں روپے روپے والے نوٹ یا سکے کم وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ بازار میں خرید و فروخت کے لیے نئے اور

٢٢٥٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٨/ ٨٤ من حديث فضيل به.

٢٢٥٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الخلط من التمر، ح: ٢٠٨٠، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح: ١٥٩٥ من حديث يحيى (ابن أبي كثير) عن أبي سلمة به.

پرانے نوٹ یا سکے کی قدر میں کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ مَنْ قَالَ لَا رِبَا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ** (التحفة ٤٩)

٢٢٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: اَلدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارِ. فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ غَيْرَ ذٰلِكَ: قَالَ: أَمَا إِنِّي لَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ هٰذَا الَّذِي تَقُولُ فِي الصَّرْفِ، أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَمْ شَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللهِ؟ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللهِ، وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ. وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ».

باب:۴۹-(ان لوگوں کے دلائل) جو کہتے ہیں کہ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے

۲۲۵۷- حضرت ابو صالح رشاللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو سعید خدری ؓ کو فرماتے سنا کہ درہم کے بدلے میں درہم اور دینار کے بدلے میں دینار ہوتا ہے۔ میں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو (اس کے برعکس) دوسری بات کہتے سنا ہے۔ ابو سعید ؓ نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے ملا تھا۔ میں نے انھیں کہا: آپ صرف (درہم و دینار کے تبادلے) کے بارے میں جو کچھ فرماتے ہیں' کیا یہ مسئلہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے یا اللہ کی کتاب میں (اس کے بارے میں) کچھ دیکھا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے یہ مسئلہ نہ اللہ کی کتاب میں پایا ہے' نہ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے لیکن مجھے حضرت اسامہ بن زید ؓ نے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سود صرف ادھار میں ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے تبادلہ دست بدست ہونا چاہیے۔ ② مختلف ممالک کی کرنسی کا تبادلہ بھی موجود شرح کے مطابق ہاتھوں ہاتھ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی کہے کہ میرے پاس امریکی ڈالر ہیں اور میں ان کے بدلے میں سعودی ریال لینا چاہتا ہوں' دوسرا شخص کہے کہ مجھے ڈالر دے دو' میں ان کے بدلے میں اتنے ریال تمھیں کل دے دوں گا' یہ درست نہیں۔ ③ صحابۂ کرام ؓ حدیث کو حجت سمجھتے تھے' اور جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے براہ راست نہ سنی ہو بلکہ کسی دوسرے شخص کے واسطے سے پہنچے اس پر عمل کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ ④ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے' یہ اس صورت میں ہے جب تبادلہ کی جانے والی اشیاء

٢٢٥٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الدينار بالدينار نساءً، ح: ٢١٧٨، ٢١٧٩ من حديث عمرو بن دينار به، ومسلم، المساقاة، الباب السابق، ح: ١٥٩٦ من حديث سفيان به.

مختلف اجناس سے تعلق رکھتی ہوں' مثلاً: سونا اور چاندی' یا گندم اور کھجوریں۔ ان کا باہمی تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ درست ہے۔ ایک گرام سونے کے بدلے میں دس پندرہ گرام چاندی کا تبادلہ یا ایک من گندم کے بدلے میں دو من جو کا تبادلہ جائز ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے نقد ادائیگی ہو۔ ایک ہی چیز کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ نقد بھی درست نہیں۔ ایک من اچھی گندم کے بدلے میں دو من ہلکی قسم کی گندم لینا دینا جائز نہیں اگرچہ دونوں طرف سے گندم فوراً ادا کر دی جائے۔

٢٢٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ الرِّبْعِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَأْمُرُ بِالصَّرْفِ. يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ. وَيُحَدَّثُ ذٰلِكَ عَنْهُ. ثُمَّ بَلَغَنِي أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ. فَلَقِيتُهُ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجَعْتَ. قَالَ: نَعَمْ. إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ رَأْياً مِنِّي. وَهٰذَا أَبُو سَعِيدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الصَّرْفِ.

٢٢٥٨- حضرت ابوجوزاء رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (براہ راست) سنا کہ وہ بیع صرف کا حکم دیتے تھے (اسے جائز کہتے تھے) اور ان سے یہ قول روایت کیا جاتا تھا' پھر مجھے خبر ملی کہ انھوں نے اس قول سے رجوع کر لیا ہے' چنانچہ میں ان سے مکہ جا کر ملا اور عرض کیا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے (صرف کے جواز سے) رجوع کر لیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ہاں! وہ قول میری اپنی رائے تھی۔ اور یہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیع صرف سے منع فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① بیع صرف کا مطلب' سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے یا ایک ملک کی کرنسی کا دوسرے ملک کی کرنسی سے تبادلہ ہے۔ ② ایک ملک کی کرنسی ایک جنس ہے' دوسرے ملک کی کرنسی دوسری جنس ہے اگرچہ ان کا نام ایک ہی ہو' مثلاً: پاکستانی روپیہ اور بھارتی روپیہ الگ الگ جنسیں ہیں۔ ③ اس پر اتفاق ہے کہ مختلف اجناس کی کرنسی کے تبادلے میں ایک طرف سے نقد ادائیگی اور دوسری طرف سے ادائیگی کا وعدہ ناجائز ہے بلکہ دونوں طرف سے نقد ادائیگی شرط ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ ④ مسئلے میں غلطی معلوم ہونے پر رجوع کر لینا عالم کی شان ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ صَرْفِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ (التحفة ٥٠)

باب: ٥٠- سونے کا چاندی سے تبادلہ

٢٢٥٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨ من حديث سليمان الربعي به.

٢٢٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ مَالِكَ بْنَ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِباً، إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۲۲۵۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاندی کے بدلے میں سونا لینا سود ہے مگر جب دست بدست ہو (پھر نہیں)۔''

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ: اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ. احْفَظُوا.

ابوبکر بن ابوشیبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: چاندی کے بدلے میں سونا' یاد رکھو۔

فوائد و مسائل: ① سونے چاندی کا باہمی تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی شرط سے جائز ہے۔ ② اگر یہ شرط مفقود ہو تو سونے کا چاندی سے تبادلہ شرعاً منع ہے۔ ③ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا یہ فرمانا ''یاد رکھو'' اس امر کی طرف توجہ دلانے کے لیے تھا کہ مختلف اجناس کے تبادلے میں بھی بعض صورتیں ممنوع ہیں' لہٰذا ان کا خیال رکھا جائے۔

٢٢٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَقُولُ: مَنْ يَصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ، وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرِنَا ذَهَبَكَ. ثُمَّ ائْتِنَا، إِذَا جَاءَ خَازِنُنَا، نُعْطِكَ وَرِقَكَ.

۲۲۶۰- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے (کسی مجلس میں) آ کر کہا: ہمیں (دیناروں کے) بدلے میں درہم کون دے گا؟ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہمیں اپنا سونا دکھاؤ' پھر جب ہمارا خزانچی آئے گا تو ہمارے پاس آنا' ہم آپ کو آپ کی چاندی (درہموں کی صورت میں) ادا کر دیں گے۔

فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا، وَاللهِ، لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ أَوْ لَتَرُدَّنَّ إِلَيْهِ ذَهَبَهُ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِباً، إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! ایسے نہیں ہو سکتا' آپ اسے چاندی (ابھی) ادا کریں' یا اس کا سونا اسے واپس کر دیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

٢٢٥٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٣.

٢٢٦٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٣.

”سونے کے بدلے میں چاندی (لینا یا دینا) سود ہے مگر دست بدست جائز ہے۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اس کے باوجود انہیں مسئلہ معلوم نہیں تھا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی' اس لیے کسی کے بہت بڑا عالم ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو اسے معلوم نہ ہو' یا جس میں اس سے غلطی کا صدور ممکن نہ ہو۔ ② اگر ایک آدمی سے غلطی ہوجائے تو دوسرے آدمی کو چاہیے کہ اسے بتادے کہ صحیح مسئلہ اس طرح ہے۔ ③ تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ④ کسی کو ایک کام کا حکم دینے کے لیے یا منع کرنے کے لیے قسم کے لفظ سے کہنا جائز ہے۔

٢٢٦١- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «اَلدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا. فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِوَرِقٍ، فَلْيَصْطَرِفْهَا بِذَهَبٍ. وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِذَهَبٍ، فَلْيَصْطَرِفْهَا بِالْوَرِقِ. وَالصَّرْفُ هَاءَ وَهَاءَ».

٢٢٦١- حضرت عمر بن محمد بن علی بن ابی طالب اپنے والد (حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ) سے اور وہ ان کے دادا (اور اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دینار کے بدلے میں دینار ہے اور درہم کے بدلے میں درہم۔ ان میں کوئی کمی بیشی (جائز) نہیں۔ جس کو چاندی کی ضرورت ہو' وہ سونے کے بدلے میں اسے حاصل کرلے' اور جسے سونے کی ضرورت ہو' وہ چاندی کے عوض تبادلہ کرکے لے لے۔ اور صَرف (درہم و دینار کا باہمی تبادلہ) ہاتھوں ہاتھ ہوتا ہے۔“

(المعجم ٥١) - بَابُ اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ (التحفة ٥١)

باب:٥١- چاندی کے بدلے میں سونا اور سونے کے بدلے میں چاندی وصول کرنا

٢٢٦٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

٢٢٦٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٢٢٦١ـ[إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ١٨٣، ١٨٤، ح: ٦٣٤٣ من حديث إبراهيم بن محمد به، وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف' * عباس بن عثمان لا يعرف حاله (تقريب).

٢٢٦٢ـ[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ح: ٣٣٥٤، ٣٣٥٥ من حديث سماك به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٢٨، وابن الجارود، ح: ٦٥٥، والحاكم: ٢/ ٤٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

حَبِيبٍ، وَ سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحِمَّانِيُّ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ أَوْ سِمَاكٌ وَلاَ أَعْلَمُهُ إِلَّا سِمَاكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ. فَكُنْتُ آخُذُ الذَّهَبَ مِنَ الْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ مِنَ الذَّهَبِ. وَالدَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ، وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا أَخَذْتَ أَحَدَهُمَا وَأَعْطَيْتَ الْآخَرَ، فَلاَ تُفَارِقْ صَاحِبَكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ».

انھوں نے فرمایا: میں اونٹ بیچا کرتا تھا۔ میں چاندی کے بدلے میں سونا' سونے کے بدلے میں چاندی' درہموں کے بدلے میں دینار اور دیناروں کے بدلے میں درہم لے لیا کرتا تھا' پھر میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک چیز لے اور دوسری دے تو اپنے ساتھی سے جدا نہ ہو جب تک معاملہ صاف نہ ہو جائے۔''

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِسْحَاقَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

یہ روایت ایک دوسری سند سے سعید بن جبیر کے شاگردوں سے شک کے بغیر سماک بن حرب کے واسطے سے ابن عمر ؓ سے مروی ہے۔

فائدہ: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کا سودا دیناروں میں طے ہوا تھا' خریدار نے اس روز کی شرح تبادلہ کے مطابق اتنے دیناروں کے درہم ادا کر دیے تو یہ جائز ہے جبکہ پوری ادائیگی اسی مجلس میں کر دی جائے۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲- درہم و دینار توڑنا منع ہے

٢٢٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَ هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ. قَالُوا: أَنْبَأَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ

۲۲۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا رائج سکہ بلا ضرورت توڑنے سے منع فرمایا ہے۔

٢٢٦٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في كسر الدراهم، ح: ٣٤٤٩ من حديث المعتمر به * محمد بن فضاء ضعيف، وأبوه مجهول(تقريب).

مُحَمَّدِ بْنِ فَضَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كَسْرِ سِكَّةِ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةِ بَيْنَهُمْ. إِلَّا مِنْ بَأْسٍ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ سونے کی اشرفی یا چاندی کا روپیہ جو صحیح ہو' اور اس سے بازار میں خرید و فروخت ہو سکتی ہو' اسے پگھلا کر سونے یا چاندی کی ڈلی بنا لینا جائز نہیں کیونکہ اس سے عام مسلمانوں کی پوری ہونے والی ایک ضرورت کے پورا ہونے میں خلل واقع ہوتا ہے' البتہ کوئی معقول وجہ ہو' مثلاً: وہ سکہ کھوٹا ہو تو اسے توڑ کر پگھلایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ (التحفة ٥٣)

باب:۵۳-تازہ کھجور کا خشک کھجور سے تبادلہ

٢٢٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَ إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ. قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ زَيْداً، أَبَا عَيَّاشٍ، مَوْلًى لِبَنِي زُهْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ اشْتِرَاءِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ. فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ. فَنَهَانِي عَنْهُ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اشْتِرَاءِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ: «أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ، إِذَا يَبِسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ.

۲۲۶۴-قبیلۂ بنو زہرہ کے مولیٰ حضرت ابو عیاش زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے جو کو سُلت کے عوض خریدنے کا مسئلہ پوچھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں بہتر جنس کون سی ہے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: (میں نے کہا:) جو۔ تو سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے اس تبادلے سے منع فرما دیا اور فرمایا: میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے خشک کھجور کے عوض تازہ کھجور خریدنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تازہ کھجور خشک ہو کر (وزن میں) کم ہو جاتی ہے؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیع سے منع فرما دیا۔

٢٢٦٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الثمر بالتمر، ح:٣٣٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٦٢٤، وصححه الترمذي، ح:١٢٢٥، وابن الجارود، ح:٦٥٧، والحاكم:٢/ ٣٨، ٣٩، والذهبي.

فوائد و مسائل: ① سُلت (بغیر چھلکے کے جو) ایک خاص غلہ ہے جو چھلکا نہ ہونے کے لحاظ سے گندم سے مشابہ ہے۔ اور طبعی خواص کی بنا پر جو سے مشابہ ہے۔ بہر حال اسے جو ہی کی جنس سے شمار کیا جاتا ہے۔ ② خشک کھجور اور تازہ کھجور کا باہم تبادلہ ممنوع ہے اگر چہ دست بدست ہی ہو۔ ③ خشک کھجور اور تازہ کھجور بظاہر ایک ہی جنس ہے' اس لیے اس کی اقسام کا تبادلہ جائز ہونا چاہیے لیکن منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بظاہر ہم وزن ہونے کے باوجود حقیقت میں ہم وزن نہیں۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴-(بیع) مزابنہ اور محاقلہ کا بیان

٢٢٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ تَمْرَ حَائِطِهِ، إِنْ كَانَتْ نَخْلاً، بِتَمْرٍ كَيْلاً. وَإِنْ كَانَتْ كَرْماً، أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلاً. وَإِنْ كَانَتْ زَرْعاً أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ. نَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

۲۲۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا۔

مزابنہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کا پھل اس انداز سے فروخت کرے کہ کھجور کے درختوں کا پھل خشک کھجوروں کے عوض ماپ کر بیچے۔ اور انگور کی بیلوں کا پھل کشمش کے عوض ماپ کر بیچے' اور کھیت (کی فصل) غلے کے عوض ماپ کر فروخت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب صورتوں سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① بیع مزابنہ ممنوع ہے۔ ② بیع مزابنہ کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کھجور کے باغ کا پھل خریدے اور اس کے عوض مقررہ مقدار میں کھجوریں ادا کرے۔ یا مثلاً یوں کہے: اس کھیت میں جو فصل تیار ہو رہی ہے وہ سب میں پچاس من گندم کے عوض خریدتا ہوں۔ یہ درست نہیں کیونکہ یہ معلوم نہیں کھیت سے جو گندم حاصل ہوگی وہ پچاس من سے کم ہوگی یا زیادہ۔ کھیت کی فصل کے بارے میں اس قسم کا معاہدہ محاقلہ کہلاتا ہے جبکہ باغ کے پھل کے بارے میں یہی معاملہ مزابنہ کہلاتا ہے۔ ③ امام مالک ؒ نے مزابنہ میں اس صورت کو بھی شامل کیا ہے کہ کسی بغیر ماپی تولی چیز کے بارے میں کہا جائے کہ اس کی مقدار یہ ہے' مثلاً: گندم کا یہ ڈھیر دس من کا ہے۔ یا اس برتن میں میرے اندازے کے مطابق پچاس لٹر تیل ہے۔ یا میں کہتا ہوں کہ مالٹوں کی اس ڈھیری میں دو سو مالٹے ہیں' اگر مقدار کم ہوئی تو اپنے پاس سے پوری کروں گا' اور اگر زیادہ ہوئی تو جتنی زیادہ

٢٢٦٥_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزرع بالطعام كيلاً، ح: ٢٢٠٥، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٢/٧٦ من حديث الليث به.

ہوئی وہ میری ہوگی۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت بیع نہیں بلکہ دھوکے اور قمار (جوئے) پر مبنی ایک معاملہ ہے۔(موطأ إمام مالك' البيوع' باب ماجاء في المزابنة والمحاقلة:۲/۱۲۱)

۲۲٦٦- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۲۶۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

۲۲٦٧- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۲۶۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا (التحفة ٥٥)

باب:۵۵- عریّہ کو اس کے اندازے کے مطابق خشک کھجور کے عوض فروخت کرنا

۲۲٦٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

۲۲۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

۲۲٦٦_ أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة . . . الخ، ح: ۸۵/ ۱۵۳٦ من حديث حماد بن زيد به.

۲۲٦٧_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ۳٤۰۰ من حديث أبي الأحوص به
* طارق بن عبدالرحمن وثقه الجمهور، وحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۲۲٦٨_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المزابنة، وهي بيع الثمر بالتمر وبيع الزبيب بالكرم، وبيع العرايا، ح: ۲۱۸٤، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۳۹ من حديث الزهري به.

٢٢٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْراً.

قَالَ يَحْيَى: الْعَرِيَّةُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ تَمْرَ النَّخَلَاتِ بِطَعَامِ أَهْلِهِ رُطَباً، بِخَرْصِهَا [تَمْراً].

٢٢٦٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ کو اس کے اندازے کے برابر خشک کھجور کے عوض فروخت کرنے کی اجازت دی۔

حضرت یحییٰ بن سعید ؒ نے فرمایا: عرایا کا یہ مطلب ہے کہ آدمی کھجور کے چند درختوں کا تازہ پھل اندازے سے اپنے گھر کی خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔

فوائد و مسائل: ① عام قانون یہی ہے کہ کھجور کے بدلے میں کھجور کا تبادلہ دست بدست اور برابر برابر ہونا چاہیے لیکن ''عرایا'' کا مسئلہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے۔ ② امام مالک ؒ نے عرایا کی تفسیر یوں کی ہے: ''عریہ یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو کھجور کا ایک درخت (پھل کھانے کے لیے) دیتا ہے' پھر اس کے (بار بار) باغ میں آنے سے تکلیف محسوس کرتا ہے تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ (اسے دیا ہوا وہ) درخت خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔ (صحيح البخاري' البيوع' باب تفسير العرايا' قبل حديث:٢١٩٢) اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے پھل کا اندازہ لگایا جائے کہ خشک ہو کر اتنے من ہوگا' پھر اتنے من خشک کھجوریں اسے دے کر درخت واپس لے لیا جائے۔ اس صورت میں خشک کھجوروں کے عوض تازہ کھجوریں (درخت پر لگی ہوئی) خریدی گئی ہیں اور خشک کھجوریں ماپ تول کر دی گئی ہیں۔ یہ جائز ہے بشرطیکہ ان کی مقدار پانچ وسق (بیس من) سے کم ہو۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ٥٦)

باب: ٥٦- حیوان کی حیوان سے ادھار بیع کرنا

٢٢٧٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

٢٢٧٠- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت

٢٢٦٩_ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ٢٣٨٠، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح: ١٥٣٩/ ٦١ من حديث يحيى بن سعيد به.

٢٢٧٠_ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الحيوان بالحيوان نسيئةً، ح: ٣٣٥٦ من حديث قتادة به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٣٧، وابن الجارود، ح: ٦١١، رواه شعبة عن قتادة به، كما في أربع نسخ من سنن الإمام النسائي رحمه الله، وانظر، ح: ٢١٨٣، وله شواهد عند ابن حبان(موارد)، ح: ١١١٣ وغيره.

عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیوان کی حیوان سے ادھار بیع سے منع فرمایا۔

۲۲۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ أَبُو خَالِدٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْحَيَوَانِ، وَاحِداً بِاثْنَيْنِ، يَداً بِيَدٍ» وَكَرِهَهُ نَسِيئَةً.

۲۲۷۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک جانور کا دو جانوروں سے دست بدست تبادلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“ اور نبی ﷺ نے (اس قسم کا تبادلہ) ادھار کے ساتھ ناپسند فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① جانور کا جانور سے تبادلہ جائز ہے۔ ② جانور کا جانور سے تبادلہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی کی صورت میں ہونا چاہیے۔ ③ جانور کا جانور سے تبادلہ کرنے میں برابری ضروری نہیں بلکہ اعلیٰ نسل کی ایک گائے کے عوض ادنیٰ قسم کی دو گائیں دی جاسکتی ہیں' یا اچھی نسل کی ایک بکری دے کر ادنیٰ قسم کی دو بکریاں لی جاسکتی ہیں۔ ④ مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۲/۲۳۴، ۲۳۵' والصحيحة' رقم: ۲۴۱۶)

(المعجم ٥٧) - بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ (التحفة ٥٧)

باب: ۵۷- جانور کا جانور سے نقد بنقد کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ

۲۲۷۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عُرْوَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو:

۲۲۷۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو سات غلاموں کے عوض خریدا تھا۔

۲۲۷۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ح: ۱۲۳۸ من حديث حجاج بن أرطاة به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، والحديث السابق يغني عنه.

۲۲۷۲ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الخراج، باب ماجاء في سهم الصفي، ح: ۲۹۹۷ من حديث حماد به، وصححه البوصيري، وأصله متفق عليه.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى صَفِيَّةَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ.

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: مِنْ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ.

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں یہ الفاظ بھی بیان فرمائے: حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں۔ جنگی قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضے میں آئیں۔ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا گیا کہ وہ سردار کی بیٹی ہیں' اس لیے ان کا آپ کے پاس ہونا زیادہ مناسب ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے خرید لیا۔ ② غلاموں اور لونڈیوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔ ③ غلاموں اور لونڈیوں کی خرید وفروخت کے بنیادی احکام ومسائل وہی ہیں جو جانوروں کی خرید وفروخت کے لیے ہیں لیکن غلام چونکہ انسان ہوتے ہیں' اس لیے ان کے بعض مسائل الگ ہیں جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ ④ غلام اور لونڈی کو آزاد کرنا ثواب ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان ہوں اور نیک ہوں۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- سود کا گناہ بہت بڑا ہے

٢٢٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الصَّلْتِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَيْتُ، لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، عَلٰى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ. فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا».

۲۲۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج ہوئی' (اس سفر کے دوران میں) میرا گزر ایسے افراد کے پاس سے ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے' ان (پیٹوں) میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ان کے ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ سود کھانے والے ہیں۔''

٢٢٧٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٣، ٣٦٣ من حديث حماد به مطولاً، انظر، ح: ١١٦ لعلته * وأبوالصلت مجهول كما في التقريب (الكنى، ص: ٤١٢).

٢٢٧٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرِّبَا سَبْعُونَ حُوباً. أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ».

۲۲۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود کے ستر گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا گناہ اس قدر (بڑا) ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے۔''

فوائد ومسائل: ① سود کسی بھی معاشرے کی تباہی کے لیے بہت بڑا سبب ہے اور اس کے معاشی اور معاشرتی نقصانات کے بے شمار پہلو ہیں' اس لیے فرمایا گیا کہ یہ گناہ اکیلا ہی ستر گناہوں کے برابر ہے۔ اور گناہ بھی قسم قسم کے۔ ② زنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کی شناعت ہر دور کے مہذب معاشروں میں مسلم رہی ہے' اسی طرح محرم خواتین خصوصاً ماں اور بہن کا احترام ہر مہذب معاشرے میں تسلیم کیا جاتا ہے' لہٰذا ماں سے جنسی تعلق قائم کرنا اتنا برا کام ہے جس سے زیادہ قابل نفرت گناہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا' لیکن سود اس سے بھی زیادہ برا اور قابل نفرت جرم ہے۔ ③ سب سے ہلکا گناہ اتنا برا اور قابل نفرت ہے تو دوسرے انہتر قسم کے گناہوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنے برے ہوں گے۔ ④ اسلامی معاشرے کا سب سے نمایاں وصف ہمدردی اور خیر خواہی ہے جب کہ سود اس کے بالکل برعکس ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر مقروض قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے اصل قرض بھی معاف کر دیا جائے' لیکن سود خور اصل قرض معاف کرنے کے بجائے سود چھوڑنے کے لیے بھی تیار نہیں' مقروض اگر قرض کے ذریعے سے مطلوبہ فائدہ حاصل نہ بھی کر سکے' مثلاً: قرض لے کر تجارت کرے تو اسے خواہ نفع نہ بھی ہو' سود خور اپنا سود وصول کرنے کو حاضر ہو جاتا ہے' حالانکہ اس صورت میں مقروض اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی مدد کی جائے' نہ کہ اسے مزید پریشان کیا جائے' اس لیے اسلامی معاشرے میں سود کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ قرآن کی روشنی میں ایسا معاشرہ اسلام دشمن معاشرہ ہے۔

٢٢٧٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ، أَبُو حَفْصٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ

۲۲۷۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سود کے تہتر دروازے ہیں۔''

٢٢٧٤ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبومعشر هو نجيح بن عبدالرحمٰن متفق على تضعيفه"، وله شاهد قوي عند ابن الجارود، ح: ٦٤٧، وانظر الحديث الآتي.

٢٢٧٥ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٧ من حديث عمرو بن علي به بلفظ: "الربا ثلاثة وسبعون بابًا أيسرها مثل أن ينكح الرجل أمه وإن أربى الربا عرض الرجل المسلم"، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَاباً».

فوائد و مسائل: ① سود کی بہت سی قسمیں ہیں' لہٰذا لین دین میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے کہ سود کا لین دین نہ ہو جائے۔ ② علمائے کرام کو چاہیے کہ کاروبار کی موجودہ صورتوں کا شرعی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لے کر مسلمان عوام کی رہنمائی کریں تاکہ وہ نادانستہ طور پر سود خوری کا ارتکاب نہ کر لیں۔

٢٢٧٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَتْ آيَةُ الرِّبَا. وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا. فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّيبَةَ.

٢٢٧٦- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: سب سے آخر میں سود کی آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ اس کی تشریح کرنے سے پہلے فوت ہو گئے' اس لیے سود کو بھی چھوڑ دو اور مشکوک صورت سے بھی پرہیز کرو۔

فوائد و مسائل: ① حلال و حرام کے مسائل میں سود کے مسائل آخر میں نازل ہوئے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے سود کی تشریح فرمائی اور اس کی مختلف رائج صورتوں سے واضح طور پر منع فرما دیا' اس کے باوجود بعض صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جو بعد میں ایجاد ہوں اور علماء کو ان کے بارے میں قیاس کرنا پڑے' اس لیے علماء کو ان معاملات کا باریک بینی سے جائزہ لے کر واضح فتویٰ جاری کرنا چاہیے۔ ③ جب کوئی تجارتی معاملہ ایسا ہو کہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک ہو تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے جب تک علمائے کرام سے واضح رہنمائی نہ لے لی جائے۔ ④ تجارت کے علاوہ دوسرے معاملات میں بھی مشکوک کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح اور حسن قرار دیا ہے' نیز صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ سب سے آخر میں سود کی آیت ہی نازل ہوئی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' التفسیر' حدیث:۴۵۴۴) لہٰذا اس روایت سے اور اس کے ہم معنی دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد:۱/۳۶۱' وسنن ابن ماجه بتحقیق الدکتور بشار عواد' رقم:۲۲۷۶)

٢٢٧٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة ثنا قتادة به، وانظر، ح: ١٧٥ لعلته، وله طريق آخر عند الإسماعيلي كما في مسند الفاروق: ٢/ ٥٧١، وإسناده ضعيف.

٢٢٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ.

۲۲۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر' سود دینے والے پر' اس کے گواہوں پر اور اس کی تحریر لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد ومسائل: ① سود کی تمام صورتیں حرام اور اللہ کی لعنت کا باعث ہیں۔ ② جس طرح سود لینا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح سود دینا بھی کبیرہ گناہ ہے' لہٰذا سود کی بنیاد پر قرض لینا بھی حرام ہے' خواہ یہ سود بنکوں سے لیا جائے یا کاروباری افراد سے۔ ③ حرام کام میں کسی بھی انداز سے تعاون کرنا حرام ہے۔ اور تعاون کرنے والا برابر کا گناہ گار ہے۔

٢٢٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنْهُمْ أَحَدٌ. إِلَّا آكِلُ الرِّبَا. فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ، أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

۲۲۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی شخص سود کھائے بغیر نہیں رہے گا۔ جو شخص سود نہیں کھائے گا اسے بھی اس کا گرد و غبار تو پہنچ ہی جائے گا۔''

٢٢٧٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۲۷۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سود کے ذریعے سے مال

٢٢٧٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في آكل الربا وموكله، ح: ٣٣٣٣ من حديث سماك به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٠٦، وابن حبان، ح: ١١١٢، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٢٢٧٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اجتناب الشبهات، ح: ٣٣٣١ من حديث سعيد به، وانظر، ح: ٧١ لعلته * والحسن لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه عند الجمهور، قاله المنذري في الترغيب: ٣/١٠.

٢٢٧٩- [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٢/٣٧ من حديث عمرو بن عون به، وصححه، ووافقه الذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ رُكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ ابْنِ عَمِيلَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ».

میں اضافہ کرے گا' اس کا انجام کار مال کی قلت ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① حرام روزی میں برکت نہیں ہوتی۔ ② اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے بھی ہوتی ہے: ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ (البقرۃ ۲:۲۷۶) "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔"

(المعجم ٥٩) - بَابُ السَّلَفِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَّعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹- بیع سلف مقررہ ماپ اور مقررہ وزن کے ساتھ مقررہ مدت کے لیے ہونی چاہیے

٢٢٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ، السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ. فَقَالَ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

۲۲۸۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو لوگ دو دو تین تین سال پہلے رقم دے کر کھجوریں خرید لیتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کھجوروں کی بیع سلف کرے تو اسے چاہیے کہ معلوم ماپ اور معلوم تول کے ساتھ معلوم مدت کے لیے بیع سلف کرے۔"

فوائد و مسائل: ① چیز کی قیمت پیشگی وصول کر لینا اور چیز بعد میں مقررہ وقت پر ادا کرنا بیع سلم اور بیع سلف کہلاتا ہے۔ ② اس بیع کے جواز کے لیے ضروری ہے کہ بیچی اور خریدی جانے والی چیز کی مقدار' نوعیت' مطلوبہ چیز کی ادائیگی اور وصولی کا وقت اور دوسرے ایسے معاملات کا پہلے سے تعین کر لیا جائے جن میں اختلاف ہونے کا خطرہ ہے۔ ③ بیع سلف میں یہ ضروری نہیں کہ بیچنے والے کے پاس وہ چیز اس وقت موجود ہو بلکہ جب غالب امکان ہو کہ وعدے کے وقت تک بیچنے والا وہ چیز حاصل کر لے گا اور مقررہ وقت پر خریدار کے حوالے کر سکے گا تو

٢٢٨٠_ أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٠، ٢٢٤١، ومسلم، المساقاة، باب السلم، ح: ١٦٠٤ من حديث سفيان به.

یہ کافی ہے۔ ④ بیع سلف میں قیمت کا تعین بھی پہلے ہی ہوتا ہے جب رقم ادا کی جاتی ہے۔

٢٢٨١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ حَمْزَةَ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ بَنِي فُلَانٍ أَسْلَمُوا، لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ وَإِنَّهُمْ قَدْ جَاعُوا. فَأَخَافُ أَنْ يَرْتَدُّوا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ عِنْدَهُ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ: عِنْدِي كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ قَدْ سَمَّاهُ أُرَاهُ قَالَ ثَلَاثُمِائَةِ دِينَارٍ بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا، وَلَيْسَ مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ».

٢٢٨١- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: فلاں لوگ مسلمان ہو گئے ہیں ان کا تعلق یہود سے ہے اور وہ بھوکے ہیں (ان کے پاس خوراک موجود نہیں) مجھے خطرہ ہے کہ وہ (بھوک کی وجہ سے) مرتد ہو جائیں گے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی کے پاس (کچھ مال) موجود ہے؟" ایک یہودی نے کہا: میرے پاس اتنی مقدار ہے (اس نے چیز کا نام بھی لیا تھا) اس نے غالباً کہا: تین سو دینار۔ (اور کہا کہ میں اس کے عوض) فلاں بھاؤ سے فلاں باغ سے (وصول کروں گا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فلاں بھاؤ سے اتنی مدت کے ادھار پر لیکن فلاں باغ سے نہیں (باغ کے تعین کی شرط نہ لگائیں)۔"

٢٢٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ يَحْيَى: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عَنْ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ: امْتَرَى عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ

٢٢٨٢- حضرت عبداللہ بن ابو مجالد یا ابو مجالد سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن شداد اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ انھوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں نے (ان کی خدمت میں حاضر

٢٢٨١ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الطبراني: ٥/ ٢٢٢، ح: ٥١٤٧، وأبويعلى، ح: ٧٤٩٦ وغيرهما من طرق عن الوليد حدثنا محمد بن حمزة به، ولم يصرح بالسماع المسلسل، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢١٠٥، والحاكم: ٣/ ٦٠٥، وتعقبه الذهبي، وضعفه البوصيري، وله طريق ضعيف عند الدارقطني في المؤتلف والمختلف: ٣/ ١٣٨٨.

٢٢٨٢ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، البيوع، باب في السلف، ح: ٣٤٦٥ عن محمد بن بشار به، وهو في صحيح البخاري، السلم، ح: ٢٢٤٢ـ٢٢٤٥، ٢٢٥٤، ٢٢٥٥.

وَأَبُو بَرْزَةَ فِي السَّلَمِ. فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى. فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كُنَّا نُسْلِمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ، عِنْدَ قَوْمٍ، مَا عِنْدَهُمْ.

ہوکر) ان سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانۂ مبارک میں گندم، جو، منقی اور کھجوران لوگوں سے پیشگی رقم دے کر خرید لیتے تھے جن کے پاس (اس وقت) وہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں۔

فَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى. فَقَالَ: مِثْلَ ذٰلِكَ.

انھوں نے فرمایا: میں نے عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① بیع سلم اور بیع سلف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ② بیع سلم جائز ہے۔ ③ کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو اپنے سے بڑے عالم سے مسئلہ پوچھ لینا چاہیے۔ ④ جب صحیح مسئلہ معلوم ہو جائے تو اختلاف ختم کر دینا چاہیے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ مَنْ أَسْلَمَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- کسی چیز کی بیع سلم کر کے اس کی جگہ دوسری چیز نہ لے

٢٢٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا زِيَادُ ابْنُ خَيْثَمَةَ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَسْلَفْتَ فِي شَيْءٍ، فَلَا تَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ».

٢٢٨٣- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو کسی چیز کی بیع سلف کرے تو اسے دوسری چیز (کی بیع) سے تبدیل نہ کر۔"

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ ابْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَذَكَرَ مِثْلَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْداً.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت شجاع بن ولید کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن سعید کی سند سے بھی اسی طرح بیان کی لیکن اس میں زیاد بن خثیمہ اور عطیہ کے درمیان سعد کا واسطہ بیان نہیں کیا۔

٢٢٨٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب السلف يحول، ح: ٣٤٦٨ من حديث أبي بدر شجاع به، السند الأول، وحسنه الترمذي في العلل الكبير، وضعفه الحافظ ابن حجر (تلخيص: ٣/ ٢٥) وغيره، وانظر، ح: ٣٧ لعلته.

(المعجم ٦١) - **بَاب: إِذَا أَسْلَمَ فِي نَخْلٍ بِعَيْنِهِ لَمْ يُطْلِعِ** (التحفة ٦١)

٢٢٨٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ النَّجْرَانِيِّ، قَالَ، قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أُسْلِمُ فِي نَخْلٍ قَبْلَ أَنْ يُطْلِعَ؟ قَالَ: لَا. قُلْتُ: لِمَ؟ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا أَسْلَمَ فِي حَدِيقَةِ نَخْلٍ، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُطْلِعَ النَّخْلُ. فَلَمْ يُطْلِعِ النَّخْلُ شَيْئًا، ذٰلِكَ الْعَامَ. فَقَالَ الْمُشْتَرِي: هُوَ لِي حَتَّى يُطْلِعَ. وَقَالَ الْبَائِعُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ النَّخْلَ هٰذِهِ السَّنَةَ. فَاخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لِلْبَائِعِ: «أَخَذَ مِنْ نَخْلِكَ شَيْئًا؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَبِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَهُ؟ اُرْدُدْ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ. وَلَا تُسْلِمُوا فِي نَخْلٍ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ».

باب:٦١- کھجور کے متعین درختوں کی بیع سلم جن کے ابھی خوشے نہ نکلے ہوں

۲۲۸۴- نجرانی سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا میں خوشے نکلنے سے پہلے کھجوروں کے درختوں کی بیع سلم کرلیا کروں؟ انھوں نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا: کیوں؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے کھجوروں کے درختوں پر خوشے ظاہر ہونے سے پہلے کھجوروں کے ایک باغ کی بیع سلم کی۔ اس سال باغ میں پھل نہ لگا۔ خریدار نے کہا: خوشے آنے تک یہ باغ میرا ہے۔ بیچنے والے نے کہا: میں نے تجھے یہ باغ ایک سال کے لیے فروخت کیا تھا۔ انھوں نے اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے بیچنے والے سے کہا: ”کیا اس نے تیرے درختوں سے کچھ (پھل یا روپیہ پیسہ) وصول کیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اس کا مال اپنے لیے کس طرح حلال سمجھتا ہے؟ اس سے جو کچھ لیا ہے وہ اسے واپس کردے اور (آئندہ) کھجور کے درختوں کی بیع سلم نہ کیا کرو جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہوجائے۔“

(المعجم ٦٢) - **بَابُ السَّلَمِ فِي الْحَيَوَانِ** (التحفة ٦٢)

٢٢٨٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

باب:٦٢- جانور کی بیع سلم

۲۲۸۵- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٢٢٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في السلم في ثمرة بعينها، ح: ٣٤٦٧ من حديث أبي إسحاق السبيعي به * النجراني مجهول(تقريب: ٦٣٨)، وأبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦، ١٠٣٩.

٢٢٨٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز اقتراض الحيوان واستحباب توفيته خيرًا مما عليه، ح: ١٦٠٠ من حديث زيد به باختلاف يسير.

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْراً وَقَالَ: «إِذَا جَاءَتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ قَضَيْنَاكَ» فَلَمَّا قَدِمَتْ قَالَ: «يَا أَبَا رَافِعٍ اقْضِ هٰذَا الرَّجُلَ بَكْرَهُ» فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رَبَاعِياً فَصَاعِداً فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَعْطِهِ. فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

نبی ﷺ نے ایک آدمی سے جوان اونٹ قرض لیا اور فرمایا: ''جب زکاۃ کے اونٹ آئیں گے، ہم تجھے (ایک اونٹ) ادا کردیں گے۔'' جب اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابورافع! اس شخص کو اس کا جوان اونٹ ادا کر دو۔'' لیکن مجھے چار دانت یا اس سے زیادہ عمر والا اونٹ ہی ملا۔ میں نے نبی ﷺ کو (صورت حال سے) آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہی دے دو' بہترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو اچھے طریقے سے (قرض) ادا کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ادھار خرید وفروخت جائز ہے۔ ② رباعی سے مراد وہ اونٹ ہے جس کے دودھ کے چار دانت ٹوٹ چکے ہوں اس کی عمر سات سال ہوتی ہے۔ ③ جانور جس قسم کا لیا ہو' اس سے بہتر واپس کرنا جائز ہے بشرطیکہ پہلے سے یہ شرط طے نہ ہوئی ہو بلکہ ادا کرنے والا اپنی خوشی سے ادا کرے' دوسرے کی طرف سے مطالبہ نہ ہو۔

٢٢٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: اقْضِنِي بَكْرِي. فَأَعْطَاهُ بَعِيراً مُسِنًّا. فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا أَسَنُّ مِنْ بَعِيرِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً».

٢٢٨٦- حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے عرض کیا: مجھے میرا اونٹ ادا فرما دیجیے۔ نبی ﷺ نے اسے بڑی عمر کا اونٹ عطا فرمایا تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! اس کی عمر تو میرے اونٹ سے زیادہ ہے (اور یہ زیادہ قیمتی ہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو اچھے طریقے سے (قرض) ادا کریں۔''

٢٢٨٦ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٢٩١، ٢٩٢، البيوع، استسلاف الحيوان واستقراضه، ح: ٤٦٢٣ من حديث معاوية به مطولاً، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، ووافقه الذهبي، وإسناده حسن، وله شواهد عند البخاري: ٣/ ١٣٠، ح: ٢٣٠٥ وغيره.

(المعجم ٦٣) - **بَابُ الشَّرِكَةِ وَالْمُضَارَبَةِ** (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- شراکت اور مضاربت کا بیان

فائدہ: شراکت' مالی فوائد حاصل کرنے اور اسے بڑھانے میں باہمی تعاون کا نام ہے۔ اس طرح ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ تجارت وغیرہ میں شراکت کے جواز کے دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ﴾ (صٓ ٣٨:٢٤) ''اور بلاشبہ اکثر حصے دار (اور شریک ایسے ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔'' یہ آیت کریمہ شراکت کے جواز پر دلالت کرتی اور شریک کو دوسرے شریک پر ظلم کرنے سے روکتی ہے۔ شراکت کے جواز پر احادیث رسول میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں (حصے داروں) کا تیسرا ہوں جب تک ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔'' (سنن أبي داود' البيوع' باب في الشركة' حديث:٣٣٨٣) اس حدیث میں جہاں شراکت کے جواز کا بیان ہے وہاں ایک دوسرے کی خیانت نہ کرنے کی بھی تاکید ہے۔ شراکت کی شروط و قیود بھی ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ مال شامل ہونا چاہیے۔ حرام یا حرام کی آمیزش سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرے اگر اموال میں خرید و فروخت کی ذمے داری مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو شراکت میں کافر کے حصے دار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے' اس لیے کہ اس صورت میں سودی کاروبار یا حرام مال شامل ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔ اور مضاربت ضرب سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی زمین میں تجارت کی خاطر سفر کرنے کے ہیں' اور شرعی مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص مال فراہم کرے اور دوسرا اس میں کاروبار کرے جبکہ منافع طے شدہ حصوں کے مطابق دونوں میں تقسیم ہو۔ مضاربت کی صحت کی شرط یہ ہے کہ کام کرنے والے کا نفع میں حصہ مقرر ہو۔ کاروبار کی یہ صورت بالاجماع جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مضاربت ہوتی تھی اور آپ نے اسے قائم رکھا۔ حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی' نیز قیاس اور حکمت بیع بھی مضاربت کے جواز کی متقاضی ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے' علاوہ ازیں روپیہ پیسہ تجارت اور کاروبار کرنے ہی سے تو بڑھتا ہے۔ (ماخوذ از ملخص الفقهي مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: الموسوعة الفقهيه:٣٨/٣٥' والمغني والشرح الكبير:٥/١٤٠' والملخص الفقهي:٢/٩٥-١٠٦)

٢٢٨٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَ أَبُو بَكْرٍ ابْنَا

٢٢٨٧- حضرت سائب بن صیفی مخزومی رضی اللہ عنہ سے

٢٢٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في كراهية المراء، ح:٤٨٣٦ من حديث سفيان الثوري به ● مجاهد لم يسمعه من السائب رضي الله عنه بل سمعه من قائد، والقائد لم أجد له ترجمةً، وهو علة الخبر.

أَبِي شَيْبَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ قَائِدِ السَّائِبِ، عَنِ السَّائِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: كُنْتَ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيكٍ. كُنْتَ لاَ تُدَارِينِي وَلاَ تُمَارِينِي.

روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے کہا: آپ زمانۂ جاہلیت میں میرے شریک تھے تو آپ بہترین شریک تھے۔ آپ نہ مجھ سے مقابلہ کرتے تھے' نہ جھگڑا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① کاروبار میں شراکت جائز ہے۔ ② جاہلیت میں کاروبار کے جو طریقے رائج تھے ان میں سے وہی ممنوع ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرما دیا' باقی صورتیں جائز ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ بعثت سے پہلے بھی بہترین اخلاق وکردار سے متصف تھے۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

٢٢٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اشْتَرَكْتُ أَنَا وَسَعْدٌ وَعَمَّارٌ، يَوْمَ بَدْرٍ، فِيمَا نُصِيبُ. فَلَمْ أَجِيءْ أَنَا وَلاَ عَمَّارٌ بِشَيْءٍ، وَجَاءَ سَعْدٌ بِرَجُلَيْنِ.

٢٢٨٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے' حضرت سعد ؓ نے اور حضرت عمار ؓ نے جنگ بدر کے دن حاصل ہونے والے مال غنیمت میں شراکت کی۔ میں اور حضرت عمار ؓ کچھ نہ لائے' جب کہ حضرت سعد ؓ (کفار کے) دو آدمی (گرفتار کر کے) لے آئے۔ (جو ہم تینوں کے مشترکہ غلام ہوئے۔)

٢٢٨٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ

٢٢٨٩- حضرت صالح بن صہیب بن سنان ؒ اپنے والد (حضرت صہیب رومی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں

٢٢٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الشركة على غير رأس المال، ح: ٣٣٨٨ من حديث سفيان الثوري به * أبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦، وأبوعبيدة لم يدرك أباه، انظر، ح: ١٤٧٨، ١٦٠٦.

٢٢٨٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه العقيلي: ٣/ ٨٠ من حديث نصر بن القاسم به، وقال في عبدالرحيم: "مجهول بالنقل، حديثه غير محفوظ" * ونصر مجهول (تقريب: ٥٢٢)، وصالح مجهول الحال (تقريب: ٢٣٠)، والحديث ضعفه البوصيري، والحافظ في بلوغ المرام، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات ٢/ ٢٤٨، ٢٤٩، وقال: "موضوع"، وقال البخاري في نصر: "حديثه موضوع"، وقال الذهبي: "إسناد مظلم والمتن باطل".

ابْنِ دَاوُدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ. اَلْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ، وَالْمُقَارَضَةُ وَأَخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ، لِلْبَيْتِ، لَا لِلْبَيْعِ».

برکت ہے: ادھار بیچنا' مقارضہ' اور گھر میں استعمال کے لیے گندم میں جو ملا لینا' بیچنے کے لیے نہیں۔''

فائدہ: مقارضہ کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک کسی کو قرض دینا' دوسرا مضاربت کے طریقے پر کاروبار میں شریک ہونا' یعنی ایک شخص کی رقم ہو اور دوسرا کام کرے' اور نفع ان کے درمیان طے شدہ نسبت سے تقسیم کیا جائے۔ یہ کاروبار جائز ہے۔

(المعجم ٦٤) - **بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَّالِ وَلَدِهِ** (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- آدمی کا اپنی اولاد کے مال سے کیا حصہ ہے؟

٢٢٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ. وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ».

۲۲۹۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بہترین کھانا وہ ہے جو تمہاری کمائی سے (حاصل) ہو۔ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۲۱۳۷ کے فوائد۔

٢٢٩١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ

۲۲۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کچھ مال ہے اور میری اولاد بھی ہے۔ اور میرا باپ میرا سارا مال لے لینا چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

٢٢٩٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء أن الوالد يأخذ من مال ولده، ح:١٣٥٨ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: حسن صحيح، وصححه الذهبي، وهو مخرج في نيل المقصود، ح:٣٥٢٨، وتخريج مسند الحميدي، ح:٢٤٧.

٢٢٩١ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار:٤/١٥٨ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري، وابن التركماني في الجوهر النقي:٧/ ٤٨١، والبزار، ولم يصب من أعله، وله شواهد، انظر الحديث الآتي.

لِي مَالاً وَوَلَداً. وَإِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي. فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ».

”تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ ہی کا ہے۔“

٢٢٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي اجْتَاحَ مَالِي. فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ. فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ».

۲۲۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے والد نے میرا سارا مال لے لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ”تمھاری اولاد تمھاری بہترین کمائی میں سے ہے‘ اس لیے ان کے مال سے کھا لیا کرو۔“

(المعجم ٦٥) - بَابُ مَا لِلْمَرْأَةِ مِنْ مَّالِ زَوْجِهَا (التحفة ٦٥)

باب: ۶۵- عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا لے سکتی ہے؟

٢٢٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ. قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، وَلَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ. فَقَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ».

۲۲۹۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (میرے شوہر) حضرت ابوسفیان پیسہ سنبھال کر رکھنے والے آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا (خرچ) نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو‘ سوائے اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے کچھ لے لوں (تب گزارہ ہو سکتا ہے) تو آپ نے فرمایا: ”اتنا لے لو جو تمھیں اور تمھاری اولاد کو مناسب حد تک کافی ہو۔“

٢٢٩٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٤ من حديث حجاج (ابن أرطاة) به، وتابعه حبيب المعلم عند أبي داود، ح: ٣٥٣٠ وغيره، وله طرق، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٥.

٢٢٩٣ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب قضية هند، ح: ١٧١٤ من حديث وكيع، وغيره به.

فوائد ومسائل: ① بیوی بچوں کی جائز ضروریات پوری کرنا خاوند کا فرض ہے۔ ② مسئلہ دریافت کرتے وقت حقیقت حال واضح کرنے کے لیے کسی کا عیب بیان کیا جائے تو یہ غیبت میں شامل نہیں' اس لیے جائز ہے۔ ③ جائز ضروریات پوری کرنے کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا مال استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ④ ''مناسب حد'' کا تعین حالات' ماحول' خاوند کی مالی حالت اور ضرورت کی نوعیت کو مدنظر رکھ کر کیا جاسکتا ہے۔

٢٢٩٤- حَدَّثَنَا- مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ وَقَالَ أَبِي فِي حَدِيثِهِ: إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا، غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا. وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ. وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ. وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا».

۲۲۹۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت (گھر کے حالات میں) خرابی کیے بغیر خاوند کے گھر سے خرچ کرے (روایت کے راوی محمد بن عبداللہ نے کہا) میرے باپ نے اپنی حدیث میں بیان کیا: جب کھانا کھلائے تو اسے اس (کے عمل) کا ثواب ملے گا' اور مرد کو اس کی کمائی ہونے کی وجہ سے اتنا ہی ثواب ملے گا' اور عورت کو (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے کا ثواب ملے گا' اور (مال کی حفاظت اور خرچ کے ذمہ دار) خزانچی کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ان کے ثواب میں (ایک دوسرے کے ثواب کی وجہ سے) کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① گھر میں کما کر لانا مرد کا فرض ہے۔ ② اگرچہ کمائی مرد کی ہوتی ہے' تاہم عورت کو خرچ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ ③ عورت کو خرچ کرتے وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مال فضول ضائع نہ کیا جائے اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا جائے' اور وہاں خرچ نہ کیا جائے جہاں خاوند پسند نہ کرتا ہو کیونکہ اس سے گھر کے مالی حالات میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور آپس کے تعلقات بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ ④ خزانچی سے مراد وہ شخص ہے جو مالک کی اجازت سے گھر کی ضروریات کے لیے خرچ کرتا ہے' خواہ وہ ملازم ہو یا گھر کا کوئی فرد' مثلاً: چھوٹا بھائی یا بیٹا وغیرہ۔ ⑤ خازن کو یہ ثواب اس وقت ملے گا جب وہ خوشی سے خرچ کرے' اگر وہ صرف حکم کی تعمیل کے طور پر کسی مستحق کو دیتا ہے لیکن دل میں ناراضی محسوس کرتا ہے کہ میرا مالک یہاں کیوں خرچ کرتا ہے تو اسے ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

٢٢٩٤- أخرجه البخاري، الزكاة، باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد، ح:١٤٣٧، ١٤٣٩ من حديث الأعمش به، ومسلم، الزكاة، باب أجر الخازن الأمين والمرأة إذا تصدقت من بيت زوجها ... الخ، ح:١٠٢٤ من حديث محمد بن عبدالله بن نمير به.

٢٢٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ: «ذٰلِكَ مِنْ أَفْضَلِ أَمْوَالِنَا».

۲۲۹۵- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''عورت اپنے گھر کی کوئی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔'' حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ تو ہمارا عمدہ مال ہے۔''

فوائد ومسائل: ① عورت کو صدقہ وغیرہ کرنے کے لیے خاوند سے اجازت لینی چاہیے۔ ② طعام (کھانے کی چیز) سے مراد تیار شدہ کھانا' روٹی سالن وغیرہ بھی ہو سکتا ہے اور غلہ یعنی گندم' جو اور چاول وغیرہ بھی۔ ③ اگر مرد کی عادت اور حالات کی وجہ سے عورت کو یقین ہو کہ فلاں صدقے سے یا کسی مستحق کی مدد کرنے سے خاوند ناراض نہیں ہوگا تو الگ سے اجازت لینا ضروری نہیں' تاہم جس چیز کے بارے میں یہ خیال ہو کہ اسے خرچ کرنا خاوند پسند نہیں کرے گا تو ضرور پوچھ لینا چاہیے' مثلاً: اگر عورت کوئی زیور صدقہ کرنا چاہتی ہے یا ایک بڑی رقم کسی کو دینا چاہتی ہے تو اجازت لینا ضروری ہے۔

(المعجم ٦٦) - بَابُ مَا لِلْعَبْدِ أَنْ يُعْطِيَ وَيَتَصَدَّقَ (التحفة ٦٦)

باب: ٦٦- غلام کیا کچھ دے سکتا ہے اور صدقہ کر سکتا ہے؟

٢٢٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُسْلِمٍ الْمُلَائِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ.

۲۲۹۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ غلام کی دعوت قبول کر لیا کرتے تھے۔''

٢٢٩٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، ح: ٦٧٠ من حديث إسماعيل به، وقال: حديث حسن، وأصله في سنن أبي داود، ح: ٣٥٦٥، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٣.

٢٢٩٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب آخر [في سنة عيادة المريض وشهود الجنازة]، ح: ١٠١٧ من حديث مسلم الأعور الملائي به، وقال: "مسلم الأعور يضعف".

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث سنن ابن ماجہ ہی میں کتاب الزھد میں آئے گی۔ (دیکھیے' حدیث:۴۱۷۸)

۲۲۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ: كَانَ مَوْلَايَ يُعْطِينِي الشَّيْءَ فَأُطْعِمُ مِنْهُ. فَمَنَعَنِي، أَوْ قَالَ: فَضَرَبَنِي. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، أَوْ سَأَلَهُ. فَقُلْتُ: لَا أَنْتَهِي أَوْ لَا أَدَعُهُ فَقَالَ: «اَلْأَجْرُ بَيْنَكُمَا».

۲۲۹۷- حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے آقا مجھے (کھانے کی) کوئی چیز دیتے تو میں (دوسروں کو) کھلا دیتا۔ انھوں نے مجھے منع کیا۔ یا فرمایا: انھوں نے مجھے مارا۔ میں نے یا انھوں نے نبی ﷺ سے (اس صورت حال کے متعلق) دریافت کیا۔ میں نے کہا: میں تو اس کام سے باز نہیں آؤں گا۔ یا (کہا:) میں یہ کام ترک نہیں کروں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ثواب تم دونوں کو ملے گا۔''

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے غلاموں کا اس طرح خیال رکھتے تھے جس طرح اولاد کا خیال رکھا جاتا ہے اس لیے حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو کھانے کے لیے عمدہ چیزیں دے دیتے تھے۔ ② حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ کا اپنے غلام کو اس سخاوت سے منع کرنا شفقت کی بنا پر تھا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جو چیز انھیں دی جاتی ہے وہ خود کھائیں۔ ③ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جذبۂ سخاوت کی بنا پر اپنی چیز دوسروں کو دے دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ جذبہ پسند فرمایا۔ ④ ثواب میں شراکت اس وجہ سے ہے کہ سخاوت حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی تھی لیکن مال حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ کا تھا۔

(المعجم ٦٧) - بَابُ مَنْ مَرَّ عَلَى مَاشِيَةِ [قَوْمٍ] أَوْ حَائِطٍ، هَلْ يُصِيبُ مِنْهُ؟ (التحفة ٦٧)

باب: ۶۷- کیا کسی کے مویشیوں یا باغ کے پاس سے گزرتے ہوئے کچھ لیا جا سکتا ہے؟

۲۲۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

۲۲۹۸- بنو غبر قبیلے کے ایک فرد حضرت عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک

۲۲۹۷ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: ١٠٢٥ عن ابن أبي شيبة به.

۲۲۹۸ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في ابن السبيل يأكل من التمر ويشرب من اللبن إذا مر به، ح: ٢٦٢١ عن محمد بن بشار به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٣، والذهبي.

ابْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ شُرَحْبِيلَ، رَجُلاً مِنْ بَنِي غُبَرَ قَالَ: أَصَابَنَا عَامُ مَخْمَصَةٍ. فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ. فَأَتَيْتُ حَائِطاً مِنْ حِيطَانِهَا. فَأَخَذْتُ سُنْبُلاً فَفَرَكْتُهُ وَأَكَلْتُهُ وَجَعَلْتُهُ فِي كِسَائِي. فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ. فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ لِلرَّجُلِ: «مَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعاً أَوْ سَاغِباً. وَلاَ عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلاً» فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَرَدَّ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ. وَأَمَرَ لَهُ بِوَسْقٍ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نِصْفِ وَسْقٍ.

سال ہمارے ہاں قحط پڑ گیا' میں مدینے آیا۔ وہاں ایک کھیت میں چلا گیا اور کچھ خوشے توڑ کر دانے نکال کر کھالیے اور (کچھ دانے) اپنی چادر میں ڈال لیے۔ کھیت والے نے آ کر مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی تو آپ نے اس آدمی سے فرمایا: ''وہ بھوکا یا تھکا ہوا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ (مسئلے سے) ناواقف تھا تو نے اسے تعلیم نہیں دی۔'' نبی ﷺ کے حکم سے اس شخص نے کپڑا واپس کر دیا۔ اور آپ نے اسے ایک یا آدھ وسق غلہ بھی دلوایا۔

فوائد و مسائل: ① ضرورت مند کسی کے کھیت یا باغ سے ضرورت کے مطابق تھوڑا بہت لے سکتا ہے' البتہ اتنا زیادہ لے لینا درست نہیں جو ساتھ لے جائے۔ ② غلطی کرنے والے کے حالات معلوم کر لیے جائیں تو اس کے ساتھ صحیح رویہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے کھیت کے مالک کو سزا نہیں دی کیونکہ وہ حق پر تھا لیکن اس کے طرز عمل کو غلط قرار دیا۔ ④ غلطی کرنے والے کو صحیح عمل بھی بتانا چاہیے۔ نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ بھوکے آدمی کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے تھا اور اس کا کپڑا بھی واپس دلوایا۔ ⑤ مستحق آدمی کی مدد بیت المال سے کی جانی چاہیے۔ ⑥ کسی کی تھوڑی بہت چیز بلا اجازت لے لینا اس چوری میں شامل نہیں جس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اس پر مناسب تعزیر کافی ہے اور خاص حالات میں معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

٢٢٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ. قَالاَ:

٢٢٩٩- حضرت رافع بن عمرو غفاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میں لڑکا تھا تو میں (ایک بار)

٢٢٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب من قال إنه يأكل مما سقط، ح: ٢٦٢٢ من حديث معتمر به، وصححه الترمذي، ح: ١٢٨٨ * ابن أبي الحكم لم يوثقه غير الترمذي ولم يعرفه الذهبي، فهو "مستور" كما قال صاحب التقريب.

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي الْحَكَمِ الْغِفَارِيَّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي عَنْ عَمِّ أَبِيهَا رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَرْمِي نَخْلَنَا، أَوْ قَالَ: نَخْلَ الْأَنْصَارِ. فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيَّ ﷺ. فَقَالَ: «يَا غُلَامُ وَقَالَ ابْنُ كَاسِبٍ: فَقَالَ يَا بُنَيَّ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟» قَالَ قُلْتُ: آكُلُ. قَالَ: «فَلَا تَرْمِي النَّخْلَ. وَكُلْ مِمَّا يَسْقُطُ فِي أَسَافِلِهَا» قَالَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ».

اپنے کھجوروں کے درختوں پر' یا فرمایا: انصار کے درختوں پر پتھر مار رہا تھا۔ مجھے (پکڑ کر) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''لڑکے!' یا فرمایا: ''بیٹا! تو درختوں پر پتھر کیوں مارتا ہے؟'' میں نے کہا: کھانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ''درختوں پر پتھر نہ پھینکا کر' جو کھجوریں نیچے گری ہوئی ہوں' وہ کھالیا کر۔'' پھر میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''اے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔''

۲۳۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَتَيْتَ عَلَى رَاعٍ، فَنَادِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ. فَإِنْ أَجَابَكَ، وَإِلَّا فَاشْرَبْ فِي غَيْرِ أَنْ تُفْسِدَ. وَإِذَا أَتَيْتَ عَلَى حَائِطِ بُسْتَانٍ، فَنَادِ صَاحِبَ الْبُسْتَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَإِنْ أَجَابَكَ، وَإِلَّا فَكُلْ فِي أَنْ لَا تُفْسِدَ».

۲۳۰۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی چرواہے (کے ریوڑ) کے پاس سے گزرے تو اس (چرواہے) کو تین بار آواز دے۔ اگر وہ تجھے جواب دے تو ٹھیک ہے (اس سے اجازت لے لے) ورنہ خرابی کیے بغیر (بکری کا دودھ حسب ضرورت) پی لے۔ جب تیرا گزر کسی باغ کے پاس سے ہو تو باغ والے کو تین بار آواز دے۔ اگر وہ اجازت دے تو بہتر ورنہ (باغ کا پھل حسب ضرورت) کھالے لیکن خرابی نہ کرنا۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کے کھیت' باغ یا ریوڑ سے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی چیز استعمال کرنا جائز نہیں۔ ② اگر مالک موجود نہ ہو تو بھی کوشش کی جائے کہ مالک کو بلا کر اس سے اجازت لے لی جائے۔ ③ اگر تین بار پکارنے کے بعد بھی مالک سے رابطہ نہ ہو سکے تو شدید ضرورت کے وقت بقدر ضرورت بلا اجازت بھی پھل یا

۲۳۰۰_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ۳/ ۲۱ عن يزيد بن هارون به، وصححه الحاكم: ٤/ ۱۳۲ على شرط مسلم، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، فيه الجريري، واسمه سعيد بن إياس، وقد اختلط بآخره، ويزيد بن هارون روى عنه بعد الاختلاط"، وانظر الحديث الآتي.

دودھ لیا جاسکتا ہے۔ ④ یہ اجازت محدود ہے۔ صرف وقتی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس اجازت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب دوسرے جائز ذرائع سے کھانا حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ ⑤ خرابی سے مراد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ چیز لے لی جائے' یا پھل اتارتے وقت بے احتیاطی سے کچے پھل اتار کر ضائع کردیے جائیں' یا درختوں کو نقصان پہنچایا جائے' یا دودھ لینے کے بجائے بکری یا اس کا بچہ ذبح کرلیا جائے۔ اس طرح کی تمام صورتیں ناجائز ہیں۔ ⑥ کوئی ضرورت مند جس شخص کی کوئی چیز استعمال کرلے اسے ثواب ملتا ہے' خواہ اس کی اطلاع کے بغیر ہی استعمال کی گئی ہو۔ ارشاد نبوی ہے: ''جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا فصل کاشت کرتا ہے' پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کچھ کھالیتا ہے تو وہ اس شخص کے لیے صدقہ ہوجاتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الحرث والمزارعة' باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه......' حديث: ۲۳۲۰' وصحيح مسلم' المساقاة' باب فضل الغرس والزرع' حديث:۱۵۵۲) ⑦ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے' لہٰذا حسب ضرورت اس حدیث کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۹۸/۱۷' ۹۹' والإرواء للألباني' رقم:۲۵۲۱' و المشكاة' رقم:۲۹۵۳' التحقيق الثاني)

۲۳۰۱- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، وَأَيُّوبُ بْنُ حَسَّانٍ الْوَاسِطِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِحَائِطٍ، فَلْيَأْكُلْ، وَلاَ يَتَّخِذْ خُبْنَةً».

۲۳۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی باغ کے پاس سے گزرے تو اس میں سے کھاسکتا ہے لیکن کپڑوں میں چھپا کر نہ لے جائے۔''

فوائد و مسائل: ① بھوک مٹانے کے لیے مجبوری کے وقت کسی کے باغ سے پھل کھایا جاسکتا ہے۔

۲۳۰۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ۱۲۸۷ من حديث يحيى الطائفي به نحو المعنى، وقال: "غريب"، وطعن فيه يحيى بن معين وغيره، وقال البخاري: "يحيى بن سليم يروي أحاديث عن عبيدالله، يهم فيها" (هق: ۹/ ۳۵۹)، وقال النسائي: "ليس به بأس وهو منكر الحديث عن عبيدالله بن عمر" قلت: هو ضعيف الحديث عن عبيدالله، وحسن الحديث عن غير عبيدالله، وصحيح الحديث في رواية الحميدي عنه عن غير عبيدالله، وهو أعدل الأقوال فيه، وأخرج البيهقي بإسناد قوي عن عمر قال: "من مر منكم بحائط فليأكل في بطنه ولا يتخذ خبنةً" وقال: "صحيح بإسناديه جميعًا"، وراجع الفتح: ۵/ ۹۰.

④ ضرورت سے زائد پھل توڑنا اور کھانے کے بعد بچا ہوا ساتھ لے جانا جائز نہیں بلکہ یہ چوری میں شامل ہے۔ ③ اگر وہ ساتھ لے جائے تو اسے جرمانہ بھی ہوگا اور جسمانی سزا بھی دی جائے گی۔ سنن بیہقی کی روایت کے مطابق مالی جرمانہ یہ ہے کہ چوری شدہ مال کی قیمت سے دگنا وصول کیا جائے اور جسمانی سزا یہ ہے کہ چند کوڑے مارے جائیں دیکھیے: (سبل السلام شرح بلوغ المرام، كتاب الحدود، باب حد السرقة، حديث:١١) ④ اگر چوری شدہ مال کی قیمت چوتھائی دینار (ایک ماشہ ایک رتی۔ تقریباً ایک گرام سونا) کے برابر ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، حديث:٢٥٨٥) ⑤ ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف کہا ہے لیکن تحقیق وتخریج میں اس پر کافی بحث کی ہے اور آخر میں قوی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت پیش کی ہے جو مذکورہ روایت کے ہم معنی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے شیخ حفظہ اللہ کے نزدیک مذکورہ روایت صرف سنداً ضعیف ہے معناً صحیح ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٦٨) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُصِيبَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ صَاحِبِهَا** (التحفة ٦٨)

باب:٦٨- مالک کی اجازت کے بغیر جانوروں کا دودھ لے لینا منع ہے

٢٣٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ [بْنُ] رُمْحٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فَقَالَ: «لَا يَحْلِبَنَّ أَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ رَجُلٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ. أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَيُكْسَرَ بَابُ خِزَانَتِهِ، فَيُنْتَثَلَ طَعَامُهُ؟ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ. فَلَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ».

٢٣٠٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (خطاب فرمانے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کوئی شخص کسی کے جانور کا دودھ بلا اجازت نہ لے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ کوئی اس کے کمرے میں آ کر اس کے غلہ محفوظ رکھنے کی جگہ کا دروازہ توڑے اور غلہ نکال کر لے جائے؟ لوگوں کے جانوروں کے تھنوں میں ان (مالکوں) کی خوراک محفوظ ہوتی ہے اس لیے کوئی آدمی کسی شخص کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔“

فوائد و مسائل: ① خطبے میں روزہ مرہ کے اہم مسائل بیان کرنے چاہییں۔ ② خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے۔ ③ مسئلے کی وضاحت کے لیے مثالیں ذکر کی جائیں۔ ④ کسی دودھ دینے والے جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر دوہنا منع ہے۔

٢٣٠٢_ أخرجه مسلم، اللقطة، باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالكها، ح: ١٧٢٦ عن محمد بن رمح به.

٢٣٠٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ سَلِيطِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الطُّهَوِيِّ، عَنْ ذُهَيْلِ بْنِ عَوْفِ بْنِ شَمَّاخٍ الطُّهَوِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، إِذْ رَأَيْنَا إِبِلاً مَصْرُورَةً بِعِضَاهِ الشَّجَرِ. فَثُبْنَا إِلَيْهَا. فَنَادَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ. فَقَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ الْإِبِلَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. هُوَ قُوتُهُمْ [وَيُمْنُهُمْ] بَعْدَ اللهِ. أَيَسُرُّكُمْ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى مَزَاوِدِكُمْ فَوَجَدْتُمْ مَا فِيهَا قَدْ ذُهِبَ بِهِ؟ أَتُرَوْنَ ذٰلِكَ عَدْلاً؟» قَالُوا: لاَ. قَالَ: «فَإِنَّ هٰذَا كَذٰلِكَ» قُلْنَا: أَفَرَأَيْتَ إِنِ احْتَجْنَا إِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ؟ فَقَالَ: «كُلْ وَلاَ تَحْمِلْ. وَاشْرَبْ وَلاَ تَحْمِلْ».

٢٣٠٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک سفر میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (راستے میں ایک جگہ) ہمیں کیکر کے درختوں تلے کچھ تھن بندھی اونٹنیاں نظر آئیں۔ ہم ان کے پاس جمع ہوگئے۔ (اس پر) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے آواز دی تو ہم آپ کے پاس واپس آگئے۔ آپ نے فرمایا: "یہ اونٹنیاں ایک مسلمان گھرانے کی ہیں۔ اللہ کے بعد یہی ان کے لیے خوراک کا ذریعہ اور برکت کا باعث ہیں۔ کیا تمھیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم اپنے توشہ دانوں کے پاس پہنچو تو دیکھو کہ ان میں جو کچھ تھا کوئی لے گیا ہے؟ کیا تم اسے انصاف سمجھتے ہو؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔" ہم نے عرض کیا: اگر ہمیں کھانے پینے کی ضرورت ہو تو (ہم کیا کریں؟) آپ نے فرمایا: "کھالو اور ساتھ نہ لے جاؤ' پی لو اور ساتھ نہ لے جاؤ۔"

(المعجم ٦٩) - بَابُ اتِّخَاذِ الْمَاشِيَةِ (التحفة ٦٩)

باب:٦٩- مویشی پالنا

٢٣٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «اتَّخِذِي غَنَماً، فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَةً».

٢٣٠٤- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: "بکریاں پالو' ان میں برکت ہے۔"

٢٣٠٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٠٥ من طريق حجاج بن أرطاة به، والحديث ضعفه البخاري، والبوصيري * الحجاج تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، وسليط، وذهيل مجهولان كما في التقريب.

٢٣٠٤- [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب: ٤/ ١١ من حديث هشام به بلفظ: "اتخذوا"، وصححه البوصيري، وله طريق آخر عند أحمد: ٦/ ٣٤٣، وفيه من لم يعرفه الهيثمي: ٤/ ٦٦.

٢٣٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، يَرْفَعُهُ قَالَ: «اَلْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا. وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ. وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

٢٣٠٥- حضرت عروہ بن جعد بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ اپنے مالکوں کے لیے قوت کا باعث ہیں' اور بکریاں برکت والی ہیں' اور گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں سے قیامت تک خیر کا تعلق قائم کر دیا گیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اونٹ کے فوائد بہت زیادہ ہیں' خاص طور پر صحرائی علاقوں میں اس کی اہمیت آج بھی قائم ہے۔ ② بکریاں زیادہ بچے دیتی ہیں اور وہ جلد بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہر قسم کا چارہ اور درختوں کے پتے وغیرہ کھا لیتی ہیں' اس لیے انھیں باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ ③ گھوڑوں کی برکت کی وضاحت دوسری حدیث میں ''ثواب اور غنیمت'' سے کی گئی ہے' یعنی یہ جہاد میں کام آنے والے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجهاد والسير' باب: الجهاد ماضٍ مع البر والفاجر' حديث:٢٨٥٢) ④ جانور پالنا حلال روزی کا ایک ذریعہ ہے۔

٢٣٠٦- حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ النَّيْسَابُورِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ، أَبُو هُرَيْرَةَ الصَّيْرَفِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا زَرْبِيٌّ، إِمَامُ مَسْجِدِ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشَّاةُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ».

٢٣٠٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے۔''

٢٣٠٥_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح: ٢٨٥٠، ٣١١٩ وغيرهما، ومسلم، الإمارة، باب فضيلة الخيل وأن الخير معقود بنواصيها، ح: ١٨٧٣ عن محمد بن عبدالله ابن نمير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح على شرط الشيخين فقد احتجا بجميع رواته".

٢٣٠٦_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/ ١٠٩٤ من حديث عصمة به، وضعفه ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ١٧٤، ح: ١١٠٢، والبوصيري، وقال: "زربي متفق على ضعفه"، وله طريق آخر مظلم عند الخطيب: ٧/ ٤٣٥.

فوائد ومسائل: ① اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال جانور ہے۔ اس کا گوشت اور دودھ مفید ہے' اس لیے بکریاں پالنا اور ان کا گوشت اور دودھ استعمال کرنا چاہیے۔ ② اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ان جانوروں میں سے ہے جنھیں اللہ کی راہ میں ذبح کیا جاتا ہے اور عید کے موقع پر ان کی قربانی دی جاتی ہے' جس کی وجہ سے جنت حاصل ہوتی ہے۔ ③ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ''زربی بن عبداللہ'' ضعیف ہے' جس کی وجہ سے ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جب کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے الصحیحة میں صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۱۱۲۸)

٢٣٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عُرْوَةَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ. وَأَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ. وَقَالَ: «عِنْدَ اتِّخَاذِ الْأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجَ، يَأْذَنُ اللهُ بِهَلَاكِ الْقُرٰى».

۲۳۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دولت مندوں کو بکریاں پالنے کا حکم دیا اور ناداروں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ''جب دولت مند مرغیاں پالنے لگیں تو اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔''

٢٣٠٧- [إسناده موضوع] أخرجه أبوسعيد بن الأعرابي في المعجم من طريق عثمان بن عبدالرحمٰن الحراني به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، علي بن عروة تركوه، وقال ابن حبان: يضع الحديث"، وقال الحافظ في التقريب: "متروك، وله لون آخر عند ابن الجوزي في الموضوعات، أخرجه العقيلي من طريق آخر فيه كذاب ومتروك".

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ١٣) أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ (التحفة ١١)

فیصلہ کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ ذِكْرِ الْقُضَاةِ (التحفة ١)

باب:۱- قاضیوں کا ذکر

٢٣٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِياً بَيْنَ النَّاسِ، فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

۲۳۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا (جج) مقرر کیا گیا' اسے (گویا) بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔''

فوائد ومسائل: ① لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے لیکن یہ بہت نازک ذمہ داری ہے کیونکہ صحیح فیصلوں سے معاشرے میں امن وسکون قائم رہتا ہے اور غلط فیصلوں کا نتیجہ بدامنی اور فساد کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ② غلط فیصلے سے کسی بے گناہ کی جان بھی جا سکتی ہے اور ایک آدمی کا حق دوسرے کو مل سکتا ہے' اس لیے جج کو اپنی اس ذمے داری کا احساس کرتے ہوئے صحیح فیصلے تک پہنچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا ضروری ہے۔ ③ ''بغیر چھری کے ذبح ہونے'' سے اس منصب کی نزاکت اور اس فریضے کی انجام دہی کی مشکل کی طرف اشارہ ہے' اس کے باوجود معاشرے میں اس منصب کا وجود ضروری ہے' اس لیے جس شخص میں صلاحیت موجود ہو' اسے یہ ذمہ داری قبول کرنا اور اسے انصاف کے ساتھ کما حقہ ادا کرنا ضروری ہے۔

٢٣٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۲۳۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٣٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في طلب القضاء، ح: ٣٥٧٢ من حديث عبدالله بن جعفر به، وصححه الحاكم: ٤/ ٩١، والذهبي، والعراقي، (تخريج الإحياء: ٣/ ٣١٦)، وله شواهد.

٢٣٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في طلب القضاء والتسرع إليه، ح: ٣٥٧٨ من حديث ◀◀

وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلاَلِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُكِلَ إِلَى نَفْسِهِ. وَمَنْ جُبِرَ عَلَيْهِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَسَدَّدَهُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قاضی کا منصب طلب کیا' وہ اپنی جان کے حوالے کر دیا جاتا ہے' اور جسے اس (منصب کو قبول کرنے) پر مجبور کیا گیا' ایک فرشتہ نازل ہو کر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔''

٢٣١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ تَبْعَثُنِي وَأَنَا شَابٌّ أَقْضِي بَيْنَهُمْ، وَلاَ أَدْرِي مَا الْقَضَاءُ؟ قَالَ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي. ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ» قَالَ: فَمَا شَكَكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ.

٢٣١٠- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے روانہ فرما رہے ہیں کہ ان کے فیصلے کروں' حالانکہ میں جوان ہوں (تجربہ کار نہیں)' مجھے تو معلوم نہیں فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے؟ حضرت علی ؓ نے بیان کیا: آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو (صحیح بات پر) قائم فرما۔'' وہ فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت کبھی شک پیش نہیں آیا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢/٦٨'٩٢'٣٦٥' والإرواء للألباني' رقم:٢٦٠٠) بنابریں ملک کے مختلف علاقوں اور شہروں میں قاضی مقرر کرنا مسلمانوں کے سربراہ (خلیفہ) کا فرض ہے۔ ② کسی منصب کے لیے اس شخص کو مقرر کرنا چاہیے جس میں اس سے متعلقہ فرائض انجام دینے کی اہلیت

◀◀ إسرائيل به، وأخرجه الترمذي، ح:١٣٢٣، وله طريق آخر عند الترمذي، ح:١٣٢٤، وحسنه، وفي الطريقين عبدالأعلى الثعلبي، وتقدم حاله، ح:١٥٥٤.

٢٣١٠_[إسناده ضعيف] * أبوالبختري سعيد بن فيروز لم يسمع من علي، ولم يدركه قاله أبوحاتم الرازي، فالسند منقطع، وله شاهد عند أبي داود، ح:٣٥٨٢، حسنه الترمذي، ح:١٣٣١، وصححه الحاكم، والذهبي * وفيه حنش ابن المعتمر ضعفه الجمهور.

موجود ہو۔ ③ اگر ایک شخص محسوس کرے کہ وہ ان فرائض کو ادا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا جو اس کے ذمے لگائے جارہے ہیں تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ منصب قبول کرنے سے انکار کردے۔ ④ اپنے بزرگ یا سربراہ کے سامنے اپنی کمزوری یا مشکلات بیان کرنا حکم عدولی میں شمار نہیں ہوتا۔ ⑤ جس شخص کو نئی ذمہ داری سونپی جائے اس کی مناسب رہنمائی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حق میں دعا کرنا بھی اس کے لیے بہت مفید ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْحَيْفِ وَالرِّشْوَةِ (التحفة ٢)

باب:۲- ناانصافی اور رشوت بڑا گناہ ہے

٢٣١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ حَاكِمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَلَكٌ آخِذٌ بِقَفَاهُ. ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ. فَإِنْ قَالَ أَلْقِهِ. أَلْقَاهُ فِي مَهْوَاةٍ أَرْبَعِينَ خَرِيفاً».

۲۳۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی قاضی لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے قیامت کے دن وہ اس حال میں حاضر ہوگا کہ ایک فرشتے نے اسے گدی سے پکڑ رکھا ہوگا، پھر آسمان کی طرف سر اٹھائے گا، اگر اللہ نے فرمایا: اسے پھینک دے تو فرشتہ اسے (جہنم کے) گڑھے میں پھینک دے گا (جس میں وہ) چالیس سال تک (گرتا چلا جائے گا۔)“

٢٣١٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عَنْ حُسَيْنٍ، يَعْنِي ابْنَ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ

۲۳۱۲- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ ظلم (بے انصافی) نہ کرے۔ جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے۔“

٢٣١١_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٠ عن يحيى به، وانظر، ح: ١١ لعلته، وضعفه البوصيري.

٢٣١٢_ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني من طريقين عن محمد بن بلال به، كما في تهذيب الكمال: ٦/ ٤٥٨، وأخرجه ابن عدي: ٦/ ٢١٤٥ عن ابن صاعد عن أحمد بن سنان القطان به، إلا أنه قال: "حسين المعلم"، ومن طريقه أخرجه البيهقي: ١٠/ ٨٨، والصواب: "حسين بن عمران" دون المعلم، وأخرجه الترمذي، ح: ١٣٣٠، والبيهقي وغيرهما من حديث عمرو بن عاصم ثنا عمران القطان عن الشيباني عن ابن أبي أوفى به، ولم يكن في السند حُسينًا، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٥٤٠، والحاكم: ٤/ ٩٣، والذهبي.

اللهَ مَعَ الْقَاضِي، مَا لَمْ يَجُرْ. فَإِذَا جَارَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ».

فوائد ومسائل: ① جب انسان صحیح کام کی نیت رکھتا ہو تو اسے اللہ کی طرف سے توفیق اور مدد حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح قاضی اگر صحیح فیصلہ کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اس کے لیے حقیقت تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے' اگر نیک نیتی کے باوجود غلطی بھی ہو جائے تو وہ غلطی معاف ہے۔ ② جب قاضی کا ارادہ بے انصافی کرنے کا ہو تو اللہ کی تائید ونصرت حاصل نہیں رہتی۔ اس کے نتیجے میں شیطان کو داؤ لگانے کا موقع مل جاتا ہے اور قاضی غلط فیصلہ کر کے ظلم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ③ ہر اچھا کام اللہ کی توفیق وعنایت سے ہوتا ہے' اس لیے فرائض کی انجام دہی میں اللہ سے مدد مانگتے رہنا چاہیے۔

٢٣١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي».

۲۳۱۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رشوت دینے کی ضرورت تبھی پیش آتی ہے جب کوئی شخص غلط موقف پر ہونے کے باوجود اپنے حق میں فیصلہ کرانا چاہتا ہے۔ اس طرح رشوت دینے والا حق دار کا حق بھی مارتا ہے اور قاضی کو بھی گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ دگنا گناہ اسے اللہ کی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ ② رشوت لینے والا دنیا کے معمولی سے مفاد کے لیے ایک بے گناہ پر ظلم کرتا ہے اور اس سے اس کا حق چھین لیتا ہے' حالانکہ اسے مقرر ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ دوسروں کو ظلم سے روکے۔ اس لحاظ سے اس کا گناہ دوسرے ظالم سے کہیں زیادہ سنگین ہو جاتا ہے' اس لیے وہ بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ③ لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے محروم ہونا' اللہ کا کسی بندے کو اس کے کسی جرم کی وجہ سے اپنی رحمت سے محروم کرنا ہے۔ لعنت کا مطلب کسی کو یہ بددعا دینا بھی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے۔ ④ [راشي] رشوت دینے والے کو [مرتشي] رشوت لینے والے کو اور [رائش] ان دونوں کے درمیان معاملہ طے کرانے والے کو کہتے ہیں۔ یہ سب بڑے گناہ گار ہیں۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَاكِمِ يَجْتَهِدُ فَيُصِيبُ الْحَقَّ (التحفة ٣)

باب:۳- حاکم کا اجتہاد کر کے صحیح فیصلہ کرنا

٢٣١٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في كراهية الرشوة، ح: ٣٥٨٠ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الترمذي، ح: ١٣٣٧، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ١٠٣، والذهبي، وابن الجارود، ح: ٥٨٦.

٢٣١٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ. وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ».

۲۳۱۴- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ”جب فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرے اور اجتہاد کر کے صحیح بات تک پہنچ جائے تو اس کے لیے دو ثواب ہیں۔ اور جب فیصلہ کرے لیکن اجتہاد کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے تو اس کے لیے ایک ثواب ہے۔“

قَالَ يَزِيدُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ. فَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِيهِ أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

یہی روایت ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اجتہاد کے لفظی معنی کوشش کرنا ہیں۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ دلائل وشواہد کی روشنی میں اخلاص کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے میں صحیح موقف تک پہنچنے کے لیے پوری توجہ اور کوشش سے سوچ بچار کی جائے' اور یہ فیصلہ کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنی طرف سے صحیح فیصلہ کرنے کی پوری کوشش کرے۔ ② اس کوشش اور اجتہاد کے نتیجے میں صحیح بات سمجھ میں آ جانا اللہ کا فضل ہے جس کے نتیجے میں حق دار کو اس کا حق مل جاتا ہے' یا مسئلہ پوچھنے والے کو صحیح مسئلہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان کو فائدہ پہنچانا ایک نیکی ہے' لہٰذا اجتہاد کرنے والے کو اس کا بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ ثواب اللہ کی خاص رحمت ہے۔ ③ جس شخص سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے اور اس کے نتیجے میں کسی کو غلط مسئلہ بتایا جائے یا حق دار اپنے حق سے محروم ہو جائے تو اجتہاد کرنے والے قاضی یا عالم کو گناہ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے صحیح بات کو سمجھنے کی پوری کوشش کی ہے' لہٰذا اسے اس کوشش کا ثواب بہرحال ملے گا۔ ④ اگر بعد میں آنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ عالم سے مسئلہ معلوم کرنے میں غلطی ہوئی ہے تو انھیں اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اور غلطی کرنے والے عالم کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے کہ اس نے جان بوجھ کر غلط مسئلہ نہیں بتایا۔

٢٣١٤ـ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ٧٣٥٢ من حديث ابن الهاد به، ومسلم، الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، ح: ١٧١٦ من حديث الدراوردي به.

٢٣١٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ، قَالَ: لَوْلَا حَدِيثُ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ. اثْنَانِ فِي النَّارِ، وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ. رَجُلٌ عَلِمَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ. وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ جَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ» - لَقُلْنَا: إِنَّ الْقَاضِيَ إِذَا اجْتَهَدَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ.

٢٣١٥- حضرت ابو ہاشم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کی وہ حدیث نہ ہوتی جوانھوں نے اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاضی تین (طرح کے) ہیں۔ دو جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ (ایک) وہ آدمی (ہے) جس نے حق معلوم کرلیا' پھر اس کے مطابق فیصلہ دیا تو وہ جنت میں جائے گا۔ (دوسرا) وہ آدمی (ہے) جس نے (حق سے) لاعلم ہوتے ہوئے لوگوں میں فیصلہ کیا' وہ جہنم میں جائے گا۔ (تیسرا) وہ آدمی (ہے) جس نے فیصلہ کرتے ہوئے ظلم سے کام لیا' وہ بھی جہنم میں جائے گا۔'' (اگر یہ حدیث نہ ہوتی) تو ہم کہتے کہ قاضی جب اجتہاد سے کام لے (اپنی پوری کوشش کرے) تو وہ جنتی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کے نزدیک یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تحقیق میں کافی شافی بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ٨/٢٣٥، ٢٣٦، رقم: ٢٦١٤) بنابریں جج کا عہدہ بہت بڑی ذمے داری کا حامل ہے۔ ② جج کے لیے ضروری ہے کہ فیصلہ کرتے وقت اسے یقین ہو کہ صحیح بات یہ ہے' پھر اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ ③ سرسری سماعت کے بعد فیصلہ دے دینا' جب کہ معاملے کی پوری طرح چھان بین کر کے حق معلوم نہ کیا گیا ہو' جائز نہیں۔ ④ جب یقین ہو جائے کہ حق فلاں فریق کا ہے' پھر فیصلہ دوسرے کے حق میں دے دیا جائے' یہ ظلم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔ اس ناانصافی کی وجہ بعض اوقات کوئی وقتی دنیوی مفاد ہوتا ہے۔ یہ مفاد رشوت میں شامل ہے جس کی وجہ سے لعنت پڑتی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ٢٣١٣) ⑤ اجتہادی غلطی معاف ہونے کے باوجود حق تبدیل نہیں ہوتا' اس لیے جب معلوم ہو جائے کہ غلطی ہو گئی ہے تو قاضی یا مجتہد کو اپنے پہلے فیصلے یا فتوے سے رجوع کر لینا چاہیے۔

٢٣١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القاضي يخطىء، ح: ٣٥٧٣ من حديث خلف به، وله شاهد عند الطبراني (مجمع: ٤/ ١٩٣).

(المعجم ٤) - **بَاب: لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ وَهُوَ غَضْبَانُ** (التحفة ٤)

باب:۴- فیصلہ کرنے والے کو غصے کی حالت میں فیصلہ نہیں دینا چاہیے

٢٣١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْضِي الْقَاضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ».

قَالَ هِشَامٌ، فِي حَدِيثِهِ: لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

۲۳۱۶- حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث بن کلدہ ثقفی ؓ) سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاضی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے جب کہ وہ غصے میں ہو۔''

(استاد) ہشام نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان فرمائے ہیں: ''فیصلہ کرنے والے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرے جب کہ وہ غصے میں ہو۔''

فوائد ومسائل: ① غصے کی حالت میں انسان کی ذہنی حالت درست نہیں رہتی اور جذبات کی وجہ سے معاملات کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا ممکن نہیں رہتا' اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ اس حالت میں دیا ہوا فیصلہ درست نہیں ہوگا۔ ② نبی اکرم ﷺ اس بات سے معصوم تھے کہ جذبات یا غصے میں غلط فیصلہ دیں' اس لیے نبی ﷺ نے بعض اوقات ایسی حالت میں بھی فیصلہ دیا ہے جب کہ کسی شخص کی کسی نامناسب بات کی وجہ سے نبی ﷺ ناراضی محسوس فرما رہے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأحكام' باب هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟ حديث:۷۱۵۹)

(المعجم ٥) - **بَاب: قَضِيَّةُ الْحَاكِمِ لَا تُحِلُّ حَرَامًا وَلَا تُحَرِّمُ حَلَالًا** (التحفة ٥)

باب:۵- جج کے فیصلہ کر دینے سے حرام چیز حلال اور حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی

٢٣١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۳۱۷- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت

٢٣١٦ـ أخرجه البخاري، الأحكام، هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح:٧١٥٨، ومسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح:١٧١٧ من حديث عبدالملك به.

٢٣١٧ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب من أقام البينة بعد اليمين، ح:٢٦٨٠، ٦٩٦٧، ٧١٦٩ من حديث◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ. وَإِنَّمَا أَقْضِي لَكُمْ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْكُمْ. فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئاً، فَلاَ يَأْخُذْهُ. فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ. يَأْتِي بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس اپنے تنازعات لے کر آتے ہو۔ اور میں ایک انسان ہی ہوں۔ شاید کوئی شخص اپنی دلیل کو دوسرے کی نسبت بہتر طور پر بیان کرسکتا ہو۔ اور میں تو جو کچھ تم (فریقین اور گواہوں) سے سنتا ہوں اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں' لہٰذا جس کو میں اس کے بھائی کے حق میں سے کوئی چیز دے دوں تو وہ اسے نہ لے۔ میں تو اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔ قیامت کے دن وہ اسے لے کر حاضر ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① قاضی کو فریقین کے دلائل' گواہوں کی گواہی اور دیگر قرائن کی روشنی میں صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے باوجود اگر اس سے غلط فیصلہ ہوگیا تو اسے گناہ نہیں ہوگا۔ ② اگر ایک شخص کو معلوم ہے کہ اس معاملے میں میرا موقف درست نہیں لیکن قاضی اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے تو اس سے اصل حقیقت میں فرق نہیں پڑتا' لہٰذا اس کے لیے وہ چیز لینا جائز نہیں جسے قاضی اس کی قرار دے چکا ہے۔ ③ اس حدیث کی روشنی میں علمائے کرام نے یہ اصول بیان فرمایا ہے: ''قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوتا ہے' باطناً نہیں۔'' اس کا یہی مطلب ہے کہ قاضی کے فیصلے سے کسی دوسرے کی چیز حلال نہیں ہوجاتی' مثلاً: اگر جھوٹے گواہوں کی مدد سے یہ فیصلہ لے لیا جائے کہ فلاں عورت سے نکاح ہو چکا ہے تو مرد کے لیے اس عورت کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو زنا کا مرتکب ہوگا' اور قیامت والے دن اسے اس کی سزا ملے گی۔ اسی طرح اگر قاضی یہ فیصلہ کردے کہ فلاں عورت کو طلاق ہو چکی ہے جبکہ حقیقت میں مرد نے طلاق نہ دی ہو تو مرد اپنی اس بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم رکھنے پر اللہ کے ہاں مجرم نہیں ہوگا۔ ④ نبی اکرم ﷺ کو علم غیب حاصل نہیں تھا' البتہ بعض معاملات میں وحی کے ذریعے سے آپ کو خبر دے دی جاتی تھی۔ ⑤ ناجائز طور پر حاصل کیا ہوا مال قیامت کے دن سزا کا باعث بھی ہوگا اور رسوائی کا سبب بھی' جب مجرم سب لوگوں کے سامنے اپنے جرم کے ثبوت سمیت موجود ہوگا اور اسے اس کے مطابق سرعام سزا ملے گی۔

۲۳۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۳۱۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

◄◄ هشام به، ومسلم، الأقضية، باب بيان أن حكم الحاكم لا يغير الباطن، ح: ۱۷۱۳ عن ابن أبي شيبة به.

۲۳۱۸ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۳۲ عن محمد بن بشر به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ۱۱۹۷ من حديث محمد بن عمرو، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح".

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ. فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ قِطْعَةً. فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو محض ایک انسان ہوں۔ شاید تم میں سے ایک شخص اپنی دلیل کو دوسرے کی نسبت بہتر طور پر بیان کرسکتا ہو' لہٰذا جس کو اس کے بھائی کے حق میں سے ایک ٹکڑا کاٹ کردے دوں تو میں اسے (جہنم کی) آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کردے رہا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ بھی شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے اور فیصلہ کرنے کے مکلّف تھے۔ ② کسی کے حق سے ٹکڑا کاٹ کردینے کا مطلب یہ ہے کہ جتنا حق دار کا حق تھا اسے پورا نہیں دیا گیا بلکہ کچھ حصہ غلطی سے دوسرے کو دے دیا گیا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦) - بَابُ مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ وَخَاصَمَ فِيهِ (التحفة ٦)

باب:٦- کسی کی چیز کا دعویٰ کرنا اور اس کے بارے میں جھگڑنا

٢٣١٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ، أَبُوعُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَن أَبِيهِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

٢٣١٩- حضرت ابوذر (جندب بن جنادہ غفاری ؓ) سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص اس چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں' اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالینا چاہیے۔''

فوائد ومسائل: ① ''ہم میں سے نہیں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ عمل مسلمانوں کا عمل نہیں اور اس کا ایمان کامل نہیں۔ ② ''جہنم میں ٹھکانا بنالینا چاہیے۔'' کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہونا چاہیے کہ وہ جہنم میں جائے گا' لہٰذا اس سے بچنے کے لیے اسے اس گناہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ گناہ ہوگیا ہے تو حق دار کو

٢٣١٩ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر!، ح: ٦١ من حديث عبدالصمد به مطولاً.

اس کا حق واپس کر کے توبہ کر کے جہنم سے بچ جانا چاہیے۔ ③ ارشاد نبوی ہے: ''جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اللہ اسے (جہنم کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم' الإیمان' باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا' حدیث:۲۶) اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے اس کے گناہوں کی سزا نہیں ملے گی بلکہ یہ مطلب ہے اسے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا عذاب نہیں ہوگا۔

۲۳۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ سَوَاءٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ أَوْ يُعِينُ عَلَى ظُلْمٍ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللهِ حَتَّى يَنْزِعَ».

۲۳۲۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مقدمے میں (ظالم کی) مدد کی' وہ ہمیشہ اللہ کی ناراضی کا مستحق رہتا ہے حتی کہ (اس گناہ سے) باز آ جائے۔''

فوائد ومسائل: ① لوگوں کے آپس کے اختلافات میں ہر شخص کو چاہیے کہ اس شخص کی حمایت کرے جس کا موقف درست ہو اور جو غلطی پر ہو اسے سمجھائے اور منع کرے۔ ② ظالم کی حمایت اور مدد کرنا بڑا گناہ ہے۔ ③ حق کی حمایت میں دوستی یا رشتے داری کے تعلقات کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا﴾ (النسآء ۴:۱۳۵) ''اے ایمان والو! تم انصاف کے لیے ڈٹ جانے والے اور اللہ کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ' خواہ وہ تمھارے اپنے خلاف یا تمھارے والدین اور رشتے داروں کے خلاف ہو' معاملے کا فریق امیر ہو یا غریب' دونوں صورتوں میں تمھاری نسبت اللہ زیادہ ان کا خیر خواہ ہے' لہٰذا تم نفسانی خواہش کے پیچھے پڑ کر انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔''

(المعجم ۷) - بَابٌ: اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ (التحفة ۷)

باب:۷- گواہی پیش کرنا مدعی کا فرض ہے اور مدعا علیہ کے ذمے قسم کھانا ہے

۲۳۲۱- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى

۲۳۲۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

۲۳۲۰ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الرجل يعين على خصومة من غير أن يعلم أمرها، ح:۳۵۹۸ من حديث مطر به.

۲۳۲۱ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب "إن الذين يشترون بعهد الله ... الخ"، ح:۴۵۵۲ من حديث ابن جريج◄

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ، ادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ. وَلٰكِنِ الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے کی بنا پر چیز دے دی جائے تو لوگ دوسرے افراد کے جان و مال پر دعوے کر دیں لیکن قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے۔ اس میں گواہ کا قابل اعتماد ہونا ضروری ہے' اس لیے خرید و فروخت کے موقع پر گواہ بنالینا ضروری ہے' خاص طور پر جب کہ سودا قیمتی ہو' یا ادھار کی رقم اتنی زیادہ ہو جس کے ادا ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جھگڑا ہونے کا امکان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾ (البقرة ٢:٢٨٢) ''اور اپنے مردوں میں سے دو مرد گواہ مقرر کر لو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنھیں تم گواہوں میں سے پسند کرو۔'' ② جب کسی مقدمے میں مدعی گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور وہ اللہ کی قسم کھا کر اپنے موقف کے برحق ہونے کی گواہی دے گا۔ ③ مدعی کی قسم پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا' اس کے لیے گواہ پیش کرنا ہی ضروری ہے۔

٢٣٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ. فَجَحَدَنِي. فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لاَ. قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «احْلِفْ» قُلْتُ: إِذاً

٢٣٢٢- حضرت اشعث بن قیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: زمین کا ایک ٹکڑا میری اور یہودی کی مشترکہ ملکیت تھا۔ اس نے میرا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ نبی ؑ نے یہودی سے کہا: ''قسم کھا۔'' میں نے کہا: وہ تو (جھوٹی) قسم کھا کر میرا مال لے لے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے

به، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعٰى عليه، ح: ١٧١١ من حديث ابن وهب به.

٢٣٢٢ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الخصومة في البئر والقضاء فيها، ح: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧ ... الخ، من حديث الأعمش به، ومسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٨ عن ابن نمير به.

يَحْلِفُ فِيهِ فَيَذْهَبُ بِمَالِي. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ٧٧] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا......﴾ ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں' اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا' نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ ② کسی کی چیز ناجائز طور پر حاصل کرنے کے لیے اس پر جھوٹا دعویٰ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ③ قاضی گواہوں اور شواہد کی بنا پر اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کرنے کا مکلّف ہے۔ اگر اس نے اپنی سمجھ کے مطابق قرآن وحدیث کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کی ہے تو وہ گناہ گار نہیں' خواہ وہ فیصلہ حقیقت میں غلط ہی ہو' لیکن اگر مدعی کو معلوم ہے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے تو اس کے لیے کسی کی چیز لینا جائز نہیں' خواہ اس کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہو۔ ④ اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا' اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت اور خوشنودی سے بات نہیں کرے گا بلکہ غضب کے ساتھ زجر و توبیخ کے طور پر یا محاسبے کے لیے بات کرے گا۔ ⑤ کلام کرنا اللہ کی صفت ہے۔ وہ جب چاہتا ہے جس سے چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے' تاہم اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفت سے مشابہ نہیں۔ ⑥ جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور گناہ کم اور معمولی ہوں گے' اللہ ان کے گناہ معاف کر کے انھیں پاک و صاف کر دے گا جب کہ عادی مجرم اور بعض کبیرہ گناہوں کے مرتکب اس معافی سے محروم رہیں گے۔

(المعجم ٨) - بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَاجِرَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا (التحفة ٨)

باب: ٨- کوئی مال (ناجائز طور پر) حاصل کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا (کبیرہ گناہ ہے)

٢٣٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُومُعَاوِيَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ

٢٣٢٣- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی قسم کھائی جب کہ وہ قسم کھاتے ہوئے گناہ (جھوٹ) کا ارتکاب کر رہا ہے اور اس (جھوٹی قسم) کے ذریعے سے کسی مسلمان کے مال کا کچھ حصہ حاصل کرتا ہے' جب اللہ

٢٣٢٣- [صحيح] انظر الحديث السابق.

حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ».

سے اس کی ملاقات ہوگی تو اللہ اس پر ناراض ہوگا۔"

فوائد ومسائل: ① جھوٹی قسم بڑا گناہ ہے' خاص طور پر جب کہ مقصد کسی کا مال چھینا ہو۔ ② غیر مسلم کا مال ناجائز طور پر حاصل کرنا بھی جرم ہے لیکن ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال ناجائز طریقے سے لے لے' یہ اور بھی بڑا گناہ اور جرم ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بعض گناہ گاروں پر ناراضی کا اظہار بھی فرمائے گا۔ ④ غضب اللہ کی صفت ہے' اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔ اور اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے نیکیاں کرنی چاہئیں اور گناہوں سے بچنا چاہیے۔

٢٣٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَخَاهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَقْتَطِعُ رَجُلٌ حَقَّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيراً؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ سِوَاكاً مِنْ أَرَاكٍ».

۲۳۲۴- حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: "جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان آدمی کا حق مارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام اور جہنم واجب کر دیتا ہے۔" حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگرچہ پیلو کی ایک مسواک ہو۔"

فوائد ومسائل: ① حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ ② شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی وجہ سے بھی جہنم کی سزا مل سکتی ہے' لہٰذا ان سے بھی زیادہ سے زیادہ اجتناب کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ ③ شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں سے جہنم واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے جہنم میں ضرور جانا پڑے گا' سزا بھگتنے کے بعد اس کو نجات مل سکتی ہے۔ اور اگر اس گناہ سے بڑی کوئی نیکی موجود ہو تو اس کی وجہ سے بھی نجات ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے خاص فضل سے بھی اسے معاف کر سکتا ہے لیکن شرک اکبر اور ایسے کفریہ کام جو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں ان کی سزا دائمی جہنم ہے۔ ④ بعض گناہ بظاہر معمولی ہوتے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑے ہوتے ہیں' اس لیے ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا چاہیے۔ ⑤ اللہ کے

٢٣٢٤_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٧ عن ابن أبي شيبة به.

نام کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اور معمولی سی چیز کے لیے اس کا ارتکاب اور بھی زیادہ برا ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْيَمِينِ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ (التحفة ٩)

باب:٩- حقوق میں اختلاف کے موقع پر قسم کھانا

٢٣٢٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى. قَالاَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ آثِمَةٍ، عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ أَخْضَرَ».

٢٣٢٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے اس منبر کے پاس گناہ والی (جھوٹی) قسم کھائی' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اگرچہ تازہ مسواک کے لیے (قسم کھائی) ہو۔''

٢٣٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَزَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ ابْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ فَرُّوخَ؛ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: وَهُوَ أَبُو يُونُسَ الْقَوِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَحْلِفُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ عَبْدٌ، وَلاَ أَمَةٌ، عَلَى يَمِينٍ آثِمَةٍ، وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ رَطْبٍ، إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ».

٢٣٢٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس منبر کے پاس جو بھی بندہ یا بندی گناہ والی (جھوٹی) قسم کھائے گا' خواہ تازہ مسواک کے لیے کھائے' اس کے لیے جہنم واجب ہو جائے گی۔''

٢٣٢٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب ماجاء في تعظيم اليمين عند منبر النبي ﷺ ح:٣٢٤٦ من حديث هاشم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١١٩٢، وابن الجارود، ح:١٢٧، والحاكم:٤/٢٩٦، ١٩٧، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

٢٣٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٢/٣٢٩، ٥١٨ عن الضحاك به، وصححه البوصيري، والمنذري في الترغيب والترهيب:٢/ ٦٢٥، والحاكم:٤/ ٢٩٧ على شرط الشيخين، وقال الذهبي: "صحيح".

فوائد و مسائل: ① باہمی اختلاف اور جھگڑے کے فیصلے کے لیے قسم لینا اور قسم کھانا جائز ہے بشرطیکہ سچی قسم ہو۔ گناہ صرف جھوٹی قسم کھانے میں ہے۔ ② کسی عام جگہ گناہ کرنے کی نسبت احترام والی جگہ گناہ کرنا زیادہ برا ہے اور اس کی سزا بھی زیادہ سخت ہوگی۔ ③ مسجد دوسرے مقامات سے زیادہ احترام کی مستحق ہے۔ ④ تمام مساجد میں سے سب سے زیادہ احترام والی مسجدیں تین ہیں: مسجد حرام' جس میں کعبہ شریف ہے' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔ ⑤ مسجد میں منبر کے قریب کی جگہ زیادہ تقدس کی حامل ہے' خصوصاً مسجد نبوی میں منبر کے قریب کی جگہ کو' جنت کا باغیچہ' فرمایا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''میرے گھر (حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا) اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔'' (صحیح البخاري' فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة' باب فضل مابين القبر و المنبر' حديث:١١٩٥' وصحيح مسلم' الحج' باب مابين القبر والمنبر روضة من رياض الجنة' حديث:١٣٩٠) ⑥ اس مقام پر جھوٹی قسم کھانا انتہائی بری حرکت اور بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے' خاص طور پر جب کہ قسم کسی معمولی چیز کے لیے ہو تو اور بھی بری بات ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: بِمَا يُسْتَحْلَفُ أَهْلُ الْكِتَابِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- اہل کتاب سے کس طرح قسم لی جائے؟

٢٣٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَاءِ الْيَهُودِ. فَقَالَ: «أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى».

٢٣٢٧- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی عالم کو بلایا اور فرمایا: ''میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔''

٢٣٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِدٍ: أَنْبَأَنَا عَامِرٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِيَهُودِيَّيْنِ: «أَنْشَدْتُكُمَا بِاللهِ الَّذِي

٢٣٢٨- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے دو یہودیوں سے فرمایا: ''میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔''

٢٣٢٧ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود، أهل الذمة في الزنى، ح:١٧٠٠ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح:٢٥٥٨.

٢٣٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في رجم اليهوديين، ح:٤٤٥٢ من حديث أبي أسامة به، وانظر، ح:١١ لعلته.

أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ».

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ یہود ونصاریٰ کے مذہب میں بھی جھوٹی قسم کھانا حرام ہے' اس لیے ضرورت کے وقت ان سے قسم لی جاسکتی ہے۔ ② غیر مسلموں سے بھی اللہ ہی کی قسم لی جائے۔ ③ یہود تورات کا ادب کرتے اور اس پر ایمان رکھنے کا دعوی کرتے ہیں' اس لیے ان کے عقیدے کے مطابق قسم لی جاسکتی ہے لیکن ایسے الفاظ سے جو اسلامی عقیدے کے بھی خلاف نہ ہوں۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: اَلرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ السِّلْعَةَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ** (التحفة ١١)

باب: ۱۱- جب دو آدمی کسی چیز (کی ملکیت) کے دعوے دار ہوں اور ان میں سے کسی کے پاس گواہی نہ ہو

٢٣٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا دَابَّةً. وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ. فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ.

۲۳۲۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ایک جانور کے بارے میں دعویٰ کیا' اور ان کے درمیان (فیصلہ کرنے والی) کوئی گواہی موجود نہ تھی تو نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ قسم کھانے کے لیے قرعہ اندازی کرلیں۔ (پھر جس کا قرعہ نکلے وہ قسم کھالے۔)

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود میں بھی ہے وہاں پر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سنداً تو ضعیف ہے لیکن دیگر بہت سے شواہد کی بنا پر صحیح ہے' دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو) مطبوعہ دارالسلام حدیث: ۳۶۱۶) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے بھی صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳/۵۲۵-۱۶/۲۲۸' والإرواء: ۸/۲۷۵' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۲۳۲۹) ② اصل قانون یہی ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعا علیہ قسم کھائے۔ ③ حدیث میں مذکور صورت میں دونوں فریق مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ ایسی صورت میں دونوں قسم کھانے کا حق رکھتے ہیں' لہٰذا قرعہ اندازی سے فیصلہ کرلیا جائے کہ کون قسم کھائے۔ ④ بعض معاملات میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

٢٣٢٩ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الأقضية، باب الرجلين يدعيان شيئًا وليس بينهما بينة، ح: ٣٦١٦ من حديث سعيد به، انظر، ح: ١٧٥، ٤٢٩ لعلته.

٢٣٣٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا [سَعِيدٌ] عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ، بَيْنَهُمَا دَابَّةٌ. وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

٢٣٣٠- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مقدمہ پیش کیا' ان کے درمیان (جھگڑے کی وجہ) ایک جانور تھا۔ ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہ تھا تو نبی ﷺ نے ان دونوں کو وہ جانور آدھا آدھا تقسیم کر دیا (کہ وہ جانور فروخت کر کے قیمت آپس میں تقسیم کر لیں۔)

(المعجم ١٢) - بَابُ مَنْ سُرِقَ لَهُ شَيْءٌ، فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ، اشْتَرَاهُ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- اگر کسی کی کوئی چیز چوری ہو جائے' پھر وہ اس شخص کے ہاں ملے جس نے اسے خریدا ہو

٢٣٣١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا ضَاعَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ، أَوْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ، فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ يَبِيعُهُ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِالثَّمَنِ».

٢٣٣١- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا چوری ہو جائے' پھر اسے وہ چیز اس شخص کے ہاتھ میں ملے جو اسے فروخت کر رہا ہے تو وہ (مالک) اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے اور خریدار بیچنے والے سے اپنی قیمت وصول کر لے۔''

(المعجم ١٣) - بَابُ الْحُكْمِ فِيمَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي (التحفة ١٣)

باب: ١٣- جانور جو (کھیتی) خراب کر دیں' اس کا فیصلہ

٢٣٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

٢٣٣٢- حضرت حرام بن سعد بن محیصہ رحمہ اللہ سے

٢٣٣٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأقضية، باب الرجلين يدعيان شيئًا وليس بينهما بينة، ح: ٣٦١٣ من حديث قتادة به، رواه شيبة عن قتادة به (السنن الكبرٰى للبيهقي: ١٠/ ٢٥٧، والمسند للإمام أحمد: ٤/ ٤٠٢)، وله شواهد كثيرة جدًا.

٢٣٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٥١ من حديث أبي معاوية ثنا الحجاج بن أرطاة به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩ لعلته.

٢٣٣٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب المواشي تفسد زرع قوم، ح: ٣٥٧٠ من حديث ابن شهاب◀◀

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ مُحَيِّصَةَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ، كَانَتْ ضَارِيَةً، دَخَلَتْ فِي حَائِطِ قَوْمٍ. فَأَفْسَدَتْ فِيهِ. فَكُلِّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهَا. فَقَضَى أَنَّ حِفْظَ الْأَمْوَالِ عَلَى أَهْلِهَا بِالنَّهَارِ. وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي مَا أَصَابَتْ مَوَاشِيهِمْ بِاللَّيْلِ.

روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب بن حارث ؓ کی ایک اونٹنی لوگوں کے کھیت چر جایا کرتی تھی۔ وہ کچھ لوگوں کے باغ میں جا گھسی اور اسے خراب کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ مال (باغ وغیرہ) کی حفاظت دن کے وقت (باغ کے) مالکوں کی ذمے داری ہے۔ اور رات کو جانور جو کچھ خراب کریں اس کی تلافی جانوروں کے مالکوں کے ذمے ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عِيسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ نَاقَةً لِآلِ الْبَرَاءِ أَفْسَدَتْ شَيْئاً. فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت براء بن عازب سے بیان فرمائی کہ آل براء کی ایک اونٹنی نے کسی کی کھیتی وغیرہ خراب کر دی تو آپ نے مذکورہ حدیث کی مثل ہی فیصلہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض دیگر محققین نے شواہد کی بنیاد پر اسے مرسل صحیح اور بعض نے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٩/٩٧ - ٩٩' والصحيحة للألباني' رقم: ٢٣٨) بنابریں باغ یا کھیت میں دن کے وقت عام طور پر کام ہوتا ہے اور مالک اپنے باغ اور کھیت میں موجود ہوتے ہیں' اس لیے اگر کسی کا جانور آ جائے تو وہ اسے آسانی سے روک سکتے ہیں' لہٰذا وہی اپنے مال کی حفاظت کے ذمے دار ہیں۔ ② رات آرام کے لیے ہے اور جانور بھی باڑوں میں بند ہوتے ہیں' اس لیے اگر رات کے وقت کوئی جانور کسی کے کھیت یا باغ میں جا گھسے تو یہ جانور کے مالک کی بے پروائی اور غلطی ہے' اس لیے اسے چاہیے کہ نقصان پورا کرے' اس کے برعکس دن میں نقصان ہو جانا باغ والے یا کھیت والے کی کوتاہی ہے' جانور کا مالک ذمے دار نہیں۔

◀◀ الزهري به * الأوزاعي تابعه مالك في الموطأ: ٢/ ٧٤٧، ٧٤٨ وغيره، ولم أجد تصريح سماع الزهري، وانظر، ح: ٧٠٧.

(المعجم ١٤) - بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ كَسَرَ شَيْئًا (التحفة ١٤)

٢٣٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَخْبِرِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: أَوَ مَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾؟ [القلم: ٤] قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ أَصْحَابِهِ. فَصَنَعْتُ لَهُ طَعَاماً. وَصَنَعَتْ لَهُ حَفْصَةُ طَعَاماً. قَالَتْ: فَسَبَقَتْنِي حَفْصَةُ. فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ: انْطَلِقِي فَأَكْفِئِي قَصْعَتَهَا. فَلَحِقَتْهَا وَقَدْ هَمَّتْ أَنْ تَضَعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَكْفَأَتْهَا فَانْكَسَرَتِ الْقَصْعَةُ، وَانْتَشَرَ الطَّعَامُ. قَالَتْ فَجَمَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَا فِيهَا مِنَ الطَّعَامِ عَلَى النِّطَعِ. فَأَكَلُوا. ثُمَّ بَعَثَ بِقَصْعَتِي. فَدَفَعَهَا إِلَى حَفْصَةَ. فَقَالَ: «خُذُوا ظَرْفاً مَكَانَ ظَرْفِكُمْ وَكُلُوا مَا فِيهَا» قَالَتْ فَمَا رَأَيْتُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

باب: ۱۴- جو (کسی کی) کوئی چیز توڑ ڈالے اس کا فیصلہ کیا ہے؟

۲۳۳۳- حضرت قیس بن وہب رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو سواءۃ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں' اس نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ (جس میں یہ ارشاد ہے:) ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ''آپ یقیناً عظیم اخلاق کے حامل ہیں۔'' (اس کے بعد ام المومنین رضی اللہ عنہا نے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پہلے تیار کر لیا۔ میں نے خادمہ سے کہا: جا کر ان کا پیالہ الٹ دو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ابھی پیالہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھنے کا ارادہ ہی کر رہی تھیں کہ خادمہ نے انھیں جا لیا اور پیالہ الٹ دیا۔ پیالہ (گر کر) ٹوٹ گیا اور کھانا بکھر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے ٹکڑے جمع کیے اور اس میں جو کھانا تھا وہ چمڑے کے دستر خوان پر جمع کیا اور سب نے کھایا' پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا پیالہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیج دیا' اور وہ انھی کو دے دیا۔ اور فرمایا: ''اپنے برتن کی جگہ یہ برتن لے لو۔ اور اس میں جو کھانا ہے وہ بھی کھا لو۔'' (ام المومنین نے) فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ

٢٣٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة ـ شيخ المصنّف ـ في المصنّف: ١٤/ ٢١٤، ٢١٥ به، وضعفه البوصيري لجهالة "رجل من بني سوأة".

مبارک پر خفگی کے آثار نظر نہیں آئے۔

٢٣٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ. فَأَرْسَلَتْ أُخْرَى بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ. فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُولِ. فَسَقَطَتِ الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ. فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى. فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُّكُمْ. كُلُوا» فَأَكَلُوا. حَتَّى جَاءَتْ بِقَصْعَتِهَا، الَّتِي فِي بَيْتِهَا. فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ، وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْهَا.

۲۳۳۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک ام المومنین (رضی اللہ عنہا) کے ہاں تشریف فرما تھے۔ ایک اور ام المومنین (رضی اللہ عنہا) نے ایک پیالے میں کھانا بھیجا۔ انھوں نے لانے والی کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے دونوں ٹکڑے لے کر ایک دوسرے سے ملائے اور اس (ٹوٹے ہوئے پیالے) میں کھانا ڈالنے لگے اور فرمایا: ”تمھاری ماں کو غیرت آ گئی تھی۔ کھانا کھالو۔“ چنانچہ انھوں نے کھانا کھایا۔ نبی ﷺ جس زوجۂ محترمہ کے ہاں تشریف فرما تھے وہ اپنا پیالہ لائیں تو آپ ﷺ نے وہ صحیح سالم پیالہ کھانا لانے والی کو دے دیا اور ٹوٹا ہوا ان کے گھر رہنے دیا جنھوں نے وہ توڑا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ہمسایوں کا ایک دوسرے کے ہاں کھانا وغیرہ بھیجنا ایک اچھی عادت ہے خاص طور پر جب کوئی نئی اور عمدہ ڈش تیار کی جائے تو کچھ نہ کچھ ہمسایوں کے ہاں بھیج دینا چاہیے۔ ② سوکنوں کی باہمی رقابت ایک فطری اور معروف چیز ہے لہٰذا خاوند کو چاہیے کہ اسے برداشت کرے کیونکہ اسے مکمل طور پر ختم کرنا ممکن نہیں۔ ③ اگر کوئی ایسی چیز کسی کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے جس کا متبادل دستیاب ہو تو ضائع ہونے والی چیز کے بدلے میں ویسی ہی چیز مالک کو دی جائے۔ ④ بیویوں میں انصاف کا تعلق صرف جیب خرچ یا شب باشی کے معاملات سے نہیں بلکہ روزمرہ کے معاملات میں بھی سب کے ساتھ انصاف کا یکساں سلوک کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الرَّجُلِ يَضَعُ خَشَبَةً عَلَى جِدَارِ جَارِهِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- ہمسائے کی دیوار پر لکڑی (شہتیر وغیرہ) رکھنا

٢٣٣٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن أفسد شيئًا يغرم مثله، ح: ٣٥٦٧، والنسائي، ح: ٣٤٠٧ عن محمد بن المثنّى به، وأخرجه البخاري، والترمذي وغيرهما من طرق عن حميد به، وقال الترمذي، ح: ١٣٥٩ "حسن صحيح"، وتابعه ثابت البناني عن أنس به: (قط: ٤/ ١٥٣).

۲۳۳۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدَكُمْ جَارُهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ فَلاَ يَمْنَعْهُ» فَلَمَّا حَدَّثَهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ طَأْطَأُوا رُؤُوسَهُمْ. فَلَمَّا رَآهُمْ قَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ. وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

۲۳۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی سے اس کا ہمسایہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت طلب کرے تو (اسے چاہیے کہ) اسے منع نہ کرے۔'' (عبدالرحمان اعرج رحمہ اللہ نے کہا:) جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی تو سامعین نے سر جھکا لیے چنانچہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں (اس حال میں) دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمھیں اس حدیث سے اعراض کرتے محسوس کرتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اس (حدیث) کو تمھارے کندھوں پر ماروں گا۔

فوائد ومسائل: ① دیوار میں لکڑی گاڑنے سے مراد یا تو کھونٹی وغیرہ گاڑنا ہے یا اس سے مراد دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ کر چھت ڈالنا ہے۔ ② کندھوں پر مارنے کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تم پسند کرو یا نہ کرو' میں تمھیں یہ شرعی حکم سناتا رہوں گا اور تمھیں اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ ③ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جب تبلیغ میں غصے کا اظہار کرنا درست ہوتا ہے' یعنی جب یہ محسوس کیا جائے کہ سامعین پر غصے کا اثر زیادہ ہوگا تو یہ طریقہ بھی درست ہے لیکن اسے عام عادت بنالینا مناسب نہیں۔

۲۳۳۶- حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ هِشَامَ بْنَ يَحْيٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنْ بَلْمُغِيرَةِ أَعْتَقَ أَحَدُهُمَا أَنْ لاَ يَغْرِزَ خَشَباً فِي جِدَارِهِ. فَأَقْبَلَ مُجَمِّعُ بْنُ يَزِيدَ وَرِجَالٌ كَثِيرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالُوا:

۲۳۳۶- حضرت عکرمہ بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قبیلۂ بنومغیرہ کے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نے قسم کھالی کہ وہ اپنی دیوار پر (کسی کو) شہتیر نہیں رکھنے دے گا ورنہ غلام آزاد کرے گا۔ اس پر حضرت مجمع بن یزید رضی اللہ عنہ اور بہت سے دوسرے انصاری اصحاب آ گئے اور انھوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار پر

۲۳۳۵_ أخرجه البخاري، المظالم، باب لا يمنع جار جاره أن يغرز خشبة في جداره، ح: ۲۴۶۳ من حديث الزهري به، ومسلم، المساقاة، باب غرز الخشبة في جدار الجار، ح: ۱۶۰۹ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲۳۳۶_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ۳/ ۴۷۹، ۴۸۰ من حديث ابن جريج (أخبرني عمرو بن دينار) به * عكرمة ابن سلمة مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى، وأصل الحديث صحيح، انظر الحديث السابق.

نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ» فَقَالَ: يَا أَخِي إِنَّكَ مَقْضِيٌّ لَكَ عَلَيَّ. وَقَدْ حَلَفْتُ. فَاجْعَلْ أُسْطُوَاناً دُونَ حَائِطِي أَوْ جِدَارِي. فَاجْعَلْ عَلَيْهِ خَشَبَكَ.

شہتیر رکھنے سے منع نہ کرے۔'' اس (قسم کھانے والے) آدمی نے کہا: میرے بھائی! آپ کے حق میں' میرے خلاف فیصلہ ہوگیا ہے (اور میں اسے قبول کرتا ہوں) لیکن میں نے قسم کھالی ہے تو آپ میری دیوار کے ساتھ ایک ستون بنالیں اور اس پر اپنا شہتیر رکھ لیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف اور معناً صحیح کہا ہے جیسا کہ انھوں نے تحقیق وتخریج میں "أصل الحديث صحيح" کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٨٦/٢٥' ٢٨٧' وصحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:١٩٠٥) بنابریں اپنی ملکیت کی چیز کے بارے میں مشروط قسم کھانا جائز ہے' مثلاً: اگر میں فلاں کام کروں تو میرا غلام آزاد ہے۔ ② ہمسائے کو مشترک دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ کر چھت ڈالنے سے منع کرنا جائز نہیں۔ ③ بزرگوں کو چاہیے کہ دو افراد میں پیدا ہونے والے باہمی اختلاف کو عدل وانصاف کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ④ صحابہ وتابعین کرام حدیث سن کر جھگڑا ختم کر دیتے تھے اور حدیث پر عمل کرتے تھے' خواہ حدیث کا فیصلہ ان کے خلاف ہی ہو۔ ⑤ کوشش کرنی چاہیے کہ قسم کھانے والا اپنی قسم توڑنے پر مجبور نہ ہو بلکہ اپنی قسم پوری کر لے۔

٢٣٣٧- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيىٰ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً عَلَى جِدَارِهِ».

٢٣٣٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار پر لکڑی رکھنے سے منع نہ کرے۔''

(المعجم ١٦) - بَابٌ: إِذَا تَشَاجَرُوا فِي قَدْرِ الطَّرِيقِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- راستے کی مقدار میں اختلاف ہوجائے تو (کیا کریں؟)

٢٣٣٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٥ من حديث ابن لهيعة به، ولم أجد تصريح سماعه، وضعفه البوصيري، ولكن رواه أيوب وغيره عن عكرمة به، وله شواهد عند البخاري وغيره.

٢٣٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الضُّبَعِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوا الطَّرِيقَ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

۲۳۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستہ سات ہاتھ رکھا کرو۔''

٢٣٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

۲۳۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب راستے کے بارے میں تمھارا اختلاف ہوجائے تو اسے سات ہاتھ رکھ لیا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① ''ہاتھ'' سے مراد پنجے سے کہنی تک کا فاصلہ ہے جو دو بالشت یعنی آٹھ گرہ یا ڈیڑھ فٹ کے برابر ہے۔ سات ذراع کی مقدار ساڑھے تین گز یا ساڑھے دس فٹ کے برابر ہے۔ ② راستے سے مراد گلی کی چوڑائی بھی ہوسکتی ہے اور کھیتوں کے درمیان کھلا راستہ بھی۔ اس کی مقدار اتنی ہونی چاہیے کہ پیدل آدمی عورتیں اور گھوڑے گدھے یا خچر پر سوار آدمی سب آسانی سے گزر سکیں۔ ③ آج کا دور کاروں' بسوں وغیرہ کا دور ہے' اس لیے ان کی مناسبت سے مناسب حد مقرر کی جاسکتی ہے۔ نئی آبادیوں کا نقشہ تیار کرتے وقت گلیوں اور سڑکوں کی چوڑائی اس سے کم نہ رکھی جائے۔ ④ بنجر زمین کو کاشت کرتے وقت بھی جہاں راستہ رکھا جائے' اس کی مقدار اسی طرح مقرر کی جائے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا يَضُرُّ بِجَارِهِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- اپنی زمین میں ایسی عمارت بنانا جس سے ہمسائے کو تکلیف ہو

٢٣٣٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القضاء، ح: ٣٦٣٣ من حديث المثنّى به، وصححه الترمذي، ح: ١٣٥٦، وابن الجارود، ح: ١٠١٨، ولم أجد تصريح سماع قتادة، ح: ١٧٥، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٦١٣ وغيره.

٢٣٣٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٥ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه شريك النخعي مع عنعنته، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ١٧١ لعلته، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٦١٣ وغيره.

۲۳۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ، أَبُوالْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى أَنْ: «لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَارَ».

۲۳۴۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا: ''نہ (پہلے پہل) کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے' نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا۔''

۲۳۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ ضَرَرَ وَلاَ إِضْرَارَ».

۲۳۴۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ (پہلے پہل) کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے' نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے' مثلاً: الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد کے محققین نے طویل بحث کے بعد اسے ''حسن'' قرار دیا ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحيحة اور الإرواء میں اسے صحیح قرار دیا ہے' دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سنداً ضعیف ہے اور متناً صحیح ہے' لہٰذا مجموعی طور پر یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود متناً ومعناً صحیح ہے جیسا کہ محققین کی جماعت نے کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۵/ ۵۵، ۵۶' والصحيحة' رقم: ۲۵۰' والإرواء' رقم: ۸۹۶' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۲۳۴۰) ② کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو تنگ کرے یا تکلیف پہنچائے' اس لیے باہمی معاملات انصاف اور حسن اخلاق کی بنیاد پر انجام دینے چاہییں۔ ③ اگر کوئی شخص نقصان پہنچانے کی کوشش کرے یا تنگ کرے تو اس کے مقابلے میں اسے تنگ کرنا یا نقصان پہنچانا درست نہیں بلکہ بزرگوں کے ذریعے سے' پنچایت کے ذریعے سے یا شرعی عدالت کے ذریعے سے اس سے اپنا جائز حق وصول کرنا یا اسے اس کی شرارت سے روکنا چاہیے۔ ④ عمارت اس انداز سے بنانا درست نہیں جس سے ہمسایوں کو تکلیف ہو' مثلاً: اس قدر بلند عمارت بنانا جس سے ہمسایوں کے گھر میں نظر پڑتی ہو' یا اس انداز

۲۳۴۰ـ [ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۵/ ۳۲۷ من حديث فضيل به، وانظر، ح: ۲۲۱۳ لعلته، وله شواهد كثيرة جدًا، ولم يصح منها شيء.

۲۳۴۱ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۱۳ عن عبدالرزاق به، وانظر، ح: ۳۵۶ لعلته، وانظر الحديث السابق.

سے تعمیر کرنا کہ راستہ رک جائے یا اتنا تنگ ہو جائے کہ گزرنے والوں کو مشکل ہوتی ہو۔ یہ سب منع ہے۔ ⑤ بہت سے ایسے مسائل جو نبی اکرم ﷺ کے بعد ظاہر ہوئے' ان کو اس اصول کی روشنی میں حل کیا جا سکتا ہے کہ اگر ایک کام سے انفرادی یا اجتماعی نقصان ہوتا ہو یا عوام کو تکلیف پہنچتی ہو تو اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے' نیز حکومت ان کاموں پر پابندی بھی لگا سکتی ہے۔

۲۳۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ».

۲۳۴۲- حضرت ابو صرمہ (مالک بن قیس انصاری) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو (کسی کو) نقصان پہنچائے گا' اللہ اس کا نقصان کرے گا اور جو کسی کو مشکل میں ڈالے گا' اللہ اس پر سختی کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس کے دیگر شواہد کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کے ضعف اور صحت کی طرف اشارہ نہیں کیا' بہر حال مذکورہ روایت دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۵/ ۳۴، ۳۵، والإرواء للألباني، رقم: ۸۹۶) ② مسلمانوں کو ایک دوسرے کے آرام و راحت کا خیال رکھنا چاہیے اور کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ③ ''اللہ تعالیٰ اس کا نقصان کردے گا یا سختی کرے گا'' اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت میں اس کو سزا دے گا اور اس سے سختی سے حساب لے گا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہی اسے اس کی سزا مل جائے گی کہ وہ اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر مشکلات میں گھر جائے گا اور نقصان اٹھائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٨) - بَابٌ: اَلرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ فِي خُصٍّ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- جب دو آدمی ایک جھونپڑی پر دعوی رکھتے ہوں تو؟

۲۳۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ،

۲۳۴۳- نمران بن جاریہ اپنے والد (حضرت

۲۳٤۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القضاء، ح: ٣٦٣٥ من حديث الليث به، وحسنه الترمذي، ح: ١٩٤٠ * لؤلؤة مولاة الأنصار، وثقها الترمذي، والهيثمي في المجمع: ١٠/ ١٧٨، ولحديثها شواهد كثيرة.

۲۳٤۳- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٢٦٠ من حديث أبي بكر بن عياش به، وقال◀◀

وَعَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ دَهْثَمِ بْنِ قُرَّانٍ، عَنْ نِمْرَانَ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ قَوْماً اخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي خُصٍّ كَانَ بَيْنَهُمْ. فَبَعَثَ حُذَيْفَةَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ. فَقَضَى لِلَّذِينَ يَلِيهِمُ الْقِمْطُ. فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ فَقَالَ: «أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ».

جاریہ بن ظفر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ایک جھونپڑی کے بارے میں نبی ﷺ کی خدمت میں دعوی کیا۔ وہ (جھونپڑی) دونوں فریقوں کے استعمال میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ ؓ کو ان کا فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت حذیفہ ؓ نے ان لوگوں کے حق میں فیصلہ دیا جن کی طرف سر کنڈے کا نرم حصہ تھا۔ جب وہ واپس نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو (اس فیصلے کی) خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''تو نے درست (فیصلہ) کیا اور اچھا فیصلہ کیا۔''

فائدہ: جناب زہیر شاویش ''ضعیف ابن ماجہ'' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: [خص] سرکنڈے کی جھونپڑی کو کہتے ہیں۔ اس کا نرم حصہ اسی طرف ہوتا ہے جدھر دھاگے اور رسیاں وغیرہ ہوں۔ کھجور کے پتے اور چھلکا مالک کی طرف ہوتا ہے اور سخت اور کھردرا حصہ دوسری طرف ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے (ملکیت کا دعوی کرکے) زیادتی کی تھی کیونکہ اس نے اپنی شہتیریاں وغیرہ کھردرے حصے کی طرف رکھی تھیں......''

(المعجم ١٩) - بَابُ مَنِ اشْتَرَطَ الْخَلَاصَ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- قبضہ دلوانے کی شرط لگانا

٢٣٤٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا بِيعَ الْبَيْعُ مِنْ رَجُلَيْنِ، فَالْبَيْعُ لِلأَوَّلِ».

۲۳۴۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک چیز دو آدمیوں کے ہاتھ فروخت کر دی جائے تو پہلے کے ہاتھ بیچنا ہی معتبر ہوگا۔''

الدارقطني: ٤/٢٢٨ "لم يروه غير دهثم بن قران، وهو ضعيف، وقد اختلف في إسناده"، وقال الحافظ في الإصابة: ١/٢١٨، ت: ١٠٤٨ "ولا يعرف له رواية إلا من طريق دهثم ودهثم ضعيف جدًا" انتهى * ونمران مجهول (تقريب)، وأبوبكر بن عياش ضعفه الجمهور، ولم يخرج عنه البخاري إلا متابعةً.

٢٣٤٤- [ضعيف] تقدم، ح: ٢١٩٠.

قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: فِي هٰذَا الْحَدِيثِ إِبْطَالُ الْخَلَاصِ.

ابوالولید نے کہا: اس حدیث سے (دوسرے خریدار کی طرف سے) قبضہ دلوانے کی شرط ناجائز ثابت ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْقَضَاءِ بِالْقُرْعَةِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کرنا

٢٣٤٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ لَهُ سِتَّةُ مَمْلُوكِينَ. لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ. فَأَعْتَقَهُمْ عِنْدَ مَوْتِهِ. فَجَزَّأَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

۲۳۴۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کے چھ غلام تھے۔ اس کا ان کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا۔ اس نے وفات کے وقت ان سب کو آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے (تین) حصے کیے' پھر دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رہنے دیا۔

فوائد ومسائل: ① غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ وفات کے قریب مناسب وصیت کرنا اچھی بات ہے۔ ② وفات کے قریب اپنے پورے مال کو صدقہ کر دینا جائز نہیں' زیادہ سے زیادہ کل ترکے کے تیسرے حصے تک صدقہ کیا جا سکتا ہے' اس سے بھی کم رکھا جائے تو بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حديث: ۲۷۰۸) ③ صحابی نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جب کہ انھیں صرف دو غلام آزاد کرنے کا حق تھا۔ اب ہر غلام یہ حق رکھتا تھا کہ اسے ان دو غلاموں میں شمار کیا جائے جو آزاد کیے جا سکتے ہیں۔ نبی ﷺ کے فیصلے سے معلوم ہوا کہ جب ایک سے زیادہ دعویدار ایک چیز پر برابر حق رکھتے ہوں تو فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے۔ ④ اسلام میں غلامی جائز ہے بشرطیکہ اس طریقے سے غلام بنایا گیا ہو جو شرعی طور پر جائز ہے ورنہ کسی آزاد شخص کو اغوا کر کے غلام بنا لینا بہت بڑا گناہ ہے' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' بچہ ہو یا بڑا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حديث: ۲۴۴۲)

٢٣٤٦- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ

۲۳۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٢٣٤٥- أخرجه مسلم، الأيمان، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٦٦٨ من حديث أبي قلابة به.

٢٣٤٦- [ضعيف] تقدم، ح: ٢٣٢٩.

الْعَتَكِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَارَءَا فِي بَيْعٍ. لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ. فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ. أَحَبَّا ذٰلِكَ أَمْ كَرِهَا.

انھوں نے فرمایا: ایک سودے میں دو آدمیوں کا جھگڑا ہوگیا۔ ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہیں تھا (گواہی وغیرہ یا کوئی اور قرینہ) تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ قرعہ ڈال کر قسم کھالیں' خواہ انھیں (قسم کھانا) پسند ہو یا ناپسند ہو۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۳۲۹) چونکہ معاملات میں اختلاف کا فیصلہ گواہی کی بنیاد پر ہوتا ہے' اس لیے جس شخص کو حقیقت کا علم ہو' اسے چاہیے کہ گواہی دینے میں پس و پیش نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۳) ''گواہی مت چھپاؤ۔'' ② جب مدعی گواہ پیش نہ کرسکے یا اس کے گواہ قابل قبول نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے۔ ③ حدیث میں مذکور صورت میں دونوں افراد کو مدعی بھی قرار دیا جاسکتا ہے اور دونوں مدعا علیہ بھی سمجھے جاسکتے ہیں۔ اب کون مدعا علیہ بن کر قسم کھائے' اس کا فیصلہ قرعہ اندازی سے ہوگا۔

۲۳۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ.

۲۳۴۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات (ؓ) میں قرعہ ڈالتے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی جس کی بنا پر نبی ﷺ کے لیے یہ فرض نہیں تھا کہ ازواج مطہرات ؓ کے درمیان باری کی پابندی فرمائیں (دیکھیے' سورۂ احزاب' آیت: ۵۱) اس کے باوجود نبی ﷺ پورا انصاف فرماتے تھے۔ اس میں امت کے لیے سبق ہے کہ بیویوں اور اولاد میں انصاف کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھیں۔ ② اگر کوئی چیز برابر کا حق رکھنے والوں میں کسی ایک ہی کو دی جاسکتی ہو تو اس کا فیصلہ قرعہ اندازی سے کرنا چاہیے تاکہ کسی کو شکایت نہ ہو۔ ③ عورت کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے باہر جاسکتی ہے اور سفر بھی کرسکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ خاوند یا کوئی محرم رشتے دار موجود ہو۔

۲۳۴۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:

۲۳۴۸- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے'

۲۳٤۷ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۹۷۰.

۲۳٤۸ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من قال بالقرعة إذا تنازعوا في الولد، ح: ۲۲۷۰ من◀◀

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ ، عَنْ صَالِحِ الْهَمْدَانِيِّ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ : أُتِيَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ ، وَهُوَ بِالْيَمَنِ ، فِي ثَلَاثَةٍ [قَدْ] وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ . فَسَأَلَ اثْنَيْنِ . فَقَالَ : أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ فَقَالَا : لَا . ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ . فَقَالَ : أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ فَقَالَا : لَا . فَجَعَلَ كُلَّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ : أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا : لَا . فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ . وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ . وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ . فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

انھوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے تو ان کی خدمت میں تین مرد حاضر کیے گئے جنھوں نے ایک عورت سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا۔ (اب اس عورت کے بچے کے بارے میں جھگڑا ہوگیا تھا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے پوچھا: کیا تم دونوں اس (تیسرے) شخص کے حق میں بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: نہیں۔ پھر دو آدمیوں (دوسرے اور تیسرے) سے فرمایا: کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ بچہ اس (پہلے) کا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ (اسی طرح تیسرے اور پہلے کو مخاطب کرکے پوچھا) حضرت علی جب بھی (کوئی سے) دو سے سوال کرتے: کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ بچہ اس (تیسرے ساتھی) کا ہے؟ تو دونوں کہتے: نہیں' چنانچہ آپ نے ان (تینوں) کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام کا قرعہ نکلا بچہ اسی کا قرار دے دیا اور اس کے ذمے دو تہائی دیت ڈال دی۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کھل کر ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٢٣٤٨' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' رقم:١٩٦٣' ١٩٦٤) زمانۂ جاہلیت میں عورتوں سے ناجائز تعلقات کا عام رواج تھا' جب کہ بعض عورتیں طوائف کا پیشہ بھی اختیار کر لیتی تھیں۔ ایسی عورتوں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس کے کئی دعویدار ظاہر ہو جاتے تھے۔ حدیث میں مذکور واقعہ میں بھی ممکن ہے کہ ان افراد نے اس بچے کی ماں سے اسلام قبول کرنے سے پہلے تعلق قائم کیا ہو' لیکن جھگڑا مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو۔ ② مشترکہ چیز کے دعویداروں

◀◀ حديث عبدالرزاق به ، وسنده ضعيف من أجل عنعنة الثوري ، ح : ١٦٢ ، وله شواهد ضعيفة .

میں کوئی ایک اگر اپنے دعوے یا اپنے حصے سے دست بردار ہوجائے تو چیز دوسرے کو مل جائے گی۔ اگر تین دعویداروں میں سے دو آدمی تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جائیں تو چیز اسے دے دی جائے گی۔ ③ یہ بچہ اگرچہ آزاد تھا لیکن پیش آمدہ صورت میں تینوں مدعی اس میں شریک تھے' لہٰذا ہر مدعی کو اس کے تہائی حصے کا مالک قرار دیا گیا۔ اب چونکہ زندہ چیز کو حصے کر کے تقسیم کرنا ممکن نہیں' اس لیے ضروری تھا کہ ہر ایک کو اپنے حصے کی قیمت ملے۔ کسی جانور وغیرہ کے متعلق بھی یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جس شخص کو وہ چیز ملے' وہ دوسروں کو ان کے حصوں کی قیمت ادا کر دے۔ ④ آزاد انسان قابل فروخت نہیں' لہٰذا اس کی کوئی قیمت نہیں' لیکن قتل خطا وغیرہ کی صورت میں اس کی دیت سو اونٹ مقرر کی گئی ہے' لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدار کو اس کی قیمت کا متبادل قرار دے دیا۔ ⑤ جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کے بارے میں قرآن وحدیث سے کوئی نص معلوم نہ ہو تو اجتہاد اور قیاس کی روشنی میں فیصلہ دیا جا سکتا ہے' لیکن نص کی موجودگی میں قیاس جائز نہیں۔ ⑥ اگرچہ کثرت سے ہنسنے کی عادت بنا لینا مستحسن نہیں' تاہم کوئی خوشی یا تعجب کی بات ہو جائے تو ہنس پڑنا عالم یا بزرگ کی شان کے خلاف بھی نہیں۔

(المعجم ٢١) - بَابُ الْقَافَةِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- قیافہ شناسی کا بیان

٢٣٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا وَهُوَ يَقُولُ: «يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا، عَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ، قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَقَدْ بَدَتْ أَقْدَامُهُمَا. فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ، بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

۲۳۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت خوش خوش تشریف لائے اور آپ فرما رہے تھے: "عائشہ! تمھیں نہیں معلوم کہ آج مجزز مدلجی میرے پاس آیا تو اس نے اسامہ اور زید (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا کہ وہ چادر اوڑھے (لیٹے) ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے سر چھپا رکھے تھے اور ان کے پاؤں نظر آ رہے تھے تو اس (مجزز) نے کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① قیافہ شناس انھیں کہتے ہیں جو چہرے مہرے اور ظاہری جسمانی کیفیات سے بعض

٢٣٤٩ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ٦٧٧١ من حديث سفيان به، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، ح: ١٤٥٩ عن ابن أبي شيبة به.

چیزوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں' خاص طور پر دو افراد کے درمیان نسبی تعلق کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں چور کی تلاش میں پاؤں کے نشان سے مدد لے کر مشکوک آدمی کو پہچان لینے والے کھوجی بھی انھی میں شامل ہیں۔ ② جاہلیت میں جب کسی بچے کے بارے میں اختلاف ہو جاتا تھا کہ یہ کس مرد کا ہے تو قیافہ شناسوں سے فیصلہ کرایا جاتا تھا۔ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ اب بھی بعض معاملات میں ان سے مدد لی جا سکتی ہے۔ ③ اب اس قسم کا معاملہ اس انداز سے صرف اس صورت میں حل کیا جا سکتا ہے جب کسی غیر مسلم یا بدکار عورت سے ایک سے زیادہ مردوں نے تعلق قائم کیا ہو اور اس کے نتیجے میں بچہ پیدا ہو جائے' اس کے بعد وہ سب مسلمان ہو جائیں یا توبہ کر کے پاک دامنی کی زندگی گزارنا شروع کر دیں تو ان کا فیصلہ قیافہ یا قرعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ عام حالات میں زانی سے نسب کا تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ ارشاد نبوی ہے: ''بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔'' (سنن ابن ماجه' حديث:۲۰۰۶) یعنی بچے کی نسبت عورت کے خاوند کی طرف کی جائے گی' وہ اس کا قانونی والد ہو گا۔ وراثت وغیرہ کا تعلق اس قانونی والد سے ہو گا' ناجائز تعلق والے اس شخص سے نہیں جس سے اصل میں بچہ پیدا ہوا ہے۔ ④ حضرت زید رضی اللہ عنہ جنھیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا' ان کا رنگ گورا تھا' ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سانولا تھا' اس پر بعض منافقوں نے نامناسب باتیں کیں۔ جب قیافہ شناس نے کہا کہ ان دو افراد کا آپس میں نسبی تعلق ہے' یعنی وہ باپ بیٹا ہیں تو منافقوں کا پروپیگنڈا دم توڑ گیا' اس لیے رسول اللہ ﷺ کو بہت خوشی ہوئی۔ ⑤ مجزز مدلجی نے اپنے فن میں مہارت کا اظہار کرنے کے لیے یہ بات کہی تھی کہ اگرچہ یہ دونوں شخص بظاہر مختلف رنگ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے اجنبی محسوس ہوتے ہیں لیکن میں اپنے تجربے کی روشنی میں کہتا ہوں کہ یہ باپ بیٹا ہیں۔ نبی ﷺ کو اس سے خوشی ہوئی کہ اب تو ایسی گواہی مل گئی ہے جس کو یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں' اس طرح اس صحابی سے وہ طعن دور ہو گیا جس کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے۔

۲۳۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشاً أَتَوُا امْرَأَةً كَاهِنَةً. فَقَالُوا لَهَا: أَخْبِرِينَا أَشْبَهَنَا أَثَراً بِصَاحِبِ الْمَقَامِ. فَقَالَتْ: إِنْ أَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءً عَلَى

۲۳۵۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش ایک کاہن عورت کے پاس گئے اور اسے کہا: ہمیں یہ بتا کہ مقام ابراہیم پر جس شخص کا نشان ہے' ہم میں سے کس کا نشان قدم اس سے زیادہ ملتا ہے؟ اس نے کہا: اگر تم ہموار ریتلی زمین پر ایک چادر کھینچ کر (اسے بالکل ہموار کر دو' پھر) اس (ریت) پر چلو تو

۲۳۵۰ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۳۲ من حديث إسرائيل به، وانظر، ح: ۱۷۱ لعلته ومع ذٰلك قال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

هٰذِهِ السَّهْلَةِ، ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا: أَنْبَأْتُكُمْ. قَالَ، فَجَرُّوا كِسَاءً. ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا. فَأَبْصَرَتْ أَثَرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَتْ: هٰذَا أَقْرَبُكُمْ إِلَيْهِ شَبَهاً. ثُمَّ مَكَثُوا بَعْدَ ذٰلِكَ عِشْرِينَ سَنَةً، أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ بَعَثَ اللهُ مُحَمَّداً ﷺ.

میں تمھارے سوال کا جواب دے دوں گی۔ انھوں نے چادر کھینچی' پھر لوگ اس (ہموار ریت) پر چلے۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کے نشان کو دیکھ کر کہا: یہ صاحب اس (ابراہیم علیہ السلام) سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً بیس سال یا (کم وبیش) جتنا اللہ نے چاہا' اتنا عرصہ گزرا' پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو (نبوت عطا فرما کر) مبعوث فرما دیا۔

(المعجم ٢٢) - **بَابُ تَخْيِيرِ الصَّبِيِّ بَيْنَ أَبَوَيْهِ** (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- بچے کو ماں باپ میں سے جس کے پاس چاہے' رہنے کا اختیار دینا

٢٣٥١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَيَّرَ غُلَاماً بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ. وَقَالَ: «يَا غُلَامُ هٰذِهِ أُمُّكَ وَهٰذَا أَبُوكَ».

٢٣٥١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو اس کے والد اور والدہ کے درمیان انتخاب کا موقع دیا اور فرمایا: ''لڑکے! یہ تیری والدہ ہے اور یہ تیرا والد ہے (تو جس کے ساتھ چاہے چلا جا۔'')

٢٣٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عُثْمَانَ

٢٣٥٢- حضرت عبدالحمید بن سلمہ رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان

٢٣٥١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في تخيير الغلام بين أبويه إذا افترقا، ح:١٣٥٧ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وأخرجه أبوداود، ح:٢٢٧٧ من حديث ابن جريج أخبرني زياد به، وإسناده صحيح.

٢٣٥٢ـ [حسن] أخرجه النسائي: ٦/ ١٨٥، الطلاق، إسلام أحد الزوجين وتخيير الولد، ح: ٣٥٢٥ من حديث عثمان البتي به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالحميد وأبوه وجده لا يعرفون"، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٢٤٤ من حديث عبدالحميد بن جعفر (ابن عبدالله بن الحكم بن رافع الأنصاري) عن أبيه عن جده رافع بن سنان به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٦، ٢٠٧، ووافقه الذهبي، وسنده صحيح إن ثبت سماع جعفر من جده لأمه رافع، والله أعلم.

الْبَتِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَبَوَيْهِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. أَحَدُهُمَا كَافِرٌ وَالْآخَرُ مُسْلِمٌ. فَخَيَّرَهُ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْكَافِرِ. فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِهِ» فَتَوَجَّهَ إِلَى الْمُسْلِمِ. فَقَضَى لَهُ بِهِ.

کے والدین نے نبی ﷺ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا' ان میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان تھا۔ نبی علیہ السلام نے بچے کو اختیار دیا تو وہ کافر کی طرف مائل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے ہدایت دے۔'' تو وہ مسلمان کی طرف مائل ہو گیا' چنانچہ نبی ﷺ نے اس (مسلمان) کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

فوائد و مسائل: ① مرد اور عورت میں سے اگر ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا کفر پر اصرار کرے تو ان کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے۔ اور عورت کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر لے۔ ② اگر عورت دوسری جگہ نکاح کرنے کی بجائے خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار کرے تو جب وہ مسلمان ہوگا ان دونوں کے لیے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنا جائز ہوگا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حديث:٢٠٠٩) ③ جب کسی وجہ سے مرد اور عورت میں جدائی ہو جائے' یعنی طلاق ہو یا نکاح ٹوٹ جائے تو بچے کو اختیار دیا جائے' وہ جس کے ساتھ چاہے رہے۔ یا قاضی معاملات کو دیکھ کر فیصلہ کرے کہ بچے کا فائدہ کس کے ساتھ رہنے میں ہے' اس کے مطابق فیصلہ دے دے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الصُّلْحِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- صلح کا بیان

٢٣٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. إِلَّا صُلْحاً حَرَّمَ حَلَالاً، أَوْ أَحَلَّ حَرَاماً».

۲۳۵۳- حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''مسلمانوں کے درمیان صلح درست ہے سوائے اس صلح کے جو کسی حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے۔''

٢٣٥٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما ذكر عن رسول الله ﷺ في الصلح بين الناس، ح: ١٣٥٢ من حديث كثير به، وقال: "حسن صحيح"، وقال الذهبي في ميزان الاعتدال: ٣/ ٤٠٧، وأما الترمذي فروى من حديثه: الصلح جائز بين المسلمين وصححه، فلهذا لا يعتمد العلماء على تصحيح الترمذي، وانظر، ح: ١٦٥ لعلته، ولكن كثيرًا لم ينفرد به، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٥٩٤ من حديث الوليد بن رباح عن أبي هريرة به مثله، وإسناده حسن، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٣٧، ٦٣٨ وابن حبان(موارد)، ح: ١١٩٩.

فوائد ومسائل: ① جب دو افراد یا گروہوں میں اختلاف ہو جائے تو اختلاف شدید نہ ہونے دیا جائے بلکہ جلد از جلد صلح کرانے کی کوشش کی جائے۔ ② صلح کا یہ مطلب ہے کہ جھگڑا ختم کرنے کے لیے اپنے حق سے کم پر راضی ہو جائے۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ ③ صلح میں ایسی شرط نہیں رکھی جا سکتی جو شریعت کے واضح حکم کے خلاف ہو۔ ایسی شرط رکھنا یا اس پر عمل کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْحَجْرِ عَلَى مَنْ يُفْسِدُ مَالَهُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- نادان پر مالی پابندی لگانا

٢٣٥٤- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، وَكَانَ يُبَايِعُ، وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ احْجُرْ عَلَيْهِ. فَدَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ. فَقَالَ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: هَا. وَلَا خِلَابَةَ».

۲۳۵۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک صاحب تھے ان کی عقل کمزور تھی۔ اور وہ خرید وفروخت کرتے تھے (تو دھوکا کھا جاتے تھے) ان کے گھر والوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان پر پابندی لگا دیجیے۔ نبی ﷺ نے انھیں طلب فرمایا اور خرید وفروخت سے منع کر دیا انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں خرید وفروخت سے صبر نہیں کر سکتا تو آپ نے فرمایا: ”جب تو خرید وفروخت کرے تو کہہ دیا کر: ”دھوکا نہ کرنا۔“

فوائد ومسائل: [لا خلابة] ”دھوکا نہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس بیع میں تم نے مجھ سے دھوکا کیا تو معلوم ہونے پر میں بیع فسخ کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ ② انھیں دھوکا اس لیے لگ جاتا تھا کہ ایک بار سر میں شدید زخم آنے کی وجہ سے ان کی عقل متاثر ہو گئی تھی۔ ③ جس شخص کی عقل درست نہ ہو اسے خرید وفروخت سے حکماً روکا جا سکتا ہے اور اس کی بیع کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے' اس کے بعد جو شخص اس سے لین دین کرے گا' وہ خود ذمہ دار ہوگا کیونکہ وارث اس کے لین دین کو کالعدم قرار دینے کا حق رکھتے ہیں۔

٢٣٥٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في من يخدع في البيع، ح: ١٢٥٠ من حديث عبدالأعلى به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٦٨، والحاكم: ٤/ ١٠١ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وانظر، ح: ١٧٥،٤٢٩ لعلته، ولكن له شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما، راجع الموطأ: ٢/ ٦٨٥، (وسنن أبي داود، ح: ٣٥٠٠، ٣٥٠١ نيل المقصود بتحقيقي).

٢٣٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ: هُوَ جَدِّي مُنْقِذُ بْنُ عَمْرٍو. وَكَانَ رَجُلاً قَدْ أَصَابَتْهُ آمَّةٌ فِي رَأْسِهِ فَكَسَرَتْ لِسَانَهُ. وَكَانَ لَا يَدَعُ عَلٰى ذٰلِكَ التِّجَارَةَ. وَكَانَ لَا يَزَالُ يُغْبَنُ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ: «إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ. ثُمَّ أَنْتَ فِي كُلِّ سِلْعَةٍ ابْتَعْتَهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ، وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلٰى صَاحِبِهَا».

۲۳۵۵- جناب محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: وہ میرے پردادا حضرت منقذ بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے سر میں شدید زخم آیا تھا (جو دماغ کی جھلی تک پہنچا) اس سے ان کی زبان میں بھی لکنت پیدا ہو گئی تھی اس کے باوجود وہ تجارت ترک نہیں کرتے تھے اور ان سے ہمیشہ دھوکا ہو جاتا تھا چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا: ”جب تم لین دین کرو تو کہہ دیا کرو: دھوکا نہیں پھر تم جو چیز بھی خریدو اس میں تمھیں تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار ہوگا اگر پسند آئے تو رکھ لو نا پسند ہو تو اس کے مالک کو واپس کر دو۔“

فوائد ومسائل: ① [آمَّۃ] سر میں آنے والے اس زخم کو کہتے ہیں جو دماغ کی بیرونی جھلی تک جا پہنچے۔ ② کم عقل آدمی بھی خرید وفروخت کر سکتا ہے تاہم اسلامی سلطنت کا افسر اس پر پابندی لگانے کا حق رکھتا ہے۔ ③ [لا خلابۃ] ”دھوکا نہیں“ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس تنبیہ کے باوجود اگر تم نے مجھے دھوکا دے کر چیز کی بہت کم قیمت دی یا بہت زیادہ قیمت لے لی تو تم قصور وار گنے جاؤ گے۔ ④ جب سودا طے پا جانے کے بعد کوئی مدت متعین کر لی جائے تو اس مدت میں بیع ختم کرنے کا اختیار رہتا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ تَفْلِيسِ الْمُعْدَمِ وَالْبَيْعِ عَلَيْهِ لِغُرَمَائِهِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- مفلس آدمی کو دیوالیہ قرار دے کر اس کا مال بیچ کر قرض خواہوں کو ادائیگی کرنا

٢٣٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عِيَاضِ

۲۳۵۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے (باغ کے) پھل خریدے جن میں اسے

٢٣٥٥ـ [حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ١٧، ١٨ من حديث عبدالأعلى قال: نا محمد بن إسحاق قال حدثني محمد بن يحيى بن حبان به، وفي سماعه من جده نظر، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما من غير تعين حبان بن منقذ أو منقذ بن عمرو رضي الله عنهما.

٢٣٥٦ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدَّين، ح: ١٥٥٦ من حديث الليث به.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا. فَكَثُرَ دَيْنُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ، وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ» يَعْنِي الْغُرَمَاءَ.

بہت خسارہ ہوا اور وہ بہت مقروض ہوگیا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے صدقہ دو۔'' لوگوں نے اسے صدقہ دیا لیکن اس سے اس کا پورا قرض ادا نہیں ہوسکتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''تمھیں جو کچھ ملتا ہے لے لو اس کے سوا تمھیں کچھ نہیں ملے گا۔''

فوائد ومسائل: ① جس شخص پر اتنا زیادہ قرض ہو جائے کہ وہ ادا کرنے سے قاصر ہو تو صدقات سے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ ایسے شخص کو زکاۃ بھی دی جاسکتی ہے۔ ② اگر قرض زیادہ ہو اور دوسروں کی امداد سے بھی اتنی رقم جمع نہ ہو کہ قرض ادا ہو سکے تو جتنا کچھ موجود ہو' وہی قرض خواہوں میں ان کے قرضوں کی نسبت سے تقسیم کر دیا جائے' مثلاً: کسی کے پاس کل قرضوں سے نصف رقم ہو تو ہر قرض خواہ کو اس کے قرض سے نصف رقم دے دی جائے۔ ③ ممکن حد تک وصول ہو جانے کے بعد دیوالیہ سے مزید مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

٢٣٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ سَلَمَةَ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَلَعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مِنْ غُرَمَائِهِ. ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْيَمَنِ. فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَخْلَصَنِي بِمَالِي ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِي.

٢٣٥٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو قرض خواہوں کے ہاتھ سے چھڑایا' پھر انھیں یمن میں عامل (گورنر یا زکاۃ وصول کرنے کا ذمے دار) مقرر فرما دیا۔ حضرت معاذ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا مال دے کر مجھے چھڑایا' پھر مجھے عامل بنا دیا۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٦- جسے دیوالیہ کے پاس اپنی چیز جوں کی توں مل جائے (اس کا کیا حکم ہے؟)

٢٣٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٣٥٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٢٣٥٧- [إسناده ضعيف] * عبدالله بن مسلم بن هرمز ضعيف كما في التقريب، وسلمة المكي قال البوصيري: "لا يعرف حاله"، وضعفه البوصيري.

٢٣٥٨- أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع والقرض والوديعة فهو أحق به، ◄◄

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ؛ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعاً عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جسے دیوالیہ قرار دیے گئے شخص کے پاس اپنی چیز جوں کی توں مل گئی تو یہ شخص دوسروں کی نسبت اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے۔‘‘

۲۳۵۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً، فَأَدْرَكَ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ، وَقَدْ أَفْلَسَ، وَلَمْ يَكُنْ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئاً، فَهِيَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئاً، فَهُوَ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ».

۲۳۵۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے اپنی کوئی چیز بیچی‘ وہ چیز اسے دیوالیہ قرار دیے ہوئے شخص کے پاس بعینہٖ مل گئی جب کہ اس نے ابھی اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہیں کیا تھا تو وہ اس (بیچنے والے) کی ہے۔ اور اگر اس نے قیمت کا کچھ حصہ وصول کر لیا ہو تو وہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے حکم میں ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① جب کسی شخص پر قرض اتنا زیادہ ہو جائے کہ وہ اسے ادا کرنے سے قاصر ہو تو اسے دیوالیہ قرار دینا مشروع ہے۔ ② دیوالیہ کے گھر کا اسباب بیچ کر قرض خواہوں کا قرض واپس کیا جائے گا۔ ③ اگر دیوالیہ کے پاس قرض خواہ کی کوئی چیز موجود ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: (ا) اگر دیوالیہ نے اس کی قیمت بالکل ادا نہیں کی تو قرض خواہ اپنی چیز وصول کر لے گا اور یوں سمجھا جائے گا کہ یہ چیز بیچی اور خریدی ہی نہیں گئی۔ (ب) اگر

ح: ۲۴۰۲ ومسلم، المساقاة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري، وقد أفلس، فله الرجوع إليه، ح: ۱۵۵۹ من حديث يحيى بن سعيد به.

۲۳۵۹_[صحيح] انظر الحديث السابق * إسماعيل بن عياش ضعيف، والحديث السابق شاهد له.

مقروض نے اس چیز کی کل قیمت یا کچھ قیمت ادا کردی ہے تو اب یہ مقروض (دیوالیہ) کی ملکیت ہے۔ اسباب قرض خواہوں میں تقسیم کرتے ہوئے اگر یہ چیز اس قرض خواہ کے حصے میں آ جائے تو بھی ٹھیک ہے' نہیں تو جس کے حصے میں چلی جائے' وہ لے لے گا۔ یہ قرض خواہ دوسرے قرض خواہوں سے اس چیز کا زیادہ حق نہیں رکھتا۔

۲۳۶۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ، عَنِ ابْنِ خَلْدَةَ الزُّرَقِيِّ، وَكَانَ قَاضِياً بِالْمَدِينَةِ قَالَ: جِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَفْلَسَ. فَقَالَ: هٰذَا الَّذِي قَضٰى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ، فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِمَتَاعِهِ. إِذَا وَجَدَهُ بِعَيْنِهِ».

۲۳۶۰- حضرت عمر بن خلدہ زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اور وہ مدینہ منورہ میں قاضی (جج) تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہمارا ایک ساتھی دیوالیہ ہوگیا۔ ہم اس کے معاملے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا: ایسے ہی شخص کے بارے میں نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے: ''جو شخص فوت ہو جائے یا دیوالیہ ہو جائے تو سامان کا مالک اپنے سامان کا زیادہ مستحق ہے' جب وہ اسے اس کے پاس بعینہٖ مل جائے۔''

۲۳۶۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْيَمَانُ بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيدِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرِئٍ مَاتَ وَعِنْدَهُ مَالُ امْرِئٍ

۲۳۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی (قرض خواہ) کا مال بعینہٖ موجود ہو تو قرض خواہ نے اس سے کچھ وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو' (ہر حال میں) وہ دوسرے قرض خواہوں کی طرح ہی ہے۔''

۲۳۶۰- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده، ح: ۳۵۲۳ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦۳٤، والحاكم: ۲/ ۵۰، والذهبي * أبوالمعتمر لم يعرفه ابن عبدالبر، ووثقه ابن حبان، وابن الجارود، والحاكم وغيرهم، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۲۳٦۱- [حسن] أخرجه الدارقطني: ۳/ ۲۹ من حديث عمرو بن عثمان به، وقال: "اليمان بن عدي ضعيف الحديث"، وقال: ٤/ ۲۲۹: "خالفه إسماعيل بن عياش عن الزبيدي، وموسى بن عقبة، واليمان بن عدي وإسماعيل بن عياش ضعيفان"، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

بِعَيْنِهِ، اقْتَضَى مِنْهُ شَيْئاً أَوْ لَمْ يَقْتَضِ، فَهُوَ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ».

فائدہ: اگر فوت ہونے والے نے کسی سے نقد رقم قرض لی ہو اور اسے استعمال کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو جس شخص نے یہ رقم قرض دی تھی' وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ پوری کی پوری رقم مجھے ملنی چاہیے کیونکہ یہ وہی نوٹ ہیں جو اس نے مجھ سے لیے تھے بلکہ یہ قرض خواہ بھی دوسرے قرض خواہوں کی طرح ہی ہے۔ اگر اوروں کو پورا قرض ملے گا تو اسے بھی اس کا پورا قرض مل جائے گا۔ اور اگر اس کا قرض ترکے سے زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسرے قرض خواہوں کو اصل قرض سے کم وصول ہو رہا ہے تو اسے بھی اسی نسبت سے کم ادائیگی کی جائے گی۔ اس معاملے میں نقد رقم کا حکم دوسرے سامان کا نہیں جو اگر بعینہٖ موجود ہو تو قرض خواہ اسے لے لیتا ہے' جیسے حدیث: ۲۳۵۹ کے فائدہ: ۳ (ا) میں بیان کیا گیا ہے۔

شہادت (گواہی) کی تعریف ومشروعیت‘ اس سے متعلق چند احکام اور اس کی بعض اقسام کا بیان

٭ تعریف: کسی شخص نے جو دیکھا یا سنا اس کو صحیح طور پر بیان کرنا ”شہادت“ (گواہی دینا) ہے۔

٭ شہادت کی مشروعیت: گواہی قرآن وسنت سے ثابت امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر رحمت کرتے ہوئے گواہی کو مشروع فرمایا ہے تاکہ لوگوں کے اختلافات اور خصومات کا فیصلہ اس کی روشنی میں کیا جا سکے‘ اسی لیے گواہی کو چھپانا اور اسے حق طور پر بیان نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس سے حقدار پر ظلم ہوتا ہے اور ظالم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾ ”اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ‘ جو اسے چھپائے گا‘ یقیناً اس کا دل گناہ گار ہوگا۔“ (البقرۃ ۲:۲۸۳)

رسول اکرم ﷺ شہادت کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَآءِ؟ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا] ”کیا میں تمھیں اچھے گواہ کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے جو سوال سے پہلے گواہی پیش کر دے۔“ (صحیح مسلم‘ الأقضیة‘ باب بیان خیر الشھود‘ حدیث:۱۷۱۹)

* شہادت کے چند اہم احکام:

① گواہی صرف اسی چیز کی دی جائے جو آنکھوں سے دیکھی یا کانوں سے سنی ہو۔ غیر یقینی گواہی نہ دی جائے۔

② گواہ کے امین اور دیانتدار ہونے کی شہادت دو عادل شخص دیں گے۔

③ جھوٹے گواہ کی تادیب ضروری ہے تاکہ وہ آئندہ دیگر لوگوں کے لیے نمونہ بنے۔

* گواہی کی بعض اقسام:

① زنا کے ثبوت کے لیے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

② دیگر امور میں دو عادل گواہ کافی ہیں۔

③ اموال کے معاملات میں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی بھی درست ہے۔

④ احکام میں ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

⑤ عورتوں کے بعض مخصوص مسائل میں ایک عورت کی گواہی بھی قابل قبول ہوگی، مثلاً: رضاعت کا اقرار کرنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ

گواہی سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ٢٧) - **بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّهَادَةِ لِمَنْ لَمْ يُسْتَشْهَدْ** (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- جس سے گواہی طلب نہ کی جائے' اس کا گواہی دینا مکروہ ہے

٢٣٦٢ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ».

٢٣٦٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون لوگ بہتر ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے زمانے کے (مومن) افراد' پھر جو ان سے متصل ہوں گے' پھر جو ان سے متصل ہوں گے' پھر ایسے لوگ آ جائیں گے جن کی گواہی ان کی قسم سے پہلے اور ان کی قسم ان کی گواہی سے پہلے آئے گی۔''

فوائد و مسائل: ① ''قرن'' سے مراد ایک زمانے کے لوگ' یعنی ایک نسل کے لوگ ہوتے ہیں۔ یہاں قرن اول سے مراد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت' ان سے متصل لوگوں سے مراد تابعین عظام اور ان سے متصل لوگوں سے مراد تبع تابعین حضرات ہیں۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امت کے افضل ترین افراد ہیں' ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کا صحابی افضل ترین تابعی سے افضل ہے۔ ③ صحابۂ تابعین اور تبع تابعین کا مقام بعد کے تمام افراد سے بلند ہے۔ ④ گواہی اور قسم بہت اہم اور نازک ذمے داری ہے۔ جھوٹی گواہی کی وجہ سے لوگوں کے فیصلے غلط ہوتے

٢٣٦٢- أخرجه البخاري، الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، ح: ٢٦٥٢، ٣٦٥١، ٦٦٥٨، وغيره، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ح: ٢٥٣٣ من حديث منصور به.

ہیں جن کی وجہ سے کسی کا حق دوسرے کو مل جاتا ہے اور حق دار محروم رہ جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹی قسم کی وجہ سے جھوٹ پر اعتبار کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں بہت سی ناانصافیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ جھوٹی قسم کھانا اللہ کی شان میں گستاخی بھی ہے۔ ⑤ قسم اور گواہی ایک دوسرے سے جلدی آنے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اس کی اہمیت اور نزاکت کا احساس نہیں ہوگا' لہٰذا بلاتکلف سچی جھوٹی قسمیں کھائیں گے' خاص طور پر گواہی دیتے وقت جھوٹی قسمیں کھانے میں باک محسوس نہیں کریں گے۔ یہ بہت بری عادت ہے۔

٢٣٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فِينَا مِثْلَ مُقَامِي فِيكُمْ فَقَالَ: «احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَمَا يُسْتَشْهَدُ. وَيَحْلِفَ وَمَا يُسْتَحْلَفُ».

٢٣٦٣- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عمر ؓ نے مقام جابیہ میں ہم سے خطاب فرمایا: آپ نے اس میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر اسی طرح کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمھارے اندر کھڑا ہوں' پھر فرمایا: ''میرے صحابہ کے بارے میں میرا خیال رکھنا' پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان (صحابہ) سے متصل ہوں گے (یعنی تابعین)' پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان (تابعین) سے متصل ہوں گے (یعنی تبع تابعین)' اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا حتی کہ آدمی گواہی دے گا' حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ اور وہ قسم کھائے گا' حالانکہ اس سے قسم نہیں لی جائے گی۔''

فوائد: ① ''میرا خیال رکھنا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے محبت اور ان کا احترام قائم رکھنا۔ ② تابعین اور تبع تابعین بھی قابل احترام ہیں' لہٰذا ان سے محبت اور ان کا احترام ضروری ہے۔ ③ صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے دور میں خیر غالب اور شر مغلوب تھا۔ عام لوگوں میں اخلاق و کردار کی وہ خرابیاں نہیں تھیں جو بعد میں ظاہر ہوئیں۔ ان زمانوں میں جو فکری غلطیاں پیدا ہوئیں ان میں بھی وہ شدت نہیں تھی جو بعد کے لوگوں میں پیدا ہوگئی۔ ④ گواہی طلب نہ کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ گواہ گواہی دینے کو

٢٣٦٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦، والنسائي في الكبرٰى، عن جرير (ابن عبدالحميد) به، وتابعه جرير بن حازم عند النسائي في الكبرٰى وغيره (وصححه ابن حبان)، وقال أبوداود الطيالسي في مسنده: أخبرنا شعبة عن عبدالملك بن عمير قال: سمعت جابر بن سمرة قال: خطبنا عمر بالجابية به . . . الخ كما في مسند الفاروق لابن كثير: ٢/ ٥٥٤، وللأثر شواهد كثيرة جدًا تبلغ حد التواتر.

تیار ہوں گے لیکن وہ اخلاقی طور پر کمزور ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں ہوں گے' اس لیے انھیں گواہ کے طور پر قبول اور پسند نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی قسموں پر بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ⑤ مسلمان کو چاہیے کہ ایسے برے لوگوں میں شمار ہونے سے بچنے کی کوشش کرے جن کی پیش گوئی احادیث میں کی گئی ہے' اور اپنے کردار کو بہتر سے بہتر بنائے تاکہ اس کی گواہی اور قسم قابل اعتماد ہو۔

(المعجم ٢٨) - **بَابُ الرَّجُلِ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ لَا يَعْلَمُ بِهَا صَاحِبُهَا** (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- اگر آدمی کے پاس ایسی گواہی موجود ہو جس کا متعلقہ فرد کو علم نہ ہو

٢٣٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُعْفِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ: أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ الشُّهُودِ مَنْ أَدَّى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا».

۲۳۶۴- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ''بہترین گواہ وہ ہے جو گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے ہی گواہی دے دے۔''

فوائد ومسائل: ① پچھلے باب سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی اس کو دینی چاہیے جس سے مطالبہ کیا جائے' جب کہ اس باب میں مطالبہ کرنے سے پہلے گواہی دینے والے کو بہترین گواہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں ہی درست ہیں۔ دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق اور جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلی صورت اس وقت ہے جب گواہی دینے والے کا خیال ہو کہ مجھ پر اعتبار نہیں کیا جائے گا یا یہ خیال ہو کہ دوسرے گواہ موجود ہیں' لہٰذا اگر میں گواہی نہ دوں تو کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ اس حدیث میں ایسے گواہ کا ذکر ہے جس کے گواہی نہ دینے کی وجہ سے کسی کی حق تلفی کا خطرہ ہے کیونکہ اور گواہ موجود نہیں یا قابل اعتماد نہیں۔ ② جب مدعی کو معلوم نہ ہو کہ فلاں

٢٣٦٤ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب بيان خير الشهود، ح: ١٧١٩ من حديث أبي بكر بن عمرو بن حزم به.

میرے حق میں گواہی دے سکتا ہے تو وہ اس سے درخواست نہیں کر سکتا کہ وہ میرے حق میں گواہی دے' اس صورت میں مسلمان کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اسے اس کا حق دلانے کے لیے اس سے تعاون کرتے ہوئے گواہی دی جائے' یہ بہت ثواب کا کام ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَى الدُّيُونِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-قرض پر گواہ بنانا

٢٣٦٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ، وَ جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: تَلاَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا﴾ [البقرة: ٢٨٢-٢٨٣] فَقَالَ: هٰذِهِ نَسَخَتْ مَا قَبْلَهَا.

۲۳۶۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''اے مومنو! جب تم ایک مقررہ مدت تک قرض لو یا دو۔'' حتی کہ آپ اس آیت پر پہنچے: ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ ''اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو (تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کرے۔'') تو فرمایا: اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ موقوف حدیث ہے' یعنی صحابی کا قول ہے' نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں۔ صحابی کے قول کے مقابلے میں اگر مرفوع حدیث نہ ہو تو موقوف حدیث سے دلیل لی جا سکتی ہے۔ ② ''منسوخ'' سے اصطلاحی منسوخ مراد نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی آیت میں ہر قرض کو تحریر میں لانے کا حکم ہے لیکن جب گروی رکھ کر قرض لیا جائے تو یہ پہلے حکم میں شامل نہیں' اسی طرح جب باہمی اعتماد کی بنا پر امانت رکھی جائی تو یہ بھی پہلے حکم میں شامل نہیں اور اسے تحریر کرنا ضروری نہیں۔ ③ یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ اعتماد کی صورت میں جس طرح تحریر ضروری نہیں' اسی طرح گروی رکھنا بھی ضروری نہیں' تاہم پھر بھی تحریر کر لینا بہتر ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَنْ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ (التحفة ٣٠)

باب:۳۰-کس کی گواہی قبول نہیں؟

٢٣٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٥٧٠، وأبوداود في الناسخ والمنسوخ، والطبراني، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال: (ق٢/ ٨٦٣) من حديث محمد بن مروان به، وقواه ابن كثير في تفسيره، وهٰذا اجتهاد من أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، والله أعلم.

۲۳۶۶- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا مَحْدُودٍ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا ذِي غِمْرٍ عَلَى أَخِيهِ».

۲۳۶۶- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی قبول نہیں' اور نہ اس کی جسے اسلام (لانے کے بعد کسی جرم کی سزا) میں حد لگائی گئی ہو' اور نہ اپنے بھائی سے عداوت رکھنے والے کی گواہی قبول ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دے کر کہا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیح ہے' نیز سنن ابوداود میں عمرو بن شعیب عن أبيه عن جده سے مروی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: سنن ابوداود (اردو)' طبع دارالسلام' حدیث: ۳۶۰۰' ۳۶۰۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۱/ ۲۹۹' ۳۰۰' والإرواء للألباني' رقم: ۲۶۶۹' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ۲۳۶۶) ② امانت میں خیانت کرنے والا قابل اعتماد نہیں ہوتا' لہٰذا عدالت میں اس کی گواہی قبول نہیں۔ ③ ''حد'' بعض خاص جرائم کی سزاؤں کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں۔ عدالت کو ان میں کمی بیشی کا حق نہیں۔ ان کے علاوہ دیگر سزاؤں کو ''تعزیر'' کہتے ہیں جن میں حالات کے مطابق تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ ④ جب یہ ثابت ہو جائے کہ گواہ نے جس کے خلاف گواہی دی ہے' اس سے اس کی پہلے سے ناراضی ہے تو یہ بات گواہی کو مشکوک بنا دیتی ہے' ممکن ہے کہ وہ پرانی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف گواہی دے کر اپنا بدلہ لینا چاہتا ہو۔ ⑤ بھائی سے مراد دینی بھائی' یعنی مسلمان ہے۔ اس میں حقیقی بھائی بھی شامل ہے کیونکہ مسلمان ہونے کی صورت میں وہ بھی دینی بھائی ہے۔

۲۳۶۷- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى:

۲۳۶۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

۲۳۶۶_[إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۰۸ عن يزيد بن هارون وغيره به، وانظر، ح: ۴۹۶، ۱۱۲۹ لعلته: وله شواهد ضعيفة، وأصل الحديث صحيح بلفظ: "لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا زان ولا زانية ولا ذي غمر على أخيه" أخرجه أبوداود، ح: ۳۶۰۱ وغيره، وسنده قوي كما قال الحافظ في التلخيص: ۴/ ۱۹۸، وللحديث شواهد.

۲۳۶۷_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، القضاء، باب شهادة البدوي على أهل الأمصار، ح: ۳۶۰۲ من حديث◄◄

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».

انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''بستی والے کے خلاف خانہ بدوش کی گواہی قبول نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس کی وجہ یہ ہے کہ خانہ بدوش دین واخلاق اور کردار کے لحاظ سے عموماً کم تر ہوتے ہیں کیونکہ انھیں علماء کے پاس بیٹھنے اور دین سیکھنے کا موقع نہیں ملتا' اس لیے ان سے زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ گواہی صحیح نہ دیں گے۔ ② گواہ کا قابل اعتماد ہونا ضروری ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ الْقَضَاءِ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِينِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- ایک گواہ اور مدعی کی قسم کی بنا پر فیصلہ کرنا

٢٣٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الزُّهْرِيُّ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

۲۳۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مدعی کی) قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

٢٣٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ

۲۳۶۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (مدعی کی) قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

◄◄ ابن وهب به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٩.

٢٣٦٨- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في اليمين مع الشاهد، ح: ١٣٤٣ عن يعقوب بن إبراهيم به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٧، والحديث مخرج في نيل المقصود، ح: ٣٦١٠، وأخرجه أبوداود من حديث الدراوردي به.

٢٣٦٩- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في اليمين مع الشاهد، ح: ١٣٤٤ عن محمد بن بشار به.

مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

۲۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِينِ.

۲۳۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور (مدعی کی) قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

۲۳۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، عَنْ سُرَّقٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَجَازَ شَهَادَةَ الرَّجُلِ وَيَمِينَ الطَّالِبِ.

۲۳۷۱- حضرت سرق (بن اسد جہنی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کی گواہی اور مدعی کی قسم کو درست قرار دیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث کی اصل سابقہ روایت ہے اور وہ اس کی شاہد بھی ہے اور صحیح بھی ہے' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی مذکورہ روایت کو ماقبل روایت کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود ماقبل روایت کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ۸/۳۰۵' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۲۳۷۱) ② دعویٰ ثابت کرنے کے لیے دو قابل اعتماد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ③ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی معتبر ہے (سورۂ بقرہ: آیت: ۲۸۳) ④ اگر مدّعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ اپنا موقف صحیح ہونے پر قسم کھائے گا' اس طرح مدعا علیہ کے حق

۲۳۷۰ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب وجوب الحكم بشاهد ويمين، ح: ۱۷۱۲ من حديث سيف به.

۲۳۷۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۷/۱٦٦، ح: ٦۷۱۷ من حديث جويرية بن أسماء (في الأصل المطبوع: إسماعيل وهو خطأ) به، وضعفه البوصيري لجهالة تابعيه، ولأصل الحديث شاهد صحيح تقدم قبله، وفيه غنية عن مثل هذه الرواية المجهولة.

میں فیصلہ ہو جائے گا۔ ④ اگر مدعی کے پاس صرف ایک گواہ ہو تو مدعی ایک قسم کھائے گا اور اس طرح مدعی کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ ⑤ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''صحابہ اور تابعین میں سے بعض علماء کے نزدیک اس پر عمل ہے کہ حقوق اور مالی معاملات میں ایک گواہ کے ساتھ ایک قسم (کی بنا پر فیصلہ کرنا) درست ہے۔ امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔'' دیکھیے: (جامع الترمذي' الأحكام' باب ماجاء في اليمين مع الشاهد' حديث:١٣٤٥)

(المعجم ٣٢) - بَابُ شَهَادَةِ الزُّورِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢- جھوٹی گواہی کا بیان

٢٣٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، [عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ] قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِماً. فَقَالَ: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَٱجْتَنِبُوا۟ قَوْلَ ٱلزُّورِ حُنَفَآءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِۦ﴾ [الحج: ٣٠-٣١].

٢٣٧٢- حضرت خریم (بن اخرم بن شداد بن عمرو) بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی' پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' آپ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی' پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ o حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ ''اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔ اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ بات صحیح ہے کہ جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس کے بارے میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جن تین گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ قرار دیا ہے' وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الشهادات' باب ماقيل في شهادة الزور' حديث:٢٦٥٣' ٢٦٥٤)

٢٣٧٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

٢٣٧٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٣٧٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في شهادة الزور، ح:٣٥٩٩ من حديث محمد بن عبيد به، وعلته جهالة حال أبي سفيان زياد العصفري، وشيخه حبيب بن النعمان، والله أعلم بحالهما.

٢٣٧٣ـ [ضعيف جدًا] أخرجه أبويعلى، ح:٥٦٧٢ من حديث محمد بن الفرات به، وسنده موضوع، وصححه◀◀

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللهُ لَهُ النَّارَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم (حساب کتاب کے موقع پر) اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ (التحفة ٣٣)

باب:۳۳-اہل کتاب کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی

٢٣٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَجَازَ شَهَادَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ، بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ.

۲۳۷۴-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی کو معتبر قرار دیا۔

الحاكم: (٤/ ٩٨)، ووافقه الذهبي * سويد ضعيف وشيخه محمد بن الفرات كذاب كما قال الإمام أحمد، ومحمد ابن عبدالله بن عمار وغيرهما، وقال ابن حزم: "ضعيف بالاتفاق"، والحديث ضعفه البوصيري، وللحديث شاهد ضعيف جدًا عند أبي نعيم في حلية الأولياء: (٧/ ٢٦٤).

٢٣٧٤- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٦٥ من حديث أبي خالد به، وقال: هو مما أخطأ فيه، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف من أجل مجالد بن سعيد"، وانظر، ح: ١١، وفيه علة أخرى ذكرها البيهقي كما تقدم في كلامه.

ہبہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' اس کی مشروعیت اور اس سے متعلق چند اہم احکام

* لغوی معنی: ہبہ: وَھَبَ' یَھَبُ' ھِبَۃً سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''کسی کو کوئی چیز بغیر عوض کے دینا۔''

* اصطلاحی تعریف: [اَلتَّمَلُّکُ بِلَا عِوَضٍ] ''کسی شخص کا اپنا مال ومتاع کسی کو تبرعا (بغیر کسی معاوضے کے) دے دینا ہبہ کہلاتا ہے۔''

* ہبہ کی مشروعیت: ہبہ شرعاً مستحب ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نیکی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب دلائی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران ۳:۹۲) ''تم ہرگز اچھائی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو۔'' نیز فرمایا: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی﴾ (المائدۃ ۵:۲) ''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔'' جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی عملاً اپنی امت کو ہبہ دینے اور لینے کی تعلیم دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیبُ عَلَیْھَا] (صحیح البخاري' الھبۃ و فضلھا والتحریض علیھا' باب المکافأۃ في الھبۃ' حدیث:۲۵۸۵) ''رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیتے تھے۔''

✱ ہبہ کے چند اہم احکام:

① اگر والد اپنی اولاد کو کوئی چیز ہبہ کرنا چاہے تو ساری اولاد میں برابری کرنا ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: [فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ] (صحيح البخاري' الهبة و فضلها والتحريض عليها' باب الإشهاد في الهبة' حديث:٢٥٨٧) ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل وانصاف کرو۔''

② کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لینا حرام ہے۔ نبی ﷺ نے اس فعل کی شناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا: [اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ] (صحيح البخاري' الهبة وفضلها والتحريض عليها' باب هبة الرجل لامرأته... حديث:٢٥٨٧ کے بعد) ''ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کھا لیتا ہے۔''

③ والد اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے۔

④ ہبہ سے عوض کی تمنا رکھنا بھی غلط ہے' اس امید پر ہبہ کرنا کہ دوسرا شخص بھی اسے کوئی چیز ہبہ کرے گا' یہ درست نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٤) أَبْوَابُ الْهِبَاتِ (التحفة ...)

ہبہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ الرَّجُلِ يَنْحَلُ وَلَدَهُ (التحفة ٣٤)

باب:١- آدمی کا اپنی اولاد کو کچھ ہبہ کرنا

٢٣٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْطَلَقَ بِهِ أَبُوهُ يَحْمِلُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: اشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا. قَالَ: «فَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتَ النُّعْمَانَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَأَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِي». قَالَ: «أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ: بَلَى. قَالَ: «فَلَا. إِذاً».

٢٣٧٥- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ) انھیں اٹھائے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: گواہ رہیں کہ میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں فلاں چیز ہبہ کر دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو ویسی چیز دی ہے جیسی نعمان کو دی ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اس (ہبہ) پر میرے سوا کسی اور کو گواہ بنا لو۔'' پھر فرمایا: ''کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں کہ وہ سب تم سے برابر حسن سلوک کریں؟'' بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جی ہاں (پسند ہے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تب (اس طرح) نہیں (کرنا چاہیے)۔''

٢٣٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٢٣٧٦- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٣٧٥_ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد، ح:٢٥٨٧، ٢٦٥٠، ومسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح:١٦٢٣ من حديث عامر الشعبي به.

٢٣٧٦_ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد، ح:٢٥٨٦، ومسلم، الهبات، الباب السابق، ح:١٦٢٣ من حديث الزهري به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَخْبَرَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلاَماً. وَأَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُشْهِدُهُ. فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

ہے کہ ان کے والد نے انھیں ایک غلام ہبہ کیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کو اس پر گواہ بنالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو یہی کچھ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا ''پھر اسے واپس لے لو۔''

فوائد ومسائل: ① اولاد سے برابر سلوک کرنا چاہیے۔ روز مرہ کی ضروریات میں برابری یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائے' مثلاً: جس بچے کو لباس کی ضرورت ہو اسے لباس مہیا کیا جائے۔ جسے علاج کی ضرورت ہو اس کا علاج کرایا جائے۔ اس کے علاوہ عطیات میں برابری ضروری ہے۔ ② وراثت میں لڑکے اور لڑکی کے حصے میں فرق ہے لیکن عطیے میں یہ فرق نہیں۔ ③ خرید وفروخت کی طرح قیمتی چیز ہبہ کرتے وقت بھی گواہ بنالینا مناسب ہے۔ ④ اولاد سے برابر حسن سلوک کا یہ فائدہ ہے کہ سب بچوں کے دل میں والدین کی محبت برابر ہوگی' لہٰذا وہ بھی برابر احترام اور خدمت کرنے کی کوشش کریں گے۔ ⑤ شرعی حکم بیان کر کے اس کی حکمت بھی بیان کر دینے کا یہ فائدہ ہے کہ سائل مطمئن ہو جاتا ہے اور خوشی سے اس پر عمل کرتا ہے۔ ⑥ والدین اپنی اولاد کو ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتے ہیں۔ ⑦ اگر لاعلمی میں کوئی ایسا کام ہو جائے جو شرعاً ممنوع ہو تو اس کی ہر ممکن تلافی کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَنْ أَعْطَى وَلَدَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِيهِ (التحفة ٣٥)

باب:٢- اولاد کو کچھ دے کر واپس لینا (جائز ہے)

٢٣٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ. يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

٢٣٧٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے لیے جائز نہیں کہ (کسی کو) کوئی چیز دے کر واپس لے لے' سوائے والد کے' جو کچھ وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے (اسے واپس لے سکتا ہے)۔''

٢٣٧٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح: ١٢٩٩، ٢١٣٢ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٤، وابن حبان، والحاكم: ٢/ ٤٦، والذهبي.

«لاَ يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا . إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ» .

٢٣٧٨- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَرْجِعْ أَحَدُكُمْ فِي هِبَتِهِ، إِلَّا الْوَالِدَ مِنْ وَلَدِهِ» .

۲۳۷۸- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ’’کوئی شخص اپنے ہبہ سے رجوع نہ کرے مگر والد اپنی اولاد سے (واپس لے سکتا ہے)۔‘‘

فوائد ومسائل: ① کسی کو تحفے کے طور پر کوئی چیز دے کر واپس لینا جائز نہیں' خواہ وہ تحفہ معمولی ہو یا قیمتی۔ ② والد اپنی اولاد کو دی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔ ③ والدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ ④ بعض علماء نے نانا' نانی اور دادا' دادی کو بھی اسی حکم میں شامل کیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣) - بَابُ الْعُمْرٰى (التحفة ٣٦)

باب:۳-عمریٰ کا بیان

٢٣٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عُمْرٰى. فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئاً، فَهُوَ لَهُ» .

۲۳۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’عمریٰ کچھ نہیں۔ جس کو عمر بھر کے لیے کوئی چیز دی گئی' وہ اسی کی ہوگئی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اہل عرب بعض اوقات کسی پر احسان کرتے ہوئے اسے کہہ دیتے تھے: ’’میں تمھیں اپنے اس گھر میں زندگی بھر رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔‘‘ مطلب یہ ہوتا تھا کہ تمھاری وفات کے بعد یہ گھر دوبارہ مجھے یا میرے وارثوں کو مل جائے گا۔ اسے عمریٰ کہتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کو عام ہبہ کے حکم میں کر دیا۔ اب ایک چیز جسے دے دی گئی' وہ اسی کی ہوگئی۔ اس پر یہ شرط لگانا درست نہیں کہ تمھارے مرنے کے بعد مجھے واپس مل جائے گی۔

٢٣٧٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٦٤، ٢٦٥، الهبة، رجوع الوالد فيما يعطي ولده . . . الخ، ح: ٣٧١٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه عبدالوارث، وإبراهيم بن طهمان عن عامر الأحول به (السنن الكبرٰى للبيهقي: ٦/ ١٧٩).

٢٣٧٩ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٧٧ من طرق عن محمد بن عمرو به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٢٣٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْمَرَ رَجُلاً عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ فِيهَا. فَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ».

٢٣٨٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس نے کسی شخص کو عمریٰ کے طور پر کچھ دیا تو وہ اس (وصول کرنے والے) کا اور اس کے بچوں کا ہے۔ عمریٰ کرنے والے کی بات سے اس میں اس کا حق ختم ہو گیا' وہ چیز اس کی ہے جسے عمر بھر کے لیے دی گئی' اور اس کی اولاد کے لیے ہے۔''

٢٣٨١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ.

٢٣٨١- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عمریٰ کو وارث کے لیے قرار دیا۔

فائدہ: جو چیز کسی کو عمر بھر کے لیے دی گئی' وفات کے بعد وہ دینے والے کو واپس نہیں ملے گی بلکہ جس طرح مرنے والے کی باقی جائیداد اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گی' اس انداز سے ملنے والی چیز بھی ترکے میں شامل ہو کر اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے گی کیونکہ شرعاً یہ چیز ہبہ کے حکم میں ہے' لہٰذا وہ وصول کرنے والے کی جائز ملکیت شمار ہو گی۔

(المعجم ٤) - بَابُ الرُّقْبٰى (التحفة ٣٧)

باب:٤- رقبیٰ کا بیان

٢٣٨٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

٢٣٨٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ کچھ نہیں' جسے رقبیٰ

٢٣٨٠- أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٥ من حديث أبي سلمة به، ومسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥ عن محمد بن رمح به.

٢٣٨١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبٰى، ح: ٣٥٥٩ من حديث عمرو بن دينار به، وصححه ابن حبان، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٣٩٩ بتحقيقي.

٢٣٨٢- [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/٢٧٣، العمرٰى، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرٰى، ح: ٣٧٦٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق: ٩/١٩٦، ح: ١٦٩٢٠ بطوله * ابن جريج صرح بالسماع، وحبيب لم يسمع هٰذا الحديث من ابن عمر رضي الله عنه، والحديث صحيح بشواهده، راجع نيل المقصود، ح: ٣٥٥٦ وغيره.

عَطَاءٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ رُقْبٰى. فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئاً فَهُوَ لَهُ، حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

کے طور پر کوئی چیز دی گئی' وہ زندگی میں بھی اور مرنے پر بھی اسی کی ہے۔''

قَالَ: وَالرُّقْبٰى أَنْ يَقُولَ هُوَ لِلآخَرِ: مِنِّي وَمِنْكَ مَوْتاً.

راوی نے بیان کیا: رقبیٰ کا مطلب دوسرے سے یہ کہنا ہے: یہ چیز اس کی ہے جو ہم دونوں میں سے بعد میں فوت ہو۔

٢٣٨٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُعْمِرَهَا. وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُرْقِبَهَا».

۲۳۸۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اس شخص کے حق میں جاری ہوگا جسے عمریٰ کے طور پر دیا گیا۔ اور رقبیٰ اس شخص کے حق میں جاری ہوگا جسے رقبیٰ کے طور پر دیا گیا۔''

فوائد ومسائل: ① رقبیٰ کا مطلب یہ ہے کہ میں تمھیں' مثلاً: یہ مکان دیتا ہوں۔ اگر تم پہلے فوت ہوئے تو مکان مجھے واپس مل جائے گا اور اگر میں پہلے فوت ہوا تو مکان تمھارا رہے گا۔ ② عمریٰ اور رقبیٰ میں فرق یہ ہے کہ عمریٰ میں صرف لینے والے کی عمر کا لحاظ ہوتا تھا کہ جب تک وہ زندہ رہے اس مکان میں رہے گا' خواہ دینے والے سے پہلے فوت ہو یا بعد میں۔ جب بھی لینے والا فوت ہوگا' مکان دینے والے کو یا اس کے وارثوں کو واپس مل جائے گا۔ رقبیٰ میں یہ شرط ہوتی تھی کہ صرف اس صورت میں واپس ملے گا اگر لینے والا پہلے فوت ہو۔ اگر دینے والا پہلے فوت ہو تو مکان لینے والے ہی کا ہو جاتا تھا۔ ③ عمریٰ اور رقبیٰ دونوں کا رواج عرب میں اسلام سے پہلے موجود تھا۔ اسلام میں ان دونوں کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ ④ ہبہ کرنا جائز ہے۔ اگر عمریٰ یا رقبیٰ والی شرط رکھ کر کسی کو کچھ دیا جائے تو وہ ہبہ ہی شمار ہوگا اور یہ شرط خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوگی۔ ⑤ اگر کوئی شخص کسی غریب کی مدد کرنا چاہتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ مکان وغیرہ اس کی ملکیت میں رہے تو اسے عاریتاً کچھ مدت کے لیے دینا چاہیے۔ مدت ختم ہونے پر ضرورت محسوس کی جائے تو مدت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

٢٣٨٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبى، ح: ٣٥٥٨ من حديث هشيم به، وحسنه الترمذي، ح: ١٣٥١، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته، وللحديث شواهد.

(المعجم ٥) - بَابُ الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ (التحفة ٣٨)

باب:۵- ہبہ کر کے واپس لینا

٢٣٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعُودُ فِي عَطِيَّتِهِ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ. أَكَلَ، حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ. ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ، فَأَكَلَهُ».

۲۳۸۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا عطیہ واپس لیتا ہے' وہ کتے کی طرح ہے' جو کھاتا رہتا ہے' جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے' پھر اپنی قے کو دوبارہ کھانے لگ جاتا ہے۔''

٢٣٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۲۳۸۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کر کے واپس لینے والا اپنی قے کو واپس پیٹ میں ڈالنے والے کی طرح ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہبہ کا مطلب کسی کو کوئی چیز بلا معاوضہ دے دینا ہے۔ اس کا مقصد محض اللہ کی رضا کا حصول اور ایک مومن سے حسن سلوک ہوتا ہے' لہٰذا اسے واپس لینا اپنی نیکی کالعدم کرنے کے برابر ہے۔ اور جان بوجھ کر نیکی ضائع کرنا بہت بری بات ہے۔ ② ہبہ کا ایک فائدہ مسلمانوں کی باہمی محبت واحترام میں اضافہ بھی ہے۔ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے سے نہ صرف یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے بلکہ باہمی محبت واحترام میں بھی کمی آ جاتی ہے' اس طرح فائدے سے نقصان زیادہ ہو جاتا ہے۔ ③ کتے کے عمل سے تشبیہ دینے کا مقصد اس کام سے نفرت دلانا ہے۔ ④ والد اولاد کو عطیہ دے کر واپس لے سکتا ہے کیونکہ اولاد کی ملکیت اس کی اپنی

٢٣٨٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٠، ٤٩٢ من حديث عوف الأعرابي به، وقال البوصيري: "منقطع، خلاس بن عمرو الهجري لم يسمع من أبي هريرة شيئًا" قلت: تابعه محمد بن سيرين عن أبي هريرة به عند أحمد: ٢/ ٤٩٢ وغيره، فالحديث صحيح.

٢٣٨٥ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح: ٢٦٢١ من حديث شعبة به، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض إلا ما وهبه لولده وإن سفل، ح: ١٦٢٢ من حديث محمد بن بشار به.

ملکیت کے حکم میں ہے۔ (دیکھیے، حدیث:۲۳۷۷)

۲۳۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُوسُفَ الْعَرْعَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

۲۳۸۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو دوبارہ کھاتا ہے۔''

(المعجم ٦) - **بَابُ مَنْ وَهَبَ هِبَةً رَجَاءَ ثَوَابِهَا** (التحفة ٣٩)

باب:٦- جوابی تحفے کی امید میں تحفہ دینا

۲۳۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّجُلُ أَحَقُّ بِهِبَتِهِ مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا».

۲۳۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے ہبہ (تحفے) کا زیادہ حق رکھتا ہے جب تک اسے اس کا بدلہ (جوابی تحفہ) نہ دیا جائے۔''

(المعجم ٧) - **بَابُ عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا** (التحفة ٤٠)

باب:٧- عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا

۲۳۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۳۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا۔ اس

۲۳۸٦_ [صحيح] * العرعري مستور(تقريب)، وعبدالله بن عمر العمري ضعيف عابد(تقريب) في غير نافع، وانظر، ح:٣٦٦، ١٢٩٩، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث السابق.

۲۳۸۷_ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٦/ ٤٧٤ عن وكيع به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع" وانظر، ح:١٠٦٩، ٢٢٥٠.

۲۳۸۸_ [صحيح] * المثنّى لم ينفرد به بل تابعه داود بن أبي هند، وحبيب المعلم عن عمرو به، أخرجه أبوداود، ح:٣٥٤٦ وغيره، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٧، والذهبي.

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ، فِي خُطْبَةٍ خَطَبَهَا: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ فِي مَالِهَا، إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، إِذَا هُوَ مَلَكَ عِصْمَتَهَا».

میں آپ نے فرمایا: ''عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف جائز نہیں' جب کہ وہ اس کی عصمت کا مالک ہو (جب تک نکاح قائم ہو۔'')

فوائد کے لیے: دیکھیے' حدیث: ۲۲۹۴ کے فوائد۔

۲۳۸۹- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ جَدَّتَهُ خَيْرَةَ، امْرَأَةَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِحُلِيٍّ لَهَا. فَقَالَتْ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ بِهٰذَا. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ فِي مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا. فَهَلِ اسْتَأْذَنْتِ كَعْباً؟» قَالَتْ: نَعَمْ. فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، زَوْجِهَا فَقَالَ: «هَلْ أَذِنْتَ لِخَيْرَةَ أَنْ تَتَصَدَّقَ بِحُلِيِّهَا؟» فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَبِلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْهَا.

۲۳۸۹- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک صاحب حضرت عبداللہ بن یحییٰ رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی' یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت خیرہ رضی اللہ عنہا اپنا زیور لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں یہ صدقہ کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنا درست نہیں۔ کیا تم نے کعب سے اجازت لی ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوند حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیج کر دریافت فرمایا: ''کیا تم نے خیرہ کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنا زیور صدقہ کر دے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے صدقہ وصول فرمالیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

۲۳۸۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٣٥١ من حديث الليث به، وقال ابن عبدالبر: "إسناده ضعيف، لا تقوم به الحجة"، وضعفه البوصيري وغيره * عبدالله بن يحيى، وأبوه مجهولان (تقريب).

اسے صحیح کہا ہے۔ دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس سے پہلے والی روایت اس کی شاہد ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۷۷۵' ۸۲۵' وسنن ابن ماجه بتحقیق الدکتور بشار عواد' حدیث: ۲۳۸۹) ② عورت اپنے مال میں سے صدقہ دینا چاہے تو بہتر ہے کہ خاوند سے اجازت لے لے۔ ③ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر عورت سمجھ دار ہو تو خاوند کے موجود ہوتے ہوئے بھی وہ کسی کو صدقہ دے سکتی ہے' یعنی خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اور انھوں نے دلیل کے طور پر چار احادیث ذکر کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''خرچ کر' اور گن مت ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا۔ اور سنبھال کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی (تجھے دینے کے بجائے) سنبھال کر رکھ لے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے انھیں یہ نہیں فرمایا کہ اپنے شوہر حضرت زبیر بن عوام سے پوچھ لیا کرو۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الهبة وفضلها والتحریض علیها' باب هبة المرأة لغیر زوجها' وعتقها إذا کان لها زوج فهو جائز إذا لم تکن سفیهة... حدیث:۲۵۹۰) لیکن یہ جواز اس وقت ہے جب عورت کو یہ معلوم ہو کہ خاوند کو میرے صدقہ کرنے پر اعتراض نہیں ہوگا یا اتنی مقدار پر وہ اعتراض نہیں کرے گا۔ اور وہ اتنی ہی مقدار صدقہ کرتی ہے جس پر خاوند معترض نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

بسم الله الرحمن الرحیم

(المعجم ١٥) أَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ (التحفة . . .)

صدقہ وخیرات سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الرُّجُوعِ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٤١)

باب:۱- صدقہ دے کر واپس لینا

٢٣٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ».

۲۳۹۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے صدقے سے رجوع نہ کرو۔'' یعنی کسی کو صدقہ دے کر واپس نہ لو۔

٢٣٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ ثُمَّ يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ، مَثَلُ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ».

۲۳۹۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صدقہ دے کر اپنا صدقہ واپس لے لیتا ہے اس کی مثال کتے کی سی ہے جو قے کرتا ہے پھر پلٹ کر اپنی قے کھا لیتا ہے۔''

٢٣٩٠ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب هل يشتري صدقته؟ . . . الخ، ح: ١٤٩٠، ٢٦٢٣، ٣٠٠٣، ومسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح: ١٦٢٠ من حديث زيد بن أسلم به.

٢٣٩١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٨٥.

فوائد ومسائل: ① صدقہ کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور صدقہ کر کے واپس لینا اسے کالعدم کرنے کے مترادف ہے' اور اپنی نیکی ضائع کرنا بہت بری بات ہے۔ ② کتے سے تشبیہ دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت برا کام ہے' اس لیے اس سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢) - **بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَوَجَدَهَا تُبَاعُ هَلْ يَشْتَرِيهَا** (التحفة ٤٢)

باب:٢- صدقہ کی ہوئی چیز بک رہی ہو تو کیا صدقہ دینے والا اسے خرید سکتا ہے؟

٢٣٩٢- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. يَعْنِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ أَنَّهُ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَبْصَرَ صَاحِبَهَا يَبِيعُهَا بِكَسْرٍ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: «لَا تَبْتَعْ صَدَقَتَكَ».

٢٣٩٢- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک گھوڑا صدقہ کیا۔ پھر (بعد میں) انھوں نے دیکھا کہ اس کا مالک (جسے وہ گھوڑا صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا) اسے کم قیمت پر بیچ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اپنا صدقہ مت خریدو۔''

فوائد ومسائل: ① خریدنا اگرچہ واپس لینا نہیں ہے لیکن اس سے ظاہری طور پر مشابہت رکھتا ہے' اس لیے اس سے بھی منع کر دیا گیا تاکہ یہ صدقہ واپس لینے کا ایک حیلہ نہ بن جائے۔ ② صدقہ کی ہوئی چیز واپس خریدنے کی خواہش سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دل اس میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ مناسب نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں جو کچھ دے دیا، دے دیا، اب دوبارہ حصول کی خواہش کیوں کی جائے۔ ③ صدقہ کی ہوئی چیز جب سستی مل رہی ہو تو جتنی رقم کم خرچ کی' گویا اتنی رقم صدقہ دے کر اپنی چیز واپس لے لی' اس لیے یہ جائز نہیں۔

٢٣٩٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ

٢٣٩٣- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک گھوڑا جس کا نام غمر یا غمرہ تھا' انھوں

٢٣٩٢- أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٦/ ١٦٨ من حديث شريك القاضي به، وفيه عمر بن عروة بن عمر بن عبدالله بن عمر عن أبيه . . . الخ، ولعله تصحيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث زيد ابن أسلم عن أبيه عن عمر به.

٢٣٩٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٤ عن يزيد به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح" * عبدالله بن عامر هو ابن ربيعة أو ابن كُريز وكلاهما ثقتان، والله أعلم.

التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَامِرٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ يُقَالُ لَهُ غَمْرٌ أَوْ غَمْرَةٌ. فَرَأَى مُهْراً أَوْ مُهْرَةً مِنْ أَفْلَائِهَا يُبَاعُ، يُنْسَبُ إِلَى فَرَسِهِ، فَنَهَى عَنْهَا.

نے وہ (بطور صدقہ کسی کو) سواری کے لیے دے دیا۔ بعد میں انھوں نے اس کے ایک بچھیرے یا بچھیری کو بکتا دیکھا تو نبی ﷺ نے انھیں اس (کو خریدنے) سے منع کر دیا۔

(المعجم ٣) - **بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا** (التحفة ٤٣)

باب:٣-صدقہ میں دی ہوئی چیز وراثت میں مل جائے تو (کیا حکم ہے؟)

٢٣٩٤- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ. وَإِنَّهَا مَاتَتْ. فَقَالَ: «آجَرَكِ اللهُ، وَرَدَّ عَلَيْكِ الْمِيرَاثَ».

٢٣٩٤- حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ کے طور پر دی تھی۔ اب والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے تجھے اجر دے دیا اور وہ (لونڈی) وراثت کے طور پر تیرے پاس واپس آ گئی۔“

٢٣٩٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ أُمِّي حَدِيقَةً لِي. وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثاً

٢٣٩٥- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں نے اپنی والدہ کو اپنا ایک باغ دے دیا تھا۔ (اب) وہ فوت ہوگئی ہیں اور میرے علاوہ کوئی وارث چھوڑ کر نہیں گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا صدقہ درست ہوگیا اور تیرا باغ تیری ملکیت میں

٢٣٩٤ـ [صحيح] تقدم من حديث عبدالرزاق عن سفيان الثوري به، ح: ١٧٥٩.

٢٣٩٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٥ من حديث عبيدالله (ابن عمرو الرقي) به وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح إلى عمرو بن شعيب، ومن يحتج بعمرو بن شعيب عن أبيه عن جده فالإسناد صحيح عنده" قلت: احتج به الجمهور كما حققته في جزء خاص وهو مذكور في تخريج مسند الحميدي.

غَيْرِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ، وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ حَدِيقَتُكَ».

واپس آ گیا۔"

فوائد ومسائل: ① ماں باپ کو صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ ② ماں باپ کو صدقے میں دی ہوئی چیز اگر ترکہ بن کر صدقہ کرنے والے کو مل جائے تو یہ صدقہ واپس لینے میں شامل نہیں کیونکہ وفات اور استحقاق میراث میں انسان کے ارادہ وکوشش کو دخل نہیں۔ ③ مندرجہ بالا صورت میں صدقے کا ثواب ختم نہیں ہوگا۔

(المعجم ٤) - **بَابُ مَنْ وَقَفَ** (التحفة ٤٤)

باب:۴- وقف کرنے کا بیان

٢٣٩٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَرْضاً بِخَيْبَرَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ مَالاً بِخَيْبَرَ. لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ. فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» قَالَ: فَعَمِلَ بِهَا عُمَرُ عَلَى أَنْ لاَ يُبَاعَ أَصْلُهَا وَلاَ يُوهَبَ وَلاَ يُورَثَ. تَصَدَّقَ بِهَا لِلْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ. لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَهَا بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقاً. غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ.

۲۳۹۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب ؓ کو خیبر میں زمین ملی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے خیبر میں ایسا مال ملا ہے کہ میری نظر میں اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس (کی پیداوار) کو صدقہ کردو۔" حضرت عمر ؓ نے ایسے ہی کیا' اور یہ (شرط لگا دی) کہ اصل زمین نہ بیچی جائے گی' نہ (کسی کو) ہبہ کی جائے گی اور نہ (کسی کو) وراثت کے طور پر دی جائے گی۔ آپ نے وہ زمین غریبوں کے لیے' رشتہ داروں کے لیے' اللہ کی راہ میں' مسافروں اور مہمانوں کے لیے صدقہ کر دی۔ جو اس کا انتظام کرے اس پر گناہ نہیں کہ اس میں سے مناسب حد تک کھائے یا دوست کو کھلائے لیکن اس سے مال نہ کمائے۔

٢٣٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

۲۳۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٢٣٩٦ــ أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الوقف، ح: ٢٧٣٧، ٢٧٧٢، ٢٧٧٣، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٢ من حديث ابن عون به.

٢٣٩٧ــ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، الطريق الأول * سفيان تابعه ◄◄

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْمِائَةَ سَهْمٍ، الَّتِي بِخَيْبَرَ، لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهَا. وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْبِسْ أَصْلَهَا، وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا».

ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! خیبر میں مجھے جو سو حصے ملے ہیں' مجھے اس سے پیارا (اور بہتر) مال کبھی نہیں ملا۔ میرا ارادہ ہے کہ انھیں صدقہ کر دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اصل (زمین) کو روک رکھو اور اس کا پھل فی سبیل اللہ (صدقہ) قرار دے دو۔''

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: فَوَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِي كِتَابِي، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۳۹۷- (م) (امام ابن ماجہ کے استاذ) ابن ابی عمر نے کہا کہ یہی حدیث میری کتاب میں ایک دوسری جگہ سفیان' عن عبداللہ' عن نافع عن ابن عمر کی سند سے حضرت عمر سے اسی طرح مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① وقف شرعاً درست ہے۔ ② وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا' البتہ وقف کرنے والا اس کا انتظام خود کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ③ وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے وقف قائم رکھنے کے ضروری اخراجات نکال کر باقی مال نیکی کے ان کاموں میں خرچ ہوگا جن کے لیے وقف کیا گیا ہے۔ ④ وقف کا منتظم اپنی خدمات کے عوض مناسب تنخواہ لے سکتا ہے لیکن یہ تنخواہ بہت زیادہ نہ ہو۔ ⑤ مال نہ کمانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اپنے لیے ذریعۂ آمدنی نہ بنالے اور جائز حد سے زیادہ مالی فوائد حاصل نہ کرے۔

(المعجم ٥) - بَابُ الْعَارِيَةِ (التحفة ٤٥)

باب: ۵- وقتی طور پر (عاریتاً) چیز مانگ لینا

۲۳۹۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا

۲۳۹۸- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا

◄◄ عبدالعزيز بن محمد الدراوردي وغيره، والسند الآتي شاهد له.

٢٣٩٧(م)_[صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٤، ١٥٦، ١٥٧ من طريقين آخرين عن عبدالله بن عمر العمري به، وإسناده قوي، انظر، ح: ٣٦٦، ١٢٩٩.

٢٣٩٨_[إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أن العارية مؤدّاة، ح: ١٢٦٥ من حديث إسماعيل به باختلاف يسير، وقال: "حسن غريب"، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٥٦٥ مطولاً، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٣، وله طريق آخر عند ابن حبان في صحيحه.

شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ [يَقُولُ]: «اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ».

ہے: ''عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے اور دودھ کے لیے لیا ہوا جانور واپس کیا جائے۔''

٢٣٩٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيَّانِ قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ».

٢٣٩٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے اور دودھ کے لیے لیا ہوا جانور واپس کیا جائے۔''

474

فوائد ومسائل: ① ''عاریتاً'' سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی چیز اس غرض سے لی جائے کہ استعمال کے بعد بعینہٖ واپس کردی جائے گی۔ ② مِنحَۃٌ سے مراد وہ دودھ والا جانور ہے جو کسی کو اس شرط پر دیا جائے کہ جب وہ دودھ دینا بند کردے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اس دوران میں مِنحَہ لینے والا اس کا دودھ استعمال کرتا رہے کیونکہ یہ بھی ایک لحاظ سے عاریتاً ہی ہے۔ ③ عاریتاً لینے والے کا فرض ہے کہ اس چیز کو اس انداز سے استعمال کرے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے تاکہ واپسی پر مالک اس سے اسی طرح فائدہ حاصل کر سکے جس طرح پہلے فائدہ حاصل کرتا تھا۔

٢٤٠٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ،

٢٤٠٠- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ نے جو کچھ (قرض یا عاریت کے طور پر) لیا، وہ اس کے ذمے رہتا ہے

٢٣٩٩ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ١/٣٦٠، ٣٦١، حديث: ٦٢١ من حديث هشام بن عمار به، وأخرجه الدارقطني: ٤/ ٦٩ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" قلت: سعيد بن أبي سعيد الساحلي ـ غير المقبري ـ مجهول كما في التقريب، وانظر نيل المقصود، ح: ٥١١٥، والحديث السابق شاهد له.

٢٤٠٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أن العارية مؤدّاة، ح: ١٢٦٦ من حديث ابن أبي عدي به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٤، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٤٧، ووافقه الذهبي * سعيد تقدم، ح: ٤٢٩، وقتادة تقدم، ح: ١٧٥ وكلاهما مدلسان وعنعنا.

جَمِيعاً عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ».

حتی کہ اسے ادا کرے۔"

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ بات حق ہے کہ قرض' امانت اور عاریتاً لی ہوئی چیز کی واپسی فرض ہے' اس کے دلائل قرآن مجید اور دیگر صحیح احادیث میں موجود ہیں' مثلاً: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَٰنَٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَٰعُونَ﴾ (المؤمنون ٨:٢٣) "اور جو لوگ اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔" (وہی مومن کامیاب ہیں۔) اور دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:٢٤٠١)

(المعجم ٦) - بَابُ الْوَدِيعَةِ (التحفة ٤٦)

باب:٦- امانت کا بیان

٢٤٠١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ الأَنْمَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنِ [الْمُثَنَّى]، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُودِعَ وَدِيعَةً، فَلاَ ضَمَانَ عَلَيْهِ».

٢٤٠١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو (اور وہ اتفاقاً ضائع ہو جائے) تو اس پر تاوان نہیں ہوگا۔"

فوائد ومسائل: ① کسی کو جو چیز حفاظت کے لیے دی جاتی ہے اسے ودیعة کہتے ہیں۔ ② کسی کی امانت کی حفاظت کرنا اور جان بوجھ کر اس میں خیانت نہ کرنا مومنوں کی صفت ہے۔ ③ اگر امانت سنبھالنے والے کی غفلت کی وجہ سے چیز ضائع ہو جائے تو اس کا بدل ادا کرنا چاہیے اور اگر اس کے ضائع ہونے میں اس کی غفلت کا دخل نہ ہو تو وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ ④ مذکورہ روایت کو بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ مزید دیکھیے: (الإرواء' رقم:١٥٤٧' و الصحيحة' رقم:٢٣١٥)

(المعجم ٧) - بَابُ الْأَمِينِ يَتَّجِرُ فِيهِ فَيَرْبَحُ (التحفة ٤٧)

باب:٧- امانت کی رقم سے تجارت کر کے نفع کمانا

٢٤٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٤٠٢- حضرت عروہ بن ابو جعد بارقی ؓ سے

٢٤٠١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف المثنّى وهو ابن الصباح، والراوي عنه" قلت: هما ضعيفان على الراجح، ورواه ابن لهيعة فيما ذكره البيهقي، وضعف ابن لهيعة مشهور بعد ثبوت السند إليه من غير رواية العبادلة، ورواه يزيد بن عبدالملك نحوه بإسناد ضعيف * ويزيد ضعيف أيضًا، فالحديث غير حسن.

٢٤٠٢ أخرجه البخاري، المناقب، باب ٢٨، ح: ٣٦٤٢ من حديث سفيان به، إلا أنه قال: شبيب بن غرقدة ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ شَاةً. فَاشْتَرَى لَهُ شَاتَيْنِ. فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ. فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ.

روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں بکری خریدنے کے لیے ایک دینار دیا۔ اس نے دو بکریاں خرید لیں' پھر ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور نبی ﷺ کی خدمت میں دینار بھی پیش کر دیا اور بکری بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔

قَالَ: فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ.

راوی کہتے ہیں (اس کے بعد ان کی یہ حالت تھی کہ) اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انھیں نفع مل جاتا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخِرِّيتِ، عَنْ أَبِي لَبِيدٍ لِمَازَةَ بْنِ زَبَّارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ قَالَ: قَدِمَ جَلَبٌ، فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ ﷺ دِينَاراً. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۴۰۲-(م) حضرت عروہ بن ابو جعد بارقی ؓ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں' انھوں نے فرمایا: باہر سے مال تجارت آیا تو نبی ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا...... اس کے بعد پورا واقعہ بیان فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① کسی کی طرف سے کوئی چیز خریدنا یا بیچنا درست ہے۔ اسے ''وکالت'' کہتے ہیں۔ اور جو دوسرے کا نمائندہ بن کر کوئی چیز خریدتا یا بیچتا ہے' اسے ''وکیل'' کہتے ہیں۔ ② امانت کی رقم ذاتی استعمال میں لانا درست ہے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مالک کے طلب کرنے پر رقم فوراً ادا کی جا سکے گی۔ ③ جب کوئی شخص کسی کام میں تعاون کرے تو اس کو دعا دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ ④ اگر امانت کی رقم سے تجارت میں نقصان ہو جائے تو وہ تجارت کرنے والے کا نقصان ہو گا' امانت پوری ادا کرنی پڑے گی' اسی طرح اگر نفع ہو تو وہ بھی تجارت کرنے والے کا ہے' وہ اپنی مرضی سے بطور ہدیہ رقم کے مالک کو کچھ رقم پیش کر دے تو اسے قبول کرنا جائز ہے۔

◀◀ قال: سمعت الحيّ يتحدثون عن عروة به . . . الخ، انظر الرواية الآتية.

٢٤٠٢(م) [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المضارب يخالف، ح: ٣٣٨٥ من حديث سعيد بن زيد به.

(المعجم ٨) - **بَابُ الْحَوَالَةِ** (التحفة ٤٨)

باب:۸-قرض خواہ کو کسی اور سے رقم وصول کرنے کا کہنا

٢٤٠٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «[اَلظُّلْمُ] مَطْلُ الْغَنِيِّ. وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ».

۲۴۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دولت والے کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور تم میں سے کسی کو جب مال دار آدمی کا حوالہ دیا جائے تو اسے چاہیے کہ حوالہ قبول کرلے۔''

فوائد ومسائل: ① ''دولت والے'' سے مراد وہ مقروض ہے جس کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے رقم یا کوئی اور چیز موجود ہے اگرچہ عرف عام کے مطابق وہ غریب ہی شمار ہوتا ہو۔ ② جب قرض ادا کرنے کی استطاعت ہو تو قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے' سوائے اس کے کہ پہلے سے قرض کی ادائیگی کے لیے ایک خاص مدت کا تعین ہوا ہو اور یہ مہلت ابھی باقی ہو' اس صورت میں بھی مقررہ وقت سے پہلے ادا کرنا افضل ہے۔ ٹال مٹول کا مطلب ادائیگی کی طاقت ہونے کے باوجود مزید مہلت طلب کرنا ہے' اور یہ ظلم ہے۔ ③ حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ سے کہے: ''فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہ تمھیں رقم ادا کردے گا۔'' جس کے پاس جانے کو کہا گیا ہے اگر وہ صاحب استطاعت ہے اور امید ہے کہ ادا کردے گا تو قرض خواہ کو اس سے رابطہ کرنا چاہیے' اگر وہ ادائیگی سے انکار کرے تو دوبارہ اصل مقروض سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ ④ جس کے پاس جانے کا کہا گیا ہے' اگر اس کی ظاہری حالت ایسی نہیں کہ وہ قرض ادا کرنے کے قابل معلوم ہوتا ہو تو قرض خواہ مقروض کی بات ماننے سے انکار کرسکتا ہے' اور اس سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ تم خود اس سے یا کسی اور سے وصول کرکے مجھے رقم دو۔

٢٤٠٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۲۴۰۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دولت والے کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر تجھے کسی مال دار آدمی کا حوالہ دیا

٢٤٠٣ـ أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة، وهل يرجع في الحوالة، ح: ٢٢٨٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها إذا أحيل على مليء، ح: ١٥٦٤ من حديث مالك عن أبي الزناد من حديث أبي الزناد به، أخرجه النسائي، ح: ٤٦٩٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٤٠٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧١ من حديث هشيم: أنا يونس بن عبيد به مطولاً، وعلته أن يونس لم يسمع من نافع شيئًا، فالسند منقطع كما قال البوصيري، ولكن له شواهد صحيحة، وبها صح الحديث.

ﷺ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ. وَإِذَا أُحِلْتَ عَلَى مَلِيءٍ فَاتْبَعْهُ».

جائے تو قبول کر۔"

(المعجم ٩) - **بَابُ الْكَفَالَةِ** (التحفة ٤٩)

باب:٩-مقروض کی ضمانت دینا

٢٤٠٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلاَنِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلزَّعِيمُ غَارِمٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ».

٢٤٠٥- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: "ضمانت دینے والے پر تاوان ہوگا اور قرض ادا کیا جائے گا۔"

فوائد ومسائل: ① اگر ایک شخص دوسرے کی ضمانت دے کہ وہ یہ قرض ادا کر دے گا اور وہ مطالبے پر یا مقررہ وقت پر ادا نہ کرے تو ضامن کو چاہیے کہ اپنے پاس سے قرض خواہ کو قرض ادا کر دے' بعد میں مقروض سے وصول کر لے۔ ② قرض ادا کرنا ہر حال میں ضروری ہے حتی کہ اگر مقروض فوت ہو جائے تو اس کے ترکے میں سے قرض ادا کیا جائے گا۔ اگر ترکے سے قرض ادا نہ ہو سکے تو اس کے وارث ادا کریں گے۔ ③ تاوان کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقروض قرض نہ دے تو ضامن اپنے پاس سے رقم دے کر یہ ذمے داری پوری کرے۔

٢٤٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً لَزِمَ غَرِيماً لَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ أُعْطِيكَهُ. فَقَالَ: لاَ وَاللهِ لاَ أُفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي

٢٤٠٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کے ذمے دوسرے کے دس دینار تھے۔ وہ ہر وقت مقروض کے ساتھ رہنے لگا۔ مقروض نے کہا: تجھے دینے کو میرے پاس کچھ نہیں۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتی کہ تو میرا قرض ادا کرے یا کوئی ضامن پیش کرے۔ وہ اسے کھینچ کر نبی ﷺ کی خدمت

٢٤٠٥_ [حسن] تقدم، ح: ٢٣٩٨ ببعضه، وهذا طرف منه.

٢٤٠٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في استخراج المعادن، ح: ٣٣٢٨ من حديث الدراوردي به، وانظر نيل المقصود، ح: ٣٥٣ لتوثيق عمرو بن أبي عمرو رحمه الله.

بِحَمِيلٍ. فَجَرَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «كَمْ تَسْتَنْظِرُهُ؟» فَقَالَ: شَهْراً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَنَا أَحْمِلُ لَهُ» فَجَاءَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هٰذَا؟» قَالَ: مِنْ مَعْدِنٍ. قَالَ: «لَا خَيْرَ فِيهَا» وَقَضَاهَا عَنْهُ.

میں لے آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے کتنے عرصے کی مہلت دیتا ہے؟'' اس نے کہا: ایک مہینے کی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کی ذمے داری اٹھاتا (ضمانت دیتا) ہوں۔'' مقروض نبی ﷺ کے فرمائے ہوئے وقت پر حاضر ہوگیا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تجھے یہ مال کہاں سے ملا؟'' اس نے کہا: ایک کان سے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس میں کوئی بھلائی نہیں۔'' اور خود اس کا قرض ادا کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① قرض خواہ مقروض پر قرض کی ادائیگی کے لیے زور دے سکتا ہے۔ ② آپس میں جھگڑنے سے بہتر ہے کہ حاکم کے سامنے معاملہ پیش کر دیا جائے۔ ③ اگر ایسی صورت ممکن ہو جس میں فریقین کے لیے سہولت ہو اور کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو تو حاکم کو چاہیے کہ وہ صورت اختیار کرنے کا مشورہ دے۔ ④ مقروض کو مہلت دینا اس سے ہمدردی اور کار ثواب ہے۔ ⑤ ضمانت طلب کرنا اور ضمانت دینا شرعاً جائز ہے۔ ⑥ کان سے ملنے والی چیز حلال ہے لیکن بہتر تھا کہ وہ محنت کر کے کماتا اور اس سے قرض ادا کرتا۔ ⑦ ضامن کی طرف سے ادائیگی' مقروض کی طرف سے ادائیگی شمار ہوگی اور مقروض بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔

٢٤٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا. فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ. فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْناً» فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: أَنَا أَتَكَفَّلُ بِهِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِالْوَفَاءِ؟» قَالَ: بِالْوَفَاءِ. وَكَانَ الَّذِي عَلَيْهِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَوْ تِسْعَةَ عَشَرَ دِرْهَماً.

۲۴۰۷- حضرت ابوقتادہ (حارث بن ربعی انصاری) ؓ سے روایت ہے' (انھوں نے فرمایا:) نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ ادا فرمائیں تو آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) اس پر قرض ہے۔'' حضرت ابوقتادہ ؓ نے عرض کیا: میں اس کی ذمے داری اٹھاتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(ذمہ داری) پوری کرو گے؟'' انھوں نے کہا: پوری کروں گا۔ اور اس کا قرض اٹھارہ یا انیس درہم تھا۔

٢٤٠٧- **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على المديون، ح: ١٠٦٩ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٦١.

فوائد ومسائل: ① امام کے لیے جائز ہے کہ کسی بڑے گناہ کے مرتکب کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دے تاکہ دوسروں کو تنبیہ ہو لیکن موجودہ حالات میں یہ کام کسی بڑے عالم ہی کو کرنا چاہیے جس کا عوام پر اثر ہو۔ عام ائمۂ مساجد کی یہ پوزیشن نہیں کہ ان کے نماز جنازہ ادا نہ کرنے سے عوام اثر قبول کریں بلکہ منفی اثرات زیادہ ہونے کا امکان ہے' تاہم دوسرے مناسب طریقے سے تنبیہ ضرور کر دیں۔ ② کبیرہ گناہ کے مرتکب کو بھی بلا جنازہ دفن نہیں کرنا چاہیے۔ ③ میت کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری اٹھا لینا درست ہے بلکہ یہ اس پر اور اس کے لواحقین پر احسان ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَنِ ادَّانَ دَيْنًا وَهُوَ يَنْوِي قَضَاءَهُ (التحفة ٥٠)

باب:١٠- جو شخص قرض لے اور اس کا ارادہ ادا کرنے کا ہو!

٢٤٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ، عَنِ ابْنِ حُذَيْفَةَ، هُوَ عِمْرَانُ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةَ قَالَ: كَانَتْ تَدَّانُ دَيْناً. فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَهْلِهَا: لاَ تَفْعَلِي. وَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا قَالَتْ: بَلَى. إِنِّي سَمِعْتُ نَبِيِّي وَخَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَّانُ دَيْناً، يَعْلَمُ اللهُ مِنْهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَدَاءَهُ، إِلَّا أَدَّاهُ اللهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا».

٢٤٠٨- حضرت عمران بن حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان کے گھر کے کسی فرد نے اس کو نامناسب سمجھتے ہوئے عرض کیا: آپ ایسا نہ کیا کریں۔ انھوں نے فرمایا: کیوں نہ لوں؟ میں نے اپنے نبی اور اپنے محبوب ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جو مسلمان قرض لیتا ہے اور اللہ کو اس کے بارے میں یہ علم ہوتا ہے کہ وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض دنیا ہی میں اتار دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے' تاہم اجتناب بہتر ہے۔ ② قرض لیتے وقت یہ نیت ہونی چاہیے کہ اسے جلد از جلد ادا کیا جائے گا۔ ③ ایسی نیت رکھنے والوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے اور وہ آسانی کے ساتھ قرض ادا کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ ادائیگی کے لیے مخلصانہ کوشش کریں اور اس میں کوتاہی نہ کریں۔ ④ اللہ تعالیٰ کے ہاں حسن نیت کی بہت اہمیت ہے ⑤ اگر کوئی شخص قرض ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو وارثوں کا فرض ہے کہ قرض ادا کریں' اگر ادائیگی نہ کی گئی تو قیامت کو نیکیوں کی صورت میں ادائیگی کرنی پڑے گی۔

٢٤٠٨_ [حسن] أخرجه النسائي، البيوع، التسهيل فيه، ح: ٤٦٩٠ من حديث منصور بن المعتمر به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٥٧، وسكت عليه الحافظ في الفتح: ٥/ ٥٤.

٢٤٠٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ مَوْلَى الأَسْلَمِيِّينَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَانَ اللهُ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يَقْضِيَ دَيْنَهُ. مَا لَمْ يَكُنْ فِيمَا يَكْرَهُ اللهُ».

۲۴۰۹- حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی قرض لینے والے کے ساتھ ہوتا ہے حتی کہ وہ قرض ادا کردے جبکہ (قرض) اس کام کے لیے نہ ہو جو اللہ کو ناپسند ہے۔“

قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُولُ لِخَازِنِهِ: اذْهَبْ فَخُذْ لِي بِدَيْنٍ. فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَبِيتَ لَيْلَةً إِلَّا وَاللهُ مَعِي. بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ اپنے خازن سے کہا کرتے تھے: جاؤ! میرے لیے قرض لے آؤ۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں پسند نہیں کرتا کہ میں کوئی رات (اس طرح) گزاروں کہ اللہ میرے ساتھ نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① ادائیگی کی نیت رکھتے ہوئے قرض لینا جائز ہے۔ ② نیت نیک ہو تو اللہ تعالی کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ ③ قرض اچھے کام کے لیے لینا چاہیے۔ شادی اور غمی کی فضول غیر اسلامی رسموں یا بسنت اور سالگرہ جیسی کافرانہ تقریبات میں بغیر قرض لیے خرچ کرنا بھی گناہ ہے۔ ان کے لیے قرض لینا تو مزید گناہ ہوگا' ایسی رسموں سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔ ④ سود پر قرض لینا کسی حال میں جائز نہیں۔

(المعجم ١١) - **بَابُ مَنِ ادَّانَ دَيْنًا لَمْ يَنْوِ قَضَاءَهُ** (التحفة ٥١)

باب:۱۱- جو شخص قرض لے اور اس کی نیت قرض واپس کرنے کی نہ ہو!

٢٤١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيِّ بْنِ

۲۴۱۰- حضرت صہیب الخیر (صہیب رومی) ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص

٢٤٠٩- [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٣ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "صحيح الإسناد"، وقال الذهبي: صحيح، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وقال الحافظ في الفتح: ٥/ ٥٤ "إسناده حسن" * سعيد بن سفيان وثقه ابن حبان، والحاكم، واختلف قول الذهبي والعسقلاني فيه، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، ولحديثه شواهد كثيرة.

٢٤١٠- [حسن] * يوسف وعبدالحميد ضعيفان كما سيأتي، ح: ٢٤١٠ (م)، وشعيب مستور، ولم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شاهد حسن يأتي بعده.

صُهَيْبِ الْخَيْرِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ زِيَادِ ابْنِ صَيْفِيِّ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا صُهَيْبُ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ يَدِينُ دَيْناً، وَهُوَ مُجْمِعٌ أَنْ لَا يُوَفِّيَهُ إِيَّاهُ، لَقِيَ اللهَ سَارِقاً».

قرض لیتا ہے اور اس کا پختہ ارادہ ہوتا ہے کہ اسے واپس نہیں کرے گا' وہ اللہ کو چور بن کر ملے گا۔''

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صُهَيْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۴۱۰- (م) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے نبی ﷺ سے اسی مضمون کی حدیث بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① جو شخص قرض لیتا ہے اور ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہے اور اس کا مقصد ہوتا ہے کہ واپس نہ کرے' ایسا شخص قانونی طور پر چور قرار نہیں دیا جاسکتا' اس لیے اسے قیامت کو سزا ملے گی۔ ② اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات جانتا ہے' اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ کسی کو دھوکا نہ دے۔ انسان کو دھوکا دینا ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔

٢٤١١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ

۲۴۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا مال اسے ضائع کرنے کے ارادے سے لیتا ہے' اللہ اسے تباہ کر دے گا۔''

٢٤١٠ (م) [حسن] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٤/ ٤٥١ من حديث إبراهيم بن المنذر به * يوسف بن محمد ضعفه البخاري، والعقيلي، وذكره الذهبي في ديوان الضعفاء، ووثقه ابن حبان، وأبوحاتم، وضعفه راجح، وشيخه لين الحديث كما في التقريب، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه الطبراني في الأوسط: ٢/ ٥٠٦، ح: ١٨٧٢، ٧/ ١١٩، ح: ٦٤٠٩ بإسناد حسن عن ميمون (ابن جابان) الكردي عن أبيه به مطولاً نحو المعنى، وقال الهيثمي في المجمع: ٤/ ١٣٢ "ورجاله ثقات"، فالحديث حسن، وحسنه البوصيري، وقال المنذري: "ورواته ثقات" (الترغيب: ٢/ ٦٠٢).

٢٤١١ـ أخرجه البخاري، الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب من أخذ أموال الناس يريد أداءها أو إتلافها، ح: ٢٣٨٧ من حديث ثور به.

إِتْلَافَهَا، أَتْلَفَهُ اللهُ».

فوائد ومسائل: ① ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اسے واپس نہیں کرنا چاہتا' مالک کے لحاظ سے یہ مال تباہ ہوگیا کیونکہ اسے واپس نہیں ملے گا۔ ② حرام طریقے سے حاصل کیے ہوئے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ ③ ایسے جرم کی سزا دنیا میں بھی مل سکتی ہے کہ اس شخص پر ایسے حالات آ جائیں کہ وہ مفلس ہوجائے اور آخرت میں بھی سزا مل سکتی ہے کہ اس کے اعمال ضائع ہوجائیں یا قرض خواہ کو دے دیے جائیں اور وہ خود جہنم میں چلا جائے۔ یہ بہت بڑی تباہی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ (التحفة ٥٢)

باب:١٢-قرض ادانہ کرنے پر وعید

٢٤١٢- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ، وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ: مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ».

٢٤١٢-رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی جان اس حال میں اس کے جسم سے نکلی کہ وہ تین چیزوں سے پاک تھا' وہ جنت میں داخل ہوجائے گا: تکبر سے' مال غنیمت کی خیانت سے اور قرض سے۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث میں مذکور تینوں گناہ بہت بڑے گناہ ہیں۔ ② کبیرہ گناہوں کا مرتکب' اگر اللہ نے پہلے پہل معاف نہ کیے' جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا حتی کہ جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت لے۔ یہ سزا

٢٤١٢_[صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الغلول، ح: ١٥٧٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٧٦، وقال محمد بن هارون الروياني في مسنده: ١/ ٤٠٤، ح: ٦١٢: "أنا أبوالخطاب: نا يزيد بن زريع: نا سعيد بن أبي عروبة: نا قتادة به، وتابعه أبوعوانة عن قتادة به(هق: ٩/ ١٠١)، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٦، ووافقه الذهبي، وتابعهما همام، وأبان (مسند أحمد: ٥/ ٢٧٦)، وشعبة (أحمد: ٥/ ٢٨١، ٢٨٢، أطراف المسند: ١/ ٦٦٨) عن قتادة به، ورواية شعبة عن قتادة محمولة على السماع كما هو مقرر في الأصول وحققته في "التأسيس في مسئلة التدليس" وروى الحاكم في تاريخ نيسابور بإسناد صحيح عن شعبة قال: "كفيتكم تدليس ثلاثة: الأعمش وأبي إسحاق وقتادة" ومن طريقه أخرجه محمد بن طاهر المقدسي في "مسألة التسمية، ص: ٤٧، وسالم مرمي بالتدليس ولا يثبت عنه".

سیکڑوں سال طویل بھی ہوسکتی ہے جب کہ جہنم کی ایک سیکنڈ کی سزا بھی ناقابل برداشت ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے تکبر کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے: [اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ] (صحيح مسلم' الإيمان' باب تحريم الكبر و بيانه' حديث:٩١) ''تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔'' ④ مال غنیمت مسلمانوں کا مشترکہ حق ہوتا ہے۔ جب تقسیم کرکے ہر مجاہد کو اس کا حصہ دے دیا جائے تو وہ ان کی جائز ملکیت بن جاتا ہے۔ تقسیم سے پہلے معمولی سی چیز لینا بھی حرام ہے' اسی طرح قوم کی اجتماعی ملکیت میں ناجائز تصرف کرنا یا اسے نقصان پہنچانا بھی کبیرہ گناہ ہے جیسے قومی خزانے کے مال کو اپنی ضروریات پر خرچ کر لینا۔ مسجد' مدرسہ یا کسی دینی یا دنیاوی تنظیم کا فنڈ انھی مصارف پر خرچ ہونا چاہیے جن کے لیے وہ اکٹھا کیا جاتا ہے' اگر کوئی عہدے دار ان کے علاوہ کسی اور مصرف میں خرچ کرتا ہے تو یہ خیانت ہے۔ ⑤ قرض جان بوجھ کر ادا نہ کرنا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے' لہٰذا اس سے بھی اجتناب کرنا فرض ہے۔

٢٤١٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ، حَتَّى يُقْضٰى عَنْهُ».

۲۴۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے حتی کہ اس کی طرف سے (قرض) ادا کر دیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① لٹکنے کا مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس پر ادائیگی کی ذمے داری باقی رہتی ہے' اور وہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا' اس لیے اسے پریشانی رہتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی۔ ② مالی حقوق میں نیابت درست ہے' یعنی اگر کسی کی طرف سے ادائیگی کر دی جائے تو قرض وغیرہ ادا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے ہاں بھی اس ذمے داری سے سبک دوش ہو جاتا ہے۔ ③ فوت ہونے والے کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا چاہیے۔ اگر ترکہ کم ہو تو وارث اپنے پاس سے قرض ادا کریں۔

٢٤١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ

۲۴۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٢٤١٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء أن نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه، ح:١٠٧٩ من حديث إبراهيم بن سعد به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وللحديث طرق، صحح بعضها ابن حبان، ح:١١٥٨ وغيره.

٢٤١٤ـ [صحيح] إسناده حسن، وله شاهد عند أحمد: ٢/ ٧٠، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧، والذهبي، وله طريق آخر عند أحمد: ٢/ ٨٢.

سَوَاءٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِينَارٌ أَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ. لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے ذمے ایک دینار یا ایک درہم تھا' وہ اس کی نیکیوں سے ادا کیا جائے گا' وہاں (آخرت میں) دینار ہوں گے نہ درہم۔''

فوائد ومسائل: ① اگر وارث قرض ادا نہ کریں تو میت پر اس کی ذمے داری باقی رہتی ہے جس کی وجہ سے اسے قیامت کے دن مشکل پیش آئے گی۔ ② حقوق العباد کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ③ نیکیوں سے ادائیگی کی صورت یہ ہے کہ جس قدر قرض ہوگا' اس کے مطابق مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں گی' اگر مقروض کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں یا اس کے قرض سے کم ہوئیں تو قرض خواہ کے اس قدر گناہ مقروض کے سر ڈال دیے جائیں گے۔ ④ نیکیاں کر لینے کے بعد ان کو ضائع ہونے سے بچانا چاہیے اور ایسے اعمال سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں' مثلاً: ظلم' حسد' کسی کے ساتھ نیکی کر کے اسے احسان جتلانا' وغیرہ۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَى اللهِ وَعَلَى رَسُولِهِ (التحفة ٥٣)

باب: ۱۳- جو شخص قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو (ادائیگی یا نگہداشت) اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے

٢٤١٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ، إِذَا تُوُفِّيَ الْمُؤْمِنُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ: «هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ؟» فَإِنْ قَالُوا: نَعَمْ - صَلَّى عَلَيْهِ. وَإِنْ قَالُوا: لاَ - قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ». فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَى

۲۴۱۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب کوئی مومن مقروض ہو کر فوت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں پوچھتے اور فرماتے: ''کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کا سامان چھوڑا ہے؟'' اگر لوگ کہتے: ہاں تو آپ اس کا جنازہ پڑھاتے اور اگر لوگ کہتے: نہیں تو آپ فرماتے: ''اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتوحات (اور غنیمتیں) عطا فرمائیں تو آپ نے فرمایا: ''میں مومنوں سے ان کی جانوں سے

٢٤١٥ـ أخرجه مسلم، الفرائض، باب من ترك مالاً فلورثته، ح: ١٦١٩ من حديث ابن وهب به.

رَسُولِهِ الْفُتُوحَ قَالَ: «أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ. فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ. وَمَنْ تَرَكَ مَالاً، فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں' اس لیے جو کوئی مقروض فوت ہوگا تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ کر فوت ہو جائے گا تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کا مقروض شخص کا جنازہ نہ پڑھنا تنبیہ کے لیے تھا۔ ② اسلامی حکومت کو ایسے مقروض افراد کی مالی امداد کرنی چاہیے جو قرض ادا کرنے کے قابل نہیں۔ ③ اگر کوئی شخص مقروض فوت ہو جائے' جب کہ اس کے وارث نادار ہوں اور ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ قرض خواہوں کو بیت المال سے ادائیگی کرے۔ ④ ناداروں' یتیموں اور کام نہ کر سکنے والے افراد کی کفالت اسلامی حکومت کی ذمے داری ہے۔ ⑤ مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۴۰۷۔

٢٤١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ. وَمَنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضَيَاعاً فَعَلَيَّ وَإِلَيَّ، وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

۲۴۱۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو کوئی قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی اور ان کی نگہداشت میرے ذمے ہے۔ اور میں مومنوں سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں (یا ان کا زیادہ ذمے دار ہوں)۔''

فوائد ومسائل: ① [ضَيَاعًا] سے مراد وہ افراد ہیں جنھیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے' مثلاً: چھوٹے بچے' بوڑھے اور معذور افراد جو اپنی روزی کا بندوبست نہیں کر سکتے۔ ② اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہوتی ہے جس میں غریب اور نادار افراد کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ③ نبی ﷺ کا امت سے جو تعلق ہے' وہ دوسرے تمام تعلقات سے زیادہ قوی' اہم اور عظیم ہے۔ جس طرح امت کے ہر فرد پر نبی ﷺ سے محبت' آپ کا احترام اور آپ کی اطاعت فرض ہے' اسی طرح نبی ﷺ بھی امت کے ہر فرد کا خیال رکھتے تھے۔ اب یہ فرض مسلمان حکمرانوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضروریات اور منافع پر عوام خصوصاً مستحق افراد کے فائدے اور ضروریات کو ترجیح دیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ (التحفة ٥٤)

باب: ۱۴- تنگ دست مقروض کو مہلت دینا

٢٤١٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الخراج، باب في أرزاق الذرية، ح: ٢٩٥٤ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان، وأخرجه مسلم، ح: ٨٦٧ من طريق آخر عن جعفر بن محمد به.

٢٤١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ».

۲۴۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے آسانی عطا فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام میں معاشرے کے افراد میں باہمی تعلقات مضبوط کرنے کی بہت اہمیت ہے۔ ② تنگ دست مقروض پر آسانی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے سختی کے ساتھ مطالبہ نہ کیا جائے' اسے مزید مہلت دی جائے یا قرض معاف کر دیا جائے۔ ③ نیکیوں کا بدلہ آخرت میں تو ملتا ہی ہے' اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے' اسی طرح گناہوں کی وجہ سے جس طرح آخرت میں سزا ملتی ہے' دنیا میں بھی اس کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ④ اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے جس کے فوائد نیکی کرنے والے کو بھی پہنچتے ہیں۔

٢٤١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ نُفَيْعٍ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ بُرَيْدَةَ [الْأَسْلَمِيِّ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ. وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ، فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ».

۲۴۱۸- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دیتا ہے' اسے ہر روز صدقے کا ثواب ملتا ہے۔ اور جس نے واجب الادا ہونے کے بعد مزید مہلت دی' اسے بھی یہی ثواب ملتا ہے' (یعنی) ہر روز صدقے کا ثواب ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ قرض دیتے وقت مناسب مدت کا تعین کیا جس میں مقروض آسانی سے قرض ادا کر سکے۔ ② مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد سختی سے مطالبہ کرنے کی بجائے مزید مہلت دے دینا مزید ثواب کا باعث ہے۔

٢٤١٧ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ من حديث أبي معاوية به مطولاً * والأعمش صرح بالسماع عنده.

٢٤١٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥١ عن عبدالله بن نمير به * نفيع كذاب متروك كما تقدم، ح: ١٤٨٥، ولحديثه شاهد صحيح عند أحمد: ٥/ ٣٦٠، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٢٩، ووافقه الذهبي، وإسناده صحيح على شرط مسلم فقط.

٢٤١٩- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُظِلَّهُ اللهُ فِي ظِلِّهِ ـ فَلْيُنْظِرْ مُعْسِراً، أَوْ لِيَضَعْ عَنْهُ».

۲۴۱۹- نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابو یسر (کعب بن عمرو سلمی ؓ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے میں جگہ دے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن بعض لوگوں کو عرش کے سائے میں جگہ ملے گی۔ اللہ کے سائے سے اس کے عرش کا سایہ مراد ہے۔ ② عرش کے سائے میں جگہ ملنا بہت بڑے شرف کی بات ہے کیونکہ اس وقت اور کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا' جب کہ سورج کی دھوپ انتہائی تیز ہوگی جس کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے۔ ③ ایک حدیث میں بعض دوسرے اعمال بھی بیان ہوئے ہیں جن کا ثواب عرش کا سایہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران' وہ جوان جو رب کی عبادت میں بڑا ہوا' وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہے' وہ دو مرد جو صرف اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں' اسی حالت میں باہم ملتے اور اسی حالت میں ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں' وہ مرد جس سے کسی خوبصورت اور صاحب منصب عورت نے (گناہ کا) مطالبہ کیا تو اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' وہ مرد جس نے چھپا کر صدقہ دیا حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا' اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے۔'' (صحیح البخاري' الأذان' باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة و فضل المساجد' حدیث:۶۶۰' وصحیح مسلم' الزكاة' باب فضل إخفاء الصدقة' حدیث:۱۰۳۱) ④ قرض معاف کر دینا بہت ثواب کا کام ہے' اگر یہ ممکن نہ ہو تو مہلت دینا تو آسان ہے۔

٢٤٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۲۴۲۰- حضرت حذیفہ (بن یمان ؓ) سے روایت

٢٤١٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٧ عن إسماعيل بن إبراهيم به، وأصله في صحيح مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ٣٠٠٦ من طريق آخر عن أبي اليسر به، وبه صح الحديث (وعبدالرحمٰن بن معاوية الزرقي ضعيف على الراجح).

٢٤٢٠ـ أخرجه البخاري، الاستقراض، باب حسن التقاضي، ح: ٢٣٩١، ومسلم، المساقاة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، ح: ١٥٦٠ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ ابْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَّ رَجُلاً مَاتَ. فَقِيلَ لَهُ: مَا عَمِلْتَ؟ فَإِمَّا ذَكَرَ أَوْ ذُكِّرَ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ وَالنَّقْدِ، وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ. فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اسے کہا گیا: تو نے کون سا (نیک) عمل کیا ہے؟ اسے یاد آ گیا' یا یاد دلایا گیا تو اس نے کہا: میں سکے اور نقدی میں چشم پوشی کرتا تھا اور تنگ دست کو (قرض کی ادائیگی میں) مہلت دے دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔''

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: أَنَا قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① لین دین میں نرمی کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ② وفات کے بعد تین مشہور سوالوں (تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟) کے علاوہ بھی بعض معاملات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ ③ سکے میں چشم پوشی کا مطلب یہ ہے کہ سکے کی معمولی خرابی کو نظر انداز کر دیتا تھا جب کہ عام لوگ اس کی وجہ سے سکہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے جس طرح آج کل گھسا ہوا سکہ یا پھٹا ہوا نوٹ قبول کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ ④ اللہ کے ہاں حسن اخلاق کی بہت قدر و قیمت ہے۔ ⑤ مقروض کو قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت دے دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ ⑥ بعض اوقات ایک نیکی انسان کی نظر میں معمولی ہوتی ہے لیکن وہ بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہے' اس لیے چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی طرف بھی پوری توجہ دینی چاہیے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَأَخْذِ الْحَقِّ فِي عَفَافٍ (التحفة ٥٥)

باب: ١٥- اچھے طریقے سے مطالبہ کرنا اور حق کی وصولی میں گناہ سے اجتناب کرنا

٢٤٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ

۲۴۲۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنا حق طلب کرے' اسے چاہیے کہ شرافت سے طلب کرے' پورا ادا ہو یا ادھورا۔''

٢٤٢١- [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٥٨ من حديث سعيد بن أبي مريم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٦٣، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٢، ووافقه الذهبي.

نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ طَالَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرِ وَافٍ».

٢٤٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ الْقَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ [مُحَبَّبٍ] الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَامِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِصَاحِبِ الْحَقِّ: «خُذْ حَقَّكَ فِي عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرِ وَافٍ».

۲۴۲۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حق والے (قرض خواہ) سے فرمایا: ''اپنا حق شرافت سے وصول کرو' پورا ادا ہو یا ادھورا۔''

فوائد و مسائل: ① قرض واپس مانگتے وقت جب مقروض ادا کرنے سے انکار کرے یا بہانہ بازی کر کے مزید مہلت کا طالب ہو تو غصہ آ جانا فطری بات ہے لیکن غصے پر قابو پانا بہت بڑی نیکی ہے۔ ② عفاف (گناہ سے اجتناب یا شرافت) کا مطلب یہ ہے کہ نرمی اور شفقت سے مطالبہ کرے۔ گالی گلوچ تک نوبت نہ پہنچنے دے۔ وہی مال وصول کرے جو اس کے لیے لینا حلال ہے۔ ③ مقروض کو بھی چاہیے کہ قرض خواہ کے احسان کا خیال کرتے ہوئے اچھے طریقے سے بات کرے۔ وقت پر قرض ادا کرے۔ نہ کر سکے تو مزید مہلت طلب کرے اور معذرت کرے۔ ④ [وَافٍ أَوْ غَيْرِ وَافٍ] اگر عفاف کی صفت بنایا جائے تو عفاف کے مکمل یا غیر مکمل ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ اگر غصہ آ جائے تو بھی حد سے نہ بڑھے' اگر پوری طرح عفاف پر عمل نہیں ہو سکا تو جہاں تک ہو سکے اس کا خیال کرے۔ مسلمان بھائی کے احترام کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ (التحفة ٥٦)

باب:۱۶- قرض اچھے طریقے سے ادا کرنا

٢٤٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۴۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٤٢٢ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٢، ٣٣ من حديث أبي همام محمد بن محبب به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح على شرط البخاري" قلت: "عبدالله بن يامين مجهول الحال وليس من رجال البخاري، وله شواهد عند ابن أبي شيبة: ٧/ ٢٥١ وغيره، والحديث السابق شاهد له".

٢٤٢٣ـ أخرجه البخاري، الوكالة، باب الوكالة في قضاء الديون، ح: ٢٣٠٦ من حديث شعبة به، ومسلم، المساقاة، باب جواز اقتراض الحيوان واستحباب توفيته خيرًا مما عليه، ح: ١٦٠١ عن محمد بن بشار به.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، قَالاَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ : سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِنَّ خَيْرَكُمْ، أَوْ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً» .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے زیادہ بہتر لوگ وہ ہیں جو اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔''

۲۴۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ، حِينَ غَزَا حُنَيْناً ، ثَلاَثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَلْفاً . فَلَمَّا قَدِمَ قَضَاهَا إِيَّاهُ . ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : «بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ . إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ» .

۲۴۲۴- حضرت عبداللہ بن ابو ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے غزوۂ حنین کے موقع پر تیس ہزار یا چالیس ہزار قرض لیا۔ جب نبی ﷺ (غزوہ سے واپس) تشریف لائے تو انھیں قرض ادا کر دیا' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیرے گھر بار میں اور تیرے مال میں برکت عطا فرمائے۔ ادھار کا بدلہ (قرض کی) ادائیگی اور شکریہ ادا کرنا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے۔ ② اچھے طریقے سے ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بروقت ادائیگی کی جائے۔ ③ جیسی چیز لی ہو اس سے بہتر ادا کرنا بھی حسن اخلاق میں شامل ہے' لیکن اگر یہ پہلے سے طے ہو اور قرض خواہ اس کا مطالبہ کرے تو یہ سود ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ قرض ادا کرتے وقت قرض خواہ کو دعائیں دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا بھی اچھے طریقے سے ادائیگی میں شامل ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَاب: لِصَاحِبِ الْحَقِّ سُلْطَانٌ (التحفة ۵۷)

باب: ۱۷- قرض خواہ کو (سخت بات کہنے کا) حق ہے

۲۴۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

۲۴۲۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

۲۴۲۴ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، الاستقراض، ح: ٤٦٨٧ من حديث إسماعيل به، ورواه أحمد: ٤/ ٣٦ عن وكيع به * إسماعيل بن إبراهيم بن عبدالرحمٰن بن عبدالله وثقه أبوداود، وابن حبان، وأبوه من رجال البخاري، ووثقه أيضًا ابن حبان، فحديثهما لا ينزل عن درجة الحسن، وقال العراقي: "إسناده حسن" (اتحاف السادة المتقين: ٥/ ١١٤).

۲۴۲۵ـ [ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل حنش بن المعتمر، وانظر، ح: ٢٣١٠، ولبعضه شاهد عند ◄◄

الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ بِدَيْنٍ، أَوْ بِحَقٍّ. فَتَكَلَّمَ بِبَعْضِ الْكَلَامِ. فَهَمَّ صَحَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَهْ. إِنَّ صَاحِبَ الدَّيْنِ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى صَاحِبِهِ، حَتَّى يَقْضِيَهُ».

ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ سے قرض واپس مانگنے آیا یا کسی اور مالی حق کا مطالبہ کرنے آیا۔ اس نے کچھ (نامناسب) الفاظ کہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ﷺ نے اس کی تادیب کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رک جاؤ' قرض والے کو اپنے ساتھی (مقروض) پر اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ادائیگی نہ کر دے۔''

٢٤٢٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ، أَبُو شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ، أَظُنُّهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ دَيْناً كَانَ عَلَيْهِ. فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، حَتَّى قَالَ لَهُ: أُحَرِّجُ عَلَيْكَ إِلَّا قَضَيْتَنِي. فَانْتَهَرَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا: وَيْحَكَ تَدْرِي مَنْ تُكَلِّمُ؟ قَالَ: إِنِّي أَطْلُبُ حَقِّي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلَّا مَعَ صَاحِبِ الْحَقِّ كُنْتُمْ؟» ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَ لَهَا: «إِنْ كَانَ عِنْدَكِ تَمْرٌ فَأَقْرِضِينَا حَتَّى يَأْتِيَنَا تَمْرُنَا فَنَقْضِيَكِ» فَقَالَتْ: نَعَمْ. بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُولَ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَأَقْرَضَتْهُ. فَقَضَى

٢٤٢٦- حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک بدو (اعرابی) نبی ﷺ سے اپنے کسی قرض کا تقاضا کرنے آیا جو آپ کے ذمے تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سخت لہجے میں بات کی حتی کہ یہاں تک کہہ دیا: اگر آپ ادا نہیں کریں گے تو میں آپ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کروں گا۔ صحابہ ﷺ نے اسے ڈانٹا اور کہا: تجھ پر افسوس! کیا تجھے معلوم نہیں تو کس سے مخاطب ہے؟ اس نے کہا: میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے حق والے کا ساتھ کیوں نہ دیا؟'' پھر نبی ﷺ نے حضرت خولہ بنت قیس ﷺ کو پیغام بھیجا: ''اگر تمھارے پاس کھجوریں ہیں تو ہمیں قرض دے دو' ہماری کھجوریں آئیں گی تو ہم تمھارا قرض ادا کر دیں گے۔'' انھوں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان' اے اللہ کے رسول! میں حکم کی تعمیل

◄◄ البزار: (كشف: ٢/ ١٠٤، ح: ١٣٠٧)، وإسناده حسن.

٢٤٢٦ـ [حسن] وصححه البوصيري، وإسناده ضعيف لعلتين إحداهما شك الراوي، وانظر، ح: ١٧٨، وله شاهد حسن عند أحمد: ٦/ ٢٦٨ من حديث محمد بن إسحاق قال: حدثني هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة به مطولاً، وتابعه يحيى بن عمير عن هشام به عند البيهقي: ٦/ ٢٠، وهو صدوق كما في الكاشف: ٣/ ٢٣٢.

الْأَعْرَابِيَّ وَأَطْعَمَهُ. فَقَالَ: أَوْفَيْتَ. أَوْفَى اللهُ لَكَ. فَقَالَ: «أُولٰئِكَ خِيَارُ النَّاسِ. إِنَّهُ لَا قُدِّسَتْ أُمَّةٌ لَا يَأْخُذُ الضَّعِيفُ فِيهَا حَقَّهُ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ».

کروں گی۔ انھوں نے آپ کو (کھجوریں) قرض دے دیں۔ نبی ﷺ نے اعرابی کا قرض ادا کیا اور اسے کھانا کھلایا۔ اس نے کہا: آپ نے مجھے پورا حق دے دیا' اللہ آپ کو پورا دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے لوگ بہترین ہوتے ہیں۔ وہ قوم پاک نہیں ہوتی جس میں کمزور کو پریشان کیے بغیر اس کا حق نہ دیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① قرض خواہ کو سختی کا حق حاصل ہے لیکن افضل یہی ہے کہ تقاضا کرنے میں بھی نرمی کی جائے' اور مقروض کو مناسب مہلت دے دی جائے۔ (دیکھیے' حدیث:۲۴۲۱، ۲۴۱۷) ② جاہلوں کے غلط رویے کا جواب سختی سے نہ دیا جائے بلکہ برداشت کیا جائے۔ ③ حق دار کو اس کا حق' اور قرض خواہ کو اس کا قرض بن مانگے ادا کرنا چاہیے۔ یہ انتظار نہ کیا جائے کہ وہ جب مانگے گا' تب دے دیں گے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الْحَبْسِ فِي الدَّيْنِ وَالْمُلَازَمَةِ (التحفة ٥٨)

باب:۱۸- قرض (کی عدم ادائیگی) کی وجہ سے قید کرنا اور ساتھ رہنا

٢٤٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا وَبْرُ بْنُ أَبِي دُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ بْنِ [مُسَيْكَةَ]، قَالَ وَكِيعٌ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْراً عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

۲۴۲۷- حضرت عمرو بن شرید رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت شرید ثقفی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادائیگی کی طاقت رکھنے والا ٹال مٹول کرے تو اس کی بے عزتی کرنا اور اسے سزا دینا جائز ہو جاتا ہے۔''

قَالَ عَلِيٌّ الطَّنَافِسِيُّ: يَعْنِي عِرْضَهُ شِكَايَتَهُ، وَعُقُوبَتَهُ سِجْنَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) علی بن محمد طنافسی رحمہ اللہ نے فرمایا: بے عزتی کرنے سے مراد اس کی شکایت کرنا اور سزا سے مراد قید کرنا ہے۔

٢٤٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الدين هل يحبس به، ح:٣٦٢٨ من حديث وبر، والنسائي، البيوع، مطل الغني، ح:٤٦٩٣، ٤٦٩٤ من حديث وكيع به، وعلقه البخاري في صحيحه، وصححه ابن حبان، ح:١١٦٤، والحاكم:٤/ ١٠٢، والذهبي وقال الحافظ في الفتح: "وإسناده حسن".

فوائد ومسائل: ① قرض بروقت ادا کرنا ضروری ہے۔ معقول عذر کے بغیر تاخیر جائز نہیں۔ ② اگر مقروض وقت پر قرض ادا نہ کرے تو اس کے خلاف حکمران یا قاضی سے شکایت کی جا سکتی ہے۔ حاکم اور قاضی کا فرض ہے کہ حق دار کو اس کا حق دلوائیں۔ ③ اگر مقروض واقعی قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے مزید مہلت دی جائے یا قرض معاف کر دیا جائے یا بیت المال سے اس کی مدد کی جائے۔ بیت المال کا نظام موجود نہ ہونے کی صورت میں دوسرے لوگوں کا فرض ہے کہ زکاۃ وصدقات کے ذریعے سے اس کی مدد کریں۔ ④ جن جرائم میں حد نہیں ان میں مجرم کو تعزیر کے طور پر قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔

٢٤٢٨- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْهِرْمَاسُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِغَرِيمٍ لِي. فَقَالَ لِي: «الْزَمْهُ». ثُمَّ مَرَّ بِي آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ يَا أَخَا بَنِي تَمِيمٍ؟».

٢٤٢٨- حضرت ہرماس بن حبیب رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت حبیب بن ثعلبہ) سے اور وہ ہرماس کے دادا (حضرت ثعلبہ تمیمی عنبری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں اپنے ایک مقروض کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''(یہ جہاں جائے) اس کے ساتھ رہو۔'' پھر نبی ﷺ شام کے وقت میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے بنی تمیم کے بھائی! تمھارے قیدی کا کیا بنا؟''

٢٤٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْناً لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ. حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، حَتَّى سَمِعَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ

٢٤٢٩- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مسجد میں حضرت عبداللہ بن ابو حدرد رضی اللہ عنہ سے ان کے ذمے اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کیا۔ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں ان کی آوازیں سن لیں۔ نبی ﷺ باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی' انھوں نے کہا: ''اللہ کے رسول! میں حاضر

٢٤٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، الباب السابق، ح: ٣٦٢٩ من حديث النضر به * هرماس بن حبيب، وأبوه مجهولان كما حققته في نيل المقصود، يسر الله لنا طبعه.

٢٤٢٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ح: ٤٥٧، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٥٥٨ من حديث عثمان بن عمر به.

وَهُوَ فِي بَيْتِهِ. فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا. فَنَادَى كَعْباً. فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «دَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا» وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الشَّطْرِ. فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ. قَالَ: «قُمْ فَاقْضِهِ».

ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''اپنے قرض میں سے اتنا معاف کر دو۔'' اور ہاتھ سے نصف کا اشارہ کیا (آدھا قرض چھوڑ دو۔) انھوں نے کہا: میں نے معاف کیا۔ نبی ﷺ نے (ابن ابوحدرد رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''اٹھو! اس کا قرض ادا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① قرض خواہ مقروض سے قرض کی واپسی کا تقاضا کر سکتا ہے۔ ② دو آدمیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دینی چاہیے' خاص طور پر وہ شخص جس کو جھگڑنے والوں پر کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو اور اس کی بات مانی جاتی ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جھگڑا ختم کرائے۔ ③ صلح کے لیے صاحب حق اپنا کچھ حق چھوڑ دے تو بہت ثواب کی بات ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ الْقَرْضِ (التحفة ٥٩)

باب: ۱۹- قرض دینا

٢٤٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ يُسَيْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ رُومِيٍّ قَالَ: كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ أُذُنَانٍ يُقْرِضُ عَلْقَمَةَ أَلْفَ دِرْهَمٍ إِلَى عَطَائِهِ. فَلَمَّا [خَرَجَ عَطَاؤُهُ] تَقَاضَاهَا مِنْهُ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، فَقَضَاهُ. فَكَأَنَّ عَلْقَمَةَ غَضِبَ. فَمَكَثَ أَشْهُراً ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: أَقْرِضْنِي أَلْفَ دِرْهَمٍ إِلَى عَطَائِي. قَالَ: نَعَمْ. وَكَرَامَةً. يَاأُمَّ عُتْبَةَ هَلُمِّي تِلْكَ الْخَرِيطَةَ الْمَخْتُومَةَ الَّتِي عِنْدَكِ. فَجَاءَتْ

۲۴۳۰- حضرت قیس بن رومی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت سلیمان بن اذنان رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ کو ان کا وظیفہ (تنخواہ) ملنے تک کی مدت کے لیے ایک ہزار درہم قرض دیا۔ جب انھیں وظیفہ ملا تو انھوں (سلیمان) نے ان سے سختی سے (قرض کی واپسی کا) تقاضا کیا۔ علقمہ رحمہ اللہ نے ادائیگی کر دی لیکن انھیں ناراضی محسوس ہوئی (کہ اتنی سختی سے تقاضا کیا ہے) چند ماہ ٹھہر کر وہ (پھر) ان کے پاس آئے اور کہا: مجھے تنخواہ ملنے تک ایک ہزار درہم قرض دے دیں۔ انھوں نے کہا: ہاں' (میں بڑی خوشی سے آپ کا) احترام

٢٤٣٠ـ [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٥٣ من حديث سليمان بن يسير به مختصرًا، وقال في سليمان: "قال البخاري: وليس بالقوى"، وقيس مجهول كما في التقريب، والسند ضعفه البوصيري، وأخرجه أحمد: ١/ ٤١٢ بإسناد حسن عن ابن أذنان به نحو المعنى * وابن أذنان مستور لم أجد فيه توثيقًا يعتمد عليه، أخرجه البيهقي من طريق آخر عن ابن مسعود نحوه مرفوعًا، وقال: "تفرد به عبدالله بن الحسين أبوحريز قاضي سجستان، وليس بالقوي" بإسناد غريب عن أنس رفعه: قرض الشيء خير من صدقته، وفيه نظر من أجل تمتام.

بِهَا. فَقَالَ: أَمَا وَاللهِ إِنَّهَا لَدَرَاهِمُكَ الَّتِي قَضَيْتَنِي. مَا حَرَّكْتُ مِنْهَا دِرْهَماً وَاحِداً. قَالَ: فَلِلَّهِ أَبُوكَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ بِي؟ قَالَ: مَا سَمِعْتُ مِنْكَ. قَالَ: مَا سَمِعْتَ مِنِّي؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً».

قَالَ: كَذٰلِكَ أَنْبَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ.

کرتے ہوئے (آپ کو قرض دیتا ہوں، پھر اپنی بیوی سے کہا): اے ام عتبہ! تمھارے پاس جو مہر بند تھیلی ہے وہ لے آؤ۔ وہ لے آئیں تو (علقمہ سے) کہا: قسم ہے اللہ کی! یہ آپ کے وہی درہم ہیں جو آپ نے مجھے ادا کیے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم بھی ادھر ادھر نہیں کیا۔ علقمہ رحمہ اللہ نے کہا: کیا خوب! آپ نے مجھ سے جو سلوک کیا' اس کی کیا وجہ؟ انھوں نے کہا: (اس کی وجہ وہ حدیث تھی) جو میں نے آپ سے سنی۔ انھوں نے کہا: آپ نے مجھ سے کون سی حدیث سنی؟ سلیمان نے کہا: میں نے آپ (علقمہ) کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان دوسرے مسلمان کو دو بار قرض دیتا ہے' وہ ایک بار اتنا صدقہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہے۔''

علقمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (واقعی) اسی طرح حدیث سنائی تھی۔

٢٤٣١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى

٢٤٣١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا: صدقے کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے کہا: اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ قرض صدقے سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے؟ انھوں نے کہا: اس لیے کہ سائل

٢٤٣١- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/ ٨٨٣ من حديث هشام بن خالد به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف"، وقال ابن حبان في هذا الحديث: "ليس بصحيح" * خالد بن يزيد تكلم فيه فيما يروي عن أبيه، وقال ابن معين: "لم يرض أن يكذب على أبيه حتى كذب على أصحاب رسول الله ﷺ (تهذيب)، ولبعض حديثه شاهد عند الطبراني: ٨/ ٢٩٧، ح: ٧٩٧٦، والبيهقي في شعب الإيمان: ٣/ ٢٨٤، ح: ٣٥٦٤، وإسناده ضعيف، ولعلته انظر الحديث الآتي".

بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوباً : اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ. فَقُلْتُ : يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ : لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ. وَالْمُسْتَقْرِضُ لاَ يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ».

(بعض اوقات) سوال کرتا ہے' حالانکہ اس کے پاس (اس کی ضرورت کا مال) موجود ہوتا ہے جبکہ قرض لینے والا ضرورت (اور مجبوری) کی حالت ہی میں قرض لیتا ہے (کیونکہ قرض کی واپسی تو ضروری ہے' اس لیے مجبوری کے وقت ہی لیا جاتا ہے)۔''

٢٤٣٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ : حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ حُمَيْدٍ الضَّبِّيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْهُنَائِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ : اَلرَّجُلُ مِنَّا يُقْرِضُ أَخَاهُ الْمَالَ فَيُهْدِي لَهُ؟ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضاً فَأَهْدَى لَهُ، أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ، فَلاَ يَرْكَبْهَا وَلاَ يَقْبَلْهُ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ».

٢٤٣٢-حضرت یحییٰ بن ابو اسحاق ہنائی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایک آدمی اپنے بھائی کو مال بطور قرض دیتا ہے' پھر وہ (مقروض) اسے کچھ تحفہ دے دیتا ہے (کیا یہ مناسب ہے؟) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب (کسی کو) قرض دے' پھر (مقروض) اسے تحفہ دے یا سواری کے لیے جانور پیش کرے تو (قرض خواہ کو چاہیے کہ) وہ اس پر سواری نہ کرے اور نہ وہ (تحفہ) قبول کرے' سوائے اس کے کہ ان دونوں میں پہلے سے (تحفے تحائف کا) یہ سلسلہ جاری ہو۔''

(المعجم ٢٠) - بَابُ أَدَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٦٠)

باب:٢٠-فوت شدہ کی طرف سے قرض کی ادائیگی

٢٤٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ : أَخْبَرَنِي

٢٤٣٣-حضرت سعد بن اطول جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا بھائی فوت ہوگیا' اس نے تین سو درہم

٢٤٣٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٥٠ من حديث هشام به، ونقل عن المعمري أن قوله: يحيى بن أبي إسحاق الهُنائي وهم، أخرجه من طريق سعيد بن منصور ثنا إسماعيل به، وفيه يزيد بن أبي يحيى * عقبة بن حميد ليس شاميًا ورواية إسماعيل عن غير الشاميين ضعيفة، وانظر، ح: ٥٩٥.

٢٤٣٣ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٧ عن عفان به، وصححه البوصيري، وقال: "عبدالملك ذكره ابن حبان في الثقات"، ولحديثه شاهد عند أحمد، والبيهقي: ١٠/ ١٤٢، وإسناده حسن.

عَبْدُ الْمَلِكِ أَبُو جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثَمِائَةِ دِرْهَمٍ. وَتَرَكَ عِيَالاً. فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَهَا عَلَى عِيَالِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكَ مُحْتَبَسٌ بِدَيْنِهِ. فَاقْضِ عَنْهُ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَدَّيْتُ عَنْهُ إِلَّا دِينَارَيْنِ، ادَّعَتْهُمَا امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ. قَالَ: «فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ».

(ترکہ) چھوڑا اور بال بچے بھی چھوڑے۔ میں نے چاہا کہ یہ مال اس کے بیوی بچوں پر خرچ کروں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے قید ہے' اس لیے اس کا قرض ادا کرو۔'' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا (سارا) قرض ادا کر دیا ہے' سوائے دو دینار کے۔ ایک عورت ان کا دعویٰ کرتی ہے لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت (گواہی وغیرہ) نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے دے دو' وہ سچی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مال ان کے حوالے کر دیا جائے' یا اس سے ان کی ضروریات پوری کی جائیں کیونکہ مرنے والے کے ترکے میں سے بیوی کا حصہ مقرر ہے' جو باقی بچے وہ بچوں کا ہے۔ ② وراثت میں بعض افراد کا حصہ مقرر ہے۔ انھیں حصہ دینے کے بعد باقی مال قریبی رشتے داروں کو ملتا ہے۔ انھیں ''عصبہ'' کہتے ہیں۔ عصبہ افراد میں بیٹا' بھائی پر مقدم ہے۔ ③ ترکے کی تقسیم قرض کی ادائیگی کے بعد ہوتی ہے۔ ④ عورت کا یہ دعویٰ تھا کہ مرنے والے کے ذمے اس کے دو دینار تھے۔ حضرت سعد بن اطول رضی اللہ عنہ اپنے اطمینان کے لیے گواہی طلب کرتے تھے' عورت کے پاس گواہی نہ تھی' اس قسم کی مشکلات سے بچنے کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ قرض کا لین دین تحریر میں لانا چاہیے اور گواہ بھی مقرر کیے جائیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ عورت کا دعویٰ درست ہے' اس لیے نبی ﷺ نے اسے دو دینار دلوا دیے۔ ⑥ قرض ادا نہ ہونے کی صورت میں فوت ہونے والے کو اللہ کے ہاں قید کیا جاتا ہے لیکن یہ قید صرف جنت میں داخلے سے رکاوٹ ہے' اس کی وجہ سے وہ جہنم کا مستحق نہیں بن جاتا۔ واللہ أعلم.

٢٤٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقاً لِرَجُلٍ

۲۴۳۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت عبداللہ بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ) فوت ہوئے تو ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس وسق غلہ قرض تھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اس سے مہلت مانگی تو اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا'

٢٤٣٤- أخرجه البخاري، الاستقراض، باب إذا قاص أو جازفه في الدين تمرًا بتمر أو غيره، ح: ٢٣٩٦ من حديث هشام به، وأبوداود، ح: ٢٨٨٤ عن طريق شعيب به.

مِنَ الْيَهُودِ. فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ: فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ. فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ. فَأَبَى عَلَيْهِ. فَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ. فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّخْلَ. فَمَشَى فِيهَا. ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ: «جُدَّ لَهُ فَأَوْفِهِ الَّذِي لَهُ» فَجَدَّ لَهُ، بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثَلَاثِينَ وَسْقاً. وَفَضَلَ لَهُ اثْنَا عَشَرَ وَسْقاً. فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ. فَوَجَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَائِباً. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَاءَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ أَوْفَاهُ. وَأَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ الَّذِي فَضَلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَخْبِرْ بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ» فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، لَيُبَارِكَنَّ اللهُ فِيهَا.

تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ یہودی سے ان کی سفارش کر دیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تشریف لے جا کر یہودی سے بات چیت کی (اور یہ پیش کش کی) کہ ان پر جو قرض ہے اس کے بدلے وہ ان کی کھجوروں کا سارا پھل لے لے تو اس (یہودی) نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مہلت دینے کا کہا تو اس نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور درختوں کے درمیان چلے' پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''پھل اتارو اور اسے اس کا حق پورا دے دو۔'' رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد انھوں نے پھل اتار کر تیس وسق کھجوریں اس (یہودی) کو دے دیں اور بارہ وسق کھجوریں بچ گئیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی خبر دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ موجود نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جابر رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر اطلاع دی کہ انھوں نے اس (یہودی) کو پوری ادائیگی کر دی ہے' اور جو مقدار بچ گئی تھی وہ بھی بتائی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر بن خطاب کو بھی یہ بات بتاؤ۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انھیں یہ بات بتائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس (باغ) میں چل رہے تھے تو مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پھل میں ضرور برکت عطا فرمائے گا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ ② حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد پر اور بھی بہت سے لوگوں کا قرض تھا۔ ان کے بارے میں دوسری احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ یہودی ان قرض خواہوں میں سے ایک تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الاستقراض وأداء الديون...... باب إذا قضى دون حقه أو حلله فهو جائز' حديث:٢٣٩٥) ③ اس یہودی کے سوا دوسرے قرض خواہوں کو ادائیگی کرتے وقت خود نبی ﷺ نے ماپ کر ہر ایک کو اس کا قرض ادا کیا تھا۔ (صحیح البخاري' الاستقراض...... باب الشفاعة في وضع الدين' حديث:٢٤٠٥) ④ کھانے پینے کی چیزوں میں یہ برکت رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے جو متعدد مواقع پر ظاہر ہوا۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان اتنا زیادہ تھا کہ انھیں معجزہ ظاہر ہونے سے پہلے ہی یقین ہو گیا کہ یہ واقعہ یوں پیش آئے گا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ⑥ ''وسق'' ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے جس کی کل مقدار ہمارے یہاں کے اعتبار سے تقریباً چار من بنتی ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ ثَلَاثٍ مَنِ ادَّانَ فِيهِنَّ قَضَى اللهُ عَنْهُ (التحفة ٦١)

باب: ۲۱- تین کاموں کے لیے قرضہ لینے والے کا قرضہ اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا

٢٤٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ وَأَبُو أُسَامَةَ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ، قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: [وَ]حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عَبْدٍ الْمَعَافِرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الدَّيْنَ يُقْضَى مِنْ صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا مَاتَ. إِلَّا مَنْ تَدَيَّنَ فِي ثَلَاثِ خِلَالٍ: اَلرَّجُلُ تَضْعُفُ قُوَّتُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَسْتَدِينُ يَتَقَوَّى بِهِ لِعَدُوِّ اللهِ وَعَدُوِّهِ. وَرَجُلٌ يَمُوتُ عِنْدَهُ مُسْلِمٌ، لَا يَجِدُ مَا يُكَفِّنُهُ وَيُوَارِيهِ إِلَّا

۲۴۳۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مقروض سے قرض وصول کیا جائے گا' جب وہ (مقروض ہو کر) فوت ہو جائے مگر جو شخص تین کاموں کے لیے قرض لیتا ہے (وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔) وہ شخص جس کی اللہ کے راستے میں (جہاد کرنے کی) قوت کم ہو جاتی ہے تو وہ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کا مقابلہ کرنے کی طاقت حاصل کرنے کے لیے قرض لیتا ہے۔ (دوسرا) وہ شخص جس کے پاس کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے اور اس کے پاس قرض لیے بغیر اس کے کفن دفن کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور (تیسرا) وہ شخص جسے اپنے بے نکاح رہنے کی صورت میں (گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ محسوس کر کے) اللہ

٢٤٣٥_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٥٤ لحال ابن أنعم، وحديث: ٩٧٠ لحال المعافري.

بِدَيْنٍ. وَرَجُلٌ خَافَ اللهَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ، فَيَنْكِحُ خَشْيَةً عَلٰى دِينِهِ. فَإِنَّ اللهَ يَقْضِي عَنْ هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

سے خوف آتا ہے' وہ اپنے دین (میں خرابی) کے ڈر سے (قرض لے کر) نکاح کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان (تین قسم کے افراد) کا قرض ادا کر دے گا۔"

رہن کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' مشروعیت اور اس سے متعلق چند ضروری احکام

٭ **لغوی معنی:** لغت میں رہن سے مراد [اَلثُّبُوتُ وَالدَّوَامُ] کسی چیز کا ثابت اور دائمی ہونا ہے' جیسے کہا جاتا ہے: [مَاءٌ رَاهِنٌ] یعنی ٹھہرا ہوا پانی۔ یا اس کے معنی [اَلْحَبْسُ وَاللُّزُومُ] ہیں' یعنی کسی چیز کا محبوس اور لازمی ہونا جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾ (المدثر ۷۴: ۳۸) ''ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے۔'' یعنی محبوس ہے۔ اور اس کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا ہے جسے بطور ضمانت قرض خواہ کے حوالے کیا جاتا ہے۔

٭ **اصطلاحی تعریف:** [اَلْمَالُ الَّذِي يُجْعَلُ وَثِيقَةً بِالدَّيْنِ لِيَسْتَوْفِيَ مِنْ ثَمَنِهِ إِنْ تَعَذَّرَ اِسْتِيفَاءُهُ مِمَّنْ هُوَ عَلَيْهِ] ''رہن وہ مال ہے جو قرض حاصل کرنے کے لیے بطور ضمانت دیا جاتا ہے تاکہ عدم ادائیگی کی صورت میں قرض دینے والا اپنا حق اس مال میں سے وصول کر لے۔''

٭ **رہن کی مشروعیت:** رہن قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوضَةٌ﴾ (البقرۃ ۲: ۲۸۳) ''اگر تم سفر میں ہو اور (قرضے کی دستاویز) لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی چیز قبضے میں کر لیا کرو۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا گروی کے متعلق عمل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: [رَهَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ فِي

الْمَدِينَةِ فَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ] (صحيح البخاري' البيوع' باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة' حديث:٢٠٦٩' ومسند أحمد:١٣٣/٣' واللفظ له) "رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لیے جو (بطور قرض) حاصل کیے۔"

* گروی رکھنے کے چند ضروری احکام: ① راہن (رہن رکھنے والا) وہ شخص ہے جو اپنی کوئی چیز رہن رکھ کر کسی سے قرض پر رقم حاصل کرتا ہے۔

② مرتہن وہ شخص ہے جو کوئی چیز قبضے میں لے کر قرض کی رقم ضرورت مند کو دیتا ہے۔

③ مرہونہ' یا رہن' وہ چیز (مکان' دوکان یا سواری وغیرہ) ہے جو بطور ضمانت مرتہن کی تحویل میں دے دی جائے۔

④ قرض لینے کے ساتھ گروی رکھی جانے والی چیز مرتہن کے حوالے کرنا ضروری ہے الا یہ کہ مرتہن خود واپس کر دے۔

⑤ جن چیزوں کی فروخت جائز نہیں ان کا گروی رکھنا بھی درست نہیں۔

⑥ مدت ختم ہونے پر قرض واپس کیا جائے گا ورنہ مرتہن گروی چیز میں سے اپنا حق وصول کرے گا۔

⑦ رہن مرتہن کے پاس بطور امانت ہوتا ہے اگر اس کی زیادتی یا غفلت سے وہ ضائع ہوا تو وہ ضامن ہوگا۔

⑧ رہن کو مرتہن کے علاوہ کسی دوسرے امانتدار شخص کے پاس بھی رکھا جا سکتا ہے۔

⑨ اگر قرض کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو راہن قسم کھائے گا یا مرتہن ثبوت مہیا کرے گا۔

⑩ اگر رہن کی واپسی میں اختلاف ہو جائے تو بھی مرتہن ثبوت دے گا جبکہ راہن قسم کھائے گا۔

⑪ مرتہن گروی رکھی ہوئی سواری یا جانور پر خرچ کر کے اس سے فائدہ لے سکتا ہے۔

⑫ گروی رکھی ہوئی چیز کی آمدنی' اجرت اور نسل وغیرہ میں اضافہ راہن کا ہے۔

⑬ اگر راہن فوت ہو جائے تو دیگر قرض خواہوں سے پہلے مرتہن کا حق دیا جائے گا۔ واللہ أعلم.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ١٦) أَبْوَابُ الرُّهُونِ (التحفة ...)

رہن (گروی رکھی ہوئی چیز) سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ] (التحفة ٦٢)

باب:۱- حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ

٢٤٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَاماً إِلَى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

۲۴۳۶- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

٢٤٣٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَهَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِرْعَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالْمَدِينَةِ. فَأَخَذَ لِأَهْلِهِ مِنْهُ شَعِيراً.

۲۴۳۷- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو حاصل کیے۔

٢٤٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ، عَنْ

۲۴۳۸- حضرت اسماء بنت یزید بن سکن ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ

٢٤٣٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء الطعام إلى أجل، ح: ٢٢٠٠ من حديث حفص به، ومسلم، المساقاة، باب الرهن وجوازه في الحضر كالسفر، ح: ١٦٠٣ عن ابن أبي شيبة.

٢٤٣٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، ح: ٢٠٦٩ من طريق هشام به.

٢٤٣٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥٣ عن وكيع به، وحسنه البوصيري، وانظر، ح: ١٤٩٦ لحال شهر بن حوشب رحمه الله.

شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِطَعَامٍ.

ایک یہودی کے پاس غلے کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔

٢٤٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَاتَ وَدِرْعُهُ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، بِثَلَاثِينَ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ.

۲۴۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① رہن کا مطلب ہے کہ کسی کے پاس اپنی کوئی چیز بطور ضمانت رکھ کر اس سے قرض یا ادھار لینا۔ ضرورت کے وقت اس طرح قرض لینا یا دینا جائز ہے۔ ② قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (البقرة۲:۲۸۳) ''اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں (قرض کا لین دین) لکھنے والا نہ ملے تو رہن قبضے میں رکھ لیا کرو۔'' اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رہن کا معاملہ سفر کے ساتھ خاص ہے۔ حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضر میں بھی گروی رکھنا جائز ہے۔ ③ غیر مسلموں سے لین دین کرنا جائز ہے۔ یہ ان سے دلی دوستی نہ رکھنے کے منافی نہیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے پاس غنائم وغیرہ کا جو مال آتا تھا' اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت تھی' تاہم رسول اللہ ﷺ یہ بھی عام مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ فرما دیتے تھے' اس لیے رہن شدہ زرہ واپس لینے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢) - بَابٌ: اَلرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ (التحفة ٦٣)

باب:۲- رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اس کا دودھ پینا

٢٤٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۲۴۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سواری کا جانور جب رہن رکھا جائے تو اس پر سواری کی جائے گی اور دودھ دینے

٢٤٣٩_ [حسن] وصححه صاحب الزوائد، وانظر تخريج النهاية في الفتن والملاحم، ح: ٢٤٩ لحال هلال بن خباب رحمه الله.

٢٤٤٠_ أخرجه البخاري، الرهن في الحضر، باب الرهن مركوب ومحلوب، ح: ٢٥١١، ٢٥١٢ من حديث زكريا به.

«اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُوناً. وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُوناً. وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ، نَفَقَتُهُ».

والا جانور (گائے' بھینس' بکری وغیرہ) جب رہن رکھا جائے تو اس کا دودھ پیا جائے گا۔ اور جانور کا خرچ اس شخص کے ذمے ہوگا جو سواری کرتا اور دودھ پیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رہن رکھے ہوئے جانور کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے اور اسے چارہ کھلانا پڑتا ہے ورنہ وہ مرسکتا ہے یا سخت بیمار یا کمزور ہوسکتا ہے۔ اس طرح جانور پر ظلم بھی ہوگا' اور راہن یا مرتہن کو کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا' اس لیے جانور کی دیکھ بھال کرنے والے کو اس کی محنت کے عوض اس سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا گیا ہے۔ ② اگر گاڑی (کار وغیرہ) رہن رکھی جائے تو اس پر سفر کیا جا سکتا ہے' تاہم اس کے پٹرول کا خرچ اور مرمت وغیرہ کے اخراجات قرض خواہ (قرض دہندہ) کے ذمے ہوں گے جو اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ (التحفة ٦٤)

باب: ٣- رہن رکھی ہوئی چیز قرض خواہ کی ملکیت نہیں بن سکتی

٢٤٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ».

۲۴۴۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہن رکھی ہوئی شے (مستقل طور پر) قرض خواہ کے پاس نہیں رہے گی۔''

فائدہ: زمانۂ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر مقروض مقررہ وقت پر قرض ادا نہ کرتا تو رہن رکھی ہوئی چیز قرض خواہ کی ملکیت بن جاتی تھی' اور بعد میں وہ قرض ادا کرنے کے باوجود اس چیز کو حاصل نہیں کرسکتا تھا' حالانکہ مقررہ وقت کے بعد بھی قرض ادا کر دیا گیا تو رہن رکھی گئی چیز کو واپس نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

(المعجم ٤) - بَابُ أَجْرِ الْأُجَرَاءِ (التحفة ٦٥)

باب: ۴- مزدوروں کی مزدوری

٢٤٤٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

۲۴۴۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٢٤٤١_ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٣١ من طريق زياد بن سعد عن الزهري به مطولاً، وإسناده ضعيف لعلل ومع ذلك صححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٢٣، والحاكم: ٢/ ٥١، والذهبي، وحسنه الدارقطني، ورواه مالك في الموطأ: ٢/ ٧٢٨ عن الزهري عن ابن المسيب به مرسلاً، وله شواهد كثيرة جدًا، لم يصح منها شيء.

٢٤٤٢_ أخرجه البخاري، البيوع، باب إثم من باع حرًا، ح: ٢٢٢٧ من حديث يحيى بن سليم به * ويحيى وثقه ◀◀

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهُ خَصَمْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي، ثُمَّ غَدَرَ. وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ. وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُوفِهِ أَجْرَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا' اور جس کے خلاف میں مدعی ہوں گا میں اس سے مقدمہ جیت جاؤں گا (لہٰذا یہ تین افراد ضرور سزا پائیں گے۔) (ایک) وہ شخص جو اللہ کا نام لے کر عہد کرے' پھر عہد شکنی کرے' (دوسرا) وہ جو کسی آزاد انسان کو (غلام بنا کر) بیچ ڈالے اور اس کی قیمت کھا لے' اور (تیسرا) وہ شخص جو کسی کو مزدور رکھے' پھر اس سے پورا کام لے کر اس کو اجرت پوری نہ دے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور یہ بہت بڑے گناہ ہیں۔ ② عہد شکنی ویسے بھی کبیرہ گناہ ہے اور اسے منافق کی علامتوں میں ذکر کیا گیا ہے' اس کے ساتھ جب اللہ کے احترام کو ملحوظ نہ رکھنے کا گناہ بھی مل جائے تو گناہ اور بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ ③ غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنا لینا اس کے بالکل برعکس عمل ہے' اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ④ اگر کسی کو اغوا کر کے غلام بنا لیا جائے تو ممکن ہے کبھی مجرم کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور وہ اسے آزاد کر دے لیکن جب اسے بیچ دیا گیا تو اب اس کا آزاد ہونا بہت مشکل ہے' اس لیے یہ گناہ اور بڑا ہو جاتا ہے۔ ⑤ کسی سے اجرت پر کام لینا ایک دو طرفہ معاہدہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کام کرے گا اور دوسرا اس کے بدلے اسے مقررہ رقم ادا کرے گا۔ کام مکمل ہو جانے کے بعد کارکن کے لیے تو معاہدہ توڑنا ممکن نہیں رہتا' البتہ کام لینے والا ظلم کرتے ہوئے اس کا حق مار سکتا ہے۔ اس کی مجبوری کی وجہ سے یہ ایک بڑا جرم بن جاتا ہے کیونکہ اس میں ظلم بھی ہے' عہد شکنی بھی ہے اور حرام کھانا بھی ہے۔ ⑥ قیامت کی سزا اور رسوائی سے بچنے کے لیے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ⑦ اسلام میں عدل و انصاف کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلامی معاشرہ وہی ہے جو عدل و انصاف پر کاربند ہو۔ ⑧ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر عدل و انصاف کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ان کا معاشرہ اسلامی بن سکے۔

٢٤٤٣- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَطِيَّةَ

۲۴۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مزدور کو اس کا پسینہ خشک

◄◄ الجمهور في غير عبيدالله بن عمر، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن أبدًا، انظر، ح: ٢٣٠١.

٢٤٤٣- [صحيح] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٣٨ لعلته، وله شاهد عند الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ١٤٢، وإسناده صحيح، وبه صح الحديث.

السَّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ».

ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔"

فوائد ومسائل: ① مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے فوراً بعد ادا کر دینی چاہیے۔ ② کسی جائز وجہ کے بغیر ٹال مٹول کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ إِجَارَةِ الْأَجِيرِ عَلٰى طَعَامِ بَطْنِهِ (التحفة ٦٦)

باب: ۵- پیٹ بھر کھانے کے عوض مزدور رکھنا

٢٤٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُتْبَةَ بْنَ [النُّدَّرِ] يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَرَأَ [﴿طسٓمٓ﴾]. حَتّٰى إِذَا بَلَغَ قِصَّةَ مُوسٰى قَالَ: «إِنَّ مُوسٰى ﷺ أَجَرَ نَفْسَهُ ثَمَانِيَ سِنِينَ، أَوْ عَشْرًا، عَلٰى عِفَّةِ فَرْجِهِ وَطَعَامِ بَطْنِهِ».

۲۴۴۴- حضرت عتبہ بن ندر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے سورۂ طٰسٓمٓ (قصص) تلاوت فرمائی حتی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے تک پہنچے (آیت: ۲۷، ۲۸) تو فرمایا: "موسیٰ (علیہ السلام) نے آٹھ دس سال پاک دامنی اور پیٹ بھر روٹی کے عوض مزدوری کی۔"

فائدہ: "پاک دامنی" کی شرط سے مراد نکاح کا وعدہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

٢٤٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ

۲۴۴۵- حضرت حیان (بن بسطام ہذلی رحمہ اللہ) سے

٢٤٤٤_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٣٥، ح: ٣٣٣ من طريق محمد بن المصفّى به، وضعفه البوصيري، وإسناده ضعيف جدًا، منها ضعف مسلمة بن علي، فإنه متروك، انظر، ح: ٣٥١.

٢٤٤٥_ أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٣/ ٥٤، وابن سعد: ٤/ ٣٢٦، والبيهقي: ٦/ ١٢٠، وأبونعيم في الحلية: ١/ ٣٧٩ من طرق عن سليم به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح موقوف" * حيان بن بسطام وثقه ابن حبان، ولحديثه شاهد صحيح عند ابن سعد، وشاهد آخر عند أبي نعيم في حلية الأولياء، وابن عساكر في تاريخ دمشق، وفيه ابن لهيعة المدلس.

عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ. سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَشَأْتُ يَتِيماً، وَهَاجَرْتُ مِسْكِينًا، وَكُنْتُ أَجِيرًا لِابْنَةِ غَزْوَانَ بِطَعَامِ بَطْنِي وَعُقْبَةِ رِجْلِي. أَحْطِبُ لَهُمْ إِذَا نَزَلُوا. وَأَحْدُو لَهُمْ إِذَا رَكِبُوا. فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الدِّينَ قِوَاماً، وَجَعَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ إِمَامًا.

روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انھوں نے فرمایا: میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مفلسی کی حالت میں ہجرت کی۔ میں پیٹ بھر کھانے اور (سفر کے دوران میں) اپنی باری پر سواری کی شرط پر بنت غزوان کا نوکر تھا۔ (سفر کے دوران میں) جب وہ لوگ (کسی منزل پر) ٹھہرتے تو میں ان کے لیے ایندھن جمع کر کے لایا کرتا تھا اور جب وہ سوار ہو کر چلتے تو میں حدی خوانی کرتا (تا کہ اونٹ تیز چلیں۔) اللہ کا شکر ہے جس نے دین کو سہارا (اور ترقی کا باعث) بنایا' اور ابو ہریرہ کو (دینی اور دنیاوی طور پر) امام (عالم اور گورنر) بنا دیا۔

(المعجم ٦) بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَقِي كُلَّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَيَشْتَرِطُ جَلِدَةً (التحفة ٦٧)

باب:٦- ایک ڈول کے عوض ایک کھجور معاوضے پر کھیت کو پانی دینا اور کھجور کے عمدہ ہونے کی شرط لگا لینا

٢٤٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصَابَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ خَصَاصَةٌ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا. فَخَرَجَ يَلْتَمِسُ عَمَلًا يُصِيبُ فِيهِ شَيْئاً لِيُقِيتَ بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَأَتَى بُسْتَانًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ. فَاسْتَقَى لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ دَلْوًا. كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ. فَخَيَّرَهُ الْيَهُودِيُّ

٢٤٤٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو فاقہ آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو وہ کسی کام کی تلاش میں نکلے تا کہ اس کے ذریعے سے کچھ (اجرت) ملے جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھلائیں۔ وہ ایک یہودی کے باغ میں جا پہنچے اور اس کے لیے' ایک ڈول پر ایک کھجور مزدوری کی شرط پر' سترہ ڈول پانی نکالا۔ یہودی نے آپ کو اختیار دیا کہ سترہ عجوہ کھجوریں چن کر لے لیں۔ وہ ان (کھجوروں)

٢٤٤٦- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٦/ ١١٩ من حديث المعتمر به، وضعفه البوصيري * وحسين بن قيس، لقبه حنش وهو متروك كما في التقريب وغيره.

مِنْ تَمْرِهِ، سَبْعَ عَشْرَةَ عَجْوَةً. فَجَاءَ بِهَا إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ.

کو لے کر اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

٢٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ أَدْلُو الدَّلْوَ بِتَمْرَةٍ. وَأَشْتَرِطُ أَنَّهَا جَلِدَةٌ.

۲۴۴۷- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک کھجور کے بدلے میں ایک ڈول پانی نکالتا تھا اور یہ شرط لگا لیتا تھا کہ وہ عمدہ ہو گی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے' بنابریں کام شروع کرنے سے پہلے اجرت کا تعین کر لینا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ۵/۳۱۳-۳۱۵) ② مزدوری کے کام یا اس کی اجرت کے بارے میں مناسب شرطیں مقرر کر لینا جائز ہے۔

٢٤٤٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ مَا لِي أَرَى لَوْنَكَ مُنْكَفِئًا؟ قَالَ: «اَلْخَمْصُ» فَانْطَلَقَ الْأَنْصَارِيُّ إِلَى رَحْلِهِ. فَلَمْ يَجِدْ فِي رَحْلِهِ شَيْئًا. فَخَرَجَ يَطْلُبُ. فَإِذَا هُوَ بِيَهُودِيٍّ يَسْقِي نَخْلًا. فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْيَهُودِيِّ: أَسْقِي نَخْلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ. وَاشْتَرَطَ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ لَا يَأْخُذَ خَدِرَةً وَلَا تَارِزَةً وَلَا حَشَفَةً. وَلَا يَأْخُذَ إِلَّا

۲۴۴۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: انصار میں سے ایک صاحب نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ (کے چہرۂ مبارک) کا رنگ بدلا ہوا کیوں محسوس ہو رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھوک (کی وجہ سے) ہے۔'' انصاری صحابی اپنے گھر گئے' گھر میں انھیں (کھانے کی) کوئی چیز نہ ملی۔ وہ (کام کی) تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ دیکھا کہ ایک یہودی کھجور کے درختوں کو پانی دے رہا تھا۔ انصاری صحابی نے یہودی سے کہا: کیا میں تمھارے درختوں کو پانی دے دوں؟ اس نے کہا: ہاں (دے دو) اور کہا: ہر ڈول کا معاوضہ ایک کھجور ہو گی۔ انصاری نے

٢٤٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٢/ ٣١٢، ح: ٧٣٨ من حديث سفيان الثوري به، وانظر، ح: ١٦٢، ٤٦ لعلتيه، وصححه البوصيري.

٢٤٤٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٦٠ لحال عبدالله بن سعيد المقبري.

جَلِدَةً. فَاسْتَقَى بِنَحْوٍ مِنْ صَاعَيْنِ. فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

شرط لگا لی کہ وہ کالی' سوکھی اور خراب کھجور نہیں لیں گے بلکہ عمدہ کھجور ہی لیں گے۔ انھوں نے (باغ کو) پانی دے کر اس کے عوض تقریباً دو صاع کھجوریں حاصل کر لیں اور انھیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ (التحفة ٦٨)

باب:٧- پیداوار کے تیسرے اور چوتھے حصے کے عوض کاشت کرنا

٢٤٤٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ. وَقَالَ: «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ، فَهُوَ يَزْرَعُهَا. وَرَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا، فَهُوَ يَزْرَعُ مَا [مُنِحَ]. وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ».

۲۴۴۹- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا: ''تین طرح کے افراد کاشت کر سکتے ہیں: ایک وہ آدمی جس کی زمین ہے' وہ اسے کاشت کرتا ہے' دوسرا وہ جسے کچھ زمین (تحفے کے طور پر) دی گئی' وہ اس زمین کو کاشت کر سکتا ہے جو اسے دی گئی' تیسرا وہ جو سونے یا چاندی کے عوض زمین کرائے پر لیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① محاقلہ اور مزابنہ کی تشریح کے لیے دیکھیے' حدیث:۲۲۶۵ کا فائدہ نمبر:۲۔ ② جس طرح غریب آدمی کی مدد کے لیے نقد رقم دی جا سکتی ہے اسی طرح اسے زمین کا ٹکڑا بھی دیا جا سکتا ہے تاکہ وہ کاشت کر کے رزق حلال حاصل کرے اور یہ اس کے لیے آمدنی کا مستقل ذریعہ بن جائے۔ ③ زمین بٹائی پر لینا یا دینا جائز ہے' اس میں رقم اور مدت کا تعین وضاحت سے ہو جانا چاہیے تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ ④ سونے چاندی سے مراد نقد رقم ہے کیونکہ اس دور میں سونے کا سکہ (دینار) اور چاندی کا سکہ (درہم) رائج تھے۔

٢٤٥٠ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ

۲۴۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم مخابرہ پر عمل کرتے تھے اور اس میں

٢٤٤٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذٰلك، ح: ٣٤٠٠ من حديث أبي الأحوص به
* طارق هٰذا وثقه الجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.
٢٤٥٠ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٤٧ من حديث سفيان به.

عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرَى بِذٰلِكَ بَأْساً. حَتَّى سَمِعْنَا رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْهُ. فَتَرَكْنَاهُ لِقَوْلِهِ.

حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ ہم نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے ان کا یہ فرمان سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو ان کی بات سن کر ہم نے مخابرہ ترک کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① [مخابرہ] کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کی زمین ہو اور دوسرا اس میں کاشت کاری کرے اور ان کے درمیان یہ معاہدہ ہو جائے کہ پیداوار میں سے اتنا حصہ کاشت کار کا ہے اور اتنا حصہ زمین دار کا۔ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ کل پیداوار میں سے حصہ مقرر کیا جائے، مثلاً: کل پیداوار کا نصف کاشت کار کا ہوگا اور نصف زمین کے مالک کا، یا ایک حصہ مزارع کا ہوگا اور دو حصے زمیندار کے۔ ممنوع صورت یہ ہے کہ کھیت کے فلاں حصے کی پیداوار مزارع کی ہوگی اور فلاں حصے کی پیداوار زمیندار کی۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۴۵۸) ② ضرورت سے زائد زمین بغیر کسی معاوضے کے کسی ضرورت مند کو کاشت کے لیے دے دینا افضل ہے، یعنی مالک اس کی پیداوار میں سے کچھ نہ لے۔ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ ③ صحابۂ کرام ؓ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

٢٤٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ أَرَضِينَ يُؤَاجِرُونَهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ فُضُولُ أَرَضِينَ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ. فَإِنْ أَبٰى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ».

۲۴۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کچھ افراد کے پاس (ضرورت سے) زائد زمینیں تھیں، وہ انھیں تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پر دیتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زائد زمین ہو تو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کرنے دے، اگر وہ ایسے نہیں کرنا چاہتا تو اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔“

فائدہ: ”اپنے پاس رکھے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین خالی پڑی رہنے دے۔ اور ظاہر ہے کہ خالی پڑی رہنے کی صورت میں زمین سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ تو کیا یہ بہتر نہیں کہ کسی کو فائدہ اٹھانے دے۔ یہ سخاوت اور افضل عمل کی ترغیب ہے۔

٢٤٥١- أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٤٠، ٢٦٣٢، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦/ ٨٩ من حديث الأوزاعي به.

٢٤٥٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا، أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ. فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ».

۲۴۵۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہے تو وہ اسے کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے (بلا معاوضہ) دے دے اگر وہ ایسے نہیں کرنا چاہتا تو اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔''

(المعجم ٨) - بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ (التحفة ٦٩)

باب:۸- زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینا

٢٤٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَ أَبُو أُسَامَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَوْ قَالَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكْرِي أَرْضًا لَهُ، مَزَارِعًا. فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ فَأَخْبَرَهُ عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ. فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ وَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَاهُ بِالْبَلَاطِ. فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ. فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ كِرَاءَهَا.

۲۴۵۳- حضرت نافع رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی زمین کے کھیت کرائے (ٹھیکے) پر دیا کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس) گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ انھوں نے مقام بلاط پر ان سے ملاقات کی اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کرائے پر دینی ترک کر دی۔

٢٤٥٢- أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، الباب السابق، ح:٢٣٤١، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح:١٥٤٤ من حديث أبي توبة به.

٢٤٥٣- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، وذكره البخاري معلقًا، ح:٢٢٨٦ مختصرًا، وقد أخرجه البخاري، ح:٢٢٨٦، ٢٣٤٤، ومسلم وغيرهما من طرق عن نافع به.

فوائد ومسائل: ① کرائے پر دینے کا مطلب یہ ہے کہ کاشتکار سے ایک مقررہ رقم پر معاہدہ ہو جائے۔ وہ کاشت کرے اور پیداوار حاصل ہونے پر مقررہ رقم زمین کے مالک کو دے دے باقی اس کی اپنی آمدنی ہے۔
② کرایہ نہ لینا اور کاشتکار کو بلا معاوضہ کاشت کرنے دینا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ممانعت افضل صورت کی ترغیب کے لیے ہے ویسے زمین کا کرایہ لینا جائز ہے۔ (دیکھیے حدیث:٢٤٥٦) زمانۂ جاہلیت میں مزارعت کی بعض ایسی صورتیں رائج تھیں جو اسلام میں ممنوع ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (دیکھیے حدیث:٢٤٥٨-٢٤٦٠)
③ صحابۂ کرام ؓ مشکوک معاملات میں احتیاط سے کام لیتے تھے اور ایسے کام سے پرہیز کرتے تھے جس میں کسی قسم کا شبہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شبہ والی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا۔'' (صحيح البخاري' الإيمان' باب فضل من استبرأ لدينه' حديث:٥٢' وصحيح مسلم' المساقاة' باب أخذ الحلال و ترك الشبهات' حديث:١٥٩٩)

٢٤٥٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا، وَلَا يُؤَاجِرْهَا».

٢٤٥٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو تو وہ اسے کاشت کرے یا کسی سے کاشت کرالے اور اسے کرائے پر نہ دے۔''

٢٤٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ.

٢٤٥٥- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ سے منع فرمایا۔

٢٤٥٤_ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٣٦ من حديث مطر به.

٢٤٥٥_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المزابنة وهي بيع التمر بالثمر وبيع الزبيب بالكرم وبيع العرايا، ح:٢١٨٦، ومسلم، البيوع، الباب السابق، ح:١٥٤٦/ ١٠٥ من حديث مالك به.

وَالْمُحَاقَلَةُ اسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ.

اور محاقلہ کا مطلب ہے زمین کرائے پر دینا۔

(المعجم ٩) - **بَابُ الرُّخْصَةِ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ** (التحفة ٧٠)

باب:٩- خالی زمین کو سونے چاندی (رقم) کے عوض کرائے پر دینا

٢٤٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ إِكْثَارَ النَّاسِ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ. قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَّا مَنَحَهَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ» وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كِرَائِهَا.

۲۴۵۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے جب لوگوں کو بٹائی پر زمین دینے کے بارے میں بہت باتیں کرتے سنا (کہ یہ منع ہے) تو فرمایا: سبحان اللہ! اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ”آدمی اپنے بھائی کو زمین کیوں نہیں دے دیتا؟“ آپ نے کرائے پر دینے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

٢٤٥٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا» لِشَيْءٍ مَعْلُومٍ.

۲۴۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے بھائی کو (کاشت کے لیے بلامعاوضہ) اپنی زمین دے دینا اس بات سے بہتر ہے کہ اس پر اتنی اتنی چیز، یعنی مقرر مقدار وصول کرے۔“

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ الْحَقْلُ. وَهُوَ بِلِسَانِ الْأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ.

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: اس معاملے کو حقل کہتے ہیں۔ اور انصار کی بولی میں یہی محاقلہ کہلاتا ہے۔

٢٤٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

۲۴۵۸- حضرت حنظلہ بن قیس ؒ سے روایت

٢٤٥٦_ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب: ح: ٢٣٣٠، ٢٣٤٢، ٢٦٣٤، ومسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح: ١٥٥٠/ ١٢١ من حديث عمرو بن دينار به.

٢٤٥٧_ أخرجه مسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح: ١٥٥٠/ ١٢٢ من حديث عبدالرزاق به.

٢٤٥٨_ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما يكره من الشروط في المزارعة، ح: ٢٣٣٢، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ١٥٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ ابْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى أَنَّ لَكَ مَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ، وَلِي مَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ. فَنُهِينَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِمَا أَخْرَجَتْ. وَلَمْ نُنْهَ أَنْ نُكْرِيَ الْأَرْضَ بِالْوَرِقِ.

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ہم اس شرط پر زمین کرائے پر دیتے تھے کہ جو کچھ اس ٹکڑے میں پیدا ہو وہ تیرا ہے اور جو کچھ اس ٹکڑے میں پیدا ہو وہ میرا ہے تو ہمیں پیداوار کے عوض (اس انداز سے) زمین کرائے پر دینے سے منع کر دیا گیا۔ چاندی (مقرر رقم) کے عوض زمین کرائے پر دینے سے منع نہیں کیا گیا۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُزَارَعَةِ (التحفة ٧١)

باب:۱۰- ناپسندیدہ مزارعت کا بیان

٢٤٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقاً. فَقُلْتُ: مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟». قُلْنَا: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالْأَوْسُقِ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ. فَقَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا. اِزْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا».

۲۴۵۹- حضرت ابو نجاشی (عطاء بن صہیب انصاری ؒ) سے روایت ہے انھوں نے حضرت رافع بن خدیج ؓ کو اپنے چچا حضرت ظہیر (بن رافع بن عدی انصاری ؓ) سے روایت کرتے سنا کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرما دیا جس میں ہمارے لیے آسانی تھی۔ میں نے کہا: جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی درست ہے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے کھیتوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟“ ہم نے کہا: ہم انھیں (پیداوار کے) تیسرے حصے یا چوتھے حصے کے عوض یا گندم اور جو کے چند وسق (مقررہ مقدار) کے عوض کرائے پر دے دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے نہ کیا کرو خود کاشت کرو یا کسی کو کاشت کے لیے دے دو۔“

٢٤٥٩ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٣٩، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح: ١٥٤٨ من حديث الأوزاعي به.

٢٤٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ، ابْنِ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَغْنٰى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَاهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ. وَاشْتَرَطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقُصَارَةَ وَمَا يَسْقِي الرَّبِيعُ. وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيداً. وَكَانَ يَعْمَلُ فِيهَا بِالْحَدِيدِ، وَبِمَا شَاءَ اللهُ. وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنْفَعَةً، فَأَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعاً. وَطَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَنْفَعُ لَكُمْ. إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ، وَيَقُولُ: «مَنِ اسْتَغْنٰى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ، أَوْ لِيَدَعْ».

۲۴۶۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کسی کو جب اپنی زمین کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ اسے تہائی' چوتھائی یا نصف پیداوار کے عوض (کسی کو کاشت کے لیے) دے دیتا اور شرط لگا لیتا کہ ندی کے قریب والی زمین (کی پیداوار) میں سے تین چوتھائی' اور گاہی ہوئی گندم کی (گاہے جانے سے بچ رہنے والی) بالیاں' اور (پانی کی چھوٹی) نالی سے سیراب ہونے والی زمین (کی پیداوار) اس کی ہوگی۔ اس زمانے میں گزران بہت مشکل تھی اور زمین میں لوہے (کے آلات کسی اور پھاوڑے وغیرہ) سے اور جیسے اللہ کو منظور ہوتا' سے کام ہوتا تھا۔ وہ اس سے کچھ نفع کما لیتا تھا۔ پھر ہمارے پاس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمھیں ایک کام سے منع فرما دیا ہے جس میں (بظاہر) تمھارا فائدہ تھا۔ (لیکن) اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں تمھارا زیادہ فائدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ تمھیں محاقلہ سے منع فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں: ''جس کو زمین کی ضرورت نہ ہو تو وہ اپنے بھائی کو عطیہ کے طور پر دے دے' یا رہنے دے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نصف یا چوتھائی پیداوار کی جو شرط منع ہے' وہ اس طرح ہے کہ زمین کے کسی خاص ٹکڑے کی پیداوار زمین کے مالک کے لیے ہو۔ مالک عموماً ایسا ٹکڑا منتخب کرتا تھا جو آبی گزرگاہ یا پانی کی نالی وغیرہ کے قریب واقع ہوتا' اس لیے اس میں پیداوار زیادہ ہونے کی توقع ہوتی تھی۔ ② کھیت کی کل پیداوار میں سے نصف' تہائی یا چوتھائی پیداوار کی شرط لگانا جائز ہے۔ ③ بٹائی کی بجائے زمین عاریتاً دے دینا افضل ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل دنیا کے ظاہری مفاد سے زیادہ اہم ہے کیونکہ ارشاد نبوی کی تعمیل میں آخرت کا فائدہ ہے۔

٢٤٦٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٣٩٨ من حديث منصور به.

٢٤٦١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. أَنَا، وَاللهِ، أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ. إِنَّمَا أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ ﷺ. وَقَدِ اقْتَتَلَا. فَقَالَ: «إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنَكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ» فَسَمِعَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَوْلَهُ: «فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ».

۲۴۶۱- حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی غلطی معاف فرمائے۔ قسم ہے اللہ کی! یہ حدیث مجھے ان سے زیادہ معلوم ہے۔ دو آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو آپس میں لڑ پڑے تھے۔ تب آپ نے فرمایا: ''اگر تم لوگوں کا یہی حال ہے تو کھیت بٹائی پر نہ دیا کرو۔'' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اتنا جملہ سن لیا: ''کھیت بٹائی پر نہ دیا کرو۔''

(المعجم ١١) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ (التحفة ٧٢)

باب: ۱۱- تہائی اور چوتھائی حصے پر مزارعت کی اجازت

٢٤٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: قُلْتُ لِطَاوُسٍ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوْ تَرَكْتَ هٰذِهِ الْمُخَابَرَةَ، فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ. فَقَالَ: أَيْ عَمْرُو إِنِّي أُعِينُهُمْ وَأُعْطِيهِمْ. وَإِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخَذَ النَّاسَ عَلَيْهَا عِنْدَنَا. وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا وَلٰكِنْ قَالَ: «لَأَنْ يَمْنَحَ

۲۴۶۲- حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت طاوس (بن کیسان) رحمۃ اللہ سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کاش آپ مخابرہ (بٹائی پر زمین دینا) چھوڑ دیں کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اے عمرو! میں ان کی مدد کرتا ہوں اور انھیں دیتا ہوں۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہاں اس پر عمل کرایا ہے اور ان کے بڑے عالم یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

٢٤٦١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المزارعة، ح: ٣٣٩٠ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق به * أبوعبيدة وثقه ابن معين وغيره وتعديله راجح، والوليد وثقه أبوزرعة، والعجلي، وابن شاهين وغيرهم.

٢٤٦٢ـ أخرجاه من حديث عمرو بن دينار به، وانظر، ح: ٢٤٥٦.

أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا».

منع نہیں فرمایا لیکن یہ فرمایا تھا: ''کوئی اپنے بھائی کو (بلامعاوضہ زمین) دے دے تو یہ اس پر مقرر معاوضہ لینے سے بہتر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عالم سے مسئلہ پوچھنے میں احترام پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ② عالم کو چاہیے کہ مسئلہ پوچھنے والے کو وضاحت سے مسئلہ سمجھا کر مطمئن کرے۔ اپنے موقف کی تائید میں اپنے سے بڑے عالم کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس طرح تابعی حضرت طاوس رحمہ اللہ نے دو صحابیوں' حضرت معاذ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا حوالہ دیا' اس سے عام سائل کو زیادہ اطمینان ہو جاتا ہے۔ ③ مقرر معاوضہ سے مراد متعین رقم کا معاہدہ ہے۔

٢٤٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَكْرَى الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَهُوَ يُعْمَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِكَ هٰذَا.

۲۴۶۳- حضرت طاوس رحمہ اللہ سے روایت ہے' (انھوں نے فرمایا) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے عہد مبارک میں' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانۂ خلافت میں تہائی اور چوتھائی کی شرط پر زمین کرائے پر دی۔ اور آج تک اسی پر عمل ہوتا آ رہا ہے۔

٢٤٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ الْأَرْضَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ خَرَاجاً مَعْلُوماً».

۲۴۶۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تو یہی فرمایا تھا: ''اگر کوئی اپنے بھائی کو زمین بلامعاوضہ دے دے تو یہ کام اس کے لیے مقرر کردہ ٹھیکہ لینے سے بہتر ہے۔''

فائدہ: زمین کو بٹائی یا حصے پر دینا حرام یا ناجائز نہیں لیکن اگر بلاعوض دے دے تو بہتر ہے۔

٢٤٦٣- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، قلت: طاوس لم يسمع من معاذ شيئًا كما قال ابن المديني وغيره، انظر جامع التحصيل للعلائي ص: ٢٠١ وغيره.

٢٤٦٤- وانظر، ح: ٢٤٥٦، ٢٤٦٢.

(المعجم ١٢) - بَابُ اسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالطَّعَامِ (التحفة ٧٣)

باب:۱۲- زمین غلے کے عوض کرائے پر دینا

٢٤٦٥- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَزَعَمَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِي أَتَاهُمْ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ، فَلَا يُكْرِيهَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى».

۲۴۶۵- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں محاقلہ کرتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ پھر ان کے ایک چچا (حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ) نے آ کر انھیں کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس کے پاس زمین ہو تو وہ اسے غلے کی مقرر مقدار کے عوض کرائے پر نہ دے۔“

فائدہ: یہ اس وقت کی بات ہے جب تہائی' چوتھائی یا' غلے کی مقرر مقدار کے عوض زمین کرائے پر دینے کی صرف ایک ہی صورت مروج تھی جس میں پانی کی نالیوں کے کنارے اور آبی گزرگاہوں وغیرہ کے قریب واقع زمین کے ٹکڑے کی پیداوار مالک کے لیے مختص تھی۔ حدیث میں مذکور اسی صورت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ (التحفة ٧٤)

باب:۱۳- کسی کی زمین میں بلا اجازت کاشت کرنا

٢٤٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ

۲۴۶۶- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کچھ لوگوں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر فصل کاشت کر لی تو اسے اس فصل میں سے کچھ نہیں ملے گا' اور اس کا خرچ

٢٤٦٥ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح:١٥٤٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٢٤٦٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في زرع الأرض بغير إذن صاحبها، ح:٣٤٠٣ من حديث شريك القاضي به، ولم أجد تصريح سماعه، وتابعه قيس بن الربيع عند البيهقي:٦/ ١٣٦، والحديث حسنه الترمذي، ح:١٣٦٦، والبخاري * عطاء لم يسمع من رافع رضي الله عنه (خطابي)، وأبوإسحاق عنعن، تقدم، ح:٤٦، وفيه علة أخرٰى، انظر، ح:١٠٣٩، وله شواهد.

بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ، وَتُرَدُّ عَلَيْهِ النَّفَقَةُ». اسے واپس کر دیا جائے گا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲۵/ ۱۳۸-۱۴۲' والإرواء للألباني' رقم:۱۵۱۹' والضعيفة:۱/ ۱۴۱' حديث:۸۸) ② جس طرح کسی کو کاشت کے لیے بلا معاوضہ زمین عاریتاً دے دینا بڑے ثواب کا کام ہے' اسی طرح کسی کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر فصل کاشت کر لینا بڑا گناہ ہے۔ اگر ایک آدمی دوسرے کی زمین میں بلا اجازت کاشت کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ پیداوار زمین کے مالک کو دے دی جائے۔ ③ اس صورت میں کاشت کرنے والے کو صرف اس کا خرچ واپس کیا جائے گا' مثلاً: بیج اور کھاد کی قیمت' یا اگر کرائے پر ٹریکٹر لے کر ہل چلایا ہے تو ٹریکٹر کا کرایہ وغیرہ۔ اس کی محنت کا اسے کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ اسے نہ فصل ملے اور نہ اس کی محنت کا معاوضہ۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مُعَامَلَةِ النَّخِيلِ وَالْكَرْمِ (التحفة ٧٥)

باب:۱۴- کھجوروں اور انگوروں کا معاملہ (کھجور اور انگور کے باغ بٹائی پر دینا)

٢٤٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

۲۴۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے پھلوں اور غلے کی نصف پیداوار کے عوض (کاشت کاری کا) معاہدہ فرمایا۔

٢٤٦٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ

۲۴۶۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے رہنے والوں

٢٤٦٧- أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب إذا لم يشترط السنين في المزارعة، ح:٢٣٢٩، ومسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح:١٥٥١ من حديث يحيى القطان به.

٢٤٦٨- [صحيح] إسناده ضعيف لعلل وضعفه البوصيري، أخرجه أحمد:١/ ٢٥٠ من حديث هشيم به، ولكن الحديث السابق شاهد له.

ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَى خَيْبَرَ أَهْلَهَا عَلَى النِّصْفِ. نَخْلِهَا وَأَرْضِهَا.

(یہودیوں) کو وہاں کے کھجوروں کے باغات اور زمین نصف پیداوار کے عوض (کام کرنے کے لیے) عطا فرمائی۔

٢٤٦٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ أَعْطَاهَا عَلَى النِّصْفِ.

۲۴۶۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اسے نصف (پیداوار) کے عوض (کاشت کے لیے) دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس قسم کے معاہدے کو مساقاۃ کہتے ہیں کہ باغ میں جو پھل پیدا ہوگا اس میں سے اتنا حصہ (مثلاً: آدھا یا تہائی) کاشت کار کو ملے گا۔ کھیتوں کے بارے میں یہی معاہدہ مزارعت کہلاتا ہے۔ ② غیر مسلموں کی جو زمین جنگ کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آئے وہ اسلامی سلطنت کی ملکیت ہوتی ہے۔ اسے آباد کرنے کے لیے مسلمانوں سے بھی معاہدہ کیا جا سکتا ہے غیر مسلموں سے بھی تاہم وہ کاشت کرنے والے کی ملکیت نہیں بن جاتی۔ ③ کاشت کار معاہدے کے مطابق حکومت کو پیداوار ادا کرے گا اور اپنا حصہ وصول کرے گا۔ اگر مسلمان کاشت کار کے حصے میں اتنا غلہ آیا ہے جس پر زکاۃ فرض ہوتی ہے (بیس من یا زیادہ) تو وہ اس کی زکاۃ (عشر) بھی ادا کرے گا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ تَلْقِيحِ النَّخْلِ (التحفة ٧٦)

باب: ۱۵- مادہ کھجور میں نر کھجور کا پیوند لگانا

٢٤٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي نَخْلٍ. فَرَأَى قَوْمًا يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ. فَقَالَ: «مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟» قَالُوا:

۲۴۷۰- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھجوروں کے ایک باغ میں سے گزرا تو آپ نے دیکھا کہ لوگ کھجوروں کو پیوند لگا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟'' میں نے کہا: نر درخت (کے گابھے) سے لے کر مادہ درخت کے

٢٤٦٩ـ [صحيح] إسناده ضعيف لضعف مسلم الأعور، تقدم، ح: ٢٢٩٦، ولكن الحديث: (٢٤٦٧) شاهد له.

٢٤٧٠ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب وجوب امتثال ما قاله شرعًا . . . الخ، ح: ٢٣٦١ من حديث سماك به.

يَأْخُذُونَ مِنَ الذَّكَرِ فَيَجْعَلُونَهُ فِي الْأُنْثَى قَالَ: «مَا أَظُنُّ ذٰلِكَ يُغْنِي شَيْئًا». فَبَلَغَهُمْ، فَتَرَكُوهُ. فَنَزَلُوا عَنْهَا. فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ الظَّنُّ. إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا فَاصْنَعُوهُ. فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ. وَإِنَّ الظَّنَّ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ. وَلٰكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ: قَالَ اللهُ- فَلَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللهِ».

(پھولوں کے خوشے کے) اندر رکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔'' صحابۂ کرام ؓ کو یہ ارشاد معلوم ہوا تو یہ کام چھوڑ کر درختوں سے اتر آئے۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: ''یہ تو (میرا) خیال تھا۔ اگر اس سے فائدہ ہوتا ہے تو کر لیا کرو۔ میں تو تم جیسا انسان ہی ہوں اور (انسان کا) خیال غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن میں جس مسئلہ میں تمھیں یوں کہوں: اللہ نے فرمایا تو میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔''

فوائد ومسائل: ① دنیوی معاملات میں ہر وہ کام جائز ہے جس سے منع نہ کیا گیا ہو لیکن عبادت میں صرف وہی کام جائز ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ خود ساختہ رسوم اور اعمال کو ثواب کا باعث قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ اعمال بدعت ہیں جن کا ارتکاب گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک انسان تھے' اس لیے دنیا کے معاملات میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے کو وہ اہمیت نہیں دی جو ایک پیشے سے متعلق ماہر آدمی کی رائے کو دی۔ ② نبی کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ہر پیشے اور ہر فن کی باریکیوں سے واقف ہو' البتہ جن معاملات کا تعلق شریعت کی تبلیغ وتوضیح سے ہوتا ہے' ان میں نبی کو اللہ کی طرف سے مکمل رہنمائی ملتی ہے۔ ③ سچا نبی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور جس شخص سے جھوٹ کا ارتکاب ثابت ہو جائے وہ نبوت کے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے دنیوی معاملات میں صریح جھوٹ بولا اور عوام کو دھوکا دیا' مثلاً: اس نے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' کے بارے میں اعلان کیا کہ وہ پچاس اجزاء پر مشتمل ہو گی۔ لیکن پہلی جلد شائع ہونے کے طویل عرصہ بعد دوسری جلد شائع کی' جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا' اس کے بعد مزید کوئی جلد شائع نہ ہو سکی تو کہہ دیا کہ پانچ حصوں کی اشاعت سے پچاس حصوں کا وعدہ پورا ہو گیا ہے' اس کے علاوہ اس نے متعدد جھوٹ بولے اور جھوٹے دعوے کیے جس کی تفصیل شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ کی کتاب ''کذباتِ مرزا'' وغیرہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

٢٤٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

۲۴۷۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو کچھ (لوگوں کی) آوازیں سنائی دیں تو آپ نے

٢٤٧١ـ أخرجه مسلم، الفضائل، الباب السابق، ح: ٢٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ أَصْوَاتاً. فَقَالَ: «مَا هٰذَا الصَّوْتُ؟» قَالُوا: النَّخْلُ يُؤَبِّرُونَهَا. فَقَالَ: «لَوْ لَمْ يَفْعَلُوا لَصَلَحَ» فَلَمْ يُؤَبِّرُوا عَامَئِذٍ. فَصَارَ شِيصاً. فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ شَيْئاً مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ، فَشَأْنُكُمْ بِهِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أُمُورِ دِينِكُمْ، فَإِلَيَّ».

فرمایا: ''یہ آواز کیسی ہے؟'' عرض کیا گیا: لوگ کھجوروں کو پیوند لگا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ ایسے نہ کریں تو بھی درست ہے۔'' چنانچہ صحابۂ کرام ؓ نے اس سال پیوند نہ لگائے تو پھل بہت خراب آیا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے یہ صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھاری دنیا کا کوئی معاملہ ہو تو اسے خود (اپنے تجربات اور رائے کی روشنی میں) انجام دے لیا کرو۔ اگر تمھارے دین کا معاملہ ہو تو میری طرف رجوع کیا کرو۔''

(المعجم ١٦) - **بَابٌ: اَلْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ** (التحفة ٧٧)

باب:١٦- تین چیزوں میں تمام مسلمان شریک ہیں

٢٤٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خِرَاشِ بْنِ حَوْشَبٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ. وَثَمَنُهُ حَرَامٌ».

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: يَعْنِي الْمَاءَ الْجَارِيَ.

۲۴۷۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی' گھاس اور آگ میں۔ اور ان کی قیمت لینا حرام ہے۔''

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاد) حضرت ابوسعید (عبداللہ بن سعید بن حصین) ؒ نے فرمایا: پانی سے مراد جاری پانی (دریا' نہر' ندی وغیرہ) ہے۔

فوائد و مسائل: ① پانی سے مراد دریا اور چشمے وغیرہ کا پانی ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی فصل کو پانی دے کر

٢٤٧٢ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** وقال الحافظ في التلخيص: ٣/ ٦٥، وفيه عبدالله بن خراش متروك، وقد صححه ابن السكن، وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف، عبدالله بن خراش ضعفه أبوزرعة، والبخاري، والنسائي، وابن حبان وغيرهم'، وانظر متن الحديث الآتي فإنه يغني عنه.
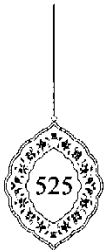
دوسروں کے لیے چھوڑ دے۔ اگر کسی نے تالاب بنا کر اس میں اپنے جانوروں کے لیے پانی جمع کیا ہے' اپنی ضرورت کے لیے اپنے خرچ سے کنواں کھدوایا یا نلکا لگوایا ہے' تب بھی افضل یہی ہے کہ کسی کو پانی سے منع نہ کرے' البتہ اسے یہ حق ہے کہ پہلے اپنی ضرورت پوری کرے۔ ② خودرَو گھاس اور ایندھن کی لکڑی کو ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق کاٹ کر استعمال کر سکتا ہے' البتہ کاٹنے کے بعد وہ کاٹنے والے کی ملکیت ہو جائے گی' چنانچہ وہ اسے فروخت کر سکتا ہے۔ ③ حدیث میں مذکور تین چیزوں میں تمام مسلمان برابر کا حق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی مملکت کے غیر مسلم بھی انھیں استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا نام اس لیے لیا گیا ہے کہ وہ اکثریت میں ہوتے ہیں' اس لیے ان میں جھگڑا اور اختلاف پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔

٢٤٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: اَلْمَاءُ وَالْكَلَأُ وَالنَّارُ».

٢٤٧٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے روکا نہ جائے: پانی' گھاس اور آگ سے۔''

٢٤٧٤- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ» قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْنَاهُ. فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ؟ قَالَ: «يَا حُمَيْرَاءُ مَنْ أَعْطَى

٢٤٧٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز کو روک رکھنا حلال نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی' نمک اور آگ کو۔'' ام المومنین ؓ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یہ پانی جو ہے اس (کی اہمیت) کو ہم نے جان لیا۔ نمک اور آگ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے حمیراء! جس نے (کسی کو) آگ دی' اس نے گویا وہ سارا کھانا صدقہ کیا جو اس آگ سے تیار ہوا۔ اور جس

٢٤٧٣ـ [صحيح] وصححه ابن حجر في التلخيص: ٣/ ٦٥، ح: ١٣٠٤، والبوصيري، وابن الملقن، ح: ٣١٠، وقال ابن كثير (الواقعة: ٧٣، ٤/ ٣١٨) "بإسناد جيد"، قلت: ابن عيينة عنعن، وانظر، ح: ٢١١٣، ولحديثه شواهد، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ٣٤٧٧ بلفظ: "المسلمون شركاء في ثلاث: في الماء والكلأ، والنار"، وإسناده صحيح.

٢٤٧٤ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١٦ لضعف ابن جدعان، وتلميذه مجهول (تقريب) ۞ وعلي بن غراب مدلس، وله شاهدان ضعيفان جدًا.

نَارًا، فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ. وَمَنْ أَعْطَى مِلْحاً، فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا طَيَّبَتْ تِلْكَ الْمِلْحُ. وَمَنْ سَقَى مُسْلِماً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ، حَيْثُ يُوجَدُ الْمَاءُ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً. وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ، حَيْثُ لاَ يُوجَدُ الْمَاءُ، فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا».

نے نمک دیا' اس نے گویا وہ سب کچھ صدقہ کر دیا جو اس نمک سے درست ہوا۔ اور جس نے کسی مسلمان کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی پایا جاتا ہے تو اس نے گویا ایک غلام آزاد کیا۔ اور جس نے مسلمان کو وہاں پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں پایا جاتا تو اس نے اسے زندہ کر دیا۔"

(المعجم ١٧) - بَابُ إِقْطَاعِ الْأَنْهَارِ وَالْعُيُونِ (التحفة ٧٨)

باب:۱۷-ندیاں اور چشمے جاگیر کے طور پر دینا

٢٤٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا فَرَجُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ، [عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ]، عَنْ أَبِيهِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ اسْتَقْطَعَ الْمِلْحَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ مِلْحُ سَدِّ مَأْرِبٍ. فَأَقْطَعَهُ لَهُ. ثُمَّ إِنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ التَّمِيمِيَّ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: [يَارَسُولَ اللهِ] إِنِّي قَدْ وَرَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ. وَمَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ. وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ. فَاسْتَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ بْنَ حَمَّالٍ فِي قَطِيعَتِهِ فِي الْمِلْحِ. فَقَالَ: قَدْ أَقَلْتُكَ مِنْهُ عَلَى أَنْ

۲۴۷۵-حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نمک کی کان طلب کی جسے "سد مارب" کا نمک کہا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ انھیں عطا فرما دی۔ اس کے بعد حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے زمانۂ جاہلیت میں نمک کا وہ ذخیرہ دیکھا ہے' وہ ایسے علاقے میں ہے جہاں (پینے کا) پانی نہیں پایا جاتا۔ جو شخص وہاں جاتا ہے (حسب ضرورت) نمک لے لیتا ہے۔ وہ مسلسل حاصل ہونے والے پانی کی طرح ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے نمک کی وہ جاگیر واپس طلب فرمالی۔ انھوں نے کہا: میں اس شرط پر واپس کرتا ہوں کہ آپ اسے میری طرف سے صدقہ قرار دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٢٤٧٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخراج والفيء والإمارة، باب في إقطاع الأرضين، ح:٣٠٦٦ من حديث فرج بن سعيد به ☆ فرج وأبوه وثقهما ابن حبان، والهيثمي (مجمع: ٤/ ١٠٦)، وأخرجه الترمذي، ح: ١٣٨٠ من طريق آخر عن أبيض به، وقال: "حسن غريب".

تَجْعَلَهُ مِنِّي صَدَقَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ. وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ. مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ».

''وہ تیری طرف سے صدقہ ہے۔ وہ مسلسل حاصل ہونے والے پانی کی طرح ہے۔ جو وہاں جائے گا' اس میں سے لے لے گا۔''

قَالَ فَرَجٌ: وَهُوَ الْيَوْمَ عَلَى ذٰلِكَ. مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ.

حضرت فرج بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ آج تک اسی طرح ہے۔ جو کوئی وہاں جاتا ہے (حسب ضرورت نمک) لے لیتا ہے۔

قَالَ: فَقَطَعَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَرْضاً وَنَخْلاً، بِالْجُرْفِ جُرْفِ مُرَادٍ، مَكَانَهُ حِينَ أَقَالَهُ مِنْهُ.

راوی کہتا ہے: نبی ﷺ نے جب ان سے نمک کا ذخیرہ واپس لیا تو اس کے بدلے میں انھیں جرف مراد کے مقام پر زمین کا ٹکڑا اور کھجوروں کا باغ عطا فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اسلامی حکومت کا سربراہ کسی مسلمان کو اس کے کسی خاص کارنامے پر انعام کے طور پر زمین کا ٹکڑا دے سکتا ہے' اسے جاگیر کہتے ہیں۔ ② جاگیر میں ایسی چیز نہیں دینی چاہیے جس کی عام لوگوں کو ضرورت ہو۔ ③ سد مارب کے مقام پر سمندری نمک حاصل ہوتا تھا جسے کوئی بھی شخص لے کر اپنی ضرورت پوری کر سکتا تھا اور دوسرے مقام پر لے جا کر فروخت کر سکتا تھا۔ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ انھیں اس کے ملکیتی حقوق دے دیے جائیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمائی۔ ④ رعیت کا کوئی شخص اگر ایک مفید تجویز پیش کرے تو اسے قبول کر لینا چاہیے' خواہ اس کے لیے حکمران کو سابقہ فیصلہ تبدیل کرنا پڑے۔ ⑤ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ نے واپس کرنے کی بجائے صدقہ کر دیا' اس طرح واپسی سے مسلمانوں کا جو فائدہ مطلوب تھا' وہ بھی حاصل ہو گیا اور صدقے کا ثواب بھی مل گیا۔ ⑥ وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا' اس سے ہر شخص کو فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ⑦ حضرت فرج بن سعید رحمہ اللہ حضرت ابیض رضی اللہ عنہ کے پوتے کے پوتے تھے جو امام مالک کے ہم عصر تھے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ (التحفة ٧٩)

باب:١٨- پانی فروخت کرنے کی ممانعت

٢٤٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۴۷۶- حضرت ایاس بن عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٤٧٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع فضل الماء، ح:٣٤٧٨ من حديث عمرو بن دينار به، وصححه الترمذي، ح:١٢٧١، وابن الجارود، ح:٥٩٤، وابن دقيق العيد، والحاكم:٢/ ٤٤، ٦١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ: سَمِعْتُ إِيَاسَ ابْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ، وَرَأَى نَاساً يَبِيعُونَ الْمَاءَ، فَقَالَ: لَا تَبِيعُوا الْمَاءَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُبَاعَ الْمَاءُ.

ہے کہ انھوں نے کچھ لوگوں کو پانی فروخت کرتے دیکھا تو فرمایا: پانی نہ بیچو' میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی فروخت کرنے سے منع کرتے سنا ہے۔

٢٤٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، قَالَا: [حَدَّثَنَا وَكِيعٌ:] حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

۲۴۷۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (ضرورت پوری کرنے کے بعد) بچا ہوا پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① دریاؤں اور ندی نالوں سے آنے والا پانی انسان کو بلاقیمت حاصل ہوتا ہے جس سے کاشت کاری کی جاتی ہے' لہٰذا اس پر سب لوگوں کا حق ہے۔ ② پانی کے راستے میں جس کی زمین پہلے آتی ہو' اسے حق ہے کہ پہلے اپنی فصل کو پانی دے۔ مناسب حد تک پانی دے کر دوسرے آدمی کی زمین کے لیے پانی چھوڑ دینا چاہیے' جیسے باب:۲۰ میں آ رہا ہے۔ ③ جب پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جائے تو وہاں جا کر مناسب قیمت پر بیچا جا سکتا ہے جس طرح جنگل سے بلاقیمت لکڑی لا کر شہر میں بیچی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مَنْعِ فَضْلِ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ (التحفة ٨٠)

باب:۱۹- گھاس بچانے کے لیے ضرورت سے زائد پانی سے روکنے کی ممانعت

٢٤٧٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ فَضْلَ مَاءٍ، لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَأَ».

۲۴۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو زائد پانی سے منع نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس کے ذریعے سے گھاس روک لے۔''

٢٤٧٧ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم بيع فضل الماء الذي يكون بالفلاة ويحتاج إليه . . . الخ، ح: ١٥٦٥ من حديث وكيع به.

٢٤٧٨ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب من قال: إن صاحب الماء أحق بالماء حتى يروي . . . الخ، ح: ٢٣٥٣، ٦٩٦٢، ومسلم، المساقاة، الباب السابق، ح: ١٥٦٦ من حديث أبي الزناد به.

٢٤٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ، وَلاَ يُمْنَعُ نَقْعُ الْبِئْرِ».

۲۴۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زائد پانی نہ روکا جائے' اور کنویں کے پانی سے منع نہ کیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی شخص ایسی جگہ کنواں کھودے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ اس کنویں کا' اور ایک حد تک اس کے قریب کی زمین کا مالک ہو جاتا ہے' تاہم اسے دوسروں کو اس پانی سے استفادہ کرنے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ ② اس زمین کے قریب اگر گھاس وغیرہ اگی ہوئی ہو اور وہاں لوگوں کے جانور چرتے ہوں تو وہ جانور پانی پینے اس کنویں پر آئیں گے' اسے ان جانوروں کو پانی پینے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ ③ جانوروں کو پانی پینے سے روکنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ جانور دوسرے مقام پر چریں گے اور یہاں کی گھاس اس کے جانوروں کے کام آئے گی۔ یہ خود غرضی ہے' اور مسلمانوں کی مشترک گھاس پر قبضہ کرنے کا حیلہ ہے' اس لیے منع ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الشُّرْبِ مِنَ الْأَوْدِيَةِ وَمِقْدَارِ حَبْسِ الْمَاءِ (التحفة ٨١)

باب: ۲۰- وادیوں سے آنے والے پانی کا استعمال کیسے کیا جائے اور پانی کس قدر روکنا چاہیے؟

٢٤٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ. فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ:

۲۴۸۰- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت زبیر ؓ کے خلاف حرہ کے ندی نالوں کے بارے میں شکایت پیش کی' وہ اس سے کھجوروں کے باغات سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا: پانی گزر کر (میری زمین میں) آنے دیجیے۔ حضرت زبیر ؓ نے

٢٤٧٩ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٢، ١٥٣ من حديث حارثة به، وقال: "حارثة هٰذا ضعيف"، وضعفه البوصيري من أجله، ولكنه لم ينفرد به، وأخرج الحاكم: ٢/ ٦١، ٦٢ وغيره من طريق محمد بن أبي الرجال عن عمرة به، وصححه الحاكم، والذهبي، وإسناده حسن.

٢٤٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥.

سَرْحِ الْمَاءَ يَمُرَّ. فَأَبٰى عَلَيْهِ. فَاخْتَصَمَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلٰى جَارِكَ» فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَازُبَيْرُ اِسْقِ، ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجُدُرِ» قَالَ: فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾. [النساء: ٦٥]

انکار کیا‘ چنانچہ وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے (دونوں کے بیانات سن کر) فرمایا: ”زبیر! (اپنے باغ کو) پانی دے کر اپنے ہمسائے (کے باغ) کی طرف پانی چھوڑ دیا کرو۔“ انصاری کو (اس فیصلے سے) ناگواری محسوس ہوئی تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! (آپ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے) کیونکہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل (ہوکر سرخ) ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اے زبیر! (باغ کو) پانی دو‘ پھر پانی روک رکھو حتی کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔“ حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ”چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں‘ پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں‘ ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی محسوس نہ کریں‘ اور وہ اسے دل وجان سے مان لیں۔“

فوائد ومسائل: ① جس طرف سے پانی آ رہا ہو اس طرف کے باغ اور کھیت کو پہلے پانی لینے کا حق ہے۔ ② نبی اکرم ﷺ نے پہلے جو فیصلہ دیا تھا‘ اس میں حضرت زبیر ؓ کو ان کا جائز حق دینے کے ساتھ ساتھ فریق ثانی کی ضرورت کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے حضرت زبیر ؓ کو تھوڑا سا ایثار کرنے کا مشورہ دیا تھا‘ اس انداز کی صلح شرعاً درست ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا دوسرا فرمان انصاف کے مطابق فیصلہ تھا جس میں انصاری کو دی گئی رعایت واپس لے لی گئی‘ اس میں اس کو ایک لحاظ سے سزا دیتے ہوئے انصاف کو قائم رکھا گیا۔ ④ غصے کی

حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے' تاہم رسول اللہ ﷺ معصوم تھے' وہ غصے کی حالت میں بھی غلط فیصلہ نہیں دیتے تھے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ پر ایمان میں صرف ظاہری اطاعت شامل نہیں بلکہ دل کی پوری آمادگی سے اطاعت اور ہر قسم کے شک وشبہ سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔ ⑥ کسی اختلافی مسئلے میں جب حدیث نبوی آ جائے تو اسے تسلیم کرنا فرض ہے۔ ⑦ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی کی تعمیل بھی فرض ہے۔ ⑧ کھجور کے درخت کے اردگرد پانی کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے جسے تھالہ کہتے ہیں۔ درخت کا تھالہ بھر جائے تو پانی دوسرے درخت کی طرف چھوڑ دیا جائے۔ کھیت میں پانی دینے کے لیے اتنا پانی روکنا چاہیے کہ پاؤں کے ٹخنے تک پانی کھڑا ہو جائے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔ ⑨ ''آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات اس حکم میں داخل ہیں۔

٢٤٨١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورِ بْنِ ثَعْلَبَةَ ابْنِ أَبِي مَالِكٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَيْلِ مَهْزُورٍ، اَلْأَعْلَى فَوْقَ الْأَسْفَلِ. يَسْقِي الْأَعْلَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلُ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ.

٢٤٨١- حضرت ثعلبہ بن ابو مالک قرظی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وادئ مہزور کے سیلابی پانی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اوپر والا نیچے والے سے (پانی لینے کا) زیادہ حق رکھتا ہے۔ اوپر والا (کھیت کو) ٹخنوں تک پانی دے' پھر اپنے سے نیچے والے کی طرف پانی چھوڑ دے۔

فائدہ: اوپر والے سے مراد وہ شخص ہے جس کی زمین میں سیلابی پانی پہلے پہنچتا ہے۔ اور نیچے والے سے مراد وہ شخص ہے جس کی زمین میں پانی بعد میں پہنچتا ہے۔ کھیت میں جب اتنا پانی جمع ہو جائے کہ آدمی کے ٹخنے تک پہنچ جائے تو اسے چاہیے کہ دوسرے کو اپنا کھیت سینچنے دے۔

٢٤٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا

٢٤٨٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے

٢٤٨١ـ [حسن] وقال البوصيري: "وإسناد حديثه ضعيف، زكريا بن منظور متفق على ضعفه" * شيخه مستور، وأخرج ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٤/ ٢١٥ ح: ٢٢٠٠، والطبراني في الكبير: ٢/ ٨٦ ح: ١٣٨٧ من حديث يعقوب بن حميد بن كاسب عن إسحاق بن إبراهيم (ابن سعيد الصواف المدني) مولى مزينة عن صفوان بن سليم عن ثعلبة به نحو المعنى * وإسحاق لين الحديث كما في التقريب، وضعفه أبوزرعة، وأبوحاتم وغيرهما كما في التهذيب وغيره، فالسند ضعيف، وله طريق آخر عند الطبراني، ح: ١٣٨٦، وفيه محمد بن إسحاق، وهو صدوق مدلس وعنعن، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٣٦٣٨ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

٢٤٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في القضاء، ح: ٣٦٣٩ عن أحمد بن عبدة به.

الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِي سَيْلِ مَهْزُورٍ، أَنْ يُمْسِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلَ الْمَاءَ.

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادئ مہزور کے سیلابی پانی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ آدمی پانی روکے حتی کہ ٹخنوں تک پانی پہنچ جائے' پھر وہ (دوسرے کے لیے) پانی چھوڑ دے۔

٢٤٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى، فِي شُرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّيْلِ، أَنَّ الْأَعْلٰى فَالْأَعْلٰى يَشْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ، وَيُتْرَكُ الْمَاءُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِي يَلِيهِ، وَكَذٰلِكَ، حَتَّى تَنْقَضِيَ الْحَوَائِطُ أَوْ يَفْنَى الْمَاءُ.

۲۴۸۳-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیلاب کے پانی سے کھجوروں کے باغ کو سینچنے کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اوپر والا نیچے والے سے پہلے پانی لے اور پانی ٹخنوں تک چھوڑا جائے' پھر پانی اس سے متصل نیچے والے کی طرف چھوڑ دیا جائے' اسی طرح (سلسلہ جاری رہے) حتی کہ باغ ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ قِسْمَةِ الْمَاءِ (التحفة ٨٢)

باب:۲۱-پانی کی تقسیم

٢٤٨٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: أَنْبَأَنَا أَبُو الْجَعْدِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُبْدَأُ الْخَيْلُ يَوْمَ وِرْدِهَا».

۲۴۸۴-حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پلانے کے دن پہلے گھوڑوں کو پلایا جائے (اونٹوں اور بکریوں سے پہلے گھوڑوں کو پانی پلایا جائے)۔''

٢٤٨٣- [ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، إسحاق بن يحيى لم يدرك عبادة بن الصامت قاله البخاري".

٢٤٨٤- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٦٥ لحال كثير بن عبدالله العوفي المزني، وفيه علة أخرى.

٢٤٨٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ قَسْمٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَهُوَ عَلَى مَا قُسِمَ. وَكُلُّ قَسْمٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ، فَهُوَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ».

۲۴۸۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تقسیم زمانۂ جاہلیت میں ہو چکی ہے وہ جس طرح تقسیم ہوگئی ہے اسی طرح رہے گی۔ اور جو تقسیم اسلام کے زمانے میں ہوگی وہ اسلام کے طریقۂ تقسیم کے مطابق ہوگی۔“

فوائد و مسائل: ① مالی معاملات میں جو لین دین کسی شخص نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کیا ہوا اس کی غلطیاں معاف ہیں اور اس کی ملکیت جائز سمجھی جائے گی۔ ② اسلام قبول کرنے سے پہلے مشترک چیز کو غیر اسلامی رواج کے مطابق تقسیم کیا گیا ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد اس کی دوبارہ تقسیم نہیں کی جائے گی۔ ③ اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان اسلامی قوانین کا پابند ہے لہٰذا کوئی بھی تقسیم یا تجارت یا کوئی اور معاملہ جو بھی ہوا سے اسلامی قوانین کی روشنی میں پرکھا جائے گا اور خلاف شریعت معاملات کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ ④ اسلام سے پہلے کسی غیر اسلامی لین دین کا معاملہ ہوا ہو لیکن ادائیگی نہ ہوئی ہو تو معاملے کو اسلامی قانون کی روشنی میں طے کیا جائے گا مثلاً: اگر سود پر قرض دیا تھا پھر اسلام قبول کر لیا تو اب وہ سود وصول نہیں کر سکتا صرف اصل رقم وصول کر سکتا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ حَرِيمِ الْبِئْرِ (التحفة ٨٣)

باب: ۲۲- کنویں سے متعلق رقبہ

٢٤٨٦- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۲۴۸۶- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت

٢٤٨٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب فيمن أسلم على ميراث، ح: ٢٩١٤ من حديث موسى به، وقواه ابن عبدالهادي، والضياء المقدسي، وله شواهد كثيرة جدًا.

٢٤٨٦ـ [حسن] أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٧٣ من حديث إسماعيل بن مسلم المكي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٠١ لعلته، وأخرج البيهقي: ٦/ ١٥٥ بإسناد صحيح عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ حريم البئر أربعون ذراعًا من جوانبها، كلها لأعطان الإبل والغنم وابن السبيل أول شارب، ولا يمنع فضل ماء ليمنع به الكلاء، قلت: أبوالحسن علي بن محمد بن علي المقرىء الإسفراييني، شيخ البيهقي المعروف بابن السقا "الإمام الحافظ الناقد القاضي ... من أولاد أئمة الحديث ... حدث عنه البيهقي وجماعة" (سير أعلام النبلاء: ١٧/ ٣٠٥، ٣٠٦)، وصحح له البيهقي كثيرًا، انظر السنن الكبرٰى: ٤/ ٥٤، ٢٤٩، ٤٨، ١٠/ ١٩٧، ٢٠٩، ٢١٠ فحديثه صحيح، وشيخه "المحدث الثقة الرحال أبومحمد الحسن بن محمد بن إسحاق بن أزهر الإسفراييني والد◀◀

سُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى. ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْمَكِّيُّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فَلَهُ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِيَتِهِ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کنواں کھودا تو چالیس ہاتھ زمین اس کے مویشیوں کے بیٹھنے کے لیے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اونٹوں کو پانی پلایا جاتا ہے تو ایک دفعہ پانی پی کر وہ کنویں کے قریب بیٹھ جاتے ہیں' پھر کچھ وقت کے بعد دوبارہ پانی پیتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کنویں کے قریب جگہ مختص کی جاتی ہے۔ ② جو شخص ایسی جگہ کنواں کھودتا ہے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ کنواں اور اس کے قریب کی چالیس ہاتھ جگہ اس کی ملکیت ہو جاتی ہے۔

٢٤٨٧- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي الصُّغْدِيِّ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صُقَيْرٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَرِيمُ الْبِئْرِ مَدُّ رِشَائِهَا».

۲۴۸۷- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنویں کا حریم (متعلقہ رقبہ) اس کے رسے کی لمبائی کے برابر ہوتا ہے۔''

فائدہ: رسے کی لمبائی سے مراد یہ ہے کہ پانی کس قدر گہرا ہے اور ڈول کے ساتھ کتنا لمبا رسا کنویں میں لٹکایا جائے تو پانی تک پہنچتا ہے' یعنی کنویں کے قریب کی اتنی جگہ کنویں کا حریم ہے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور نیچے تحقیق و تخریج میں اس کے شواہد ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ مذکورہ روایت ان شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

أبي نعيم" (النبلاء: ١٦/٥٠)، وشيخه يوسف بن يعقوب القاضي من كبار الثقات، ترجمته في تاريخ بغداد: ١٤/ ٣١٠-٤١٢، والنبلاء: ١٤/ ٨٥ وغيرهما، وفوقه ثقات، فالسند صحيح، والحديث بهذا الشاهد حسن.

٢٤٨٧- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف، ثابت بن محمد انقلب على ابن ماجه، وصوابه محمد بن ثابت كما ذكره الذهبي في الكاشف، وقد ضعفوه، ومنصور بن صُقَير متفق على ضعفه"، وانظر الحديث الآتي، ح: ٢٤٨٩.

(المعجم ٢٣) - **بَابُ حَرِيمِ الشَّجَرِ** (التحفة ٨٤)

باب:٢٣-درخت کا حریم (درخت سے متعلق رقبہ)

٢٤٨٨- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ، أَبُو الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِي النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ لِلرَّجُلِ [فِي النَّخْلِ.] فَيَخْتَلِفُونَ فِي حُقُوقِ ذٰلِكَ. فَقَضَى أَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أُولٰئِكَ مِنَ الْأَسْفَلِ، مَبْلَغُ جَرِيدِهَا حَرِيمٌ لَهَا.

٢٤٨٨-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کھجوروں کے باغ میں ایک' دو یا تین درخت کسی دوسرے شخص کے ہوں' اور ان میں اختلاف ہو جائے (کہ کس کی کتنی زمین ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ ہر درخت کی جڑ سے لے کر جہاں تک اس کی شاخیں پہنچتی ہیں' وہ اس درخت کا رقبہ ہے۔

٢٤٨٩- **حَدَّثَنَا** سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ الصُّغْدِيُّ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صُقَيْرٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَبْدِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَرِيمُ النَّخْلَةِ مَدُّ جَرِيدِهَا».

٢٤٨٩-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھجور کے درخت کا حریم اس کی شاخوں کے پھیلاؤ تک ہے۔''

(المعجم ٢٤) - **بَابُ مَنْ بَاعَ عَقَارًا وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهُ فِي مِثْلِهِ** (التحفة ٨٥)

باب:٢٤-جس نے زمین بیچی اور اس کی قیمت سے زمین نہ خریدی

٢٤٩٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ

٢٤٩٠-حضرت سعید بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی گھر یا زمین کا ٹکڑا (کھیت یا باغ وغیرہ) فروخت کیا اور اس کی

٢٤٨٨- **[حسن]** وضعفه البوصيري، وانظر، ح:٢٤٨٣ لعلته، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح:٣٦٤٠ وغيره.

٢٤٨٩- **[إسناده ضعيف]** وضعفه صاحب الزوائد، وانظر، ح:٢٤٨٧ لعلته، وله شواهد.

٢٤٩٠- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد:٤/٣٠٧ عن وكيع به، وله شواهد.

سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ [يَقُولُ:] «مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عَقَارًا فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهُ فِي مِثْلِهِ كَانَ قَمِنٌ أَنْ لَا يُبَارَكَ فِيهِ».

قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کیا تو وہ اس لائق ہے کہ اس میں برکت نہ دی جائے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَخِيهِ سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

۲۴۹۰- (م) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

٢٤٩١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَعَمْرُو ابْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ حُذَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ دَارًا وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا، لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهَا».

۲۴۹۱- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مکان بیچا اور اس کی قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کیا تو اسے اس میں برکت حاصل نہیں ہوگی۔"

٢٤٩٠ (م) **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن عدي: ١/ ٢٨٤ من حديث عبيدالله بن عبدالمجيد أبي علي الحنفي به، وهو الصواب * إسماعيل بن إبراهيم به مهاجر ضعيف (تقريب)، ولكن تابعه أبوحمزة التسكري محمد بن ميمون، وهو ثقة فاضل، انظر السنن الكبرٰى للبيهقي: ٦/ ٣٤، والسند إليه ضعيف من أجل محمد بن موسى بن حاتم، وعبدالملك بن عمير مدلس، انظر، ح: ٢١١٨ب، ولكنه صرح بالسماع (المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان الفارسي: ١/ ٢٩٤) في رواية إسماعيل عنه، وله شواهد.

٢٤٩١ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٣٢٨ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وضعفه البوصيري من أجل يوسف بن ميمون (المخزومي)، ولكن تلميذه أبومالك النخعي أضعف منه لأنه متروك، وانظر، ح: ١٩١٥، ولم ينفردا به، رواه شعبة عن يزيد بن أبي خالد عن أبي عبيدة به، أخرجه البخاري في التاريخ، والبيهقي: ٦/ ٣٣، ٣٤ وغيرهما، وسنده ضعيف، انظر، ح: ١٨٠٧، وفيه علة أخرٰى.

شفعہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف‘ اس کی مشروعیت‘ نیز مشروعیت شفعہ کی حکمت

* **لغوی معنیٰ:** [شفعہ] شَفْعٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ: جوڑا، اضافہ، زیادتی اور تقویت دینے کے ہیں۔ اسی طرح اس میں اَلضَّم، یعنی ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ملانے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

* **اصطلاحی تعریف:** [شفعہ] کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: [إِسْتِحْقَاقُ شَرِيكٍ أَخْذَ مَبِيعِ شَرِيكِهِ بِثَمَنِهِ] ”ایک شریک کا اپنے شریک کی فروخت کردہ چیز کو اس کی طے شدہ قیمت پر لینے کا حق شفعہ کہلاتا ہے۔“

* **شفعہ کی مشروعیت:** شفعہ حدیث رسول اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ، وَ صُرِّفَتِ الطُّرُقُ، فَلَا شُفْعَةَ] (صحيح البخاري، الشفعة، باب الشفعة فيما لم يقسم فإذا وقعت الحدود فلا شفعة، حديث:٢٢٥٧) ”نبی ﷺ نے غیر منقسم جائیداد میں شفعے کا فیصلہ دیا‘ لیکن جب حد بندی ہو جائے اور راستے جدا جدا ہو جائیں تو پھر شفعے کا حق باقی نہیں رہتا۔“ علمائے کرام کا شفعے کی

مشروعیت پر اتفاق ہے۔

* **مشروعیتِ شفعہ کی حکمت:** دین اسلام عدل وانصاف پر مبنی ایک الہامی مذہب ہے جس میں تمام قوانین واحکام انسانوں کی بھلائی اور ان کی فلاح کے لیے ہیں۔ تمام قوانین کی بنیاد حکمت ودانائی پر ہے۔ ہر شخص کے حقوق وفرائض متعین کر دیے گئے ہیں تاکہ لوگ آپس میں محبت ومودت اور اتفاق واتحاد سے رہیں۔ کوئی شخص اپنے حقوق میں حد سے تجاوز کرے' نہ فرائض میں کوتاہی برتے' اس طرح اسلام نے انسانی باہمی ربط کو مضبوط رکھنے کے لیے بے شمار تعلیمات سے نوازا ہے۔ انھی تعلیمات میں سے ایک اہم چیز حق شفعہ ہے۔ اگر دو شریکوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے فروخت کرنے سے قبل اپنے ساتھی کو خریدنے کی دعوت دے تاکہ کسی تیسرے شخص کے خریدنے سے اسے نقصان نہ پہنچے اور ان کے درمیان عداوت ودشمنی کی فضا پیدا نہ ہو' نیز دونوں شریکوں کے درمیان الفت ومحبت کے جذبات برقرار رہیں' لہٰذا اگر شریک وہ جائیداد خرید لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے تیسرے شخص کو بیچنا درست ہوگا' اس طرح اسلام نے [لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ] کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٧) أَبْوَابُ الشُّفْعَةِ (التحفة . . .)

شفعہ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: مَنْ بَاعَ رِبَاعًا فَلْيُؤْذِنْ شَرِيكَهُ (التحفة ٨٦)

باب:۱- زمین بیچتے وقت شریک کو اطلاع دینا

٢٤٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ نَخْلٌ أَوْ أَرْضٌ فَلَا يَبِيعُهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ».

۲۴۹۲- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کھجوروں کا باغ ہو یا زمین ہو تو وہ اسے نہ بیچے جب تک اپنے شریک کو پیش کش نہ کرے۔''

٢٤٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَالْعَلَاءُ بْنُ سَالِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَأَرَادَ بَيْعَهَا، فَلْيَعْرِضْهَا عَلَى جَارِهِ».

۲۴۹۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو اور وہ اسے بیچنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو (خریدنے کی) پیش کش کرے۔''

فوائد ومسائل: ① جب دو آدمی ایک زمین یا مکان کے مشترکہ طور پر مالک ہوں اور ایک آدمی اپنا حصہ

٢٤٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، الشركة في النخل، ح: ٤٧٠٤ من حديث سفيان به * سفيان بن عيينة، وأبوالزبير صرحا بالسماع عند الحميدي (ح: ١٢٨١ بتحقيقي)، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٤١، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٠٨ من طريقين أخريين عن أبي الزبير به نحو المعنٰى.

٢٤٩٣ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وفيه علة قادحة، انظر، ح: ١٧١، والحديث السابق شاهد له.

فروخت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنے اس ساتھی کو بتائے جو اس کے ساتھ شریک ہے' اگر وہ مناسب قیمت پر خریدنے پر رضامند ہو تو ٹھیک ہے ورنہ وہ کہہ دے کہ میں نہیں خریدنا چاہتا جسے چاہو فروخت کر دو۔ ② اگر راستے جدا جدا ہیں اور شراکت یا حصہ نہیں بھی ہے' محض ہمسائیگی ہے تو پھر بھی ہمسایہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ مکان یا زمین بیچتے وقت اسے بتایا جائے تاکہ وہ چاہے تو خرید لے۔ ③ شفعہ کے قانون کی بنیاد باہمی ہمدردی پر ہے کیونکہ عموماً ہمسائے کو اس قطعۂ زمین کے خریدنے سے اجنبی کی نسبت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جب کہ بیچنے والے کے لیے ہمسائے کے ہاتھ بیچنا یا اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا برابر ہے' لہٰذا اگر ہمسائے کو زائد فائدہ حاصل ہو جائے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔

(المعجم ٢) - **بَابُ الشُّفْعَةِ بِالْجِوَارِ** (التحفة ٨٧)

باب:٢- ہمسائیگی کی وجہ سے شفعے کا حق

٢٤٩٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ، يَنْتَظِرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِباً، إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِداً».

٢٤٩٤- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ اپنے ہمسائے کے شفعے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اگر (ہمسایہ) غیر حاضر ہو تو اس (کے شفعے) کا انتظار کیا جائے جب کہ ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔''

٢٤٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

٢٤٩٥- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ اپنے قریب کی جگہ (مکان یا زمین) کا زیادہ حق دار ہے۔''

٢٤٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ

٢٤٩٦- حضرت شرید بن سوید ثقفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

٢٤٩٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الشفعة، ح:٣٥١٨ من حديث هشيم به، وحسنه الترمذي، ح:١٣٦٩.

٢٤٩٥- أخرجه البخاري، الحيل، باب في الهبة والشفعة، ح:٦٩٧٧ من طريق سفيان به مطولاً.

٢٤٩٦- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، ذكر الشفعة وأحكامها، ح:٤٧٠٧ من حديث حسين المعلم به.

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ ابْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ شَرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ أَرْضٌ لَيْسَ فِيهَا لِأَحَدٍ قِسْمٌ، وَلَا شَرِيكٌ إِلَّا الْجِوَارُ؟ قَالَ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

رسول! وہ زمین جس میں کسی کا حصہ یا شراکت نہیں' صرف ہمسائیگی ہے (اس کا کیا حکم ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ اپنے قریب کی جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یعنی ہمسائیگی کی بنا پر وہ دوسروں کی نسبت اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ زمین یا مکان فروخت کرتے وقت پہلے اس سے پوچھا جائے تاکہ اگر وہ خریدنا چاہے تو خرید لے' تاہم مالک اگر ہمسائے سے پوچھے بغیر کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دے تو قانونی طور پر ہمسایہ محض ہمسائیگی کی بنا پر حق شفعہ نہیں رکھتا جیسا کہ حدیث ۲۴۹۹ میں اس کی وضاحت موجود ہے' نیز دیکھیں حدیث: ۲۴۹۹ کے فوائد۔ ② اگر زمین یا مکان کی فروخت کے موقع پر شریک ہمسایہ موجود نہ ہو تو اس کے آنے پر اسے شفعے کا حق دیا جائے گا۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةَ (التحفة ٨٨)

باب: ٣- حد بندی ہو جانے کے بعد شفعہ نہیں ہوتا

٢٤٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ. فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ، فَلَا شُفْعَةَ.

۲۴۹۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر تقسیم شدہ چیز (زمین یا مکان) میں شفعے کا فیصلہ فرمایا۔ جب حد بندی ہو جائے تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ الطِّهْرَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے اپنے دوسرے استاذ محمد بن حماد طہرانی کے واسطے سے بھی یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

٢٤٩٧- [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٠٣، ١٠٤ وغيره من طرق عن مالك به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٥٢، والبوصيري، وأرسله جماعة عن مالك، وحديث: ٢٤٩٩ شاهد له.

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلٌ. وَأَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُتَّصِلٌ.

(حدیث کے راوی) ابو عاصم رحمہ اللہ نے کہا: سعید بن مسیب کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے۔ اور ابوسلمہ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت متصل ہے۔

٢٤٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّرِيكُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا كَانَ».

۲۴۹۸- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شریک اپنے قریب کی (مشترک) جگہ کا زیادہ حق دار ہے جو کچھ بھی ہو۔''

٢٤٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ. فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ، فَلَا شُفْعَةَ».

۲۴۹۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ مقرر کیا ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو۔ جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

فوائد و مسائل: ① مشترک چیز میں اگر ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو پہلے اپنے دوسرے شریکوں کو بتائے تاکہ اگر وہ خریدنا چاہیں تو خرید لیں۔ ② یہ حق زمین یا مکان میں بھی ہے اور دوسری کسی بھی مشترک چیز میں بھی۔ ③ جب مشترک چیز تقسیم کر لی جائے اور مکان یا زمین کو تقسیم کر کے ہر شخص کا حصہ مقرر ہو جائے کہ یہاں تک فلاں کا حصہ ہے اور اس سے آگے فلاں کا حصہ ہے تو شراکت ختم ہو جاتی ہے' صرف ہمسائیگی باقی رہ جاتی ہے' اس صورت میں جو شخص پہلے شریک تھا' وہ ہمسائیگی کی بنیاد پر شفعے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ④ بعض احادیث میں جو پڑوسی کے حق شفعہ کا ذکر ہے تو اس سے مراد مطلق پڑوسی نہیں بلکہ صرف وہ پڑوسی مراد ہے جو راستے یا زمین وغیرہ میں شریک ہو' اگر ایسا نہ ہو تو پھر پڑوسی بھی شفعے کا حق دار نہیں ہے' اس لیے کہ جب یہ فرما دیا گیا کہ حد بندی اور راستے الگ الگ ہو جانے کے بعد حق شفعہ نہیں تو پھر محض پڑوسی ہونا پڑوسی کے حق شفعہ کا جواز نہیں بن سکتا۔

٢٤٩٨ـ أخرجه البخاري، انظر، ح: ٢٤٩٥.

٢٤٩٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الشريك من شريكه، ح: ٢٢١٣، ٢٢١٤ من حديث عبدالرزاق به.

(المعجم ٤) - بَابُ طَلَبِ الشُّفْعَةِ (التحفة ٨٩)

باب:۴- حق شفعہ کا مطالبہ

٢٥٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعِقَالِ».

۲۵۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ اونٹ کی رسی کھولنے کی طرح ہے۔'' (جس طرح رسی کھلنے سے اونٹ فوراً آزاد ہو جاتا ہے، اسی طرح شفعے کا دعویٰ فوری طور پر قابل قبول ہے۔ جونہی زمین یا مکان کی فروخت کی خبر ملے تو دعویٰ کرے بعد میں یہ دعویٰ قابل قبول نہیں ہے۔)

٢٥٠١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شُفْعَةَ لِشَرِيكٍ عَلَى شَرِيكٍ إِذَا سَبَقَهُ بِالشِّرَاءِ. وَلَا لِصَغِيرٍ، وَلَا لِغَائِبٍ».

۲۵۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شریک کو دوسرے شریک پر شفعے کا حق نہیں' جب وہ اس سے پہلے خرید لے۔ نہ چھوٹے (نابالغ) بچے کو حق شفعہ حاصل ہے' نہ غیر حاضر کو۔''

فائدہ: شریک پر شریک کے شفعے کا دعویٰ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی چیز میں تین افراد شریک ہوں اوران میں سے ایک آدمی دوسرے کا حصہ خرید لے تو تیسرے کو شفعے کا دعویٰ کرنے کا حق حاصل نہیں' لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

٢٥٠٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٠٨ من حديث محمد بن الحارث به، وقال: "محمد بن الحارث البصري متروك ومحمد بن عبدالرحمن البيلماني ضعيف ضعفهما يحيى بن معين وغيره من أئمة أهل الحديث"، والحديث ضعفه البوصيري وغيره.

٢٥٠١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢١٨٥، ٢١٨٨ من حديث محمد بن الحارث به، وضعفه البوصيري، وانظر الحديث السابق لعلتيه.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٨) أَبْوَابُ اللُّقَطَةِ (التحفة . . .)

گم شدہ چیز ملنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ ضَالَّةِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ (التحفة ٩٠)

باب:١- گم شدہ اونٹ، گائے اور بکری کا حکم

٢٥٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ».

٢٥٠٢- حضرت عبداللہ بن شخیر عامری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا گم شدہ جانور (جہنم کی) آگ کا شعلہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① [ضَالَّة] سے مراد وہ جانور ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو کر گم ہو گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے۔ اس پر قبضہ کرنا جائز نہیں۔ ② بے جان چیز (مثلاً: رقم وغیرہ) گری پڑی مل جائے تو اسے [لُقَطَه] کہتے ہیں۔ اس کا بیان اگلے باب میں آ رہا ہے۔

٢٥٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ:

٢٥٠٣- حضرت منذر بن جریر رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں مقام بوازیج پر اپنے والد

٢٥٠٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥ عن يحيى بن سعيد قال: ثنا حميد يعني الطويل: ثنا الحسن به . . . الخ، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٧١، والبوصيري، والضياء المقدسي في المختارة * الحسن تابعه قتادة عند أبي نعيم في الحلية: ٩/ ٣٣ وقبله الطبراني في الأوسط: ٢/ ٣٢٩، ح: ١٥٧٠ رواه شعبة عنه، والسند صحيح إليه، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٥٠٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٣/ ٤١٦، ح: ٥٨٠٠ من حديث يحيى بن سعيد به * والضحاك لم يوثقه غير ابن حبان، وسقط ذكره من سند أبي داود، ح: ١٧٢٠، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ١٧٢٥، وبه صح الحديث.

حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ خَالُ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْبَوَازِيجِ. فَرَاحَتِ الْبَقَرُ. فَرَأَى بَقَرَةً أَنْكَرَهَا. فَقَالَ: مَا هٰذِهِ؟ قَالُوا: بَقَرَةٌ لَحِقَتْ بِالْبَقَرِ. قَالَ: فَأَمَرَ بِهَا فَطُرِدَتْ حَتَّى تَوَارَتْ. ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُؤْوِي الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ».

(حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھا کہ گائیں (چراگاہ سے واپس) آئیں۔ انھیں (ریوڑ میں) ایک گائے نظر آئی جو انھیں اجنبی محسوس ہوئی (محسوس ہوا کہ ہماری نہیں) تو انھوں نے فرمایا: یہ کیسی گائے ہے؟ حاضرین نے کہا: (کسی کی) گائے (ہماری) گایوں کے ساتھ مل کر آ گئی ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کو ہانک دیا گیا حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی، پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ''بھٹکے ہوئے (گم شدہ) جانور کو (اپنے ریوڑ میں) وہی جگہ دیتا ہے جو بھٹکا ہوا (گمراہ) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حکم بڑے جانوروں، مثلاً: اونٹ اور گائے وغیرہ کے بارے میں ہے۔ چھوٹے جانور (بھیڑ بکری وغیرہ) کو پکڑ لینا چاہیے تاکہ جنگل میں کوئی بھیڑیا وغیرہ نہ کھا جائے جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② یہ توبیخ اس شخص کے لیے ہے جو جانور کو اس لیے پکڑتا ہے کہ اس کا اعلان نہ کرے بلکہ قبضہ کر لے، اگر وہ جانور کے مالک کی تلاش کا ارادہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ سے آئی ہے: ''جو بھٹکے ہوئے جانور کو جگہ دیتا ہے وہ گمراہ ہے جبکہ اس کا اعلان نہ کرے۔'' (صحيح مسلم، اللقطة، باب في لقطة الحاج، حديث:۱۷۲۵)

۲۵۰۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ الْعَلَاءِ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ. فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۵۰۴- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ناراض ہو گئے اور آپ کے رخسار مبارک (غصے سے) سرخ ہو گئے اور فرمایا: ''تجھے اس سے کیا غرض؟ اس کے پاس جوتے بھی ہیں اور مشک بھی۔ وہ پانی (کے چشموں) پر جائے گا (اور پانی

۲۵۰۴ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب حكم المفقود في أهله وماله، ح: ٥٢٩٢ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ١٧٢٢ من حديث يحيى بن سعيد به.

قَالَ: سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ: «مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ. تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ. حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا». وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ: «خُذْهَا. فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ». وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: «اِعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنِ اعْتُرِفَتْ، وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ».

پی لیا کرے گا) اور درختوں کے پتے کھاتا رہے گا حتی کہ اس کا مالک اس تک پہنچ جائے۔'' رسول اللہ ﷺ سے گم شدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے پکڑ لے۔ وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی۔'' اور رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کی تھیلی کو اور بندھن کو پہچان لے اور ایک سال تک اس کا اعلان کر' اگر کوئی اسے پہچان لے (تو بہتر ہے) ورنہ اسے اپنے مال میں ملا لے۔''

فوائد و مسائل: ① گم شدہ اونٹ کو قبضے میں لینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے کسی کا محتاج نہیں۔ ② ''اس کے پاس اس کے جوتے موجود ہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بلا خوف وخطر لمبا فاصلہ طے کر سکتا ہے' اس لیے ممکن ہے کہ خود ہی چل کر اپنے مالک کے پاس پہنچ جائے' یا مالک اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ③ اس کی مشک اس کے پاس ہے' یعنی اس کا معدہ پانی کو ذخیرہ کر لیتا ہے' جب بھی کسی چشمے پر پہنچے گا تو پانی سے پیٹ بھر لے گا' اسے پانی پینے کے لیے مالک کی ضرورت نہیں۔ ④ بکری اپنی حفاظت نہیں کر سکتی' اگر تم اسے نہیں پکڑو گے تو کوئی اور پکڑ لے گا' اگر کسی نے نہ پکڑا تو بھیڑیا کھا جائے گا' اس لیے گم شدہ بکری نظر آ جائے تو اسے پکڑ لو تاکہ بھیڑیے سے محفوظ رہے۔ اور ممکن ہے کبھی اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دی جائے۔ ⑤ لُقَطه (گری پڑی چیز) سے مراد وہ قیمتی چیز ہے جو مالک سے اس کی غفلت کی وجہ سے کہیں گر جائے' مثلاً: نقد رقم یا ہاتھ کی گھڑی وغیرہ۔ ایسی معمولی چیز جس کے گم ہو جانے کی پروا نہیں کی جاتی' وہ جسے ملے لے سکتا ہے۔ ⑥ عِفَاص سے مراد وہ تھیلی' بٹوہ اور پرس وغیرہ ہے جس میں نقد رقم رکھی جاتی ہے۔ وِکَاء سے مراد وہ ڈوری یا تسلی وغیرہ ہے جس سے تھیلی کا منہ باندھا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس چیز کی علامتیں یاد رکھی جائیں جو شخص تلاش کرتا ہوا آئے' اگر وہ صحیح نشانیاں بتا دے کہ اس قسم کا بٹوا ہے' فلاں رنگ اور فلاں ڈیزائن ہے' اس میں تقریباً اتنی رقم ہے جس میں سے اتنی رقم بڑے نوٹوں کی صورت میں ہے تو ایسی علامتیں بتانے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ گم شدہ چیز اسی کی ہے' لہٰذا وہ چیز اسے واپس کر دینی چاہیے۔ ⑦ ایک سال تک مناسب حد تک مالک کی تلاش کے بعد اعلان کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اب جسے وہ چیز ملی ہے اسے استعمال کر سکتا ہے' تاہم اگر بعد میں بھی مالک آ جائے تو ویسی چیز یا اس کا بدل ادا کر دینا چاہیے۔

(المعجم ٢) - بَابُ اللُّقَطَةِ (التحفة ٩١) — باب: ٢- گری پڑی چیز کا بیان

٢٥٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ. ثُمَّ لَا يُغَيِّرْهُ وَلَا يَكْتُمْ. فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا، فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا. وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ».

٢٥٠٥- حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کسی کی گم شدہ چیز ملے تو اسے چاہیے کہ ایک یا دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنا لے۔ پھر اس میں تبدیلی نہ کرے اور نہ اسے چھپائے۔ بعد ازاں اگر اس کا مالک آ جائے تو وہ (مالک) اس کا زیادہ حق دار ہے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے وہ چاہتا ہے، دے دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① گواہ بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعد میں کوئی شخص آ کر یہ دعویٰ نہ کرے کہ یہ چیز تو میری ہے لیکن اس میں خیانت کی گئی ہے، مثلاً: وہ تھیلی کی علامات پوری بتا دیتا ہے اور جب اسے وہ تھیلی دی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس میں سے کچھ رقم نکال لی گئی ہے تو گواہ اس کی تردید کریں گے کہ رقم اتنی ہی تھی۔ ② ''وہ اللہ کا مال ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو یہ مال دے دیا ہے، اب (ایک سال کے بعد) اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہو گیا ہے۔ ③ اسلام میں دیانت داری کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ گم شدہ چیز مالک کو واپس کرنا دیانت داری کا مظہر ہے۔ اس میں دوسرے کی خیر خواہی بھی ہے اور حرام یا مشکوک رزق سے اجتناب بھی۔ یہ سب صفات ایک مومن میں ہونا ضروری ہیں۔

٢٥٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ. حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعُذَيْبِ، الْتَقَطْتُ سَوْطاً. فَقَالَا لِي: أَلْقِهِ. فَأَبَيْتُ. فَلَمَّا قَدِمْنَا

٢٥٠٦- حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں حضرت زید بن صوحان اور حضرت سلمان بن ربیعہ رحمہ اللہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ جب ہم مقام عذیب پر پہنچے تو مجھے کسی کا گرا ہوا کوڑا ملا۔ ان دونوں حضرات نے کہا: اسے پھینک دو۔ میں نے (پھینکنے سے) انکار کر دیا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو

٢٥٠٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧٠٩ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١١٦٩.

٢٥٠٦- أخرجه البخاري، كتاب في اللقطة، باب إذا أخبر رب اللقطة بالعلامة دفع إليه، ح: ٢٤٢٦، ٢٤٣٧، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء ... الخ، ح: ١٧٢٣ من حديث سلمة بن كهيل به.

الْمَدِينَةَ أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: أَصَبْتَ. اِلْتَقَطْتُ مِائَةَ دِينَارٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: «عَرِّفْهَا سَنَةً» فَعَرَّفْتُهَا. فَلَمْ أَجِدْ أَحَداً يَعْرِفُهَا. فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: «عَرِّفْهَا» فَعَرَّفْتُهَا. فَلَمْ أَجِدْ أَحَداً يَعْرِفُهَا. فَقَالَ: «اِعْرِفْ وِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً. فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا. وَإِلَّا، فَهِيَ كَسَبِيلِ مَالِكَ».

میں نے حضرت ابی بن کعب ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا (تاکہ مسئلہ معلوم ہو جائے) انھوں نے فرمایا: تو نے صحیح کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مجھے (کسی کے گرے ہوئے) سو دینار ملے تھے' چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''ایک سال تک ان کا اعلان کرو۔'' میں نے اعلان کیا تو کوئی اس رقم کو پہچان کر لینے والا نہ ملا۔ میں نے پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا اعلان کرو۔'' میں پھر اعلان کرتا رہا لیکن مجھے کوئی اس رقم کو پہچان کر لینے والا نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تھیلی' بندھن اور تعداد یاد رکھو' پھر ایک سال تک اعلان کرو' اگر کوئی اس کو پہچاننے والا آ گیا (تو ٹھیک) ورنہ وہ تمھارے (دوسرے) مال کی طرح (حلال مال) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عام قیمتی چیز کے لیے اعلان کی مدت ایک سال ہے جب کہ زیادہ قیمتی چیز کا اس سے زیادہ مدت تک اعلان کرنا بہتر ہے۔ ② معمولی چیز جس کے گم ہونے کی زیادہ پروا نہیں کی جاتی' اس کا اعلان نہ کرنا درست ہے۔ ③ اعلان ایسے متعدد مقامات پر کرنا چاہیے جہاں سے توقع ہو کہ اگر مالک تلاش میں وہاں آیا ہوا ہو تو خود سن لے گا' یا اگر اس نے آس پاس کے لوگوں سے پوچھا ہو گا تو ان میں سے کوئی نہ کوئی سن کر بتا دے گا کہ فلاں شخص کا مال گم ہوا ہے۔ ④ آج کل اخبار اور ریڈیو میں اعلان کرنا بھی درست ہے۔ جب مالک آئے تو اس سے اعلان کا خرچ وصول کر کے اس کی گم شدہ رقم وغیرہ اسے دے دے۔ ⑤ ایک سال کے اعلان کے باوجود اگر مالک نہ آیا تو یہ اعلان کافی ہے اور رقم کو استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اگر بعد میں کبھی مالک آ جائے تو بھی اسے اتنی رقم ادا کرنی چاہیے جیسا کہ آئندہ حدیث میں صراحت ہے۔

٢٥٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ الْحَنَفِيُّ. ح: وَحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ

۲۵۰۷- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے (کسی کی گم شدہ) اٹھائی ہوئی

٢٥٠٧ـ أخرجه مسلم، اللقطة، الباب السابق، ح: ١٧٢٢ من حديث ابن وهب، وأبي بكر الحنفي به.

يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ، عَنْ [بُسْرِ] بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: «عَرِّفْهَا سَنَةً. فَإِنِ اعْتُرِفَتْ، فَأَدِّهَا. فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ، فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِعَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا. فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، فَأَدِّهَا إِلَيْهِ».

چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا ایک سال تک اعلان کر۔ اگر اسے کوئی پہچان لے تو وہ اسے دے دے۔ اگر نہ پہچانی جائے تو اس کی تھیلی اور بندھن کی پہچان رکھ اور اسے استعمال کر لے۔ (بعد میں) اگر اس کا مالک آ جائے تو وہ (رقم) اسے ادا کر دینا۔''

(المعجم ٣) - بَابُ الْتِقَاطِ مَا أَخْرَجَ الْجُرَذُ (التحفة ٩٢)

باب:۳- چوہا بل سے جو کچھ نکالے اسے اٹھا لینا جائز ہے

٢٥٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي قُرَيْبَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّهَا كَرِيمَةَ بِنْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو أَخْبَرَتْهَا عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْبَقِيعِ، وَهُوَ الْمَقْبُرَةُ، لِحَاجَتِهِ. وَكَانَ النَّاسُ لاَ يَذْهَبُ أَحَدُهُمْ فِي حَاجَتِهِ إِلَّا فِي الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلاَثَةِ. فَإِنَّمَا يَبْعَرُ كَمَا تَبْعَرُ الْإِبِلُ. ثُمَّ دَخَلَ خَرِبَةً. فَبَيْنَا هُوَ جَالِسٌ لِحَاجَتِهِ، إِذْ رَأَى جُرَذاً أَخْرَجَ مِنْ جُحْرٍ دِينَاراً. ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ آخَرَ.

٢٥٠٨- حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ وہ ایک دن قضائے حاجت کے لیے بقیع کے قبرستان کی طرف گئے۔ (اس زمانے میں) لوگوں کی حالت یہ تھی کہ آدمی دو تین دن میں ایک بار قضائے حاجت کے لیے جاتا۔ (تب بھی) اس طرح مینگنیاں کرتا جس طرح اونٹ مینگنیاں کرتے ہیں۔ وہ ایک کھنڈر میں چلے گئے۔ وہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چوہا نظر آیا۔ اس نے بل میں سے ایک دینار نکالا' پھر بل میں گیا اور ایک اور دینار نکال لایا حتی کہ اس نے (ایک ایک کر کے) سترہ دینار نکالے۔ پھر ایک سرخ کپڑے کا ٹکڑا نکال لایا۔

٢٥٠٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخراج، باب ماجاء في الركاز وما فيه، ح: ٣٠٨٧ من حديث موسى الزمعي به، قلت: قريبة مجهولة الحال.

حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَاراً. ثُمَّ أَخْرَجَ طَرَفَ خِرْقَةٍ حَمْرَاءَ.

قَالَ الْمِقْدَادُ: فَسَلَلْتُ الْخِرْقَةَ. فَوَجَدْتُ فِيهَا دِينَاراً. فَتَمَّمَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَاراً. فَخَرَجْتُ بِهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرَهَا. فَقُلْتُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «ارْجِعْ بِهَا. لاَ صَدَقَةَ فِيهَا. بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهَا». ثُمَّ قَالَ: «لَعَلَّكَ أَتْبَعْتَ يَدَكَ فِي الْجُحْرِ؟» قُلْتُ: لاَ. وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ.

حضرت مقداد کہتے ہیں: میں نے کپڑے کو اٹھا کر دیکھا تو مجھے اس میں بھی ایک دینار ملا۔ یہ سب اٹھارہ دینار ہو گئے۔ میں انھیں لے کر (کھنڈر سے) باہر آ گیا اور انھیں لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور ان دیناروں کے ملنے کا واقعہ عرض کیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی زکاۃ لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں لے جاؤ' ان میں کوئی زکاۃ نہیں (کیونکہ بیس دینار کا نصاب پورا نہیں ہوا۔) اللہ تجھے ان میں برکت دے۔'' پھر فرمایا: ''شاید تو نے بل میں ہاتھ ڈالا ہو گا؟'' میں نے کہا: نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ عزت بخشی!

قَالَ: فَلَمْ يَفْنَ آخِرُهَا حَتَّى مَاتَ.

راوی نے کہا: ان کی وفات تک وہ دینار ختم نہ ہوئے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ أَصَابَ رِكَازًا (التحفة ٩٣)

باب:۴- جسے مدفون خزانہ ملے (وہ کیا کرے؟)

٢٥٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۲۵۰۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدفون خزانے میں پانچواں حصہ (زکاۃ فرض) ہے۔''

٢٥٠٩ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث سفيان به.

٢٥١٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۲۵۱۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدفون خزانے میں پانچواں حصہ (زکاۃ) ہے۔''

فائدہ: [رِکَاز] سے مراد زمین میں مدفون خزانہ ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو سکے' اور غالب امکان ہو کہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کیا جائے گا اور یہ ادائیگی فوراً ہوگی۔ ایک سال پورا ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ باقی مال اس کی ملکیت ہوگا جسے ملا۔ موجودہ دور میں بعض ملکوں میں حکومت کا پورے مال پر قبضہ کر لینا خلاف شریعت ہے۔

٢٥١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ. سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ اشْتَرَى عَقَاراً. فَوَجَدَ فِيهَا جَرَّةً مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ: اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ، وَلَمْ أَشْتَرِ مِنْكَ الذَّهَبَ. فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ بِمَا فِيهَا. فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ. فَقَالَ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ. وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ. قَالَ: فَأَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ. وَلْيُنْفِقَا عَلَى

۲۵۱۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا' اس نے زمین خریدی تو اسے زمین میں سونے کا بھرا ہوا ایک ماٹ (بڑا مٹکا) ملا۔ اس نے (بیچنے والے سے) کہا: میں نے تجھ سے زمین خریدی ہے' سونا نہیں خریدا۔ (اس لیے یہ سونا تم لے لو۔) اس نے کہا: میں نے تجھے زمین بیچی اور جو کچھ اس میں تھا (وہ بھی ساتھ ہی بک گیا' اس لیے سونا تمھارا ہے۔) چنانچہ وہ ایک (تیسرے) آدمی کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے تو اس نے کہا: کیا تمھاری کوئی اولاد ہے؟ ایک نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے۔ اور دوسرے نے کہا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس (فیصلہ کرنے والے) نے کہا: لڑکے کا نکاح

٢٥١٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٤ من طريق إسرائيل به، ورواه عن أبي أحمد أيضًا كما في أطراف المسند: ٣/ ٢٠٧، وصححه البوصيري، ولكن سنده ضعيف، انظر، ح: ١٧١ لعلته، والحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

٢٥١١ـ [إسناده حسن] * حيان بن بسطام وثقه ابن حبان، والبوصيري، انظر، ح: ٢٤٤٥.

أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ، وَلْيَتَصَدَّقَا».

لڑکی سے کر دو۔ وہ دونوں اس مال میں سے اپنی ذات پر بھی خرچ کریں اور صدقہ بھی کریں۔"

فوائد ومسائل: ① سابقہ امتوں کے واقعات بطور عبرت ونصیحت بیان کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ وہ قرآن مجید یا صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔ ضعیف، من گھڑت اور موضوع روایات سے وعظ وخطبات کو مزین کرنا جائز نہیں۔ ② گزشتہ امتوں کے شرعی مسائل میں سے صرف ان مسائل پر عمل کیا جاسکتا ہے جو ہماری شریعت کے منافی نہ ہوں۔ ③ خرید وفروخت میں دیانت داری اور ایک دوسرے کی خیر خواہی باعث برکت ہے۔ ④ اختلافی معاملے میں ایسی صورت اختیار کر لینا بہت اچھی بات ہے جس پر دونوں فریق راضی ہوں۔ ⑤ مدفون خزانہ اس شخص کی جائز ملکیت ہے جسے وہ ملے بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کس نے دفن کیا تھا۔ ⑥ مدفون خزانہ پورے کا پورا اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری شریعت میں اس کے لیے پانچویں حصے کی حد مقرر ہے' یعنی بیس فی صد بطور زکاۃ ادا کر کے باقی ذاتی استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

عتق (آزادی) کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' نیز آزاد کرنے کی مشروعیت وحکمت اور اس کی اقسام

✸ لغوی معنی: [العِتق] سے مراد [زَوَالُ المِلْكِ وَ ثُبُوتُ الحُرِّيَّةِ] ''ملکیت کا خاتمہ اور آزادی کا حاصل ہونا ہے۔'' امام ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [عِتق، عَتَقَ الفَرَسُ] سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا سبقت لے جائے۔ یا [عَتَقَ الفَرْخُ إِذَا طَارَ] جب چوزہ اڑ جائے تو اسے [عِتق] سے تعبیر کرتے ہیں۔ آزادی کو بھی [عِتق] اسی لیے کہتے ہیں کہ غلام آزادی حاصل کرنے کے بعد جہاں چاہے جا سکتا ہے۔

✸ اصطلاحی تعریف: مملوک غلام کو آزاد کرنا' کرانا اور اسے غلامی کی ذلت سے نکالنا [عِتق] ''آزادی'' کہلاتا ہے۔

✸ آزاد کرنے کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے مختلف کفارات میں ان کی قید لگائی ہے' علاوہ ازیں غلاموں کے آزاد کرانے کی فضیلت بیان کر کے ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے' لہٰذا فرمایا: ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ (البلد۹۰:۱۳) ''گردن آزاد کرنا ہے۔'' جبکہ نبی ﷺ فرماتے

ہیں: [مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِّنْهَا إِرْبًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ، حَتّٰى إِنَّهُ لَيُعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ، وَبِالرِّجْلِ الرِّجْلَ، وَ بِالْفَرْجِ الْفَرْجَ] (إرواء الغليل، كتاب العتق، حديث: ۱۷۴۲) ''جو شخص کسی مومن غلام کو آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے میں ہاتھ، پاؤں کے بدلے میں پاؤں اور شرم گاہ کے بدلے میں شرم گاہ آزاد کر دیتا ہے۔''

* **آزاد کرنے کی حکمت:** انسان کو غلامی کی ذلت و رسوائی سے نجات دلانا تاکہ وہ اپنی جان اور منافع کا مالک بن جائے، نیز اپنے ارادے کے ساتھ اپنی جان اور منافع کا فیصلہ کر سکے۔

* **آزادی کی اقسام:** غلام کی آزادی تین طرح سے ہو سکتی ہے:

① **تدبیر:** مالک کا غلام کو یہ کہنا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے۔ یہ تدبیر کہلاتا ہے۔

② **مکاتبت:** اگر مالک غلام کو آزاد کرنے کے لیے کچھ مال لینا طے کر لے اور غلام کما کر وہ مال قسطوں میں ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ اس عمل کو مکاتبت کہتے ہیں۔

③ **ام ولد:** وہ لونڈی جس کا مالک اس سے ہم بستری کرے اور اس سے اولاد ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتی ہے جیسے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کے بعد آزاد ہو گئی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٩) أَبْوَابُ الْعِتْقِ (التحفة . . .)

غلام آزاد کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْمُدَبَّرِ (التحفة ٩٤)

باب:۱- مدبر غلام کا حکم

٢٥١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَاعَ الْمُدَبَّرَ.

۲۵۱۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدبر غلام فروخت کیا۔

٢٥١٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَاماً. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ. فَبَاعَهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَاشْتَرَاهُ ابْنُ [النَّحَّامِ،] رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ.

۲۵۱۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے قبیلے کے ایک آدمی نے ایک غلام کو مدبر قرار دے دیا۔ اس کے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی مال نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے اس (غلام) کو فروخت کر دیا۔ اسے قبیلۂ بنو عدی کے ایک شخص ابن نحام (رضی اللہ عنہ) نے خرید لیا۔

فوائد ومسائل: ① مدبر سے مراد وہ غلام ہے جسے اس کا مالک یہ کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (فتح الباری: ۴/۵۳۱) ② جب تک آقا زندہ ہے مدبر غلام ہی رہتا ہے اور اس پر غلاموں والے سب

٢٥١٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣٠ عن عبدالله بن نمير به.

٢٥١٣ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣١، ومسلم، الأيمان، باب جواز بيع المدبر، ح: ٩٩٧ بعد حديث: ١٦٦٨ من حديث سفيان به.

احکام لاگو ہوتے ہیں۔ ③ مجبوری کی حالت میں مدبر غلام کی اس مشروط آزادی کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ آزاد کرنے والے کے پاس اور کوئی مال نہیں تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ محتاج تھا۔ (صحیح البخاري' البیوع' باب بیع المزایدة' حدیث:٢١٤١) اس کے علاوہ مقروض بھی تھا۔ (فتح الباري' البیوع' باب بیع المدبر' بحواله إسماعیلي) ④ آزاد کرنے والے اس صحابی کا نام ''ابومذکور رضی اللہ عنہ'' بیان کیا گیا ہے۔ (سنن أبي داود' العتق' باب في بیع المدبر' حدیث:٣٩٥٥) ⑤ خریدنے والے صحابی کا نام حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (صحیح البخاري' البیوع' باب بیع المزایدة' حدیث:٢١٤١) انھی کو ''ابن نحام'' کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں ان کے کھنکھارنے کی آواز سنی تھی۔ (حاشیة صحیح مسلم' ازمحمد فواد عبدالباقي' الأیمان' باب جواز بیع المدبر) ⑥ اس غلام کا نام یعقوب (رضی اللہ عنہ) تھا۔ (سنن أبي داود' العتق' باب في بیع المدبر' حدیث:٣٩٥٧) وہ غلام قبطی تھا۔ (صحیح مسلم' الأیمان' باب جواز بیع المدبر' حدیث:٩٩٧) ⑦ غلام کی قیمت آٹھ سو درہم ادا کی گئی تھی۔ (صحیح البخاري' الأحکام' باب بیع الإمام علی الناس أموالهم وضیاعهم' حدیث:٧١٨٦)

٢٥١٤ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ظَبْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ».

٢٥١٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مدبر (ترکے کے) تیسرے حصے میں (سے آزاد ہوتا) ہے۔''

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ، يَعْنِي ابْنَ أَبِي شَيْبَةَ، يَقُولُ: هٰذَا خَطَأٌ. يَعْنِي حَدِيثَ: «اَلْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا: یہ حدیث، یعنی مدبر تیسرے حصے میں ہے، غلط ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

(المعجم ٢) - بَابُ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ (التحفة ٩٥)

باب:٢- جس لونڈی سے مالک کی اولاد ہو جائے (اس کا کیا حکم ہے؟)

٢٥١٤- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣١٤ من طريق علي بن ظبيان به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ورجع عن رفعه في رواية الشافعي، والموقوف هو الصحيح، وللمرفوع شاهد ضعيف جدًا عند البيهقي وغيره، وله شاهد مرسل ضعيف أيضًا.

٢٥١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ أَمَتُهُ مِنْهُ، فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ».

۲۵۱۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے ہاں اس کی لونڈی سے اولاد ہوگئی تو وہ (لونڈی) اس کی وفات کے بعد آزاد ہے۔''

٢٥١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، يَعْنِي النَّهْشَلِيَّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذُكِرَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيمَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «أَعْتَقَهَا وَلَدُهَا».

۲۵۱۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں (رسول اللہ ﷺ کے بیٹے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا ذکر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بیٹے نے اسے آزاد کروا دیا۔''

٢٥١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كُنَّا نَبِيعُ سَرَارِيَّنَا وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِنَا، وَالنَّبِيُّ ﷺ فِينَا حَيٌّ. لاَ نَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا.

۲۵۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم اپنی لونڈیوں اور امہاتِ اولاد کو بیچ دیا کرتے تھے جب کہ نبی ﷺ زندہ تھے۔ ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

٢٥١٥- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٦/ ٤٣٦ عن شريك به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٦٢٨.

٢٥١٦- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٤٦ من طريق ابن أبي سبرة به، وقال: "أبوبكر بن أبي سبرة ضعيف لا يحتج به، إلا أنه قد روى عن غيره عن حسين بهذا اللفظ"، وأخرجه ابن سعد: ٨/ ٢١٥، والبيهقي وغيرهما من طرق عن حسين به، وانظر، ح: ١٦٢٨ لحاله، وللحديث طريق آخر ضعيف، وأخطأ من صححه.

٢٥١٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢١ عن عبدالرزاق به، وتابعه عبدالمجيد عند الشافعي(السنن المأثورة: ٢٩٣، ح: ٢٨٦)، وصححه البوصيري، وله شاهد عند الحاكم: ٢/ ١٨، ١٩، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① ام ولد کسی شخص کی اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے مالک کی اولاد پیدا ہو جائے' خواہ ایک ہی بچہ یا بچی پیدا ہو۔ ''ام ولد'' کی جمع ''امہات اولاد'' ہے۔ ② جب آقا اپنی لونڈی سے جنسی تعلق قائم کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد آزاد ہوتی ہے۔ ③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب (كتاب العتق' باب أم الولد) میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی مسئلے کی صریح دلیل موجود نہیں۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں سلف (صحابۂ کرام) میں قوی اختلاف موجود تھا اگرچہ متاخرین میں ممنوع ہونے پر اتفاق ہو گیا حتی کہ امام ابن حزم اور ان کے متبعین اہل ظاہر بھی ام ولد کو بیچنے کی ممانعت کے قائل ہو گئے' لہٰذا دوسرا قول شاذ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری' باب مذکورہ بالا)

(المعجم ٣) - بَابُ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٩٦)

باب: ٣- غلام سے آزادی کے معاہدے کا بیان

٢٥١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلاَثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُ: اَلْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ. وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ. وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ التَّعَفُّفَ».

٢٥١٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے تمام آدمیوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لے لی ہے۔ اللہ کے راستے میں جنگ کرنے والا' وہ مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ نکاح کرنے والا جس کا مقصد پاک دامن رہنا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① [مُكَاتَبَتْ] ایک معاہدہ ہے جو غلام اور اس کے آقا کے درمیان ہوتا ہے کہ ایک متعین مدت میں غلام اتنی رقم کما کر آقا کو دے دے گا۔ جب رقم کی ادائیگی مکمل ہو جائے گی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ ② کما کر آزادی حاصل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلام آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر باعزت زندگی گزار سکے گا' خاص طور پر جب کہ وہ وعدے کی پاسداری کا ارادہ بھی رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی مہیا فرما دیتا ہے اور اپنے خلوص اور محنت کی بدولت وہ آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ ③ غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ وہ اگر مکاتبت کے طور پر ہو تب بھی بڑی نیکی ہے لیکن اگر بلا معاوضہ آزاد کر دیا جائے تو

٢٥١٨- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في المجاهد والناكح والمكاتب وعون الله إياهم، ح: ١٦٥٥ من حديث ابن عجلان به، وقال: "حديث حسن"، وأخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٧ عن يحيى (القطان) عن ابن عجلان قال حدثني سعيد عن أبي هريرة به . . . الخ.

اس نیکی کا درجہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ ④ جہاد اگر خلوصِ نیت سے ہو تبھی اسے فی سبیل اللہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر جہاد کے دوران میں شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے تو اللہ کی نصرت وتائید ضرور حاصل ہوتی ہے۔ ⑤ پاک دامنی اسلامی معاشرے کا ایک نمایاں وصف ہے جس کو قائم رکھنے کا ایک بڑا ذریعہ نکاح ہے اگرچہ نکاح کے اور بھی فوائد ہیں لیکن بے حیائی سے بچاؤ اور پاک دامنی کا حصول اس کا بنیادی مقصد ہے۔

۲۵۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ كُوتِبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ، فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أُوقِيَّاتٍ، فَهُوَ رَقِيقٌ».

۲۵۱۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس غلام سے سو اوقیے کے عوض مکاتبت کی گئی اور اس نے رقم ادا کر دی صرف دس اوقیے اس کے ذمے رہ گئے تو وہ غلام ہی رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① غلام اور آزاد کے لیے بہت سے شرعی مسائل ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس لیے جو شخص ابھی پوری آزادی حاصل نہیں کر سکا اس کے لیے وہ مسائل غلاموں والے ہی نافذ ہوں گے۔ ② جب مکاتب ادائیگی مکمل کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے تب اس پر آزاد افراد کے قانون نافذ ہوں گے۔

۲۵۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ، وَكَانَ عِنْدَهُ مَا

۲۵۲۰- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی عورت کا غلام مکاتب ہو اور اس کے پاس ادا کرنے (اور آزاد ہو جانے) کے لیے رقم موجود ہو تو مالکہ کو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔''

۲۵۱۹ـ [حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۷۸ عن عبدالله بن نمير به، وضعفه البوصيري * الحجاج بن أرطاة لم ينفرد به، تابعه عباس الجريري عند أبي داود، ح: ۳۹۲۷، والبيهقي: ۱۰/ ۳۲۳ في رواية الثقتين، أو العلاء، الأول ثقة وهو الراجح والثاني مجهول، وللحديث شواهد حسنة عند أبي داود، ح: ۳۹۲۶، ۳۹۲۸ وغيره، فالحديث حسن، انظر الحديث الآتي.

۲۵۲۰ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، العتق، باب في المكاتب يؤدي بعض كتابته فيعجز أو يموت، ح: ۳۹۲۸ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه الترمذي، ح: ۱۲۶۱، وابن حبان، والحاكم: ۲/ ۲۱۹، والذهبي، قلت: نبهان وثقه الذهبي في الكاشف، والترمذي، وابن حبان، والجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن * والزهري صرح بالسماع.

يُؤَدِّي ، فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ».

فائدہ: غلام ادائیگی مکمل ہونے تک آزاد کے حکم میں نہیں آتا' محض ادائیگی کی رقم موجود ہونے سے اس سے مالکہ کو پردہ لازم نہیں ہوگا جب تک ادائیگی نہ کر دے جبکہ مذکورہ حدیث حزم واحتیاط اور تورع پر محمول ہوگی جیسا کہ بعض ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ٧٣/٤٤)

٢٥٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ بَرِيرَةَ أَتَتْهَا وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ، قَدْ كَاتَبَهَا أَهْلُهَا عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ. فَقَالَتْ لَهَا: إِنْ شَاءَ أَهْلُكِ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً، وَكَانَ الْوَلاَءُ لِي. قَالَ: فَأَتَتْ أَهْلَهَا. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُمْ. فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ تَشْتَرِطَ الْوَلاَءَ لَهُمْ. فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «اِفْعَلِي» قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ. كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ. كِتَابُ اللهِ أَحَقُّ. وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ. وَالْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

٢٥٢١- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ ؓ ان کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب کہ ان کی مکاتبت ہو چکی تھی۔ ان کے مالکوں نے ان سے نو اوقیے پر مکاتبت (آزادی) کا معاہدہ کیا تھا۔ ام المومنین ؓ نے انھیں کہا: اگر تمھارے مالکوں کی مرضی ہو تو میں پوری رقم ایک بار ہی ادا کر دوں بشرطیکہ ولاء کا حق مجھے حاصل ہو۔ حضرت بریرہ ؓ نے اپنے مالکوں کے پاس جا کر اس بات کا تذکرہ کیا تو وہ نہ مانے مگر اس شرط پر کہ ولاء انھی کے لیے ہوگا (انھوں نے اصرار کیا کہ ولاء کا حق انھی کو حاصل ہوگا۔) ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاہدہ کر لو۔'' پھر (اس کے بعد) نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا' (اس میں) اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں۔ ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں' وہ کالعدم ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں۔ اللہ کی کتاب سچی ہے' اور اس کی شرط زیادہ مضبوط ہے (جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔) ولاء اس کی ہوتی ہے جو (رقم ادا کر کے) آزاد کرے۔''

٢٥٢١- أخرجه مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤ من حديث هشام به.

فوائد ومسائل: ① حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی مکاتبت کی رقم نو اوقیے کے بارے میں یہ طے پایا تھا کہ وہ قسطوں میں ادا کی جائے گی' اور سال میں ایک اوقیہ ادا کرنا ہوگا۔ (صحیح البخاري، البیوع، باب إذا اشترط في البیع شروطا لاتحل، حدیث:۲۱۶۸) ② رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی ناجائز شرط تسلیم کر لینے کا حکم دیا تاکہ وہ کہیں آزاد کرنے سے انکار نہ کر دیں۔ ③ خلافِ شریعت شرط پر فریقین رضامندی کا اظہار کر دیں تب بھی وہ قانونی طور پر کالعدم ہی ہوتی ہے۔ ④ کتاب اللہ سے مراد اللہ کا نازل کردہ حکم ہے' خواہ وہ قرآن مجید میں مذکور ہو' یا رسول اللہ ﷺ نے قرآن کے علاوہ وحی کی بنیاد پر بیان فرمایا ہو۔ ⑤ غالباً رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے یہ حکم بیان فرما چکے تھے' اس لیے اس حکم کی بنیاد پر ان کی طے کردہ شرط کے کالعدم ہونے کا اعلان فرما دیا۔ ⑥ اہم مسئلہ خطبے اور وعظ میں بیان کرنا چاہیے تاکہ سب لوگوں کو اس کا علم ہو جائے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے غلطی پر تنبیہ فرمائی اور غلطی کرنے والے کا نام نہیں لیا تاکہ سب حاضرین کو معلوم ہو جائے کہ یہ عمل غلط ہے' اور غلطی کرنے والے کی بے عزتی یا رسوائی بھی نہ ہو۔ ⑧ ولاء ایک تعلق کا نام ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان قائم ہوتا ہے' اس کی وجہ سے آزاد ہونے والا' آزاد کرنے والے کے خاندان کا فرد شمار ہوتا ہے۔ اگر آزاد کردہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث موجود نہ ہو تو اس کا ترکہ آزاد کرنے والے کو ملتا ہے۔ ⑨ اگر آزاد کرنے والا فوت ہو جائے تو آزاد کردہ غلام اس کا وارث نہیں ہوتا کیونکہ زیر مطالعہ حدیث میں ارشاد ہے: ''ولاء اس کی ہے جو آزاد کرے۔'' واللہ أعلم.

(المعجم ٤) - بَابُ الْعِتْقِ (التحفة ٩٧)

باب:۴- آزاد کرنے کا بیان

٢٥٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ السِّمْطِ قَالَ: قُلْتُ لِكَعْبٍ: يَاكَعْبَ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحْذَرْ. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ. يُجْزِئُ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ بِكُلِّ عَظْمٍ مِنْهُ. وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ

۲۵۲۲- حضرت شرحبیل بن سمط کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے کعب بن مرہ! ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سنائیے' اور احتیاط کیجیے (کہ حدیث میں کمی بیشی نہ ہو جائے۔) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جس نے ایک مسلمان مرد کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے (بچانے کے لیے) اس کا فدیہ بن جائے گا۔ اس (غلام) کی ہر ہڈی کے بدلے میں آقا

٢٥٢٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجهاد، ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح:٣١٤٦ من حديث أبي معاوية به، وأخرجه أبوداود، ح:٣٩٦٧ من طريق آخر عن عمرو به، وقال: "سالم لم يسمع من شرحبيل"، ولبعض الحديث شواهد صحيحة عند مسلم، ح:١٥٠٩، والحميدي(ح:٧٦٧ بتحقيقي) وغيرهما.

مُسْلِمَتَيْنِ، كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ. يُجْزِئُ بِكُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْهُ».

کی ہر ہڈی آزاد ہوگی۔ اور جس نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے اس کا فدیہ بن جائیں گی۔ ان دونوں کی دو ہڈیوں کے بدلے اس کی ایک ہڈی آزاد ہو جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم (۱۵۰۹) میں ہیں، نیز مذکورہ روایت سنن ابی داود میں بھی ہے وہاں ہمارے فاضل محقق اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ سنن ابی داود ہی کی حدیث (۳۹۵۶) اس سے کفایت کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی مذکورہ روایت کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے، علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء، رقم: ۱۳۰۸) نیز مسند أحمد کے محققین نے بھی مذکورہ روایت کے بعض حصے کو صحیح قرار دیا ہے، یعنی حدیث کے آخری جملے [وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ...... مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْهُ] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے، لہٰذا اس ساری بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۹/ ۶۰۰، ۶۰۱) ② حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زیادہ عرصہ حاضر رہنے کا موقع نہیں ملا، اس لیے انھوں نے دوسرے صحابی سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ ③ صحابی، باوجود صحابیت کا شرف حاصل ہونے کے، علم حاصل کرنے کے لیے شوق رکھتے اور اس کے لیے محنت کرتے تھے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس مبارک عادت کی پیروی کرتے ہوئے دین کا علم حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ ④ غلام آزاد کرنا جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ ⑤ لونڈی کو آزاد کرنا بھی عظیم ثواب کا باعث ہے۔

۲۵۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، وَأَغْلَاهَا ثَمَناً».

۲۵۲۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا غلام (لونڈی) آزاد کرنا افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مالکوں کی نظر میں زیادہ عمدہ ہو، اور جس کی قیمت زیادہ ہو۔''

۲۵۲۳ـ أخرجه البخاري، العتق، باب أي الرقاب أفضل، ح: ۲۵۱۸، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ۸٤ من حديث هشام مطولاً.

فوائد و مسائل: ① اللہ کی راہ میں عمدہ مال دینا افضل ہے' اسی طرح قیمتی غلام یا لونڈی آزاد کرنا زیادہ افضل ہے۔ ② ''عمدہ'' سے مراد یہ ہے کہ اس کی خوبیوں کی وجہ سے مالک کے دل میں اس کی قدر زیادہ ہو' ایسا غلام آزاد کرنے کو دل نہیں چاہتا' جو مثلاً: ہنر مند' باتمیز اور اطاعت گزار ہو۔ اور ''قیمتی'' سے مراد وہ ہے جس کی ظاہری خوبیوں (ظاہری شکل و صورت' طاقت ور اور صحت مند ہونا وغیرہ) کی وجہ سے اس کی زیادہ قیمت ملنے کی توقع ہو۔ ③ اگر کسی کو کوئی جانور صدقے کے طور پر دیا جائے تو اس صورت میں بھی عمدہ اور قیمتی جانور کا ثواب زیادہ ہوگا۔

(المعجم ٥) - بَابُ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ (التحفة ٩٨)

باب: ۵- محرم رشتہ رکھنے والا غلام ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے

٢٥٢٤- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ وَ عَاصِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ، فَهُوَ حُرٌّ».

۲۵۲۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی محرم رشتے دار کا مالک بن گیا تو (اس کا) وہ (رشتے دار) آزاد ہے۔''

٢٥٢٥- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ الْأَنْمَاطِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ».

۲۵۲۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی محرم رشتے دار کا مالک بن گیا تو (اس کا) وہ (رشتے دار) آزاد ہے۔''

فوائد و مسائل: ① محرم رشتے دار کا مالک بننے کی مثال یہ ہے کہ دو بھائی غلام تھے' ان میں سے ایک آزاد ہو

٢٥٢٤_[حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء فيمن ملك ذا رحم محرم، ح: ١٣٦٥ عن عقبة بن مكرم به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٧٣، والحاكم: ٢/ ٢١٤، والذهبي كما في نيل المقصود، ح: ٣٩٤٩، وانظر، ح: ٢١٨٣.

٢٥٢٥_[حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، الباب السابق، ح: ١٣٦٥ بغير سند عن ضمرة به، وقال: 'ولا يتابع ضمرة علٰى هٰذا الحديث. وهو حديث خطأ عند أهل الحديث'، والحديث السابق شاهد له.

گیا۔ اس نے دوسرے کو خرید لیا تو دوسرا بھائی محض اس کے خریدنے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا کیونکہ بھائی بھائی محرم رشتے دار ہیں' لہٰذا ایک بھائی دوسرے بھائی کا مالک نہیں بن سکتا۔ ماں بیٹے' باپ بیٹی' بہن بھائی' ماموں بھانجا' پھوپھی بھتیجا' اور چچا بھتیجی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ ② مالک اور مملوک خواہ دونوں مرد ہوں (جیسے باپ بیٹا) یا دونوں عورتیں (مثلاً: ماں بیٹی) یا ایک مرد اور ایک عورت ہو (جیسے خالہ بھانجا' یا ماموں بھانجی' تمام صورتوں میں مسئلہ یہی ہے۔ ③ ملکیت خواہ خریدنے کی وجہ سے حاصل ہو یا ہبہ کے ذریعے سے یا وراثت کے ذریعے سے' ہر حال میں اس غلام یا لونڈی کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ ④ شریعتِ اسلامی میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور متعدد ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن سے غلامی ختم کرنے میں مدد ملے' مثلاً: ۞ کسی آزاد کو اغوا کر کے غلام بنا لینا حرام اور بہت بڑا جرم قرار دیا گیا۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۴۴۲) ۞ غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی اور بڑے اجر و ثواب کا باعث قرار دیا گیا۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۵۲۲) ۞ غلاموں کو آزاد کرنے کی متعدد صورتیں مشروع کی گئیں' مثلاً: مدبر' ام ولد اور مکاتب وغیرہ ۞ محرم کی ملکیت کو آزادی کا باعث قرار دیا گیا۔ ۞ آزاد مرد کی وہ اولاد جو لونڈی سے پیدا ہوا سے پیدائشی آزاد قرار دیا گیا۔ ۞ بعض گناہوں کا کفارہ غلام یا لونڈی کی آزادی کو قرار دیا گیا' مثلاً: قتلِ خطا اور ظہار وغیرہ۔

(المعجم ٦) - بَابُ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَاشْتَرَطَ خِدْمَتَهُ (التحفة ٩٩)

باب:٦- غلام کو آزاد کرتے ہوئے خدمت کی شرط لگانا

٢٥٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ [جُمْهَانَ]، عَنْ سَفِينَةَ، أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَعْتَقَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ أَخْدُمَ النَّبِيَّ ﷺ، مَا عَاشَ.

۲۵۲۶- حضرت ابو عبدالرحمٰن سفینہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے آزاد کیا تھا اور یہ شرط لگا دی تھی کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ رہیں' میں نبی ﷺ کی خدمت کرتا رہوں۔

فوائد و مسائل: ① بظاہر خدمت کی شرط لگانا آزاد کرنے کے منافی ہے کیونکہ آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس پر آقا کی کوئی پابندی نہیں رہی' لیکن اس واقعے میں شرط ایسی ہے جو حضرت سفینہ ؓ کے لیے باعث شرف ہے۔ ② آزاد کرتے وقت کسی نیک کام کی شرط لگانا آزاد کرنے کے منافی نہیں بلکہ یہ آزاد ہونے والے کے لیے نیکی کا موقع مہیا کرنے کے مترادف ہے۔ ③ آزاد کرنے والا اپنی خدمت کی شرط نہیں لگا سکتا'

٢٥٢٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، العتق، باب في العتق على شرط، ح: ٣٩٣٢ من حديث سعيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٧٦، والحاكم: ٢/ ٢١٣، ٢١٤، والذهبي.

البتہ کسی نیک آدمی یا بڑے عالم کی خدمت کی شرط لگانا جائز ہے۔ ④ ممکن ہے یہاں شرط سے مراد یہ ہو کہ ان سے وعدہ لے لیا۔

(المعجم ٧) - بَابُ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ (التحفة ١٠٠)

باب:٧- مشترک غلام میں سے جو اپنا حصہ آزاد کردے

٢٥٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ نَصِيباً لَهُ فِي مَمْلُوكٍ، أَوْ شِقْصاً، فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ مِنْ مَالِهِ، إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ، اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ فِي قِيمَتِهِ، غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ».

٢٥٢٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلام میں سے اپنا حصہ یا فرمایا: ایک حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا مال خرچ کر کے (دوسرے شریکوں کو ان کا حصہ دے کر) اسے آزادی دلائے۔ اگر اس (آزاد کرنے والے) کے پاس (اتنا) مال نہ ہو تو غلام سے اس کی قیمت کے لیے مزدوری کرائی جائے گی لیکن اس پر (اس کی طاقت سے) زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① ایک غلام ایک سے زیادہ افراد کا مشترکہ مملوک ہو سکتا ہے مثلاً: ایک شخص کے پاس ایک غلام تھا وہ فوت ہوا تو اس کے دو بیٹے اس کے وارث ہو گئے یہ دونوں اس کی ملکیت میں برابر کے شریک ہیں۔ یا چند افراد نے رقم ملا کر غلام خرید لیا تو یہ ان کی مشترکہ ملکیت ہوگا۔ ② مشترکہ غلام کا ایک مالک اپنا حصہ آزاد کر دے تو باقی حصہ خود بخود آزاد نہیں ہوگا۔ ③ اس صورت میں آزاد کرنے والے کو چاہیے کہ غلام کی جائز قیمت میں سے اس کے شریکوں کا جو حصہ ہے انھیں ادا کر کے غلام کے باقی حصے بھی خرید کر آزاد کر دے تاکہ غلام کی آزادی مکمل ہو جائے۔ ④ دوسری صورت یہ ہے کہ اس آدھے غلام کو موقع دیا جائے کہ وہ کما کر اپنی آدھی قیمت اپنے اس مالک کو ادا کر دے جس نے اپنے حصے کا آدھا غلام آزاد نہیں کیا۔ ⑤ اس غلام پر جلد ادائیگی کے لیے ناجائز سختی کرنا منع ہے بلکہ جس طرح مقروض کو مہلت دی جاتی ہے اسے بھی مناسب مہلت دی جائے۔

٢٥٢٧- أخرجه البخاري، الشركة، باب تقويم الأشياء بين الشركاء بقيمة عدل، ح:٢٤٩٢، ٢٥٢٧، ومسلم، العتق، باب ذكر سعاية العبد، ح:١٥٠٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

۲۵۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكاً لَهُ فِي عَبْدٍ، أُقِيمَ عَلَيْهِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ. فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ إِنْ كَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ. وَإِلَّا، فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ».

۲۵۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگا کر اس (آزاد کرنے والے) کے ذمے ڈالی جائے گی۔ اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جس سے اس (غلام) کی قیمت ادا ہو سکے تو وہ شریکوں کو ان کے حصے (نقد رقم کی صورت میں) ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا' ورنہ (غلام کا) جتنا (حصہ) آزاد ہو گیا' ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① انصاف کے ساتھ قیمت لگانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اندازہ کیا جائے کہ اس زمانے میں اس جگہ پر یہ غلام کتنی قیمت میں فروخت ہو سکتا ہے' مثلاً: اگر وہ آدھے غلام کا مالک تھا اور غلام کی قیمت کا اندازہ سو دینار ہے تو وہ پچاس دینار اپنے دوسرے شریک یا شریکوں کو ادا کر کے باقی آدھا غلام بھی خرید کر آزاد کر دے۔ ② مذکورہ مثال میں اگر آزاد کرنے والا پچاس دینار ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو یہ غلام آدھا آزاد سمجھا جائے گا اور آدھا غلام' لہٰذا اگر وہ قتل ہو جائے تو آدھی دیت (پچاس اونٹ) لی جائے گی اور غلام کی قیمت سے آدھی رقم بھی لی جائے گی۔ اور جن معاملات میں اس طرح کی تقسیم ممکن نہیں تو اسے غلام ہی تصور کیا جائے گا جس طرح نامکمل ادائیگی کرنے والے مکاتب کا حکم ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۸) - **بَابُ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ** (التحفة ۱۰۱)

باب:۸- مال رکھنے والے غلام کو آزاد کرنا

۲۵۲۹- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ،

۲۵۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایسا غلام آزاد کیا جس کے پاس کچھ مال تھا تو غلام کا مال بھی اس غلام کا ہے الا یہ کہ مالک اس کے مال کی شرط لگا لے تو پھر

۲۵۲۸_ أخرجه البخاري، العتق، باب إذا أعتق عبدًا بين اثنين أو أمةً بين الشركاء، ح: ۲۵۲۲، ومسلم، العتق، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ۱۵۰۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۷۷۲.

۲۵۲۹_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، العتق، فيمن أعتق عبدًا وله مال، ح: ۳۹۶۲ من حديث ابن وهب به.

جَمِيعاً، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ مَالَهُ، فَيَكُونَ لَهُ».

اسے مل جائے گا۔"

وَقَالَ ابْنُ لَهِيعَةَ: إِلَّا أَنْ يَسْتَثْنِيَهُ السَّيِّدُ.

(حدیث کے دوسرے راوی) ابن لہیعہ نے (اپنی روایت میں)[إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ] کی بجائے [إِلَّا أَنْ يَسْتَثْنِيَهُ السَّيِّدُ] کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ (جبکہ مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① عام طور پر غلام کے تصرف میں جو مال ہوتا ہے وہ آقا ہی کا ہوتا ہے جو وہ اسے اس کے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں دیتا ہے۔ اس صورت میں جب غلام آزاد ہوگا تو مالک کا جو مال اس کے تصرف میں تھا' وہ مالک ہی لے گا۔ ② بعض اوقات ایسا ہوسکتا ہے کہ آقا غلام کو اجازت دے کہ محنت مزدوری کر کے جتنی رقم حاصل ہو'اس میں سے اتنی رقم روزانہ مجھے دے دیا کرو' باقی تم جس طرح چاہو استعمال کرو' اس صورت میں غلام کی جمع کی ہوئی بچت غلام کی ملکیت ہوگی۔ اور اگر غلام کو آزاد کیا گیا تو یہ رقم وہ اپنے پاس رکھے گا' آقا کو واپس نہیں کرے گا۔ ③ اگر آقا آزاد کرتے وقت یوں کہے کہ میں تجھے اس شرط پر آزاد کرتا ہوں کہ تمھارے پاس جو مال ہے' وہ مجھے دو گے تو وہ ادا کرنا پڑے گا۔

٢٥٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرٍ وَهُوَ مَوْلَى ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَاللهِ قَالَ لَهُ: يَا عُمَيْرُ إِنِّي أَعْتَقْتُكَ عِتْقاً هَنِيئًا. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ غُلَامًا، وَلَمْ يُسَمِّ مَالَهُ،

٢٥٣٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے عمیر! میں تجھے دل کی خوشی سے آزاد کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: "جس شخص نے کسی غلام کو آزاد کیا اور اس کے مال کا ذکر نہ کیا تو وہ مال اس کا ہے۔" تو مجھے بتادو کہ کون سا مال تمھارا ہے؟

٢٥٣٠ـ [إسناده ضعيف] * إسحاق بن إبراهيم بن عمير وجده مجهولان كما في التقريب، لم يوثقهما غير ابن حبان، وتوثيق مسلمة لا شيء، لأن مسلمة مجروح في نفسه، والأول ضعفه ابن الجارود وغيره.

فَالْمَالُ لَهُ». فَأَخْبِرْنِي مَا مَالُكَ؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ لِجَدِّي. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا روایت محمد بن عبداللہ بن نمیر کے واسطے سے بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابُ عِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا** (التحفة ١٠٢)

باب:٩- ناجائز بچے کو آزاد کرنا

٢٥٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الضِّنِّيِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ وَلَدِ الزِّنَا. فَقَالَ: «نَعْلَانِ أُجَاهِدُ فِيهِمَا، خَيْرٌ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدَ الزِّنَا».

٢٥٣١- نبی ﷺ کی آزاد کردہ حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہونے والے (غلام) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ناجائز بچے کو آزاد کرنے سے تو جوتوں کا وہ جوڑا بہتر ہے جنھیں پہن کر میں جہاد کروں۔''

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَنْ أَرَادَ عِتْقَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَلْيَبْدَأْ بِالرَّجُلِ** (التحفة ١٠٣)

باب:١٠- جو شخص کسی مرد اور اس کی بیوی کو آزاد کرنا چاہے وہ مرد کو پہلے آزاد کرے

٢٥٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

٢٥٣٢- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا ایک غلام تھا اور ایک لونڈی تھی جو آپس میں میاں بیوی تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان دونوں کو آزاد کرنا چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو انھیں آزاد کرے تو عورت سے پہلے

٢٥٣١ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الحاكم: ٤/ ٤١ من حديث إسرائيل به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف * أبويزيد الضني مجهول كما في التقريب وغيره، وقال عبدالغني بن سعيد: "منكر الحديث".

٢٥٣٢ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المملوكين يعتقان معًا هل تخير امرأته؟، ح: ٢٢٣٧ من حديث عبيدالله به * عبيدالله بن عبدالرحمن وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث يكتب حديثه".

ابْنِ مَوْهَبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَ لَهَا غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ، زَوْجٌ.
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُعْتِقَهُمَا.
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ أَعْتَقْتِهِمَا، فَابْدَئِي بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَةِ».

مرد کو آزاد کرنا۔"

حد کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' نیز حدود کی چند اقسام

٭ لغوی معنی: حدود' حد کی جمع ہے اور لغت میں حد سے مراد [المنع] ہے' یعنی منع کرنا' اسی لیے چوکیدار کو [حَدَّاد] کہتے ہیں' یعنی منع کرنے والا۔ اسی سے گناہوں کی سزا کو حدود کہا جاتا ہے کیونکہ وہ گناہوں کے ارتکاب سے منع کرتی ہیں۔ حد کے اصل معنی [اَلْحَاجِزُ بَیْنَ الشَّیْئَیْنِ] ''دو چیزوں کے درمیان حائل'' کے ہیں۔ ایک چیز کو دوسری سے ممتاز کرنے والی شے کو بھی حد کہتے ہیں' جیسے [حُدُودُ الْأَرْض] زمین کی حدود [حُدُودُ الدَّار] گھر کی حدود' وغیرہ۔

٭ اصطلاحی تعریف: [عُقُوبَۃٌ مُقَرَّرَۃٌ لِأَجْلِ حَقِّ اللّٰہِ] ''اللہ تعالیٰ کے حق کے لیے مقرر سزا کو حد کہتے ہیں۔''

٭ حدود کی چند اقسام: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جرائم کی حدود بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: ⊙ قتل۔ ⊙ چوری۔ ⊙ زنا۔ ⊙ بغاوت وارتداد۔ ⊙ قذف۔

ان کے دلائل قرآن وسنت میں اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٢٠) أَبْوَابُ الْحُدُودِ (التحفة ١٢)

شرعی سزاؤں سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ (التحفة ١)

٢٥٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ. فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يَذْكُرُونَ الْقَتْلَ فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونِي بِالْقَتْلِ؟ فَلِمَ يَقْتُلُونِي؟ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنَى وَهُوَ مُحْصَنٌ فَرُجِمَ. أَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ. أَوْ رَجُلٌ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ» فَوَاللهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا مُسْلِمَةً، وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ.

باب:۱- مسلمان کو صرف تین جرائم کی وجہ سے سزائے موت دی جا سکتی ہے

۲۵۳۳- حضرت ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ نے (باغی) لوگوں کو جھانک کر دیکھا تو آپ نے سنا کہ وہ (حضرت عثمان ؓ کو) قتل کرنے کی باتیں کر رہے ہیں' چنانچہ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: وہ مجھے قتل کرنے کے عہد و پیمان کر رہے ہیں۔ (آخر) وہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''تین میں سے کسی ایک وجہ کے بغیر مسلمان آدمی کا خون کرنا جائز نہیں۔ (ایک) وہ شخص جس نے شادی شدہ ہو کر زنا کا ارتکاب کیا تو اسے رجم کیا جائے گا۔ (دوسرا) وہ شخص جس نے قصاص کے علاوہ کسی کو قتل کیا' اور (تیسرا) وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا۔'' اللہ کی قسم! میں نے نہ جاہلیت میں زنا کیا تھا' نہ اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔ اور میں نے کسی مسلمان فرد کو قتل نہیں کیا۔ اور اسلام لانے کے بعد مرتد بھی نہیں ہوا۔

٢٥٣٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٥٠٢ من حديث حماد به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١٥٨، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣٦.

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام کا ہے جب مختلف شہروں سے کثیر تعداد میں باغی مدینہ طیبہ آ کر جمع ہو گئے تھے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آخر تک یہی کوشش کرتے رہے کہ انھیں سمجھا بجھا کر مطمئن کر دیا جائے تاکہ وہ بغاوت سے باز آ جائیں اور مدینہ منورہ کی مقدس زمین پر خون ریزی نہ ہو۔ اس موقع پر آپ نے وہ بات فرمائی تھی جو اس روایت میں بیان کی گئی ہے۔ ② مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ③ مذکورہ بالا اسباب کے علاوہ ہر قتل ناحق ہے۔ ان صورتوں میں بھی قتل کرنا عام آدمی کا کام نہیں بلکہ اسلامی حکومت یا شرعی عدالت ہی کسی کی سزائے موت کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ ④ زنا کا جرم بہت سنگین ہے۔ اس کے باوجود اگر مجرم غیر شادی شدہ ہو تو اسے سزائے موت نہیں دی جا سکتی بلکہ سو کوڑے مارنے کی سزا دی جائے اور قاضی مناسب سمجھے تو کوڑوں کی سزا کے بعد ایک سال کے لیے اسے شہر بدر بھی کر سکتا ہے۔ ⑤ شادی شدہ مرد یا عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا رجم ہے، یعنی اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ ⑥ جو مسلمان اسلام ترک کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لے اسے مرتد کہتے ہیں، اس کی سزا بھی موت ہے لیکن اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی کو گرفتار کر کے رکھا ہوا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی تھا جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے فوری قتل کا مطالبہ کیا، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرا دیا۔ (صحيح البخاري، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب حكم المرتد والمرتدة و استتابتهم، حديث: ٦٩٢٣) حافظ ابن حجر نے شرح میں مسند احمد کے حوالے سے یہی واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم تقریباً دو مہینے سے اسے اسلام قبول کرنے کا کہہ رہے ہیں.....'' (فتح الباري: ١٢/ ٣٤٣) ⑨ اس واقعے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عظیم مقام اور عصمت وعفت کے لحاظ سے ان کا اعلیٰ وارفع کردار واضح ہوتا ہے۔

٢٥٣٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، وَهُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا

۲۵۳۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان آدمی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں، اسے قتل کرنا حلال نہیں، سوائے تین افراد کے: جان کے بدلے میں جان،

٢٥٣٤ـ أخرجه البخاري، الديات، باب قول الله تعالى: "إن النفس بالنفس والعين بالعين"، ح: ٦٨٧٨ من حديث الأعمش به، ومسلم، القسامة والمحاربين، باب ما يباح به دم المسلم، ح: ١٦٧٦ من حديث وكيع به.

يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، إِلَّا أَحَدُ ثَلاَثَةِ نَفَرٍ: اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ».

شادی شدہ زانی اور اپنے دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جانے والا۔"

فائدہ: مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ترک کر کے مسلمانوں سے خارج ہو جاتا ہے اور کوئی دوسرا مذہب اختیار کر کے کافروں میں شامل ہو جاتا ہے' اس سے مسلمانوں کی کوئی ایسی تنظیم مراد نہیں جو دین کی خدمت' تبلیغ یا جہاد وغیرہ کے نقطۂ نظر سے قائم کی گئی ہو اور ہر مسلمان رضا کارانہ طور پر اس میں داخل ہو سکتا ہو۔ ایک مسلمان جس طرح اس قسم کی کسی تنظیم میں شامل ہونے سے پہلے مسلمان ہوتا ہے' اسی طرح اس سے خارج ہونے کے بعد بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔ ایسے مسلمان کو باغی بھی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ تنظیمیں اسلامی سلطنت کے حکم میں نہیں جس سے بغاوت کی سزا موت ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْمُرْتَدِّ عَنْ دِينِهِ (التحفة ٢)

باب:۲- اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانے والا

٢٥٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۲۵۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کر دو۔"

٢٥٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَقْبَلُ اللهُ مِنْ مُشْرِكٍ، أَشْرَكَ بَعْدَمَا أَسْلَمَ، عَمَلاً حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ».

۲۵۳۶- حضرت بہز بن حکیم ؒ اپنے والد (حضرت حکیم بن معاویہ ؒ) سے اور وہ ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جو اسلام لانے کے بعد مشرک ہو جائے حتی کہ وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں سے آ ملے۔"

٢٥٣٥ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب لا يعذب بعذاب الله، ح: ٣٠١٧ من حديث سفيان به.

٢٥٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكاة، باب من سأل بوجه الله عزوجل، ح: ٢٥٦٩ من حديث بهز به.

فوائد ومسائل: ① دین تبدیل کرنے سے مراد اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا ہے۔ کسی یہودی کا عیسائی ہو جانا یا مجوسی کا یہودی ہو جانا اس میں شامل نہیں۔ ② مرتد کے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے کافروں سے تعلق ختم کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے' اس صورت میں اسے سزائے موت نہیں دی جائے گی۔

(المعجم ٣) - بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ (التحفة ٣)

باب:٣- حدیں جاری کرنا

٢٥٣٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ أَبِي شَجَرَةَ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ، خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فِي بِلَادِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

٢٥٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی مقرر کردہ حدوں میں سے ایک حد جاری کرنا اللہ عزوجل کی زمین میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔''

٢٥٣٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ : أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يَزِيدَ أَظُنُّهُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

٢٥٣٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں ایک (مجرم کو) حد لگانا زمین والوں کے لیے چالیس دن بارش برسنے سے بہتر ہے۔''

٢٥٣٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، قلت: سعيد بن سنان الحنفي الحمصي متروك، ورماه الدارقطني وغيره بالوضع* كما في التقريب.

٢٥٣٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قطع السارق، الترغيب في إقامة الحد، ح: ٤٩٠٨ من حديث ابن المبارك به * وجرير بن يزيد البجلي ضعيف كما في التقريب وغيره، وأخرج ابن حبان(موارد)، ح: ١٥٠٧ من طريق (محمد بن الحسن) ابن قتيبة (العسقلاني/ وثقه الدارقطني، والذهبي وغيرهما) عن (محمد) ابن قدامة (المصيصي/ وثقه الدارقطني، وابن حبان وغيرهما) حدثنا ابن علية عن يونس بن عبيد عن عمرو بن سعيد عن أبي زرعة به .... الخ، وإسناده ضعيف لعلل، منها تدليس يونس بن عبيد، وروى الطبراني في الصغير: ٢/ ٧٢ عن محمد بن عبدالصمد بن أبي الجراح المقرىء المصيصي حدثنا محمد بن قدامة الجوهري حدثنا إسماعيل ابن علية عن يونس بن عبيد عن جرير بن يزيد عن أبي زرعة به الخ، وقال: "تفرد به محمد بن قدامة"، ورواه عمرو بن زرارة (وهو ثقة) عن ابن علية عن يونس عن جرير عن أبي زرعة عن أبي هريرة به موقوفًا"، أخرجه النسائي، وللحديث شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط: ٥/٣٨٤، ح: ٤٧٦٢، وقال الهيثمي في أحد رواته: "زريق ابن السخت ولم أعرفه" (٦/ ٢٦٣)، وفيه عفان بن جبير الطائي ينظر فيه، ومع ذلك حسنه المنذري، والعراقي.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَدٌّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ، خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا».

فوائد ومسائل: ① ''حد'' سے مراد خاص جرائم کی وہ سزائیں ہیں جو اللہ کی طرف سے مقرر کر دی گئی ہیں' مثلاً: چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا' یا قتل کی سزا قصاص۔ ان میں کمی بیشی جائز نہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے جرائم کی سزا ''تعزیر'' کہلاتی ہے' اس میں قاضی کی رائے کو دخل ہے' وہ جرم کی نوعیت کے مطابق مناسب سزا دے سکتا ہے۔ ② حدود وتعزیرات کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور اس جرم سے اجتناب کریں' اس لیے حدود کے نفاذ سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے' اور ملک میں انصاف اور امن ہر قسم کی برکات کا باعث ہے۔ ③ برکات کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے جو عرب کے صحرائی علاقے میں بہت بڑی نعمت اور رحمت شمار ہوتی ہے۔ ④ مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے دیگر شواہد کی بنا پر ان کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة' رقم:۲۳۱)

۲۵۳۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَحَدَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهِ. وَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَلَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يُصِيبَ حَدًّا، فَيُقَامَ عَلَيْهِ».

۲۵۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کی ایک بھی آیت کا انکار کیا تو اسے قتل کرنا حلال ہو گیا۔ اور جس نے کہا: اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو (اس اقرار کے بعد) کسی کو اس پر (قتل کرنے یا مال چھیننے کا) اختیار نہیں' سوائے اس کے کہ وہ کسی حد والے جرم کا ارتکاب کرے تو وہ حد اس پر جاری کی جائے گی۔''

۲۵٤۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَالِمٍ

۲۵۴۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۵۳۹ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ۲/ ۷۹۳ من حديث حفص بن عمر العدني به مختصرًا * والعدني لقبه الفرخ، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، والحديث ضعفه البوصيري من أجله.

۲٥٤۰ـ [حسن] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ۳۳۰ عن المفلوج به مطولاً، وأورده الضياء في المختارة، وفيه علة قادحة، وهي عنعنة عبيدة بن الأسود لأنه مدلس، مذكور في المرتبة الثالثة من طبقات المدلسين لابن حجر، وله شاهد عند البيهقي: ۹/ ۱۰۳، ۱۰٤، فيه منصور الخولاني، ولم أجد له ترجمةً، وشيخه غيلان بن ◄◄

الْمَفْلُوجُ : حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقِيمُوا حُدُودَ اللهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ. وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی حدیں قریب والے پر بھی نافذ کرو اور دور والے پر بھی۔ تمھیں اللہ (کے احکام کی تعمیل) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت (ان پر عمل کرنے سے) رکاوٹ نہ بنے۔''

فوائد ومسائل: ① قانون معاشرے کو صحیح رکھنے میں تبھی کامیاب ہو سکتا ہے جب اس کا نفاذ ہر ایک پر یکساں ہو اور کوئی اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔ ② قریب اور دور سے مراد نسبی طور پر حکام سے قریب یا دور کا تعلق ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو غیر اسلامی معاشرے میں کسی مجرم کو قانون کے شکنجے سے بچا سکتی ہے' اسلامی معاشرے میں وہ بے اثر ہو جاتی ہے' مثلاً: مال و دولت' یا عہدہ و منصب وغیرہ۔ ③ انصاف کرتے وقت اور مجرم کو سزا دیتے وقت صرف اللہ کی رضا پیش نظر ہونی چاہیے۔ یہ فکر نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ رائے زنی' نکتہ چینی یا طعن و تشنیع کا نشانہ بنائیں گے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ (التحفة ٤)

باب:۴- کس پر حد لگانا واجب نہیں؟

٢٥٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيَّ يَقُولُ: عُرِضْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ. فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ. وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيلُهُ. فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُنْبِتْ، فَخُلِّيَ سَبِيلِي.

۲۵۴۱- حضرت عطیہ قرظی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: بنو قریظہ (کی سزا) کے دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو جس کے (زیر ناف) بال اگ آئے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے بال نہیں اگے تھے' اسے چھوڑ دیا گیا۔ میں ان افراد میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے بھی چھوڑ دیا گیا۔

◀◀ أنس، وثقه ابن حبان، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٥٤١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في النزول على الحكم، ح: ١٥٨٤ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٤٥، راجع نيل المقصود، ح: ٤٤٠٤.

٢٥٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيَّ يَقُولُ: فَهَا أَنَا ذَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ.

۲۵۴۲- حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے (مذکورہ بالا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: یہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔

فوائد ومسائل: ① بنوقریظہ کا مسلمانوں سے یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کی مدد نہیں کریں گے لیکن بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کے بہکانے سے بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد عہد شکنی پر آمادہ ہو گیا۔ اور بنوقریظہ نے جنگ خندق میں عملاً کفار کی مدد کی' اور ایسی کارروائیاں کیں جس سے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ اس طرح قبیلہ بنوقریظہ عہد شکنی کا مرتکب ہوا۔ ② جنگ خندق سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کی بستی کا محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے اور کہا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں قبول ہو گا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ بنوقریظہ کے سب مردوں کو قتل کر دیا جائے' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کا مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم' ص: ۵۰۹ تا ۵۱۲) ③ زیر ناف بال اگ آنا بلوغت کی علامت ہے۔ ④ نابالغ بچوں پر حد نافذ نہیں ہوتی' البتہ مناسب تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔

٢٥٤٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ أَبُو أُسَامَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي. وَعُرِضْتُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي.

۲۵۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جنگ احد کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو میری عمر چودہ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (جنگ میں شریک ہونے کی) اجازت نہ دی۔ اور غزوۂ خندق کے موقع پر' جب میں پندرہ سال کا تھا' مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے (جنگ میں شریک ہونے کی) اجازت دے دی۔

٢٥٤٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ١٥٥، الطلاق، باب متى يقع طلاق الصبي، ح: ٣٤٦٠ من حديث ابن عيينة به.

٢٥٤٣ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب بلوغ الصبيان وشهادتهم، ح: ٢٦٦٤ من حديث أبي أسامة من حديث عبيدالله بن عمر به، ومسلم، الإمارة، باب بيان سنّ البلوغ، ح: ١٨٦٨ من حديث عبدالله بن نمير به.

قَالَ نَافِعٌ : فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ : هٰذَا فَصْلُ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ .

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور خلافت میں انھیں یہ حدیث سنائی تو انھوں نے فرمایا: یہ (عمر) بچے اور بڑے کے درمیان حد فاصل ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے متعدد علماء نے استدلال کیا ہے کہ پندرہ سال کی عمر بلوغت کی عمر ہے لہٰذا اس عمر کے بچے کو بالغ شمار کرنا چاہیے۔ ② عام حالات میں بلوغت کی دوسری علامات پر اعتماد کیا جاتا ہے مثلاً: زیر ناف بال آ جانا' یا احتلام ہونا' لڑکیوں میں ماہانہ نظام کا شروع ہونا۔ لیکن اگر کسی بچے یا بچی میں مناسب عمر میں یہ علامتیں ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال عمر مکمل ہونے پر انھیں بالغ قرار دیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ السَّتْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ (التحفة ٥)

باب: ٥- مومن کی غلطی پر پردہ ڈالنا اور شک کا فائدہ دے کر حد سے بری کر دینا

٢٥٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» .

٢٥٤٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔''

فوائد ومسائل: ① پردہ پوشی سے مراد کسی کے گناہ یا عیب کو ظاہر کرنے اور اس کی تشہیر سے اجتناب کرنا ہے۔ ② کوئی انسان عیب اور غلطی سے پاک نہیں' لہٰذا دوسروں کو بدنام کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ آخرت میں پردہ رکھنے کا مطلب اس کے گناہوں کی معافی ہے۔ ④ کسی پر احسان کرنے کا اچھا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ انسان دوسروں سے جس قسم کا سلوک کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہے۔

٢٥٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ :

٢٥٤٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٥٤٤- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة به مطولاً، انظر، ح: ٢٢٥ من هذا الكتاب.

٢٥٤٥- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبو يعلى: ١١/ ٤٩٤، ح: ٦٦١٨ من حديث وكيع به بلفظ: "إدرؤا الحدود ما ◄◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِدْفَعُوا الْحُدُودَ مَا وَجَدْتُمْ لَهُ مَدْفَعاً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک حد لگانے سے بچاؤ کی گنجائش ملے' حد رفع کرو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق سمیت دیگر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے' تاہم بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ حد اس وقت نافذ کرنی چاہیے جب جرم اس انداز سے ثابت ہو جائے کہ شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ سے زنا کا جرم سرزد ہو گیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر اعتراف کر لیا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا' یا ہاتھ لگایا ہو گا یا نگاہ ڈالی ہو گی۔'' جب انھوں نے صراحت سے اس غلطی کا اعتراف کیا' جس کی سزا رجم ہے' تب رسول اللہ ﷺ نے انھیں رجم کی سزا دی۔ (صحيح البخاري' الحدود' باب هل يقول الإمام للمقر لعلك لمست أوغمزت، حديث: ٦٨٢٤)

٢٥٤٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ».

٢٥٤٦- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی برہنگی چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی برہنگی چھپائے گا۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا پردہ فاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کرے گا حتی کہ اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دے کر کہا کہ حدیث نمبر: ٢٥٤٤ اور ٢٢٥ اس سے کفایت کرتی ہیں' علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت

◄◄ استطعتم'، وضعفه البوصيري، وقال ابن حجر في إبراهيم بن الفضل المخزومي متروك (تقريب)، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ١٤٢٤، وابن عدي: ١/ ٢٣٣ وغيرهما.

٢٥٤٦- [إسناده ضعيف] ⁕ محمد بن عثمان بن صفوان الجمحي ضعيف كما في التقريب وغيره، وحديث: ٢٥٤٤، ٢٢٥ يغني عنه.

سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:٢٣٤١) ② برہنگی چھپانے سے ظاہری معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ جس کو کپڑے کی ضرورت ہو اسے کپڑا پہنایا جائے' اور کسی کو رسوا ہونے سے بچانا بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اگر کسی کے عیب کا علم ہو جائے تو دوسروں کو بتانے کی بجائے اسے تنہائی میں نصیحت کی جائے تاکہ وہ باز آ جائے۔ ③ کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والا خود ذلیل ہو کر رہتا ہے۔ ④ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو رسوا کرتے وقت یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ مجھ میں یہ عیب نہیں' اس لیے مجھے رسوائی کا اندیشہ نہیں۔ انسان کسی بھی لمحے اپنی کمزوری کا یا شیطان کے وسوسوں کا شکار ہو کر گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرنی چاہیے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ (التحفة ٦)

٢٥٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ. فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟». ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا، إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ. وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ

باب:٦- حد سے بچاؤ کے لیے سفارش کرنا

٢٥٤٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قریش بنو مخزوم کی اس خاتون کے معاملے میں بہت فکر مند ہوئے جس نے چوری کی تھی۔ انھوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون عرض کر سکتا ہے؟ (آخر) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پیارے اسامہ بن زید ؓ کے سوا اور کون یہ جرأت کر سکتا ہے؟ چنانچہ حضرت اسامہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟'' پھر آپ اٹھے اور خطبہ ارشاد فرمایا' (خطبے میں) نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ ان میں جب کوئی معزز (امیر) آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور (غریب) آدمی

٢٥٤٧ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(٥٤)، ح: ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٦٧٨٧، ٦٧٨٨ من حديث الليث به، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨ عن محمد بن رمح به.

بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

چوری کرتا تو اسے حد لگا دیتے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (ؓ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَدْ أَعَاذَهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تَسْرِقَ. وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ هٰذَا.

راویٔ حدیث محمد بن رمح نے کہا: میں نے امام لیث بن سعد ؒ کو فرماتے ہوئے سنا' وہ بیان کر رہے تھے: اللہ تعالیٰ نے انھیں (حضرت فاطمہ ؓ کو) چوری (جیسی نازیبا حرکت) سے محفوظ فرمایا تھا۔ اور ہر مسلمان کو یہی کہنا چاہیے (کہ حضرت فاطمہ ؓ سے اس قسم کی غلطی کا صدور ممکن نہیں لیکن قانون اعلیٰ اور ادنیٰ سب کے لیے برابر ہے۔)

فوائد ومسائل: ① بنو مخزوم کی اس خاتون کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد تھا جو حضرت ابوسلمہ ؓ کی بھتیجی تھیں۔ یہ ابوسلمہ ؓ ام المومنین ام سلمہ ؓ کے پہلے شوہر تھے۔ (فتح الباري: ١٢/ ١٠٨) ② حضرت زید بن حارثہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے منہ بولا بیٹا بنانے سے منع فرما دیا۔ حضرت اسامہ ؓ ان کے بیٹے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ③ حضرت اسامہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے کے لیے اس لیے منتخب کیا گیا ہے کہ وہ کم سن تھے' اس لیے خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اگر سفارش نہ بھی مانی تو اسامہ ؓ سے ناراض نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بچے تھے۔ ④ حدود کے نفاذ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ ⑤ قانون کے نفاذ میں امیر اور غریب میں فرق کرنا اللہ کے غضب کا موجب ہے کیونکہ اس سے قانون کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ ⑥ جس غلطی میں متعدد افراد شریک ہوں اس کی شناعت سب کے سامنے ذکر کر دینی چاہیے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تنبیہ ہو۔ ⑦ اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم کھانا جائز ہے اگرچہ کسی کو اس پر شک نہ ہو' البتہ بلا ضرورت قسم کھانا مکروہ ہے۔ اور جھوٹی قسم کھانا حرام اور بڑا گناہ ہے۔

٢٥٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۵۴۸- حضرت مسعود بن اسود ؓ سے روایت ہے'

٢٥٤٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٣٧٩، ٣٨٠ (على تصحيف فيه) من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه، ووافقه الذهبي، والحديث في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/ ٤٦٦، ٤٦٧ عن ابن نمير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس ابن إسحاق"، انظر، ح: ١٢٠٩، والحديث السابق شاهد له، ولعله من أجله حسنه الحافظ في الإصابة: ٣/ ٤٠٩.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أُمِّهِ عَائِشَةَ بِنْتِ مَسْعُودِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: لَمَّا سَرَقَتِ الْمَرْأَةُ تِلْكَ الْقَطِيفَةَ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَعْظَمْنَا ذٰلِكَ . وَكَانَتِ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ . فَجِئْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نُكَلِّمُهُ. وَقُلْنَا: نَحْنُ نَفْدِيهَا بِأَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُطَهَّرَ خَيْرٌ لَهَا» فَلَمَّا سَمِعْنَا لِينَ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَتَيْنَا أُسَامَةَ فَقُلْنَا : كَلِّمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ، قَامَ خَطِيباً فَقَالَ: «مَا إِكْثَارُكُمْ عَلَيَّ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ اللهِ؟ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ نَزَلَتْ بِالَّذِي نَزَلَتْ بِهِ، لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا».

انھوں نے فرمایا: جب اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کمبل چرا لیا تو ہم اس معاملے میں بہت فکر مند ہوئے۔ وہ قریش کی ایک عورت تھی۔ ہم بات کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: ہم اس کے جرمانے کے طور پر چالیس اوقیے (چاندی) دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ اسے (سزا دے کر گناہ سے) پاک کر دیا جائے۔“ ہم نے جب رسول اللہ ﷺ کی نرم گفتگو سنی تو ہم حضرت اسامہ ؓ کے پاس گئے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ سے بات کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو خطبہ دینے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”تم اللہ کی ایک حد (کے نفاذ کو روکنے) کے لیے اصرار کیوں کر رہے ہو جو اللہ کی ایک بندی پر آ پڑی ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر اللہ کے رسول (ﷺ) کی بیٹی بھی وہ غلطی کرتی جو اس عورت نے کی ہے تو محمد (ﷺ) اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“

(المعجم ٧) - بَابُ حَدِّ الزِّنَا (التحفة ٧)

باب: ۷- زنا کی حد

٢٥٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ

۲۵۴۹- حضرت ابو ہریرہ، حضرت زید بن خالد اور حضرت شبل ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے

٢٥٤٩ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، ح: ٦٨٢٨، ٦٨٦٠ من حديث ابن عيينة، ومسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، ح: ١٦٩٨ من حديث الزهري به.

أَبِي هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَ شِبْلٍ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللهَ لَمَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. فَقَالَ خَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ: اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. وَائْذَنْ لِي حَتَّى أَقُولَ. قَالَ: «قُلْ» قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا. وَإِنَّهُ زَنٰى بِامْرَأَتِهِ. فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ. فَسَأَلْتُ رِجَالاً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. فَأُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ. وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ. اَلْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ. وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا. فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا».

کر کہتا ہوں کہ ہمارا فیصلہ اللہ کے قانون کے مطابق کیجیے۔ اس کا مخالف (دوسرا آدمی) زیادہ سمجھ دار تھا اس نے کہا: (جی ہاں) ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کر دیجیے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا' اس نے اس کی بیوی سے بدکاری کر لی۔ میں نے سو بکریاں اور ایک غلام اس کا فدیہ دے دیا۔ پھر میں نے اہل علم میں سے متعدد افراد سے (مسئلہ) پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے' اور اس کی بیوی کی سزا رجم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمھارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام تم واپس لے لو۔ اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے' اور (دوسرے صحابی سے فرمایا:) اُنیس! اس شخص کی عورت کے پاس جاؤ' اگر وہ (اپنے جرم کا) اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دینا۔''

قَالَ هِشَامٌ: فَغَدَا عَلَيْهَا، فَاعْتَرَفَتْ، فَرَجَمَهَا.

(امام ابن ماجہ کے استاد) حضرت ہشام بن عمار نے فرمایا: حضرت اُنیس ؓ اس عورت کے پاس گئے (اور اس سے پوچھا) تو اس نے اعتراف کر لیا' چنانچہ انھوں نے اسے سنگسار کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں ہیں کیونکہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں' اس لیے ہم نے ''کتاب اللہ'' کا ترجمہ ''اللہ کا قانون'' کیا ہے۔ ② قتل وغیرہ کے مقدمات میں فریقین میں صلح ہو سکتی ہے' خواہ دیت دینے کی شرط پر صلح ہو یا ویسے معاف کر دیا جائے۔ لیکن ''زنا'' کا مقدمہ قابل مصالحت نہیں۔ ③ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ ④ شادی

شدہ زانی کی سزا رجم' یعنی سنگسار کرنا ہے۔ ⑤ زنا کا جرم جس طرح چشم دید گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے' اسی طرح اقرار جرم سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

۲۵۵۰- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا عَنِّي. خُذُوا عَنِّي. قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلاً. اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ. وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ».

۲۵۵۰- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے (اللہ کا حکم) حاصل کرلو۔ مجھ سے (اللہ کا حکم) حاصل کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک راستہ (اور قانون) مقرر کر دیا ہے۔ کنوارے لڑکے اور کنواری لڑکی کی سزا سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ہے۔ اور شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کی سزا سو کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ارشاد نبوی: ''اللہ نے ان کے لیے ایک راستہ مقرر کر دیا ہے۔'' سے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ حکم نازل ہوا تھا: ﴿وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ (النساء ۴:۱۵) ''تمھاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں تو تم ان پر اپنے میں سے چار گواہ ٹھہرا لو' پھر اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے' یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راستہ نکال دے۔'' ② رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو صرف سنگ ساری کی سزا دی' کوڑے نہیں لگوائے۔ جیسا کہ حدیث: ۲۵۴۹ میں بیان ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوڑوں کی سزا سنگ ساری میں مدغم ہوگئی ③ غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے مارنا ہے' اس کے علاوہ ایک سال کے لیے وطن سے دور بھیجنا ہے تاکہ ماحول تبدیل ہونے سے گناہ کی ترغیب ختم ہو جائے۔ آج کے دور میں سزائے قید کو جلاوطنی کا متبادل قرار دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ جیل کا ماحول جرائم کی حوصلہ افزائی کرنے والا نہ ہو۔

(المعجم ٨) - بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ (التحفة ٨)

باب: ۸- بیوی کی لونڈی سے بدکاری کرنے والے کی سزا

۲۵۵۰- أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الزنى، ح: ١٦٩٠ من حديث حطان به.

٢٥٥١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: أَنْبَأَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: أُتِيَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ بِرَجُلٍ غَشِيَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ. فَقَالَ: لَا أَقْضِي فِيهَا إِلَّا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ، جَلَدْتُهُ مِائَةً. وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَذِنَتْ لَهُ، رَجَمْتُهُ.

٢٥٥١- حضرت حبیب بن سالم رشاللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک مرد پیش کیا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے مباشرت کی تھی۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کے بارے میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ پھر فرمایا: اگر عورت نے مرد کو لونڈی سے مباشرت کی اجازت دی تھی تو میں اس (مرد) کو سو کوڑے لگواؤں گا۔ اور اگر اس نے اجازت نہیں دی تھی تو میں اسے سنگسار کروا دوں گا۔

٢٥٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رُفِعَ إِلَيْهِ رَجُلٌ وَطِيءَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ، فَلَمْ يَحُدَّهُ.

٢٥٥٢- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مرد پیش کیا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے مباشرت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حد نہیں لگائی۔

فائدہ: بیوی کی مملوکہ لونڈی سے زنا کے بارے میں صحابہ کے اقوال مختلف ہیں۔ امام شوکانی رشاللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو ترجیح دی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوی کی ملکیت میں شوہر کے تصرف کی وجہ سے ایک شبہ موجود ہے اس لیے رجم نہ کیا جائے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود، شرح سنن أبي داود: ١٢/٩٦-٩٩)

٢٥٥١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الرّجل يقع على جارية امرأته، ح: ١٤٥١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه أيوب بن مسكين عنده * قتادة لم يسمع من حبيب بن سالم، سمعه من خالد بن عرفطة، وكتب إليه حبيب، وتابعه أبوبشر عن خالد بن عرفطة عن حبيب به . . . الخ، وخالد جهله أبوحاتم، والبزار، ووثقه ابن حبان، والحديث الآتي شاهد له.

٢٥٥٢ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/٢٩٧، ح: ٧٢٣٠ من حديث عبدالسلام به، وقال: "لا تصح هذه الأحاديث" (تحفة الاشراف: ٤/٥٢)، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٤٦٠، ٤٤٦١ من طريقين عن قتادة عن الحسن به، وأخرج البيهقي: ٨/٢٤٠ بإسناد صحيح عن الحسن قال: حدثني قبيصة بن حريث الأنصاري عن سلمة ابن محبق به بلفظ: "إن كان استكرهها فهي عتيقة وعليه مثلها وإن كان أتاها عن طيبة نفس منها ورضي فهي له وعليه مثل ثمنها لك (أي لزوجته) ولم يقم عليه حدًا" * قبيصة وثقه العجلي، وابن حبان، وقال الحافظ في التقريب "صدوق" انتهى، ولم يطعن أحد فيه بحجة، فالسند حسن.

(المعجم ٩) - **بَابُ الرَّجْمِ** (التحفة ٩)

باب:۹- سنگسار کرنا

٢٥٥٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ، حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ: مَا أَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللهِ. أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ إِذَا أُحْصِنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ حَمْلٌ أَوِ اعْتِرَافٌ. وَقَدْ قَرَأْتُهَا: «الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ» رَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ.

۲۵۵۳- حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ لوگوں پر کچھ طویل عرصہ گزرنے پر کوئی شخص یہ بھی کہنے لگے گا: مجھے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں رجم کا ذکر نہیں ملتا۔ اس طرح وہ لوگ اللہ کا ایک فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ سنو! رجم حق ہے جب کہ مرد شادی شدہ ہو اور گواہی ثابت ہو جائے' یا حمل یا اعتراف موجود ہو۔ میں نے یہ آیت پڑھی ہے: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ﴾ ''بڑی عمر کا مرد اور بڑی عمر کی عورت جب بدکاری کریں تو انھیں ضرور رجم کر دو۔'' رسول اللہ ﷺ نے (اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو) رجم کی سزا دی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی۔

فوائد ومسائل: ① رجم کا مطلب یہ ہے کہ اگر زنا کا مجرم مرد یا عورت شادی شدہ ہو تو اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ ② زنا کے مجرم کے لیے رجم کا حکم سابقہ شریعتوں میں بھی موجود تھا۔ بائبل کے موجودہ نسخوں میں بھی زانی کے لیے سزائے موت کا حکم موجود ہے۔ (دیکھیے' کتاب احبار' باب: ۲۰' فقرہ: ۱۰) ③ قرآن مجید میں بعض آیات یا ان کے احکام منسوخ ہوئے ہیں۔ زیر مطالعہ حدیث میں مذکور آیت کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔ ④ زنا کا جرم تین طرح ثابت ہوتا ہے: (ا) چار چشم دید گواہوں کی گواہی سے۔ (ب) مجرم کے اقرار جرم سے۔ (ج) غیر شادی شدہ عورت کو حمل ہو جانے سے' البتہ غیر شادی شدہ مجرم کو سنگ سار نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

٢٥٥٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۵۵۴- حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے'

٢٥٥٣ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، ح: ٦٨٢٩ من حديث سفيان به، ومسلم، الحدود، باب رجم الثيب في الزنا، ح: ١٦٩١ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة به.

٢٥٥٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في درء الحد، عن المعترف إذا رجع، ح: ١٤٢٨ ◄◄

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: قَدْ زَنَيْتُ. فَأَعْرَضَ عَنْهُ. حَتَّى أَقَرَّ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ. فَلَمَّا أَصَابَتْهُ الْحِجَارَةُ أَدْبَرَ يَشْتَدُّ. فَلَقِيَهُ رَجُلٌ بِيَدِهِ لَحْيُ جَمَلٍ. فَضَرَبَهُ فَصَرَعَهُ. فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِرَارُهُ حِينَ مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ. قَالَ: «فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ».

انھوں نے فرمایا: ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول ﷺ نے منہ دوسری طرف کرلیا۔ اس نے پھر (تیسری بار) کہا: میں نے زنا کیا ہے تو نبی ﷺ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے پھر (چوتھی بار) کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے منہ پھیرتے رہے حتی کہ اس نے چار بار اقرار کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کیے جانے کا حکم دے دیا' چنانچہ جب اسے پتھر لگنے لگے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اسے ایک آدمی ملا جس کے ہاتھ میں اونٹ کے جبڑے کی ہڈی تھی۔ اس نے وہی ماردی جس سے وہ گر گیا (اور جان دے دی۔) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پتھر لگنے پر اس کے بھاگنے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟''

فوائد ومسائل: ① اقرار سے زنا کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ ② جرم کی سزا دینے کے لیے ضروری ہے کہ جرم کے ارتکاب کا یقین حاصل ہو جائے اور کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے پوچھا تھا: ''کیا تجھے جنون کی شکایت تو نہیں؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ (صحيح البخاري' الحدود' باب لا يرجم المجنون والمجنونة' حديث: ٦٨١٥) اس کے علاوہ اس سے پوچھا تھا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ہاتھ لگایا ہو یا (بری نیت سے) دیکھا ہو (اور تو اسے زنا کہہ کر سزا کا مطالبہ کر رہا ہو۔)'' اس نے کہا: نہیں' اے اللہ کے رسول! (صحيح البخاري' الحدود' باب هل يقول الإمام للمقر: لعلك لمست أوغمزت' حديث: ٦٨٢٤) ③ اس واقعہ سے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ انھوں نے محض اللہ کے ڈر سے حد کے ذریعے سے جان دینا قبول کیا۔ ④ ضرورت کے موقع پر ایسے الفاظ بولنا جائز ہے جنھیں عام حالات میں حیا کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ ⑤ حدود کا نفاذ مسجد سے باہر کرنا چاہیے۔ ⑥ جو شخص خود اپنے جرم کا اقرار کرے' اگر وہ

◄◄ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٦٣، ووافقه الذهبي، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ١٠/ ٧٢ عن عباد به باختلاف يسير.

اس کے بعد اقرار سے منحرف ہو جائے تو اسے سزا نہیں دی جائے گی۔ اس واقعہ سے امام ترمذی نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے۔(جامع الترمذي، الحدود، باب ماجاء في درء الحد عن المعترف إذا رجع، حديث:١٤٢٨)

٢٥٥٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُوعَمْرٍو: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاعْتَرَفَتْ بِالزِّنَا. فَأَمَرَ بِهَا فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا. ثُمَّ رَجَمَهَا. ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا.

٢٥٥٥- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا' رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیے گئے' پھر آپ نے اسے سنگسار کیا' پھر اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد ومسائل: ① کپڑے جسم پر اچھی طرح سمیٹ کر باندھ دینے کا مقصد یہ ہے کہ عورت کے جسم کی بے پردگی نہ ہو۔ ② جسے حد لگی ہو اس کا جنازہ پڑھنا چاہیے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن کرنا چاہیے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ رَجْمِ الْيَهُودِيِّ وَالْيَهُودِيَّةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کرنا

٢٥٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيَّيْنِ. أَنَا فِيمَنْ رَجَمَهُمَا. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ يَسْتُرُهَا مِنَ الْحِجَارَةِ.

٢٥٥٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو یہودی افراد (ایک مرد اور ایک عورت) کو رجم کیا۔ رجم کرنے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ میں نے اس (یہودی) کو دیکھا کہ وہ اس (عورت) کو پتھروں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

٢٥٥٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى:

٢٥٥٧- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے

٢٥٥٥_ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٤/ ٢٨٤، ح: ٧١٨٨ من حديث الأوزاعي به، وقال: "لا نعلم أحدًا تابع الأوزاعي على قوله عن أبي المهاجر، وإنما هو أبو المهلب"، وحديث أبي المهلب أخرجه مسلم، ح: ١٦٩٦ وغيره من طريق يحيى بن أبي كثير عن أبي قلابة عنه.

٢٥٥٦_ أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح: ١٦٩٩ من حديث عبيدالله بن عمر به مطولاً، وأصله متفق عليه من حديث مالك عن نافع به.

٢٥٥٧_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في رجم أهل الكتاب، ح: ١٤٣٧ من حديث شريك به، ◄◄

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً.

کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو سنگسار کیا۔

فوائد ومسائل: ① زنا سابقہ شریعتوں میں بھی جرم تھا اور یہود کے ہاں بھی اس کی سزا رجم ہے۔ ② اسلامی حکومت میں غیر مسلموں پر بھی اسلامی سزائیں نافذ ہوتی ہیں۔

٢٥٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمٍ مَجْلُودٍ. فَدَعَاهُمْ فَقَالَ: «هٰكَذَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ حَدَّ الزَّانِي؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَدَعَا رَجُلاً مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ: «أَنْشُدُكَ بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسٰى، أَهٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟» قَالَ: لاَ. وَلَوْلاَ أَنَّكَ نَشَدْتَنِي لَمْ أُخْبِرْكَ. نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي، فِي كِتَابِنَا، الرَّجْمَ. وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا الرَّجْمُ. فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ. وَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَقُلْنَا تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلٰى شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ. فَاجْتَمَعْنَا عَلَى التَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ، مَكَانَ الرَّجْمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ،

٢٥٥٨- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور اسے کوڑے مارے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بلایا اور فرمایا: ''کیا تمھیں اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا ملتی ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا: ''میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی! کیا تم زانی کی یہی سزا (تورات میں) پاتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں۔ اور اگر آپ نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو (صحیح بات) نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں زانی کی سزا رجم ہی ہے لیکن ہمارے اشراف میں رجم (والا جرم) بہت زیادہ ہونے لگا تو (ہم یوں کرنے لگے کہ) جب ہم کسی معزز کو (اس جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے) پکڑ لیتے تو اسے (سزا دیے بغیر) چھوڑ دیتے' اور جب کسی کمزور کو پکڑ لیتے تو اسے حد لگا دیتے۔ (اس لیے) ہم نے (آپس میں) کہا: آؤ

وقال: "حسن غريب" * شريك القاضي عنعن، وهو مدلس كما في كتب المدلسين، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٢٧ مختصرًا.

إِذْ أَمَاتُوهُ» . وَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ .

ہم کسی ایسی سزا پر اتفاق کرلیں جو معزز اور کمزور (دونوں قسم کے مجرموں) کو دے سکیں، چنانچہ ہم نے رجم کی بجائے منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے پر اتفاق کرلیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سب سے پہلے میں تیرے حکم کو زندہ کرتا ہوں جب کہ انھوں نے اس کو مردہ کردیا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس مجرم کو سنگسار کردیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① اللہ کے قوانین کو تبدیل کرکے اپنے بنائے ہوئے قوانین کو اللہ کے قوانین کہنا یہودیوں کی صفت ہے۔ مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ② جو رسم و رواج شریعت کے خلاف ہوں انھیں شریعت کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ ③ بائبل کے موجودہ نسخوں میں بھی زنا کے مجرم کے لیے سزائے موت کا ذکر موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کتاب استثناء میں یہ حکم اس طرح درج ہے: ''اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دفع کرنا، اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی ہو اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پاکر اس سے صحبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک تک نکال لانا اور ان کو سنگسار کردینا کہ وہ مر جائیں۔'' (استثناء باب: ۲۲، فقرہ: ۲۲ تا ۲۴) ④ قانون کا نفاذ امیر غریب سب پر یکساں ہونا چاہیے۔ ⑤ صحیح مسئلہ چھپا لینا یہودیوں کی عادت ہے۔ ⑥ غیر مسلم سے بھی غیر اللہ کی قسم لینا جائز نہیں بلکہ اس سے اللہ کی اس صفت کا ذکر کرکے قسم لی جائے جس کا وہ بھی قائل ہو۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ (التحفة ١١)

باب:۱۱- جو بظاہر بدکار معلوم ہو (لیکن جرم باقاعدہ ثابت نہ ہو)

٢٥٥٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۲۵۵۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو گواہی قائم ہوئے بغیر رجم کرتا تو فلاں عورت کو ضرور رجم کردیتا۔ اس کی بات چیت، چال ڈھال اور اس کے پاس آنے جانے والوں کی وجہ سے وہ بظاہر مشکوک نظر آتی ہے۔''

٢٥٥٩- [إسناده صحيح] وصححه البوصيري، والحديث الآتي شاهد له.

ﷺ: «لَوْ كُنْتُ رَاجِماً أَحَداً بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، لَرَجَمْتُ فُلاَنَةَ. فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّيبَةُ فِي مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا».

٢٥٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ شَدَّادٍ: هِيَ الَّتِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا» فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

٢٥٦٠- حضرت قاسم رحمہ اللہ (بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کا ذکر کیا تو ابن شداد نے کہا: کیا یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو بغیر گواہی کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا؟'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (نہیں) وہ تو علانیہ فحش حرکات کرتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سنگسار کرنا سخت ترین سزائے موت ہے لہٰذا یہ سزا اس وقت تک نہیں دی جا سکتی جب تک جرم کا ارتکاب بغیر کسی شک وشبہ کے ثابت نہ ہو جائے۔ ② جرم کے ثبوت کے لیے چار چشم دید مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا مجرم خود اعتراف جرم کر لے یا دیگر قرائن سے اس کا ثبوت مل جائے تب اسے زنا کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ③ مشکوک کردار کے افراد کو تنبیہ کی جا سکتی ہے یا مناسب تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ (التحفة ١٢)

باب:١٢- حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا جرم کرنے والے کی سزا

٢٥٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٢٥٦١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے تم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا کام کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔''

٢٥٦٠_ أخرجه البخاري، الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة، ح: ٦٨٥٥، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٥٦١_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب فيمن عمل عمل قوم لوط، ح: ٤٤٦٢ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الضياء، وابن الجارود، ح: ٨٢٠، والحاكم: ٤/ ٣٥٥، والذهبي.

قَالَ: «مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ».

٢٥٦٢- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ. قَالَ: «ارْجُمُوا الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلَ. ارْجُمُوهُمَا جَمِيعاً».

۲۵۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں' جو حضرت لوط علیہ السلام کی (بدکار) قوم والی حرکت کرتا ہے' فرمایا: ''اوپر والے اور نیچے والے کو سنگسار کر دو۔ ان دونوں کو سنگسار کر دو۔''

فوائد ومسائل: ① مرد کا مرد سے جنسی عمل بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کی شناعت عام زنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ ② عام لوگ اس قسم کی بدکاری کو ''لواطت'' کا نام دیتے ہیں جو مناسب نہیں کیونکہ یہ لفظ حضرت لوط علیہ السلام جیسے پاکباز نبی کے نام سے بنایا گیا ہے' حالانکہ وہ اس جرم سے اجتناب کی تبلیغ کرتے تھے۔ اور انھوں نے اپنی بدکار قوم کو اس گندی اور بری حرکت سے بڑی سختی سے منع کیا تھا' اس لیے اسے ''قوم لوط کا عمل'' کہنا چاہیے' یا ان لوگوں کے لیے شہر سدوم کی طرف نسبت کر کے ''سدومیت'' کہا جائے جیسا کہ انگریزی میں اسے اسی نام (Sodomy) سے موسوم کیا گیا ہے۔ اردو میں آج کل ''غیر فطری فعل'' کی اصطلاح بھی مستعمل ہے' بہر حال اسے ''لواطت'' کا نام دینا مناسب نہیں۔ ③ اس جرم کی سزا موت ہے۔ اور اس میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ کا فرق نہیں۔

٢٥٦٣- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: [حَدَّثَنَا] الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

۲۵۶۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر جن گناہوں (میں مبتلا ہونے) کا خطرہ ہے' ان میں سے سب سے زیادہ خطرہ قوم لوط کے عمل (میں مبتلا ہونے) کا ہے۔''

٢٥٦٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في حد اللوطي، ح: ١٤٥٦ من حديث عاصم به معلقًا من غير سند، وقال: "عاصم يضعّف في الحديث من قبل حفظه"، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الهيثم بن خلف الدوري في "ذم اللواط" (٥٥) من حديث عبدالوارث به، وتابعه همام بن يحيى عند الترمذي، ح: ١٤٥٧ وغيره، وحسنه الترمذي، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٥٧، والذهبي * القاسم ابن عبدالواحد روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ٣٩٠.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي، عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ».

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سے' صحیح ہونے کی صورت میں' درج ذیل مسائل کا استنباط کیا جا سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم: ۲۳۵۰) ② رسول اللہ ﷺ نے امت کے بارے میں جن خطرات کا اظہار فرمایا ہے' ہمیں چاہیے کہ ان معاملات میں زیادہ احتیاط کریں۔ ③ اگر کوئی شخص اپنے لیے اس گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ محسوس کرے تو اسے فوراً درج ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہییں: ❁ اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو جلد از جلد شادی کرے تاکہ فطری ضرورت کی تسکین کا جائز ذریعہ میسر آ جائے۔ ❁ جو فرد فتنے کا باعث بن رہا ہے اس سے میل جول کم سے کم کر دے۔ ❁ ایسے شخص کو نظر بھر کر نہ دیکھے' نیز اس کے جسمانی محاسن کی طرف توجہ نہ کرے' اور غض بصر (نظر جھکا کر رکھنے) کا اہتمام کرے۔ ❁ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں سے ایسے مقامات کا مطالعہ کرے جن میں بدکاری کی شناعت' اس کے گناہ اور اس پر اللہ کے عذاب نازل ہونے کا ذکر ہے۔ ❁ اس بات پر غور کرے کہ اس جرم کا اگر عام لوگوں کو علم ہو گیا تو کس قدر بدنامی ہوگی' اور یہ بھی غور کرے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا جرم پوشیدہ نہیں۔ ❁ جذبات کو انگیخت کرنے والی کہانیاں اور ناول پڑھنے اور اس قسم کی فلمیں اور ڈرامے وغیرہ دیکھنے سے اجتناب کرے۔ ❁ نفلی روزے زیادہ رکھے۔ ❁ اللہ تعالیٰ سے پاک دامنی کی دعائیں کرے وغیرہ۔ ④ اگر کوئی شخص اس گناہ میں ملوث ہو چکا ہے لیکن اس کا راز فاش نہیں ہوا تو اسے سوچنا چاہیے کہ اگر اب تک اللہ تعالیٰ نے پردہ رکھا ہے تو کسی موقع پر وہ اسے فاش بھی کر سکتا ہے' پھر کتنی بدنامی اور ندامت ہوگی' اور پھر قیامت کو جب سب کے سامنے یہ راز فاش ہوگا تو کس قدر رسوائی ہوگی۔ یہ سوچ کر فوراً توبہ کرے اور مذکورہ بالا احتیاطی تدابیر اختیار کرے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ أَتَى ذَاتَ مَحْرَمٍ وَمَنْ أَتَى بَهِيمَةً (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- محرم خاتون سے ناجائز تعلق قائم کرنے اور جانور سے بدفعلی کرنے کی سزا

٢٥٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۲۵۶۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٥٦٤_[صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء فيمن يقول للآخر يامخنث، ح: ١٤٦٢ من حديث ابن أبي فديك ببعضه، وقال: "إبراهيم بن إسماعيل يضعف في الحديث" وانظر، ح: ١٠٣٢، ٢٥٦١، ٢٥٦٢ يغنيان عنه، وفي الوقوع على ذات رحم شاهد يأتي، ح: ٢٦٠٧.

إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوهُ. وَمَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ فَاقْتُلُوهُ، وَاقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص محرم عورت سے بدکاری کرے تو اسے قتل کر دو۔ اور جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اسے بھی قتل کر دو' اور اس جانور کو بھی ہلاک کر دو۔''

فوائد ومسائل: ① سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کے لیے سزائے موت ثابت ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ٢٦٠٧) کسی دوسری محرم عورت (مثلاً: بہن' بیٹی' بھتیجی' بھانجی وغیرہ) سے نکاح کرنے والے کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا۔ ② جانور سے بدفعلی کرنے والے کی سزا بھی موت ہے۔ ③ جانور کو قتل کرنے میں کئی حکمتیں ہیں: (ا) دوسروں کے لیے عبرت۔ (ب) فحش عمل کی تشہیر سے بچاؤ تاکہ اس جانور کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اس کے جانور کے ساتھ فلاں نے بدفعلی کی تھی۔ (ج) اس جانور کا گوشت کھانے یا اس پر سواری کرنے سے اجتناب جس کے ساتھ ایسی حرکت کی گئی وغیرہ۔ ④ اگر یہ جانور مجرم کی ملکیت نہیں تو اسے قتل کر کے اس کی قیمت اس کے ترکے میں سے مالک کو ادا کی جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٤) - بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى الْإِمَاءِ (التحفة ١٤)

باب: ١٤- لونڈیوں پر حد لگانا

٢٥٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، و شِبْلٍ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي قَبْلَ أَنْ تُحْصَنَ. فَقَالَ: «اِجْلِدْهَا. فَإِنْ زَنَتْ

٢٥٦٥- حضرت ابوہریرہ' حضرت زید بن خالد اور حضرت شبل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس لونڈی کے بارے میں سوال کیا جو شادی سے پہلے زنا کرلے۔ تو آپ نے فرمایا: ''اسے کوڑے لگاؤ' پھر اگر (دوبارہ) زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔'' پھر تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ''پھر اسے فروخت کر دو' خواہ

٢٥٦٥ـ أخرجه البخاري، العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق، وقوله عبدي أو أمتي، ح: ٢٥٥٥ من حديث ابن عيينة مختصرًا، ومسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح: ١٧٠٤ من حديث الزهري به، وقول ابن عيينة: "وشبل"، وهم كما حققه النسائي وغيره، راجع التهذيب وغيره.

فَاجْلِدْهَا». ثُمَّ قَالَ: فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ: «فَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ».

بالوں کی ایک رسی کے عوض فروخت ہو۔‘‘

٢٥٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. فَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ».

وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ.

۲۵۶۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ‘ پھر اسے بیچ ڈالو اگرچہ رسی کے عوض ہو۔‘‘

(راوی نے کہا:) [ضفیر] سے مراد رسی ہے۔

فوائد ومسائل: ① لونڈی یا غلام کو رجم کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ ② لونڈی غلام اگر زنا کرے تو اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ...... فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النساء۴:۲۵) ’’تم میں سے جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ تمھاری ملکیت مومن لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کرلے...... پھر جب وہ نکاح میں آجائیں اور اس کے بعد وہ بدکاری کریں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔ ③ لونڈی اور غلام کو سزائے موت نہ دینے میں یہ حکمت ہے کہ اس صورت میں آقا کا نقصان ہوتا ہے‘ حالانکہ وہ جرم میں شریک نہیں۔ ④ غلام یا لونڈی کو جلاوطن نہیں کیا جاتا‘ اسے جلاوطن کرنے کی صورت یہی ہے کہ اسے کسی اور مالک کے ہاتھ بیچ دیا جائے تاکہ اس کا ماحول تبدیل ہو اور وہ اس گناہ سے باز آجائے۔

٢٥٦٦ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٤/ ٣٠٣، ح: ٧٢٦٤ من حديث الليث به، وضعفه البوصيري من أجل عمار بن أبي فروة، ضعفه العقيلي، وابن الجارود وغيرهما، والحديث السابق شاهد له.

(المعجم ١٥) - **بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ** (التحفة ١٥)

باب:١٥-بدکاری کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا

٢٥٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي، قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلاَ الْقُرْآنَ. فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ.

٢٥٦٧- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب میری براءت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر اس کا ذکر فرمایا اور قرآن (کی متعلقہ آیات) کی تلاوت فرمائی۔ جب منبر سے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو (حد لگانے کا) حکم جاری فرمایا' چنانچہ انھیں حد لگائی گئی۔

فوائد و مسائل: ① ام المومنین حضرت عائشہ ؓ پر منافقین کی افترا پردازی کا واقعہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر پیش آیا۔ اسے غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ کی تحقیق کے مطابق یہ واقعہ شعبان ۵ ھ میں پیش آیا۔ (الرحیق المختوم' ص: ۵۲۸' حاشیہ) ② اس الزام تراشی کا واقعہ اس طرح ہے کہ غزوۂ مریسیع سے واپسی کے سفر میں مسلمانوں نے ایک منزل پر قیام فرمایا۔ صبح کو روانگی کے وقت حضرت عائشہ ؓ کا خالی ہودج اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المومنین ؓ اس کے اندر موجود ہیں' حالانکہ وہ اپنے ہار کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں۔ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ آپ وہیں لیٹ گئیں اور سوچا کہ جب انھیں میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو خود ہی واپس آئیں گے۔ حضرت صفوان بن معطل سلمی ؓ کی یہ ذمے داری تھی کہ وہ قافلے سے پیچھے رہیں تاکہ قافلے والوں کی گری پڑی چیزیں سنبھال لیں۔ انھوں نے پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہ ؓ کو دیکھا ہوا تھا۔ جب انھیں تنہا سوئے دیکھا تو انا للّٰہ...... پڑھا اور سمجھ گئے کہ قافلہ لاعلمی میں ام المومنین ؓ کو چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے۔ ام المومنین کی آنکھ کھلی تو انھوں نے فوراً پردہ کر لیا۔ حضرت صفوان ؓ نے اونٹ بٹھایا۔ ام المومنین ؓ سوار ہو گئیں۔ صفوان ؓ نے نکیل پکڑی اور پیدل چلتے ہوئے وہاں پہنچ گئے جہاں قافلے والے دوپہر کو آرام کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔ منافقین نے جب حضرت عائشہ ؓ کو حضرت صفوان ؓ کے اونٹ پر سوار دیکھا تو نازیبا باتیں شروع کر دیں' منافقین کے اس بے بنیاد

٢٥٦٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في حد القاذف، ح: ٤٤٧٤ من حديث ابن أبي عدي به، أخرجه الترمذي، ح: ٣١٨١ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب" * وابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٥٠.

پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بعض مخلص مسلمانوں کی زبان سے بھی وہ بات نکل گئی' پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کے دوسرے رکوع میں حضرت عائشہ ؓ کی براءت نازل فرمائی۔ تب ان مخلص مسلمانوں پر حد جاری کی گئی' اس طرح ان کا گناہ معاف ہوگیا۔ اور منافقوں کو بعض مصلحتوں کی بنا پر سزا نہیں دی گئی' لہٰذا ان کی آخرت کی سزا قائم رہی۔ ③ دو مرد اور ایک عورت جن پر حد جاری کی گئی وہ حضرت حسان بن ثابت' حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش ؓ ہیں۔ ④ کسی بے گناہ پر بدکاری کا الزام لگانا بہت بڑا جرم ہے۔ اس کی سزا اسّی کوڑے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَـٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَـٰنِينَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّ أُولَـٰٓئِكَ هُمُ الْفَـٰسِقُونَ﴾ (النور۲۴:۴) ''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں' پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انھیں اسّی کوڑے لگاؤ اور تم ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔''

۲۵٦۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: يَا مُخَنَّثُ فَاجْلِدُوهُ عِشْرِينَ. وَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: يَا لُوطِيُّ فَاجْلِدُوهُ عِشْرِينَ».

۲۵٦۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مرد دوسرے کو کہے: اے مخنث! (اے ہیجڑے!) تو اسے بیس کوڑے مارو۔ اور جب کوئی مرد دوسرے مرد کو کہے: اے لوطی! تو اسے بیس کوڑے مارو۔''

(المعجم ١٦) - بَابُ حَدِّ السَّكْرَانِ (التحفة ١٦)

باب:۱٦- شراب پینے والے کی سزا

۲۵٦۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ عُمَيْرِ ابْنِ سَعِيدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۲۵٦۹- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں جس پر حد لگاؤں' اس کی دیت نہیں دوں گا سوائے شراب پینے والے کے کیونکہ

۲۵٦۸ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء فيمن يقول للآخر يامخنث، ح:١٤٦٢ من حديث ابن أبي فديك به مختصرًا، انظر، ح:٢٥٦٤ لعلته.

۲۵٦۹ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب الضرب بالجريد والنعال، ح:٦٧٧٨، ومسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح:١٧٠٧ من حديث أبي حصين به.

الزُّهْرِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ : حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، سَمِعْتُهُ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: مَا كُنْتُ أَدِي مَنْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْحَدَّ. إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّ فِيهِ شَيْئًا. إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ جَعَلْنَاهُ نَحْنُ.

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہیں کی۔ یہ تو ہم لوگوں نے خود مقرر کر لی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث: ۲۵۷۱ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے کو چالیس کوڑے لگوائے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدار کو ایک مقرر سزا تصور نہیں کیا بلکہ اسے ایک اندازے کی حیثیت دی ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سزا میں اضافہ کر کے اسی کوڑے کی سزا مقرر فرمائی۔ دیکھیے: (حدیث: ۲۵۷۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سزا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے مقرر کی تھی۔ یہ مشورہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تھا اور باقی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف نہ کر کے تائید فرمائی۔ (صحیح مسلم' الحدود' باب حد الخمر' حدیث: ۱۷۰۶)

٢٥٧٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ. ح : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، جَمِيعاً عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ.

۲۵۷۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ شراب نوشی کے جرم میں جوتوں اور چھڑیوں سے سزا دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب نوشی کی سزا میں تعزیر کا پہلو پایا جاتا ہے جس میں کمی بیشی کی گنجائش ہوتی ہے' یعنی اس کی حیثیت مقررہ حد کی نہیں جس میں تبدیلی جائز نہیں۔ ② دوسرے جرائم کی سزا میں صرف کوڑے مارے جاتے ہیں' البتہ شراب نوشی کی سزا میں کوڑوں کی بجائے جوتے وغیرہ بھی مارے جا سکتے ہیں۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بعد میں اسی کوڑوں کے جواز پر اتفاق کر لیا' اس لیے اب اسی کوڑوں کی

٢٥٧٠ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب ماجاء في ضرب شارب الخمر، ح: ٦٧٧٣، ٦٧٧٦، ومسلم، الحدود، الباب السابق، ح: ١٧٠٦ من حديث هشام الدستوائي به بألفاظ متقاربة المعنى.

سزا دینا ہی درست ہے۔ ④ جرید کھجور کے درخت کی شاخ کو کہتے ہیں جس سے پتے اتار دیے گئے ہوں' سزا دینے کے لیے اس قسم کی چھڑی استعمال کرنی چاہیے۔

٢٥٧١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّانَاجِ، سَمِعْتُ حُضَيْنَ ابْنَ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيَّ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ فَيْرُوزَ الدَّانَاجُ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ إِلَى عُثْمَانَ، قَدْ شَهِدُوا عَلَيْهِ، قَالَ: لِعَلِيٍّ: دُونَكَ ابْنَ عَمِّكَ، فَأَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَجَلَدَهُ عَلِيٌّ. وَقَالَ: جَلَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعِينَ. وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ. وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ. وَكُلٌّ سُنَّةٌ.

٢٥٧١- حضرت حضین بن منذر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ولید بن عقبہ کے خلاف (شراب نوشی کی) گواہی ملنے پر جب انھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے چچا کے بیٹے پر حد قائم کرو۔ حضرت علی نے انھیں کوڑے مارے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چالیس کوڑے مارے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی کوڑے مارے۔ یہ سب سزائیں سنت ہیں۔

فائدہ: خلفائے راشدین کا عمل سنت ہے اور اسے دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔'' (جامع الترمذي' العلم' باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة' حديث:٢٦٧٦)

(المعجم ١٧) - بَابٌ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مِرَارًا (التحفة ١٧)

باب: ١٧- کئی بار شراب پینے کی سزا

٢٥٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٥٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٢٥٧١ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح:١٧٠٧ من حديث ابن علية به، ومن حديث عبدالعزيز بن المختار به.

٢٥٧٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، ذكر الروايات المغلظات في شرب الخمر، ح:٥٦٦٥ من حديث شبابة، وأخرجه أبوداود، ح:٤٤٨٤ من حديث ابن أبي ذئب، وصححه ابن الجارود، ح:٨٣١، وابن حبان، ◀◀

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ. فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ. فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ» ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «فَإِنْ عَادَ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر دوبارہ (یہ جرم) کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر (یہ جرم) کرے تو اسے کوڑے لگاؤ'' پھر چوتھی بار فرمایا: ''اگر پھر (یہ جرم) کرے تو اسے قتل کردو۔''

٢٥٧٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ».

٢٥٧٣- حضرت معاویہ بن ابو سفیان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ شراب پی لیں تو انھیں کوڑے مارو۔ پھر اگر (دوبارہ) پئیں تو انھیں کوڑے مارو۔ اگر پھر (تیسری بار) پئیں تو انھیں کوڑے مارو۔ اگر پھر (چوتھی بار) پئیں تو انھیں قتل کر دو۔''

فائدہ: امام ترمذی ؒ نے فرمایا: پہلے یہ حکم تھا بعد میں (قتل کا حکم) منسوخ ہوگیا۔ امام محمد بن اسحاق نے محمد بن منکدر سے' انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شراب پیے اسے کوڑے لگاؤ' اگر چوتھی بار پیے تو اسے قتل کردو۔'' حضرت جابر ؓ نے فرمایا: بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی تھی تو آپ نے اسے مارا لیکن قتل نہیں کیا۔ زہری نے قبیصہ بن ذویب کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے یہی بات روایت کی ہے' فرمایا: چنانچہ قتل کا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ رخصت حاصل ہوگئی (حکم نرم ہوگیا۔) اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس مسئلے میں ان میں نہ قدیم دور (صحابۂ کرام ؓ کے زمانے) میں کوئی اختلاف تھا' نہ بعد کے دور میں اختلاف ہوا......'' (جامع الترمذي' الحدود' باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه ومن عاد في الرابعة فاقتلوه' حديث: ١٤٤٤)

ح: ١٥١٧، والحاكم: ٤/ ٣٧١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي برمزه: خ م.

٢٥٧٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب إذا تتابع في شرب الخمر، ح: ٤٤٨٢ من حديث عاصم به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٥١٩، والذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٣٧٢.

(المعجم ١٨) - **بَابُ الْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ** (التحفة ١٨)

باب:١٨- اگر عمر رسیدہ یا بیمار آدمی پر حد واجب ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

٢٥٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ [بْنِ حُنَيْفٍ،] عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: كَانَ بَيْنَ أَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيفٌ. فَلَمْ يُرَعْ إِلَّا وَهُوَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا. فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «اجْلِدُوهُ ضَرْبَ مِائَةِ سَوْطٍ» قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ. لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةَ سَوْطٍ مَاتَ. قَالَ: «فَخُذُوا لَهُ [عِثْكَالًا] فِيهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ، فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً».

٢٥٧٤- حضرت سعید بن سعد بن عبادہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے محلے میں ایک کمزور اپاہج رہتا تھا۔ (ایک دن) لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ گھر کی ایک لونڈی سے برے کام میں مشغول ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے اس کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے سو کوڑے مارو۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ تو بہت کمزور ہے۔ اگر ہم نے اسے سو کوڑے مارے تو وہ مر جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کھجور کا ایک خوشہ لو (جس پر سے کھجوریں اتار لی گئی ہوں اور تنکے باقی ہوں) جس میں سو تنکے ہوں۔ اسے اس کی ایک ضرب لگا دو۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے سفیان بن وکیع کے واسطے سے بھی مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① جس مجرم کی سزا موت نہیں بلکہ صرف کوڑے مارنا ہو اگر کوڑے مارنے سے اس کے مر جانے کا خوف ہو تو سزا میں تخفیف کی جا سکتی ہے۔ ② زیادہ بوڑھا آدمی یا بیمار آدمی جس کے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو اس کے لیے یہ حکم ہے۔ ③ جس بیمار کے شفایاب ہونے کی امید ہو تو اس کی سزا کو شفایاب ہونے تک مؤخر کر دینا چاہیے۔

٢٥٧٤- [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٤/ ٧، ح: ٢٠٢٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وأخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٢ من طريق آخر عن ابن إسحاق به، وضعفه البوصيري من أجل عنعنة ابن إسحاق، وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ٤٤٧٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨١٧.

(المعجم ١٩) - بَابُ مَنْ شَهَرَ السِّلَاحَ (التحفة ١٩)

باب:١٩- جو(کسی پر حملہ کرنے کے لیے) ہتھیار نکالے

٢٥٧٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ [بْنِ أَبِي صَالِحٍ،] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ، وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَمُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

٢٥٧٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔“

٢٥٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ الْبَرَّادِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

٢٥٧٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔“

٢٥٧٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وأَبُو كُرَيْبٍ وَ يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى وَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْبَرَّادِ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ

٢٥٧٧- حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہم پر (حملہ کرنے کے لیے) ہتھیار نکالا وہ ہم میں

٢٥٧٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ح: ١٠١ من حديث ابن حازم به.

٢٥٧٦ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ٩٨ من حديث أبي أسامة به.

٢٥٧٧ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ٧٠٧١ من حديث أبي أسامة به، ومسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ٩٩ من حديث عبدالله بن البراد به.

بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَهَرَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

سے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کو خوف زدہ کرنا بڑا گناہ ہے۔ ② کسی مسلمان کے خلاف لڑنا یا اس پر حملہ آور ہونا کبیرہ گناہ ہے۔ ③ ''ہم میں سے نہیں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے طریقے پر نہیں' یا اس کا یہ عمل ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَنْ حَارَبَ وَسَعَى فِي الْأَرْضِ فَسَادًا (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- بغاوت اور فساد پھیلانے کی سزا

٢٥٧٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ. فَقَالَ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدٍ لَنَا، فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا» فَفَعَلُوا. فَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ. وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَاسْتَاقُوا ذَوْدَهُ. فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ. فَجِيءَ بِهِمْ. فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا.

٢٥٧٨- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قبیلہ' عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے۔ انھیں مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہ آئی تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم ہمارے اونٹوں (کے ریوڑ) میں چلے جاؤ اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو بہتر ہو جاؤ گے)۔'' انھوں نے ایسے ہی کیا۔ پھر (جب وہ صحت یاب ہو گئے تو) وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے' اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو شہید کر دیا۔ اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گرفتاری کے لیے چند افراد بھیجے' چنانچہ انھیں (گرفتار کر کے) لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور گرم سلائیوں سے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ اور انھیں حرہ میں چھوڑ دیا حتی کہ وہ مر گئے۔

٢٥٧٨- [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ٩٥، ٩٦، تحريم الدم، ذكر اختلاف الناقلين لخبر حميد عن أنس بن مالك فيه، ح: ٤٠٣٣-٤٠٣٦ من طرق عن حميد به، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٧١ من طريق آخر عن عبدالعزيز بن صهيب وحميد عن أنس به، وبه صح الحديث.

٢٥٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالاَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قَوْماً أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

٢٥٧٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹ لیں تو نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور لوہے کی گرم سلائیوں سے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

فوائد ومسائل: ① بیت المال کے جانوروں سے ضرورت مند مسلمان فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ② جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے ان کا پیشاب علاج کے طور پر پینا جائز ہے۔ ③ مرتد کی سزا موت ہے۔ ④ ان مجرموں نے متعدد جرائم کا ارتکاب کیا تھا: (ا) اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے۔ (ب) ڈاکہ ڈالا۔ (ج) قتل کا ارتکاب کیا۔ (د) چرواہوں کی آنکھیں گرم سلائیوں سے پھوڑ کر بری طرح قتل کیا تھا' اس لیے قصاص کے طور پر ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

(المعجم ٢١) - بَابُ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو گیا' وہ شہید ہے

٢٥٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

٢٥٨٠- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کو (چور یا ڈاکو سے) بچانے کے لیے (اس کا مقابلہ کرتے ہوئے) قتل ہو گیا' وہ شہید ہے۔''

٢٥٧٩- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح على يحيى بن سعيد في هٰذا الحديث، ح: ٤٠٤٣ عن ابن المثنّى وابن بشار به.

٢٥٨٠- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ١١٥، تحريم الدم، من قتل دون ماله، ح: ٤٠٩٥ من طريق سفيان ابن عيينة به، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٧٧٢ من طريق آخر عن طلحة به، وإسناده صحيح، وصححه الترمذي، ح: ١٤١٨، وللحديث طرق أخرى عند البخاري، ح: ٢٤٥٢، ٢٤٨٠ وغيره، راجع مسند الحميدي، ح: ٨٣ بتحقيقي.

٢٥٨١- حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ الْجَزَرِيُّ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُتِيَ عِنْدَ مَالِهِ، فَقُوتِلَ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۲۵۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے مال کے پاس کوئی آئے اور (اسے لینے کی کوشش کرے جب وہ بچانا چاہے تو) اس سے جنگ کی جائے تب وہ (حملہ آور سے) لڑے اور قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔''

٢٥٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ [الْمُطَّلِبِ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ ظُلْمًا فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۲۵۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے ظلم کے طور پر اس کا مال طلب کیا جائے' وہ قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کی جان' اس کا مال اور اس کی عزت محفوظ رہے' لہٰذا حملہ آور کے خلاف دفاع کرنا اس کا حق ہے۔ ② مال کی حفاظت کے لیے حملہ آور کے خلاف لڑنا جائز ہے تو عزت اور جان کی حفاظت کے لیے لڑنا بالاولیٰ جائز ہوگا۔ ③ دفاع کرنے والا قتل ہو جائے تو شہید ہے' تاہم اس کا درجہ ایمان کی حفاظت یا اسلامی سلطنت کی حفاظت کے لیے جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے والے سے کم ہے۔ ایسے شخص کو باقاعدہ غسل اور کفن دے کر دفن کیا جائے گا جب کہ معرکۂ جہاد کے شہید کے لیے غسل اور کفن کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ حَدِّ السَّارِقِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- چور کی سزا

٢٥٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

۲۵۸۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے اس

٢٥٨١ـ [صحيح] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٧٢٦ من حديث شعبة عن أبي فروة يزيد بن سنان به، وقال: "هٰذا حديث صالح"، وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن سنان وأصاب، ولكن الحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

٢٥٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٤ عن أبي عامر به، وحسنه البوصيري.

٢٥٨٣ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٧ عن ابن أبي شيبة به.

أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ».

چور پر جو انڈا چراتا ہے تو (بالآخر) اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا جیسے کہ اسی باب کی دوسری احادیث میں آ رہا ہے اس لیے اس حدیث کی تاویل کی گئی ہے۔ ② اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ معمولی چیز انڈا یا رسی وغیرہ چراتا ہے اور پکڑا نہیں جاتا جس کی وجہ سے بڑے جرم کا حوصلہ ہوتا ہے حتی کہ وہ قیمتی چیز چرا کر ہاتھ کٹوا بیٹھتا ہے۔ ③ اس حدیث کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بَيْضَة سے مراد مرغی کا انڈا نہیں بلکہ لوہے کی ٹوپی (خود ہیلمٹ) ہے اسے بھی عربی میں بیضة کہتے ہیں اور وہ قیمتی چیز ہے۔ اور رسی سے مراد معمولی رسی نہیں بلکہ بڑا رسا مراد ہے جو جہاز کے لنگر کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور وہ قیمتی چیز ہے۔ لیکن حدیث کے انداز کلام سے پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے یعنی کتنا بد بخت ہے وہ شخص جو معمولی چوری کرتا ہے جس کے نتیجے میں آخر کار ہاتھ کٹنے تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ ④ چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (سورۃ المائدہ: آیت: ۳۸)

٢٥٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۲۵۸۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال (کی چوری) کی وجہ سے (چور کا) ہاتھ کاٹا۔ اس (ڈھال) کی قیمت تین درہم تھی۔

٢٥٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ

۲۵۸۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاتھ صرف چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (کی چوری) کی وجہ سے کاٹا جائے گا۔"

٢٥٨٤_ أخرجه مسلم، الحدود، الباب السابق، ح: ١٦٨٦ عن ابن أبي شيبة به، وأخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالٰى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما"، وفي كم يقطع؟، ح: ٦٧٩٥، ومسلم وغيرهما من حديث مالك عن نافع به.

٢٥٨٥_ أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالٰى: "والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما" وفي كم يقطع؟، ح: ٦٧٨٩، ومسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤ من حديث إبراهيم بن سعد به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں درہم و دینار چلتے تھے۔ درہم چاندی کا سکہ تھا اور دینار سونے کا۔ ایک دینار بارہ درہم کے برابر سمجھا جاتا تھا' اس لیے یہ دونوں حدیثیں ایک ہی مقدار کو ظاہر کرتی ہیں۔ ② اگر چرائی ہوئی چیز کی قیمت مذکورہ بالا مقدار سے کم ہو تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' تاہم دوسری سزا جرمانے یا پٹائی کی صورت میں دی جائے گی۔ ③ آج کل کاغذی سکے کو سونے کا متبادل قرار دیا جاتا ہے' اس لیے چوتھائی دینار (ایک ماشہ ایک رتی = تقریباً ایک گرام سونا) یا اتنی قیمت کی کوئی چیز چرائے جانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جانی چاہیے۔

٢٥٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُووَاقِدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ».

٢٥٨٦- حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت (کے برابر چوری کرنے کے جرم) میں کاٹا جائے گا۔''

(المعجم ٢٣) - بَابُ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- (چور کا کٹا ہوا) ہاتھ (اس کے) گلے میں لٹکانا

٢٥٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَ أَبُو سَلَمَةَ الْجُوبَارِيُّ يَحْيَى بْنُ

٢٥٨٧- حضرت عبداللہ بن محیریز رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے (چور کے) گلے میں ہاتھ لٹکانے کے بارے میں

٢٥٨٦- [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٩ من حديث وهيب بن خالد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه أبوواقد واسمه صالح بن محمد بن زائدة الليثي وهو ضعيف"، وأورده الضياء في المختارة لشاهد في الصحيح من حديث عائشة، وأخرج النسائي: ٨/ ٨٠، ح: ٤٩٤٦ بإسناد حسن عن عائشة مرفوعًا بلفظ: "يقطع يد السارق في ثمن المجن، وثمن المجن ربع دينار".

٢٥٨٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في السارق تعلق يده في عنقه، ح: ٤٤١١ من حديث عمر ابن علي به، وحسنه الترمذي، ح: ١٤٤٧، وقال النسائي: ٨/ ٩٢، ٤٩٨٦ "الحجاج بن أرطاة ضعيف ولا يحتج بحديثه"، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩.

خَلَفٍ قَالُوا : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَطَاءِ ابْنِ مُقَدَّمٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: سَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ؟ فَقَالَ: السُّنَّةُ، قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَ رَجُلٍ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ.

سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا' پھر وہ اس کی گردن میں لٹکا دیا۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ السَّارِقِ يَعْتَرِفُ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- اگر چور (اپنے جرم کا) اعتراف کر لے (تو کیا حکم ہے؟)

٢٥٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمْرَو ابْنَ سَمُرَةَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَرَقْتُ جَمَلًا لِبَنِي فُلَانٍ. فَطَهِّرْنِي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّا افْتَقَدْنَا جَمَلًا لَنَا. فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقُطِعَتْ يَدُهُ.

۲۵۸۸- حضرت عبدالرحمٰن بن ثعلبہ انصاری رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت ثعلبہ بن عمرو بن عبید رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے بنو فلاں کا ایک اونٹ چوری کیا ہے۔ مجھے (سزا دے کر گناہ سے) پاک کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو پیغام بھیجا (اور دریافت کیا) انھوں نے کہا: ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے' چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی بابت حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

قَالَ ثَعْلَبَةُ: أَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ وَقَعَتْ يَدُهُ وَهُوَ يَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي طَهَّرَنِي مِنْكِ، أَرَدْتِ أَنْ تُدْخِلِي جَسَدِي النَّارَ.

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اس کا ہاتھ (کٹ کر) گرا تو میں اسے دیکھ رہا تھا' جب کہ (اس وقت) وہ (اپنے ہاتھ کو مخاطب کر کے) کہہ رہا تھا: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے تجھ سے پاک کر دیا۔ (اے ہاتھ!) تو چاہتا تھا کہ میرے جسم کو جہنم میں لے جائے۔

٢٥٨٨ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠ ✽ وعبدالرحمٰن بن ثعلبة مجهول كما في التقريب.

(المعجم ٢٥) - **بَابُ الْعَبْدِ يَسْرِقُ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- جو غلام چوری کرے (اس کی سزا)

٢٥٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِيعُوهُ وَلَوْ بِنَشٍّ».

۲۵۸۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ ڈالو خواہ نصف اوقیے کے عوض (فروخت ہو)۔''

٢٥٩٠- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْداً مِنْ رَقِيقِ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَقْطَعْهُ وَقَالَ: «مَالُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضاً».

۲۵۹۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ خُمس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس کے مال میں سے کچھ چرا لیا۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا۔ اور فرمایا: ''اللہ کے مال (غلام) نے اللہ کا مال چوری کیا ہے۔''

(المعجم ٢٦) - **بَابُ الْخَائِنِ وَالْمُنْتَهِبِ وَالْمُخْتَلِسِ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- خیانت کرنے والے' چھین کر اور اچک کر لے جانے والے کی سزا

٢٥٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۵۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت

٢٥٨٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب بيع المملوك إذا سرق، ح: ٤٤١٢ من حديث أبي عوانة به، وقال النسائي، ح: ٤٩٨٣ "عمر بن أبي سلمة ليس بالقوي في الحديث" قلت: هو حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود.

٢٥٩٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٢ من طريق أبي يعلى ثنا جبارة به، جبارة، تقدم، ح: ٧٤٠، وحجاج، تقدم، ح: ١٣١٥ وهما ضعيفان، والأول أضعف من الثاني.

٢٥٩١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب القطع في الخلسة والخيانة، ح: ٤٣٩١-٤٣٩٣ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند الدارمي: ٢/ ١٧٥ وغيره، وصححه الترمذي، ح: ١٤٤٨، وابن حبان(موارد)، ح: ١٥٠٢-١٥٠٤ وغيرهما، ورواه عمرو بن دينار عن جابر به عند ابن حبان وغيره، وأعله أبوداود وغيره بعلة غير قادحة.

أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُقْطَعُ الْخَائِنُ وَلَا الْمُنْتَهِبُ وَلَا الْمُخْتَلِسُ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے' نہ چھیننے والے کا اور نہ اچکنے والے کا۔''

٢٥٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَاصِمِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ».

٢٥٩٢- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''اچکنے والے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① خیانت کا مطلب ہے' مالک کی بظاہر خیر خواہی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا مال خفیہ طور پر لے لینا۔ چھیننے کا مطلب ہے' کسی سے زبردستی کوئی چیز لے لینا۔ اچکنے کا مطلب ہے' کسی کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اچانک چھین لینا۔ ② ہاتھ کاٹنے کی سزا چوری کے جرم پر دی جاتی ہے۔ مذکورہ جرائم چونکہ چوری میں شامل نہیں' اس لیے ان کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ ③ ہاتھ نہ کاٹنے کا مطلب مجرم کو معاف کرنا نہیں بلکہ اسے کوئی دوسری مناسب سزا دینا مراد ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَاب: لَا يُقْطَعُ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- پھل یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

٢٥٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٢٥٩٣- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت

٢٥٩٢ـ [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال(ق:٣/ ١٢١٥) من حديث محمد بن عاصم به، وصححه الحافظ في التلخيص: ٤/ ٦٦، ح: ١٧٧٥، والبوصيري، وفيه عنعنة الزهري، تقدم، ح: ٧٠٧، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٩٣ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٨/ ٧٨، قطع السارق، باب مالا قطع فيه، ح: ٤٩٦٩ من حديث وكيع به، أخرجه أبوداود، ح: ٤٣٨٨ وغيره من طريق آخر عن يحيى بن سعيد به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٣٩، وإسناده صحيح، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٦، وابن حبان (موارد)، ح: ١٥٠٥.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَ اسِعِ ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل چرانے یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

٢٥٩٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ».

۲۵۹۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل چرانے یا کھجور کا گودا چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① پھل سے مراد درخت پر لگا ہوا پھل ہے۔ اگر کوئی شخص درخت پر سے پھل اتار کر کھا لے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' ہاں معمولی مار پیٹ ہو سکتی ہے یا معاف کیا جا سکتا ہے۔ ② گودے سے مراد وہ نرم حصہ ہے جو کھجور کے درخت کے اندر پایا جاتا ہے۔ اہل عرب اسے کھاتے ہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- محفوظ جگہ سے چوری کرنا

٢٥٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ مَالِكِ [بْنِ] أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ نَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ، فَأُخِذَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ، فَجَاءَ بِسَارِقِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْطَعَ.

۲۵۹۵- حضرت عبداللہ بن صفوان ؓ اپنے والد (حضرت صفوان بن امیہ ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں سو رہے تھے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ کسی نے ان کے سر کے نیچے سے چادر نکال لی۔ وہ چور کو پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان

٢٥٩٤ـ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل عبدالله بن سعيد، ح: ٢٦٠، وأخوه سعد لين الحديث (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

٢٥٩٥ـ [حسن] وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٣٤، ٨٣٥، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٤٣٩٤، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٨.

فَقَالَ صَفْوَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَمْ أُرِدْ هٰذَا، رِدَائِي عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ».

ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ یہ نہیں تھا (کہ اس کا ہاتھ کٹوادوں) میری چادر اس پر صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے کیوں (یہ صدقہ) نہ کیا؟''

فوائد ومسائل: ① محفوظ جگہ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں عام طور پر انسان کسی چیز کو سنبھال کر رکھتا ہے۔ اور مختلف قسم کے اموال کے لیے ''محفوظ جگہ'' بھی مختلف ہوتی ہے' مثلاً: جانوروں کے لیے ان کا باڑا' کپڑوں کے لیے صندوق وغیرہ' اور غلے کے لیے اس کے سکھانے کی جگہ حرز (محفوظ جگہ) ہے۔ ② گھر سے باہر مالک کی موجودگی ہی اس کے استعمال کی چیز کے لیے حرز ہے۔ ③ مالک چور کو معاف کر سکتا ہے۔ ④ حاکم کے سامنے معاملہ پیش ہونے کے بعد جرم معاف نہیں کیا جا سکتا' البتہ قتل کے مجرم کو مقتول کے وارث سزائے موت نافذ ہونے سے پہلے تک معاف کر سکتے ہیں۔

٢٥٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الثِّمَارِ فَقَالَ: «مَا أُخِذَ فِي أَكْمَامِهِ فَاحْتُمِلَ، فَثَمَنُهُ وَمِثْلُهُ مَعَهُ، وَمَا كَانَ فِي الْجِرَانِ، فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، وَإِنْ أَكَلَ وَلَمْ يَأْخُذْ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ» قَالَ: الشَّاةُ الْحَرِيسَةُ مِنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «ثَمَنُهَا وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ، وَمَا كَانَ فِي الْمُرَاحِ، فَفِيهِ الْقَطْعُ، إِذَا كَانَ مَا يَأْخُذُ مِنْ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ».

٢٥٩٦- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پھلوں (کی چوری) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''جو پھل خوشوں میں سے (نکال کر) اٹھا کر لے جایا جائے تو (اس کا جرمانہ) اس کی قیمت اور اس کے ساتھ اتنی ہی رقم مزید (جرمانہ وصول کیا جائے گا۔) اور جو سکھانے کے میدان سے (لے جایا گیا) ہو تو وہ اگر ڈھال کی قیمت تک پہنچتا ہو تو اس کی سزا میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر اس نے کھایا ہے اور ساتھ نہیں لے گیا تو اسے کوئی سزا نہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو بکری (رات کو) باڑے سے باہر رہ جائے (اور اسے کوئی چرا لے تو؟) رسول اللہ ﷺ

٢٥٩٦- [حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧١١ من حديث أبي أسامة به، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٨٩، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٧ من حديث عمرو بن شعيب به.

نے فرمایا: ''اس کی قیمت اور اس کے ساتھ اتنی ہی رقم مزید اور (جسمانی) سزا بھی۔ اور جو (بکری) باڑے میں سے چرائی جائے تو اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے جب کہ ڈھال کی قیمت تک پہنچتی ہو۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کے باغ سے بلا اجازت پھل کھانا جائز نہیں' تاہم اس کی کوئی سزا نہیں۔ ② باغ سے پھل ساتھ لے جانا قابل سزا جرم ہے۔ ③ چوری کے نصاب سے کم مقدار کی چیز چرائی جائے تو اس کی سزا مالی جرمانہ ہے جس کی مقدار چرائی ہوئی چیز سے دگنی ہے۔ ④ مالی جرمانے کے ساتھ جرم کی نوعیت کے مطابق چند کوڑے بھی مارے جا سکتے ہیں۔ ⑤ محفوظ جگہ سے چرائی ہوئی چیز کے بدلے میں ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب اس کی قیمت چوتھائی دینار تک پہنچتی ہو' اس کو حدیث میں ڈھال کی قیمت کہا گیا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی اوسط قیمت یہی تھی۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ تَلْقِينِ السَّارِقِ (التحفة ٢٩)

باب: ٢٩- چور کو (جرم سے انکار کرنے کی) تلقین کرنا

٢٥٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُنْذِرِ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ، يَذْكُرُ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ، فَاعْتَرَفَ اعْتِرَافاً، وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ الْمَتَاعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ» قَالَ: بَلَى، ثُمَّ قَالَ: «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ» قَالَ: بَلَى، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ. قَالَ [النَّبِيُّ ﷺ]: «قُلْ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. قَالَ:

٢٥٩٧- حضرت ابو امیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور پیش کیا گیا۔ اس نے اعترافِ جرم کر لیا جب کہ اس کے پاس سامان نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے۔) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ کی ہے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہہ! [أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ] ''میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' اس

٢٥٩٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في التلقين في الحد، ح: ٤٣٨٠ من حديث حماد به * أبوالمنذر لا يعرف كما قال الذهبي، وأشار إليه الخطابي.

«اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ» مَرَّتَيْنِ.

نے کہا: [أَسْتَغْفِرُاللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ] ’’میں اللہ سے بخش طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔‘‘ رسول اللہ ﷺ نے دو بار فرمایا: ’’اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔‘‘

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْمُسْتَكْرَهِ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠- جسے (جرم کے ارتکاب پر زبردستی) مجبور کیا گیا ہو؟

٢٥٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ، وَ أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ، وَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتُكْرِهَتِ امْرَأَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَدَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ، وَأَقَامَهُ عَلَى الَّذِي أَصَابَهَا. وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا.

٢٥٩٨- عبدالجبار بن وائل نے اپنے والد (حضرت وائل بن حجر ؓ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت سے زبردستی بدکاری کا ارتکاب کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حد سے بری کر دیا' اور اس شخص پر حد جاری کی جس نے اس سے بدکاری کی تھی۔ صحابی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو مہر دلوایا تھا (یا نہیں۔)

(المعجم ٣١) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِقَامَةِ الْحُدُودِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٣١)

باب:٣١- مسجد میں حد لگانے کی ممانعت کا بیان

٢٥٩٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ

٢٥٩٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مسجدوں میں حدیں نہ

٢٥٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا، ح:١٤٥٣ من حديث معمر بن سليمان به، وفيه علتان، إحداهما ضعف الحجاج، تقدم، ح:٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، والثانية الانقطاع بين عبدالجبار وأبيه، انظر، ح:٨٥٥.

٢٥٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل ابنه يقاد منه أم لا؟، ح:١٤٠١ من حديث إسماعيل به، تقدم، ح:٣٠١، وهو ضعيف كما في التلخيص الحبير:٤/ ٧٧، ح:١٨٠٠ وغيره، وله شاهد ضعيف عند أبي داود، ح:٤٤٩٠، وقال الحافظ: "ولا بأس بإسناده"، وللحديث طرق لم يصح منها شيء، انظر الحديث الآتي.

ابْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوحَفْصٍ الْأَبَّارُ، جَمِيعاً عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُقَامُ الْحُدُودُ فِي الْمَسَاجِدِ».

لگائی جائیں۔''

٢٦٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ [يُحَدِّثُ] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ جَلْدِ الْحَدِّ فِي الْمَسَاجِدِ.

٢٦٠٠- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجدوں میں حد لگانے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ باب کی دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ۷/ ۲۷۱، ۲۷۲) مسجد ذکر الٰہی' نماز اور وعظ ونصیحت کے لیے ہے۔ مار پیٹ اور سزا دینا مسجد کے اندر مناسب نہیں۔ ② اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ جسے سزا دی جائے گی' وہ چیخے چلائے گا اور حاضرین بھی باتیں کریں گے تو شور ہوگا۔ ہاتھ وغیرہ کاٹنے کی صورت میں مسجد میں خون گرے گا جو مسجد کی طہارت وصفائی کے منافی ہے' اس لیے مسجد میں حد لگانے سے مسجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٢) - بَابُ التَّعْزِيرِ (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- تعزیر کا بیان

٢٦٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ

٢٦٠١- حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ کی مقرر کردہ حدوں میں سے کسی حد کے علاوہ کسی (مجرم) کو دس سے زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں۔''

٢٦٠٠- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠.

٢٦٠١- أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب، ح: ٦٨٤٨ من طريق الليث، ومسلم، الحدود، باب قدر أسواط التعزير، ح: ١٧٠٨ من طريق بكير به.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا يُجْلَدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ، إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ».

٢٦٠٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ ابْنُ كَثِيرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُعَزِّرُوا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ».

٢٦٠٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس کوڑوں سے زیادہ تعزیر نہ لگاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دے کر کہا ہے کہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' یعنی یہ روایت معناً صحیح ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ روایت کو ماقبل روایت کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے۔ ② سزا کی دو قسمیں ہیں: (ا) حد وہ سزا ہے جس کی مقدار شریعت نے مقرر کر دی ہے' مثلاً: قتل کی سزا قصاص' یا قذف کی سزا اسّی (۸۰) کوڑے۔ اس میں کمی بیشی جائز نہیں۔ (ب) تعزیر وہ سزا ہے جس کی مقدار مقرر نہیں کی گئی بلکہ حاکم یا قاضی موقع محل کی مناسبت سے یا جرم کی شدت کے لحاظ سے مناسب مقدار کی سزا دے سکتا ہے' خواہ وہ کوڑوں کی صورت میں ہو' یا قید یا جرمانے کی صورت میں۔ ③ اگر تعزیر کوڑوں کی صورت میں ہو تو اس کے لیے یہ حد مقرر ہے' تاہم جرم شدید ہونے کی صورت میں دوسری تعزیری سزا قید یا جرمانے وغیرہ کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: اَلْحَدُّ كَفَّارَةٌ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- حد لگنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے

٢٦٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ،

٢٦٠٣- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس شخص سے حد کے قابل جرم سرزد ہو جائے' پھر اسے جلدی

٢٦٠٢_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عباد بن كثير، انظر، ح: ١٤٦٢، وله شاهد عند الطبراني (الأوسط: ٨/ ٢٦٠، ح: ٧٥٢٤، ونصب الراية: ٣/ ٣٥٤)، والعقيلي: ١/ ٦٥، وقال: "إبراهيم بن محمد شامي مجهول، حديثه منكر غير محفوظ"، والحديث السابق يغني عنه.

٢٦٠٣_ أخرجه مسلم، الحدود، باب الحدود كفارات لأهلها، ح: ١٧٠٩ من طريق خالد الحذاء به.

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ مِنكُمْ حَدًّا، فَعُجِّلَتْ لَهُ عُقُوبَتُهُ، فَهُوَ كَفَّارَتُهُ. وَإِلَّا، فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ».

(دنیا ہی میں) سزا مل جائے تو یہ اس کا کفارہ بن جاتی ہے۔ ورنہ (اگر وہ دنیوی سزا سے بچ جائے تو) اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کسی جرم پر دنیا میں اسلامی سزا مل جانے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ ② ممکن ہے ایک آدمی مجرم ہو لیکن کسی کو اس کے جرم کا علم نہ ہو سکے یا عدالت میں اس پر جرم ثابت نہ ہو سکے تو اس شخص کے گناہ کی معافی یقینی نہیں۔ ③ معاملہ اللہ کے سپرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے توبہ کی وجہ سے' یا کسی بڑی نیکی کی وجہ سے اس کا یہ گناہ معاف ہو جائے اور اس طرح وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے قبر میں یا میدانِ حشر میں یا جہنم میں سزا برداشت کرنی پڑے اور اس کے بعد اسے معافی ملے۔

٢٦٠٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَ فِي الدُّنْيَا ذَنْباً، فَعُوقِبَ بِهِ، فَاللهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عُقُوبَتَهُ عَلَى عَبْدِهِ. وَمَنْ أَذْنَبَ ذَنْباً فِي الدُّنْيَا، فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ، فَاللهُ أَكْرَمُ [مِنْ] أَنْ يَعُودَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ».

٢٦٠٤- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے دنیا میں کوئی گناہ سرزد ہو جائے' پھر اسے (دنیا میں) اس کی سزا مل جائے تو اللہ تعالیٰ کے انصاف سے بعید ہے کہ اپنے بندے کو دوبارہ اس (گناہ) کی سزا دے۔ اور جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا' پھر اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تو اللہ کے کرم سے بعید ہے کہ جس گناہ کو معاف کر دیا ہے' دوبارہ اس کی سزا دے۔''

(المعجم ٣٤) - بَابُ الرَّجُلِ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو (مشغول) دیکھے

٢٦٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمَدِينِيُّ أَبُو عُبَيْدٍ قَالَا:

٢٦٠٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری ؓ نے عرض کیا: اے

٢٦٠٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء لا يزني الزاني وهو مؤمن، ح: ٢٦٢٦ من حديث حجاج به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم: ١/٧، والذهبي * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٤٦، ١٠٣٩.

٢٦٠٥ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٨ من حديث الدراوردي به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلرَّجُلُ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا». قَالَ سَعْدٌ: بَلٰى. وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْمَعُوا مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ».

اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی (اجنبی) مرد کو پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’نہیں۔‘‘ حضرت سعد ؓ نے کہا: کیوں نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق (اور سچے دین) سے سرفراز فرمایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’سنو! تمھارا سردار کیا کہتا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① بدکاری کا ارتکاب کرنے والے مرد اور عورت کو جو شخص عین جرم کی حالت میں دیکھ لے تو اسے بھی یہ حق نہیں کہ انھیں قتل کر دے۔ ② اس صورت میں اسے چاہیے کہ تین مردوں کو گواہی میں شریک کرے حتی کہ وہ چاروں انھیں جرم کی حالت میں دیکھ لیں۔ ③ گواہی مکمل ہونے پر عدالت ایسے مرد اور عورت کو شرعی سزا (رجم یا سو کوڑوں کی سزا) دے گی۔ ④ گواہی کا یہ نصاب مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنی کسی ناراضی کی وجہ سے کسی کو قتل کر دے اور بعد میں کہہ دے کہ میں نے اسے زنا کرتے دیکھا تھا۔ ⑤ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی سے ملوث دیکھتا ہے تو اس کے لیے طلاق اور لعان کا راستہ موجود ہے لہٰذا قانون ہاتھ میں لینا اور بیوی کو قتل کر دینا جائز نہیں۔ ⑥ حضرت سعد بن عبادہ ؓ کا کلام ان کی غیرت کا مظہر ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے جذبۂ غیرت کی تحسین فرمائی لیکن انھیں یہ اختیار نہیں دیا کہ مجرم کو خود ہی قتل کر دیں۔

٢٦٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ: قِيلَ لِأَبِي ثَابِتٍ، سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ، حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ الْحُدُودِ، وَكَانَ رَجُلًا غَيُورًا: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّكَ وَجَدْتَ مَعَ

٢٦٠٦- حضرت سلمہ بن محبق ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب حدود کی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو ثابت سعد بن عبادہ ؓ جو بہت غیرت مند آدمی تھے ان سے کسی نے کہا: اگر آپ اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائیں تو کیا کریں گے؟ انھوں نے کہا: میں تو دونوں کو تلوار مار (کر قتل کر) دوں گا۔ کیا میں

٢٦٠٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجم، ح: ٤٤١٧ من حديث الفضل بن دلهم به ✿ الفضل بن دلهم لين ورمي بالاعتزال، (ومن حديث وكيع تعليقًا، ح: ٤٤١٧).

امْرَأَتِكَ رَجُلاً، أَيَّ شَيْءٍ كُنْتَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: كُنْتُ ضَارِبَهُمَا بِالسَّيْفِ. أَنْتَظِرُ حَتَّى أَجِيءَ بِأَرْبَعَةٍ؟ إِلَى مَا ذَاكَ قَدْ قَضَى حَاجَتَهُ وَذَهَبَ. أَوْ أَقُولُ: رَأَيْتُ كَذَا وَكَذَا. فَتَضْرِبُونِي الْحَدَّ وَلاَ تَقْبَلُوا لِي شَهَادَةً أَبَداً. قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كَفَى بِالسَّيْفِ شَاهِدًا». ثُمَّ قَالَ: «لاَ. إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَتَابَعَ فِي ذٰلِكَ السَّكْرَانُ وَالْغَيْرَانُ».

انتظار کروں کہ چار گواہ لے کر آؤں؟ اس وقت تو وہ (مجرم) اپنا کام کر کے جا چکا ہوگا۔ اور اگر میں کہوں کہ میں نے ایسا ایسا معاملہ دیکھا ہے تو تم مجھے (بہتان کی) حد لگاؤ گے اور آئندہ کبھی میری گواہی قبول نہیں کرو گے۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلوار کی گواہی کافی ہے۔'' پھر فرمایا: ''نہیں' مجھے ڈر ہے کہ نشے والے اور غیرت مند پے در پے قتل کرنے لگیں گے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ، يَعْنِي ابْنَ مَاجَةَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: هٰذَا حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيِّ. وَفَاتَنِي مِنْهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام ابوزرعہ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے: یہ علی بن محمد طنافسی کی حدیث ہے' اور مجھ سے اس کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- باپ کی وفات کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کی سزا

٢٦٠٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ. ح: وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، جَمِيعاً عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ بِي خَالِي، سَمَّاهُ هُشَيْمٌ، فِي حَدِيثِهِ، الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو وَقَدْ عَقَدَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِوَاءً. فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ

٢٦٠٧- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے ماموں (حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ) میرے پاس سے گزرے' انھیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جھنڈا دے کر (کسی مہم پر) روانہ فرمایا تھا۔ میں نے کہا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی طرف (اسے سزا دینے کے لیے) روانہ فرمایا ہے' اس نے باپ کے

٢٦٠٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزنى بحريمه، ح:٤٤٥٧ من حديث عدي به، وصححه ابن الجارود، ح:٦٨١، وله طرق عند أبي داود، ح:٤٤٥٦، وابن حبان، ح:١٥١٦، والترمذي، والحاكم: ٢/ ١٩١ وغيرهم.

تُرِيدُ؟ فَقَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ.

مرنے کے بعد اس کی بیوی (اپنی سوتیلی والدہ) سے نکاح کر لیا ہے۔ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔

فوائد ومسائل: ① کسی محرم خاتون سے نکاح کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ② اس جرم کی سزا یہ ہے کہ مجرم کو قتل کر دیا جائے۔ ③ حرام نکاح کی سزا زنا والی سزا (رجم) نہیں۔

٢٦٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، ابْنُ أَخِي الْحُسَيْنِ الْجُعْفِيِّ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مَنَازِلَ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ، أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَأُصَفِّيَ مَالَهُ.

٢٦٠٨- حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے والد کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا (اور مجھے حکم دیا) کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا مال ضبط کر لوں۔

فائدہ: قتل کرنا حد ہے اور مال ضبط کرنا تعزیر' یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر حد اور تعزیر دونوں کو نافذ فرمایا۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ مَنِ ادَّعٰى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ** (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا' یا اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی اور کو مولیٰ (آزاد کرنے والا) قرار دینا

٢٦٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الضَّيْفِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

٢٦٠٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے باپ کے

٢٦٠٨- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١٩/ ٢٤ من حديث ابن إدريس به، على تصحيف فيه، وصححه البوصيري.

٢٦٠٩- [صحيح] * محمد بن أبي الصيف مستور، وتابعه وهيب عند ابن حبان(موارد)، ح: ١٢١٧ وغيره، وإسناده صحيح، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، الحج، باب فضل المدينة ... الخ، ح: ١٣٧٠، وأصله في صحيح البخاري، ح: ١٨٧٠، ٣١٧٢، ٣١٧٩، ٦٧٥٥، ٧٣٠٠.

عُثْمَانَ بْنِ [خُثَيْمٍ]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

سوا کسی اور کی طرف نسبت کرے اور جو (غلام یا لونڈی) اپنے مولیٰ (آزاد کرنے والے) کے علاوہ کسی اور کو اپنا مولیٰ قرار دے اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔"

٢٦١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ، وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَى قَلْبِي مُحَمَّدًا ﷺ [يَقُولُ]: «مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ».

٢٦١٠- حضرت سعد اور حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے ان دونوں میں سے ہر ایک نے فرمایا: میرے کانوں نے حضرت محمد ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: "جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے اس پر جنت حرام ہے۔"

فوائد ومسائل: ① نسب کے ثبوت پر بہت سے معاملات کا انحصار ہے مثلاً: (ا) محرم اور نامحرم کی پہچان۔ (ب) وراثت کی تقسیم وغیرہ اس لیے شریعت اسلامیہ میں نسب کی حفاظت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ ② آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے درمیان جو تعلق قائم ہوتا ہے اسے ولاء کہتے ہیں اس پر بھی بعض شرعی مسائل کا انحصار ہے مثلاً: نسبی وارثوں کی غیر موجودگی میں وراثت کی تقسیم وغیرہ۔ ③ نسب اور ولاء کا جو تعلق قدرتی طور پر قائم ہو گیا ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لیے شریعت میں منہ بولے بیٹے یا بھائی وغیرہ جیسے مصنوعی رشتوں کی کوئی قانونی اور شرعی حیثیت نہیں۔ ④ باپ کے سوا کسی اور کو اپنا والد قرار دینا حرام ہے البتہ احترام کے طور پر کسی کو چچا کہہ دینا یا پیار سے کسی کو بیٹا کہہ دینا اس میں شامل نہیں۔ حرمت اس وقت ہے جب اس مصنوعی رشتے کو اصلی رشتے کا مقام دینے کی کوشش کی جائے۔ ⑤ آزاد کردہ غلام کے لیے جائز نہیں کہ کسی اور قبیلے سے تعلق قائم کرنے کے لیے اس قبیلے کے کسی فرد کو اپنا آزاد کرنے والا قرار دے۔ اس کی وجہ سے بعض شرعی معاملات میں مشکل پیش آ سکتی ہے اس کے علاوہ یہ ایک بڑی احسان فراموشی بھی ہے۔

٢٦١٠- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، ح: ٤٣٢٧ من حديث عاصم، ومسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، ح: ٦٣ من حديث أبي معاوية من حديث عاصم الأحول به.

٢٦١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

٢٦١١- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے والد کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا' حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اصل باپ کے سوا کسی دوسرے آدمی کو اپنا باپ قرار دینا حرام ہے۔ ② جنت کی خوشبو نہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا بلکہ جنت کے قریب بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ ③ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا' سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کی کسی بڑی نیکی کی وجہ سے یا اپنی خاص رحمت سے اسے معاف فرما دے۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ مَنْ نَفَى رَجُلًا مِنْ قَبِيلَتِهِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- کسی کو قبیلے سے خارج قرار دینا

٢٦١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ حَيَّانَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ طَلْحَةَ السُّلَمِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ هَيْصَمٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَيْتُ

٢٦١٢- حضرت اشعث بن قیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں قبیلۂ کندہ کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد کے لوگ مجھے اپنا افضل فرد سمجھتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ لوگ ہم میں سے (ہمارے قبیلے میں سے) نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ ہم اپنی ماں کو تہمت نہیں لگاتے اور اپنے باپ سے لاتعلق نہیں ہوتے۔''

٢٦١١- [صحيح] وصححه البوصيري، قلت: عبدالكريم الجزري لم ينفرد به، تابعه الحكم عند أحمد: ٢/ ١٩٤، ١٧١ عن مجاهد به، والراجح سبعين عامًا، دون خمس مائة عام، والله أعلم.

٢٦١٢- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١١، ٢١٢ من حديث حماد بن سلمة به، ومسلم بن هيصم، روى عنه جماعة، وذكره ابن حبان في الثقات، وأخرج عنه مسلم في صحيحه، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي وَفْدِ كِنْدَةَ، وَلَا يَرَوْنِي إِلَّا أَفْضَلَهُمْ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَسْتُمْ مِنَّا؟ فَقَالَ: «نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ، لَا نَقْفُو أُمَّنَا، وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَا».

قَالَ: فَكَانَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ يَقُولُ: لَا أُوتَى بِرَجُلٍ نَفَى رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ، مِنَ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ، إِلَّا جَلَدْتُهُ الْحَدَّ.

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا جائے جو قریش کے کسی آدمی کو نضر بن کنانہ کی اولاد سے خارج قرار دے تو میں اسے (بہتان کی) حد لگاؤں گا۔

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ قبیلہ قریش سے ہیں۔ قریش فہر بن مالک کا لقب ہے۔ فہر کی اولاد ہی قریشی کہلاتی ہے۔ مالک کے والد (فہر کے دادا) کا نام نضر بن کنانہ ہے۔ (دیکھیے: الرحیق المختوم ص: ٧٥) ② جب کسی کو یہ کہا جائے کہ یہ اس شخص سے نہیں جس کا بیٹا سمجھا جاتا ہے تو اس کا مطلب اس کی ماں پر زنا کی تہمت ہے لہٰذا یا تو وہ شخص اپنا الزام ثابت کرے ورنہ اسے اسی (٨٠) کوڑے سزا ملے گی۔ ③ زنا کا الزام صریح الفاظ میں لگایا جائے یا اشارتاً دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ الْمُخَنَّثِينَ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- ہیجڑوں کا بیان

٢٦١٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ الْجُرْجَانِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ [بِشْرًا] بْنَ نُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَجَاءَهُ عَمْرُو بْنُ [قُرَّةَ] فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ قَدْ كَتَبَ عَلَيَّ الشِّقْوَةَ. فَمَا أُرَانِي أُرْزَقُ إِلَّا مِنْ دُفِّي

٢٦١٣- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ (ایک ہیجڑا) عمرو بن قرہ آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے میری قسمت میں بدبختی لکھ دی (کہ میں ہیجڑا ہوں۔) میرے رزق کا ذریعہ صرف ہاتھ سے دف بجانا ہے تو آپ مجھے ایسے گانے کی اجازت دے دیجیے جس میں بے حیائی کی باتیں نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے

٢٦١٣- [إسناده موضوع] أخرجه الطبراني: ٨/ ٦٠، ٦١، ح: ٧٣٤٢ من حديث الحسن بن أبي الربيع به، وضعفه البوصيري، ونقل عن يحيى بن سعيد القطان قال في بشر بن نمير: كان ركنًا من أركان الكذب، ونقل عن أحمد قال في يحيى بن العلاء: "كان يضع الحديث".

بِكَفِّي. فَأْذَنْ لِي فِي الْغِنَاءِ، فِي غَيْرِ فَاحِشَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا آذَنُ لَكَ، وَلَا كَرَامَةَ، وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ. كَذَبْتَ، أَيْ عَدُوَّ اللهِ لَقَدْ رَزَقَكَ اللهُ طَيِّباً حَلَالًا، فَاخْتَرْتَ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْكَ مِنْ رِزْقِهِ مَكَانَ مَا أَحَلَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ مِنْ حَلَالِهِ. وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكَ لَفَعَلْتُ بِكَ وَفَعَلْتُ. قُمْ عَنِّي، وَتُبْ إِلَى اللهِ. أَمَا إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ، بَعْدَ التَّقْدِمَةِ إِلَيْكَ، ضَرَبْتُكَ ضَرْباً وَجِيعاً، وَحَلَقْتُ رَأْسَكَ مُثْلَةً، وَنَفَيْتُكَ مِنْ أَهْلِكَ، وَأَحْلَلْتُ سَلَبَكَ نُهْبَةً لِفِتْيَانِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

اجازت نہیں دیتا۔ نہ تیری عزت کرتا ہوں۔ نہ (تیری درخواست قبول کر کے) تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہوں۔ اللہ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ نے تجھے پاک اور حلال رزق دیا لیکن تو نے اللہ کے حلال کیے ہوئے کو چھوڑ کر اس کا حرام کیا ہوا رزق پسند کیا۔ اگر میں نے پہلے بھی تجھے (اس کام سے) منع کیا ہوتا تو (آج) میں تجھے سخت سزا دیتا۔ میرے پاس سے چلا جا اور اللہ کے آگے توبہ کر۔ سن لے! اگر تو نے یہ کام میرے منع کرنے کے بعد کیا ہوتا تو میں تیری سخت پٹائی کرتا اور تیرا سر مونڈ کر تیری شکل بگاڑ دیتا اور تجھے تیرے خاندان سے نکال کر جلا وطن کر دیتا اور تیرا مال مدینے کے جوانوں کو لوٹ لینے کی اجازت دے دیتا۔"

فَقَامَ عَمْرٌو، وَبِهِ مِنَ الشَّرِّ وَالْخِزْيِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ.

عمرو اتنا ذلیل اور رسوا ہو کر گیا کہ اس کی حالت اللہ ہی جانتا ہے۔

فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰؤُلَاءِ الْعُصَاةُ. مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِغَيْرِ تَوْبَةٍ، حَشَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مُخَنَّثاً عُرْيَاناً لَا يَسْتَتِرُ مِنَ النَّاسِ بِهُدْبَةٍ، كُلَّمَا قَامَ صُرِعَ».

جب وہ اٹھ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ نافرمان لوگ ہیں۔ ان میں سے جو کوئی توبہ کیے بغیر مر جائے گا تو اللہ عزوجل اسے قیامت کو اسی حالت میں اٹھائے گا جیسے کہ وہ دنیا میں تھا، یعنی مخنث اور ننگا۔ اس کے پاس لوگوں سے جسم چھپانے کے لیے ایک چیتھڑا بھی نہیں ہو گا۔ جب بھی (چلنے کے لیے) اٹھے گا بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔"

٢٦١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۱۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

٢٦١٤- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٢.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَسَمِعَ مُخَنَّثاً وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَداً، دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ».

ہے کہ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو سنا کہ ایک مخنث حضرت عبداللہ بن ابی امیہ ؓ سے کہہ رہا تھا: اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف میں فتح نصیب فرما دی تو میں تجھے ایک عورت دکھاؤں گا جو آتی ہے تو جسم میں چار بل پڑتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انھیں اپنے گھروں سے نکال دیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① مخنث سے مراد وہ انسان ہے جس کے صنفی اعضاء میں مردوں اور عورتوں دونوں سے مشابہت پائی جائے۔ ایسا شخص شادی شدہ زندگی گزارنے کے قابل نہیں ہوتا' نہ بحیثیت مرد کے اور نہ بحیثیت عورت کے' البتہ اگر ایک صنف سے مشابہت زیادہ ہو تو اسی صنف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ② عرب میں ایسے افراد مردانہ لباس پہنتے اور مردوں کی طرح گھر سے باہر کے کام کرتے ہیں۔ ③ ان میں جو شخص عورتوں کے خاص معاملات سے دلچسپی رکھتا ہو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔ ④ ان میں سے جس شخص کو صنفی معاملات سے دلچسپی نہ ہو' صرف کھانے پینے کا خیال ہو' انھیں ﴿غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ (النور ٢٤:٣١) یعنی ”خواہش نہ رکھنے والے مردوں“ میں شمار کیا جا سکتا ہے' لہٰذا ان سے عورتوں پر پردہ فرض نہیں۔